ماہنامہ

جواب عرض

اپریل 2014

تیرے انتظار میں

RS:85

سرکار کی آمد مرحبا

حضور شہنشاہ کل ﷺ بڑی شانوں بڑی رعنائیوں اور زیبائیوں کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لائے۔ نیابت بھی آپ ﷺ پر ختم، رسالت بھی آپ ﷺ پر ختم اور معرفت بھی آپ ﷺ پر ختم۔ آپؐ نے نہ صرف ان سب کا حق ادا فرما دیا بلکہ اوج ثریا تک پہنچا ڈالا۔

قرآن مجید و فرقان حمید جو ہماری ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے اور شریعت محمدیؐ جو دین و دنیا میں برکات کا وسیلہ ہے یہاں یہ دونوں نعمتیں ہمیں آپؐ کے نعلین پاک کے صدقہ میں ملیں اور کل قیامت کے روز حشر کے میدان میں کوئی کسی کو پوچھنے والا نہ ہوگا ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے اولعزم پیغمبر بھی دم نہ مار سکیں گے۔ اس روز ہم سب کو آپؐ کے دامان شفقت ہی میں پناہ ملے گی آپؐ ہی ہم سب عاصیوں کی شفاعت فرمائیں گے آپؐ کا فرمان مبارک ہے کہ حشر کے روز تعریف کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت کی تمام مخلوق آپؐ کے پیچھے چلے گی آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ کریم اس روز بڑے غضب میں ہوں گے جونہی اللہ پاک کی نگاہ حبیبؐ پر پڑے گی اللہ کریم کا غضب لطف و کرم میں تبدیل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ آپ کو سجدہ سے اٹھائیں گے اور اپنے ساتھ تخت پر داہنے ہاتھ بٹھائیں گے یہی وہ مقام ہے جسے مقام "محمود" کہا جاتا ہے جو اس روز آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا اے میرے حبیب آپؐ جس کی شفاعت فرمائیں گے ہم اسے بخشتے جائیں گے اس طرح مخلوق آپؐ کے وسیلہ سے نجات پائے گی۔ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ حضور اکرم کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے رب العالمین وہ قدرت والا ہے جس نے پیغمبر علیہ السلام کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ۔ فضل الٰہی پر خوشی منانا حکم الٰہی ہے اور حضور ﷺ رب کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔ لہٰذا ان کی ولادت پر خوشی منانا اسی آیت پر عمل ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں! کہ ہم کو حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں میلاد شریف کی تاثیر کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ میلاد شریف کی حقیقت ہے حضور ﷺ کی ولادت کا واقعہ بیان کرنا۔ حضرت حلیمہؓ کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا۔ حضورؐ کی نعت پاک نظم یا نثر میں پڑھنا سب اسی کے تابع ہیں اب واقعہ ولادت خواہ تنہائی میں ہو یا مجلس جمع کر کے اس کو میلاد شریف کہا جائے گا۔ ڈیئر دوست! خوشی کے اس موقع پر حضورؐ کی ذات اقدس پر زیادہ سے زیادہ درود پاک کے نذرانے پیش کریں، روزہ رکھیں، دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعا کریں مجھ جیسے گناہ گار کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیے گا لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ ایسی مجلس میں حرام کام کرنا سخت گناہ ہے باجے وغیرہ کے ساتھ نعت خوانی کرنا گناہ ہے بری باتوں سے مجلس پاک ہونی چاہیے اگر کسی جگہ یہ چیزیں دیکھنے کو ملیں تو انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے لیکن میلاد شریف منانا کو بدعت کہنا نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے!

طاہر رشید۔ راولپنڈی

مشہور و معروف شاعرہ کشور کرن کی ذاتی شاعری

غزل

ساحل پہ اڑتے پنچھی تو اترا نہ چھوڑ دے
اگر جان جائے گہرائی تو ساحل پہ آنا چھوڑ دے
تو مست ہوا میں اڑتا ہے بڑی اونچی ہے پرواز تیری
آجائے جو میرے پنجرے میں تو پر پھیلانا چھوڑ دے
تو اک آزاد پنچھی ان لہروں سے تیرا کیا وشتہ
ان لہروں میں بہہ جاؤ گے یہاں آنا جانا چھوڑ دے
گہرائی میں اس کی پتھر ہیں تو کیوں اس کا دیوانہ ہے
پتھر کبھی موم نہیں بنتے تو دل لگانا چھوڑ دے
تیرے اندر جو شعلے ہیں جوش جنون کے
جرم الفت میں یوں سب کی نظروں میں آنا چھوڑ دے

نظم

میں تیری آنکھ کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھنا چاہتی ہوں
تم بس جاؤ ان ہاتھوں کی لکیروں میں
اب میں اپنی لکیروں میں تقدیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم خواب نہیں حقیقت بن کے ملو
اب میں اپنے ان خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم میری زندگی میں اپنے پیار کی مہر لگا جاؤ
پھر میں اس ظالم دنیا کی آخیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم اپنے پیار کے پنجرے میں جو قید رکھو تو خوش ہوں میں
تیرے پیار کی اپنے پیروں میں زنجیر دیکھنا چاہتی ہوں

غزل

پھولوں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب اپنوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم پنچھی تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا
پر کاٹ کے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود گئے
موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
اک چمن سے ہم نے پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا
اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تنہا تھے تنہا ہی رہے کرن کسی اپنے نے اپنایا نہیں
کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تنہائیوں سے شکوہ کیا کریں

غزل

اے ساگر دل کی یہ حسرت ہے مجھے اپنی تو گہرائی دے
تیری لہروں میں بہنے نہ دینا مر جاؤں کی نہ جدائی دے
تیرے نام کی زندگی جی لوں گی تیری آنکھ سے آنسو پی لوں گی
اس دنیا میں مجھے تیرے سوا اب اور نہ کچھ بھی دکھائی دے
ان لبوں سے تیرا نام صنم کہیں چھین نہ لیں دنیا والے
تو میرا ہے میں تیری ہوں کبھی آ کر یہ گواہی دے
مرنے سے پہلے اے جانم حسرت یہ پوری کر دینے
سینے سے لگا کر وعدہ کر تو میرا ہے سچائی دے
دنیا میں اپنوں تو ساتھ رہے کبھی مجھ سے الگ نہ ہوا جانا
مر جاؤں تو قبر کی تختی پر تیرا ہی نام دکھائی دے

(کشور کرن، پتوکی)

ابھرتی ہوئی نئی شاعرہ عابدہ رانی

غزل

محبت میں ملا جو دھوکہ
تو دل ہمارا ٹوٹ گیا
وہ شخص جو کبھی ہمارا تھا
ہماری زندگی سے ہی روٹھ گیا
ہمیں عمر بھر کے غم وہ دے گیا
جیسے زندگی کا دیوتا مانا تھا
آخر وہی ہر جائی نکلا
چھوڑ ہمیں خود دور چلا گیا
خوشیوں تو وہ دے نہ سکا
زندگی میں کڑی جدائی دے گیا
میری زندگی کو بے رنگ بنا دیا اس نے
جو کبھی رنگ بھرا کرتا تھا
آج وہ مجھے حالات کے رحم وکرم پہ چھوڑ گیا
میری زندگی کو کھلونا سمجھ کے جاتے جاتے وہ توڑ گیا

دل کی دنیا اجڑ گئی

میرے دل کی دنیا اجڑ گئی
مجھے رواجوں کی بھینٹ چڑھایا گیا
میری خوشیاں مجھ سے چھینی گئیں
میرے دامن کو سولی پہ چڑھایا گیا
میں دکھوں کی آگ میں جلتی رہی
مجھے تا عمر دکھوں میں بٹھایا گیا
مجھے نیند نہیں آتی تیرے بن
مجھے بن تیرے رہنا سکھایا گیا
میں چاہا تھا تمہیں زندگی میں
میرے دامن کو کانٹوں سے سجایا گیا
میں تیری ہونا چاہتی تھی
مجھے تیری خاطر رولایا گیا



میں نے محبت کی ابتدا کی
تم نے سرد مہری کی انتہا کی
میں نے تیری ہر نفرت کا جواب محبت سے دیا
لیکن تم نے کبھی بھی نہ مجھ سے وفا کی
میں نے تیری راہ میں ہمیشہ پلکیں بچھائیں
لیکن کبھی نہ تم سے محبت کی التجا کی
تم تھے اپنی انا اور خودداری کے قاتل
تو نے سدا ہی وفا کے بدلے جفاء کی
تم کبھی نہ سمجھے میری اپنی نیت کو
تو نے میری محبت کی قیمت محبت سے بھی نہ ادا کی



جب چندا بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے
تو ہر سمت اندھیرا چھا جاتا ہے
ہر چیز بے رونق لگتی ہے
سب کچھ ماند سا پڑ جاتا ہے
ایسے میں احساس یہ ہوتا ہے
کہ تیر مجھ سے دور جانا
میری زندگی سے یوں نکل جانا
مجھے ہر پل تڑپاتا ہے
تیری مجھ سے بچھڑ جانا
اس اندھیرے کی مانند ہے
جہاں اداسی سی چھائی ہے
تیری محبت نے میرے دل میں آگ لگائی ہے
ہر وقت آنکھیں تیرے انتظار میں
مجھے پل پل تیری یاد آئی ہے
تم اس چاند کی مانند ہو جو چھپ جائے تو
سب کچھ ویران سا لگتا ہے
راہوں کو کھوجتے کھوجتے
دیر تک تجھے سوچتے سوچتے
جب کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا
تو دل میں انجانا سا خیال آیا
یہ درگزر کرنے کی دنیا ہے
یہاں سمجھوتا ہی ہر کسی کو کرنا ہے
ایسے میں ایک انجان سی لڑکی
ان راہوں پر چل پڑی
کہ اسے ہر مشکل مرحلہ طے کرنا ہے
ہر منزل کو باآسانی پار کرنا ہے
ان راستوں پہ چلتے چلتے
بچی کئی بار پاؤں پھسلتے پھسلتے
لیکن آخر کو پاؤں تو زخمی ہونے تھے
ساتھ میں دل بھی نہ بچا زخمی ہوتے ہوتے



غزلیں

غزل

اک سونا چاند میرے فسانے میں رہ گیا
میں دوسروں کی شمعیں جلانے میں رہ گیا
وہ آ کے میرے گاؤں سے واپس بھی جا چکا
میں تھا کہ اپنے گھر کو سجانے میں رہ گیا
واپس ہوا گھر میرا شعلوں کی زد میں تھا
میں مزاروں کے دیپ جلانے میں رہ گیا
ہر پل فریب کھائے اور مسکرا دیا
یہ رواج صرف میرے گھرانے میں رہ گیا
دنیا سے ساری عمر تعارف نہ ہو سکا
اب تک میں خود کو خود سے ملانے میں رہ گیا

(نرگس ناز، سکھر)

غزل آف وصی شاہ

کبھی ہم ان سے کبھی وہ ہم سے روٹھ جاتے ہیں
ہوا کچھ چلتی ہے اسی کنارے چھوٹ جاتے ہیں
سمندر کی گہرائی سے بھی ہوتے ہیں جو گہرے
پل بھر میں کیوں وہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
جن پہ ہوتا ہے بھروسہ اپنے آپ سے بڑھ کے
وہ لوگ دل کی دنیا سے کیوں لوٹ جاتے ہیں
تیر چلتے ہیں جب نفرت کے ان کی آنکھوں سے
دل کانچ کے ہوتے ہیں اکثر ٹوٹ جاتے ہیں
بڑا ناز ہے مجھے ان کی وفاؤں پر وصی
ذرا ذرا بات پر جو اکثر روٹھ جاتے ہیں

(یٰسین احمد، میانوالی)

زخمی دل کی صدا

بزمیں چھین کر مجھ سے تنہائیاں مت دینا
بنی بنائی عزتیں چھین کر رسوائیاں مت دینا
اول تو میں تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا
اگر کسی کے ہو جانا تو صفائی مت دینا
یہ نہ ہو قوت برداشت میری ختم ہو جائے
حد سے بڑھی ہوئی مجھے تباہیاں مت دینا
تم روٹھتے ہو میں مناتا رہوں گا جانم
لیکن مجھے عمر بھر کی جدائیاں مت دینا
مجھے چھوڑ کر جس کے بھی ہو جانا سانول
میری طرح اسے تو بے وفائیاں مت دینا

(آصف سانول، بہاولنگر)

کیوں یاد آئے

پھر ایک شام کیوں یاد آئے ہو
میری بربادیوں کے دیئے تو خوب جلائے تھے
اب ذرا سی آہٹ پہ چونک اٹھتا ہے دل.....
قسمیں جو کھائیں تھیں وعدے جو کیے تھے

وہ کیوں بھلائے تھے
تیری خاموشی بھی......
تیرا خلوص سمجھا ......
میرے دامن سے ......
کانٹے کیوں اٹھائے تھے
میری محبت کو کیا خوب
نام دیا آوارگی ......
میرے آنگن میں ......
کیوں پھول سجائے تھے
پھر ایک شام......
کیوں یاد آئے ......
(منیر رضا، ساہیوال)

ہر شام

تجھے یاد رکھا تب بھی نہیں چین پایا ہم
نے
تجھے بھول کر بھی ظالم رونا پڑا
خواب اشکوں سے بہہ گئے پلکوں سے
آنسوؤں سے پھر ایک دیپ جلانا پڑا
ہم قابل تو نہیں تھے تیری بزم کے
سر جھکائے ہم کو پھر بھی آنا پڑا
چاہتے تو بے پردہ کر دیتے سر محفل
پھر بھی تیری بیوفائی کو چھپانا پڑا
ہم نے اپنے آنسوؤں کو گلاب لکھا جو
دیئے
تیری وفا کا قصہ ہر بشر کو سنانا پڑا
آگ لگائی جو میرے دل کے آنگن
میں
اپنے ہی اشکوں سے اسے بجھانا پڑا
وہ مسکراتا رہا جلا کے میری بربادی کا دیا
رضا اس عنایت کو بھی پلکوں پہ اٹھانا پڑا
(منیر رضا، ساہیوال)

ریاض احمد لاہور کے نام

دل آج بھی ان کی یاد پہ پکار اٹھتا ہے
آنسوؤں کا لیے چراغ بار بار اٹھتا ہے
شاید لوٹ کر نہ آئیں جانے والے
ہر گھڑی دل میں ان کا انتظار اٹھتا ہے
دل کے موسم تو کب کے مرجھا گئے
وگرنہ ہر روز ایک موسم خوشگوار اٹھتا ہے
کمی تو پوری نہیں ہوتی جانے والوں کی
وہ گلیاں وہ راہیں زمانہ بھی بے قرار
اٹھتا ہے
جلائے میرے دل کے آنگن کو وہ
مسکرایا
اسے کہنا دھواں وہاں سے اب بھی
بے شمار اٹھتا ہے
تیری وفا کا چرچہ جب کوئی کرے
میرے سامنے
دل ذرا سی آہٹ پہ بھی پکار اٹھتا ہے
لوگ ہم کو ریاض جینے نہیں دیتے
رضا کی زندگی میں ہر لمحہ نشیب و فراز
اٹھتا ہے
(منیر رضا، ساہیوال)

غزل

وفا کی راہ بڑی پر خار سی لگتی ہے
زیست آنسوؤں کی دیوار سی لگتی ہے
میں نے چاہا نہیں تھا پھر سے کسی کو
ہر سوچ اپنی غمگسار سی لگتی ہے
زندگی ڈھل گئی پھر غم کے سانچے میں
تیری ہر خوشی ہمیں یادگار سی لگتی ہے
جا کے کوئی نہیں آتا پھر زمانے میں
تیری یاد بھی اب تو پرنور سی لگتی ہے
کسی سے جب ملاقات ہوئی ہے
جاوید
اس کی ہر بات پھر ہمیں تلوار سی لگتی ہے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

وہ اپنی چال بدلتا نہیں کبھی
پھول سائے کے ساتھ چلتا نہیں کبھی
دے کے داغ جدائیوں کے ہمیں
میرے غم میں تیرا پیار ڈھلتا نہیں کبھی
تیری سوچوں کے گہرے سمندر میں
یہ دل میرا پھر سے ڈوبتا نہیں کبھی
فضا بھی صاف ہے تیرے پیار کی
طرح
کوئی کسی کے غم میں جلتا نہیں کبھی
ہم کیوں نہ بدل لیں راہیں اپنی جاوید
یہ دل کسی کی یاد میں دھڑکتا نہیں کبھی
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

اجڑے ہوئے لوگ بھی عجیب ہوتے
ہیں

ہر شخص کے اپنے اپنے نصیب ہوتے ہیں
کوئی جا کے جہاں میں نہیں ہے آتا
خوف کے سائے کتنے مہیب ہوتے ہیں
خیالوں میں آتے ہیں جو ملتے نہیں کبھی
وہ کتنے پیارے میرے حبیب ہوتے ہیں
تھک ہار کے سو جاتا ہوں میں آخرکار
جذبے زندگی کے کتنے قریب ہوتے ہیں
جب بھی آئے گا گزرے دنوں کا خیال جاوید
زاویے حسن کے بھی پھر کتنے قریب ہوتے ہیں

(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

یہ دل کبھی تیری یاد سے غافل نہیں رہا
مجھے شکوہ ہے کہ تو پھر بھی میرا حاصل نہیں رہا
میری نظروں کے سامنے سب ہی پار اترتے رہیں
جب میری باری آئی تو ساحل نہیں رہا
میں انجان تھی وہ پاگل تھا میری ہر ادا کے واسطے
بنا کے مجھے پاگل وہ اب پاگل نہیں رہا
کتنے ہی کٹھن دور آئے گزر گئے
کوئی بھی درد اتنا مسلسل نہیں رہا
منظروں سے دور ہوا تو دل سے بھی اتر گیا
حد یہ ہے کہ اب دعا میں بھی شامل نہیں رہا
اسے ٹوٹ کے چاہا ہے کس قدر آمنہ
جو شخص تیری نفرت کے بھی قابل نہیں رہا

(آمنہ، راولپنڈی)

غزل

یہاں پل پل جلنا پڑتا ہے
ہر رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے
ہر موڑ پہ ٹھوکر لگتی ہے
ہر حال میں چلنا پڑتا ہے
ہر دل کو سمجھنے کے لیے
خود سے لڑنا پڑتا ہے
کبھی کبھی خود کو کھونا پڑتا ہے
کبھی چھپ چھپ کے رونا پڑتا ہے
کبھی نیند نہ آئے پھولوں پہ
کبھی کانٹوں پہ سونا پڑتا ہے
کبھی مر کے جینا پڑتا ہے
کبھی جی کے مرنا پڑتا ہے
کبھی تو خوشیاں لوٹ کے آئیں گی
اس آس پہ جینا پڑتا ہے

(آمنہ، راولپنڈی)

غزل

نہیں ممکن اندھیروں میں چراغوں کا بجھا دینا
بہت مشکل ہے میری جان تمہیں دل سے بھلا دینا
تمہیں اک دن ستائیں گے میری چاہت کے سب جذبے
میری غزلیں میری نظریں میرے خط بھی جلا دینا
کبھی جو یاد میں آؤں تمہیں فرصت کے لمحوں میں
حسین ہاتھوں سے کاغذ پر مجھے لکھنا مٹا دینا

(آمنہ، راولپنڈی)

کوئی غزل تیرے نام نہ ہو جائے
آج لکھتے لکھتے شام نہ ہو جائے
کر رہی ہوں انتظار تیرے اظہار محبت کا
اس انتظار میں زندگی تمام نہ ہو جائے
نہیں لیتی تیرا نام سر عام اس ڈر سے
کہیں تیرا نام بدنام نہ ہو جائے
مانگتی ہوں جب بھی دعا تو یاد آتا ہے
کہ جدائی میرے پیار کا انجام نہ ہو جائے
سوچتی ہوں ڈرتی ہوں اکثر تنہائی میں آمنہ
اس کے دل میں کسی اور کا مقام نہ ہو جائے

(آمنہ راولپنڈی)

یرے شہر تیری سوچ سے نکل جاؤں گی
کسی اداس شام میں ڈھل جاؤں گی
تو جو مکر گیا ہے ہر بات سے اپنی
دیکھ لینا اک دن میں بھی بدل جاؤں گی
مت دکھا مجھ کو اپنا پشیمان چہرہ
جب کہ تو جانتا ہے میں پگھل جاؤں گی
چاہے لاکھ تڑپوں تیرے انتظار میں
مت لوٹ کے آنا میں سنبھل جاؤں گی
تیرا ہونا اتنا ضروری تو نہیں ہے
میں تو یادوں کے کھلونے سے بہل جاؤں گی

(آمنہ، راولپنڈی)

ملاقات صنم

کبھی تم سارے پردے ہٹاؤ صنم
میری مدتوں کی پیاس بجھاؤ صنم
آؤ آؤ میری بانہوں میں آؤ
میرے خوابوں کو حقیقت بناؤ صنم
میرے بے چین دل کو قرار ملے
مجھے ایسے سینے سے لگاؤ صنم
میری سانسوں کو تیز روانی ملے
میرے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں پہ لگاؤ صنم
رہے نہ مجھے دنیا کی کوئی خبر
میرے ایسے ہوش اڑاؤ صنم
کہیں ترستے ترستے مر نہ جائے راشد
مجھے اپنے ہونٹوں کا جام پلاؤ صنم

(راشد لطیف، صبرے والا ملتان)

غزل

آج قتل ہو گا میرے پیار کا یارو
خوب سجے گا چہرہ میرے یار کا یارو
کیا تھا اس نے وعدہ میں تیرا ہوں
آج ٹوٹے گا رشتہ اعتبار کا یارو
سوچا تھا تو آئے گا میری زندگی میں
کیا بنے گا میرے انتظار کا یارو
اب تو بچنے کی کوئی امید نہیں ہے
پوچھو نہ حال دل بیمار کا یارو
ادھر نکلے گی ڈولی میرے یار کی یارو
ادھر نکلے گا جنازہ میرے پیار کا یارو
خوب سجے گی ان کے ہاتھوں میں
مہندی میرے خون کی
کیا مزہ ہو گا اس کے سنگھار کا یارو
آخری دعا ہے اس کو یہ میری راشد
بسا رہے ہمیشہ گھر میرے یار کا یارو

(راشد لطیف، صبرے والا، ملتان)

میں بھی انسان ہوں

کسی نے وقت گزارا کسی نے مجھ کو بیکار کر دیا
کسی نے مذاق میں مجھ سے محبت کا اظہار کر دیا
کسی نے دیکھ کر میری غربت کو دل دینے سے انکار کر دیا
کسی نے دیکھا کر حسین چہرہ مجھے بے قرار کر دیا
کسی نے اپنی زلفوں کے جال میں شکار کر دیا
کسی نے پاگل سمجھ کر پتھروں کا وار کر دیا
کسی نے مطلب کی خاطر مجھ کو پیار کر دیا
کسی نے کسی کی خاطر مجھ کو بے کار کر دیا
کسی نے چین دیا کسی نے مجھ کو بے قرار کر دیا
کسی نے پیار کر کے پھر انکار کر دیا
کسی نے میرا جینا دشوار کر دیا
میں خود تو راشد غموں کی نگری میں رہتا ہوں
پر تیری زندگی میں تو موسم بہار کر دیا

(راشد لطیف، صبرے والا ملتان)

غزل

اداس شاموں میں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
بہت یہ دل تڑپتا ہے اور آنسو بھی بہتے ہیں
تنہا پنچھی کوئی اڑتا ہو جیسے ساحل پہ
ایسی حالت ہوتی ہے بیتے پل مجھے جب یاد آتے ہیں

سنگ تیرے ہنسا اور ہنساتے رہنا سب کو
اب ہنسی تو کیا آنسو ہی بہتے ہیں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
ادایاں چھا گئیں میری زندگی میں اب تو
برسات ہوتی ہے آنکھوں میں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
چھوڑ دیا اشکوں کو بہانا ہم نے محفل میں
تنہائی میں بہتے ہیں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
جدائی تو تھی قسمت میں ہماری
چھوڑنے کا سبب تو بتا دیتے
یہی سوچتے ہیں ہم تو جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
تیرے بغیر جینے کا تصور بھی نہ ممکن تھا میرے لیے
اب جیتے ہیں اور روتے ہیں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
تجھے دیکھنا اور دیکھتے ہی رہنا بغیر کسی کے پروا
اب ڈھونڈتے ہیں خیالوں میں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
نہ تھی محبت ہم سے یا تھی کوئی مجبوری یہ تو بتا دیا ہوتا
یہی سوچتے ہم کو جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
پڑھ نہ لے اشکوں میں کوئی نام تیرا میرے چاند
اس لیے تو تنہائی میں روتے ہیں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

غزل

تیری اک اک بات یاد ہے مجھے آج تک
تیرے ہونٹوں سے نکلا ہر لفظ یاد ہے مجھے آج تک
تو نہ تھا تو تھے ہم بچپن کی ہر خوشی میں
تیرے سنگ ملے جو غم ہر غم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے ساتھ چلے تھے جب ہم اور کیسے جدا ہوئے راستے یاد ہے مجھے آج تک
تیرا اٹھکیلیوں سے چلنا، کبھی ہنس کے کبھی غصے میں گزرنا
تیری اک اک ادا یاد ہے مجھے آج تک
کیا دن تھے کہ تیری طرف دیکھتے ہوئے پروانہ تھی کسی کی
اور وہ بے پرواہی کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیری آمد کی خبر پر خوشی سے جھومنا اور چلانا
وہ بے خودی کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے سامنے آتے ہی مجھے ہر بات بھول جانا
بے خودی میں تجھے تکنے کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے آنے کی دعائیں کرنے تجھے مانگنا ہے دعاؤں میں
اپنے ملن کیلئے ہاتھوں کا اٹھنا یاد ہے مجھے آج تک
جدائی تو لکھی تھی ہاتھوں کی لکیروں پہ چاند
آخری دن تیرا یوں تکنا یاد ہے مجھے آج تک
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

یہ دل

دھڑکتا ہے یہ دل میرا اتڑپتا ہے یہ من میرا
بنا تیرے چین نہیں آتا
یہ دل کہیں بھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں بھی روتی ہیں
نہ جگتی ہیں نہ سوتی ہیں
پل پل تنہائی ڈستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے یہ کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم

دل میں اپنے بسا لو تم
ہمی کو ہم کو سے چرالو تم سے دور اب
نہ رہ پائیں
یہ درد جدائی نہ سہہ پائیں
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

ماں کے نام گیت

ماں میری ماں تجھے ڈھونڈوں کہاں
توں جو سنگ ہے میرے دنیا کی پرواہ نہیں مجھے
میری ہر خوشی ہے توں
میرے دونوں جہاں تم سے ہیں
توں ہے جنت میری تو ہے ایمان میرا
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
جس پہ ہو ماں کا سایہ
اس پہ نہیں ہے غموں کا چھایا
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
ماں دھرتی پہ کھلا جنت کا وہ پھول ہے
جس کی خوشبو سے مہکے سارا جہاں
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

سنگ دل صنم

بھلانا تمہیں تو ہمارے بس میں نہیں
یہ جان کر بھی کہ تو سنگ دل صنم ہے
پھر بھی دل کی دنیا تیرے نام کی

ہم ہیں بے وفا یہ کبھی سوچنا بھی مت
ہم نے تو یہ وفا یہ محبت یہ چاہت
تیرے نام کی
اب تو یوں لگتا ہے کہ مر جائیں گے
یہ درد جدائی اب نہ سہہ پائیں گے ہم
یوں تو بھلا یاد سب کو مگر
اک تیری ہی ذات کو نہ بھول پائیں گے
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

غزل

وہ یوں ملے ہیں مجھ کو ہزاروں کے درمیاں
چمکا ہو جیسے چاند ستاروں کے درمیاں
اس دل کی کیفیت کا کا بھی عالم نہ پوچھیے
جیسے سلگ رہا ہو شراروں کے درمیاں
اہل چمن کو دکھ بھرے کانٹوں کی کیا خبر
رہتے ہیں کس گھٹن سے بہاروں کے درمیاں
وہ بام پر ہیں اور سر طور ان کا عکس
پتھرا گئی ہے آنکھ نظاروں کے درمیان
آنکھوں میں آنسوؤں کی تڑپ دیکھ نائلہ
دریا اٹھ پڑا ہے کناروں کے درمیان
(نائلہ طارق، لیہ)

غزل

اشک آنکھوں سے گرائے اپنے
دیئے ہاتھوں سے بجھائے اپنے
اب کس پیڑ کی چھاؤں ڈھونڈیں
زلف اپنی ہے نہ سائے اپنے
کس کے ہونٹوں کی ادا یاد آئی
گل ہنسا زخم بھر آئے اپنے
رو کے شبنم نے یہ کیا خوب کہا
کوئی دکھڑے نہ سنائے اپنے
خوش رہے ترک تعلق کر کے
بن گئے لوگ پرائے اپنے
وقت پڑنے پر یہ محسوس ہوا
دور ہٹتے گئے سائے اپنے
(نائلہ طارق، لیہ)

فون کال

ایک دن فون پہ وہ بولا
میں جلد ہی تجھے بلاؤں گا جاناں
گھر والے کسی کی شادی پر جا رہے ہیں
میری طبیعت بے حد خراب ہے
یہی بہانہ بنا کر گھر پر رہوں گا
پھر تجھ کو بلاؤں گا
سنو آنا ضرور
میں کوئی بہانہ نہ سنوں گا
اپنے ہاتھوں کی بنی چائے بھی پلاؤں گا
جب شرارت سے انگلی چائے میں ڈبو دوں گا
تم بے اختیار چیخ پڑو گی
میری انگلی کو پکڑ کر چوم لوگی

اور پھر جانا جب میں کوئی شرارت
کروں گا
تم شرم سے مجھ سے لڑو گی
مجھ سے روٹھو گی اور پھر مان جاؤ گی
پھر ہم خوب باتیں کریں گے
فلموں کی.....ڈراموں کی
سیاست کی.....تجارت کی
اور پھر اپنی.....
میری بہت سی باتوں پر تم سمٹ جاؤ گی
ہائے اللہ یوں نہ کہو، شرم آتی ہے
بہت سی ایسی باتیں کہو گی
اور پھر میرے سینے پر سر رکھ کر سو جاؤ
گی
سنو آنا ضرور.....
میں تمہیں فون کروں گا
تب سے لیکر اب تک
فون کی ہر گھنٹی پر بھاگتی ہوں
اپنے پرائے پاگل کہتے ہیں
فون دکھا کر گھائل کرتے ہیں
سینے پہ سر رکھ کے سونے کی آس میں
زمین پر سر رکھ کے سو جاتی ہوں
اپنے سفید بالوں کو دیکھ کے روتی ہوں
اب بھی انتظار کرتی ہوں
شاید اس کا فون آ جائے
اور وہ کہہ دے
جاناں
میری بیوی اور بچے کسی شادی پر گئے
ہیں
آج میں گھر پہ اکیلا ہوں
تم آ ؤ جاؤ.....

(نائلہ طارق، لیہ)

پیارے سجن

تم تو دعوے دار تھے ہماری محبت کے
کہتے تھے ہم سے کہ کبھی نہ چھوڑ کے
جائیں گے
میرے میٹھے سے جان سے پیارے سجن
اپنی چاہت تیرے نام کر کے
تیری ذات کو اپنائیں گے
چھوڑ دیں گے ہر اس شخص کو جو
آنکھوں میں تیری آنسو لائیں گے
تیری ہستی کی خاطر مٹ جائیں گے ہم
تم ہو ہمارے جاناں ساری دنیا کو
بتلائیں گے
چھوڑ نہ جانا کبھی ساتھ ہمارا
مر جائیں گے کھا کر قسم تمہاری
اور زندگی بھر نہ لوٹ کر آئیں گے
بھول گئے وہ ساری قسمیں
چھوڑنے سے پہلے کچھ تو کہہ جاتے
کہ کب تک جئیں ہم بن تمہارے
جو قصور تھا ہمارا
تو پھر سزا بھی سنا کر جاتے
بنا کچھ کہے یوں منہ موڑ جاؤ گے
کبھی وہم و گماں میں بھی نہ تھا ہمارے
مایوس نہیں ہوئے اپنی قسمت سے ہم
جو کہتے ہیں وہ کر بھی جاتے ہیں
چھوڑ کے دنیا بس تم کو اپنائیں گے

(گلشن ناز، لیہ)

تیرا ذرا سا اشارہ

تیرے لبوں پر مچلنے والے تبسم کی قسم
تیری جھکی جھکی پلکوں کے حصار
تیری آنکھوں کی امڈنے والے سات
سروں کی قسم
تیرے پھول چہرے پر بکھرنے والے
دھنک کے رنگوں کی قسم
اگر یہ ممکن ہوتا
تیرے قدموں تلے آنے والی ریت
کے ذرات کو بھر لیتا اپنی مٹھی میں ہمیشہ کیلئے
تیرے قدموں کو چھو کر آنے والی ہر لہر کو
چوم لیتا میں اپنے ہونٹوں سے
دور، دور تک پھیلے نیلے سمندر کی شور
کرتی لہروں کی قسم
جو مجھے میری جیت پر مبارک باد دے
رہی ہو جیسے
میرے وجود کو چھو کر اڑا رہی ہے جو تیرا
آنچل
اگر یہ ممکن ہوتا
تم سن سکتی اس باد صبا کی صدائیں
تم سن سکتی ان لہروں کی صدائیں
تو ان کے ہاتھ تمہیں یہ پیغام بھیجتا
میری جان
اگر ہو تیرا ذرا سا اشارہ

(اے آر راحیلہ منظر، جھمرہ ٹی)

تم کو کیا یاد تم نے ہی مجھ کو زندہ رکھا نہ ہو سکا تو طبیبوں کی دوا تنگ کرے گی
(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

مس کال آتی ہے

دل کی دھڑکن رک سی جاتی ہے
جب کبھی تیری مس کال آتی ہے
دیکھتا ہوں بڑے پیار سے نمبر تیرا
اتنی دیر میں پھر مس کال آتی ہے
ہوتے ہیں پھر شکوہ بہت سارے
کبھی میرے منہ سے ایسی بات آتی ہے
دل کو سکون ملتا ہے آواز تیری سن کے
پھر آٹھ ماہ کے بعد کال آتی ہے
(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

ریاض احمد لاہور کی طرف سے

بچھڑو گے تو اک اک ادا تنگ کرے گی
اسے کبھی نہ کبھی میری وفا تنگ کرے گی
کبھی کسی دل کے ارمانوں کا خون نہ کرنا
دل ٹوٹ گیا تو کسی کی بددعا تنگ کرے گی
پردہ ہٹاؤ وگرنہ فقیر کی صدا تنگ کرے گی
اپنی زلفوں کو ذرا سنبھال کے رکھئے
ساون کی چلتی ہوا تنگ کرے گی
عشق مریض کا علاج ہے دیدار یار
ٹوٹ کے بکھرو گے تو یاد آؤں گا
میرے ساتھ کی جفا تنگ کرے گی
رضا ہجر کے ماروں کی خبر کون لے
بچھڑنے والوں کی کبھی تو فضا تنگ کرے گی
(منیر رضا، ساہیوال)

غزل

عجب شام ڈھلی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداس گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
کسی سے یوں ملنا اور مل کے بچھڑ جانا
سزا یہ بہت بڑی ہے کہیں سے آ جانا
بڑا کٹھن ہے یہ ہجر کا موسم
جدائی بول پڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
زمانہ سمجھتا جیسے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
(عبدالمجید ملک، گولارچی)

کتاب

زندگی پر اک کتاب لکھوں گا
میں اس میں وہ سارے حساب لکھوں گا
ہوئی برباد میری زندگی کیسے N
کیسے بکھرے ہیں میرے خواب لکھوں گا
خود کو کسی تتلی کا روپ دیکر
اوروں کا چہرہ گلاب لکھوں گا
کسی کو الزام بے وفا نہ دوں گا اے دوست
بس اپنی ہی قسمت خراب لکھوں گا
(عبدالمجید ملک، گولارچی)

موم بتی

موم بتی کے اندر جلتے ہوئے دھاگے نے موم بتی سے پوچھا جل تو میں رہا ہوں تمہارے آنسو کیوں نکلتے ہیں، موم بتی نے کہا جس کو دل میں جگہ دی ہو اس کو تکلیف ہو تو آنسو نکل ہی پڑتے ہیں۔ (عبدالمجید ملک، گولارچی)

پلکوں کے بندھن

میری پلکوں کے بندھن آج ٹوٹ گئے
تجھے پا کر بھی میں پا نہ سکی میرے مقدر آج پھوٹ گئے
رویا بہت دل آج تیری یاد میں
جان تیرے ہاتھوں سے میرے ہاتھ آج چھوٹ گئے
بہت مان تھا تیرے پیار سے ہمیں
سوچا تھا چھوڑیں گے کبھی بھی نہیں تمہیں
رشتہ یہ کچا نکلا جو یوں ایک دھڑکے سے ٹوٹ گیا
نہ چاہنے پہ بھی تیرا پیار میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا
(عابدہ رانی)

دعا

تجھے بھولنا کوئی خطا نہیں
پر یہ جرم مجھ سے ہوا نہیں
ڈل یار کی ہے یہی صدا
مجھے ہر گھڑی تیری یاد ہو
میری یہ دعا بن جائے دعا
تیرا اور رنگین شباب ہو
(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

صرف تم

وہ جو ہنس ہنس کر بات کرتی ہے
میرے دل کے خیمے میں رات کرتی
ہے
میں کیسے ان کے نخرے نہ اٹھاؤں
مجھ کو خوش اور خود کو بیقرار رکھتی ہے
رشتہ ہے صرف دل کا اس سے
مجھ پر وہ خود سے زیادہ اعتبار کرتی ہے
آخر تجھے احساس ہو گیا ناں آفریدی
سویٹی واقعی تم سے بہت پیار کرتی ہے
(جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

تیرے نام

اپنی ہر سانس تیرے نام کرتے ہیں
اپنا دل اور جان تیرے نام کرتے ہیں
بس میری جان تم خوش رہا کرو
محبت سب ہی اپنی تیرے نام کرتے
ہیں
جو تم ہمارے بنا ادھورا ہے آفریدی
یہ زندگی بھی تیرے نام کرتے ہیں
تم بھی کیا یاد کرو گے جاناں
شاعری کی ہر غزل تیرے نام کرتے
ہیں
(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

وفا کا رشتہ

رشتہ وفا کا جوڑ کر
پھر دل ہمارا توڑ کر
یوں تنہا ہمیں چھوڑ کر
بتاؤ تمہیں کیا ملا ہمیں پکار کر
اپنے دل میں اتار کر
پھر نفرت بھرا تیر مار کر
بتاؤ تمہیں کیا ملا
ہم کو مجبور کر کے
اپنوں سے دور کر کے
زخموں سے چور کر کے
بتاؤ تمہیں کیا ملا مجھے رسوا کر کے
خود سے جدا کر کے تنہا کیا وفا کر کے
(جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

میری سادگی میرا جرم ہے

یہاں چاہتوں کا صلہ نہیں
یہاں دوستی کا مزہ نہیں
یہاں جانے کیسی چلی ہوا
ابھی دوستی نام ہے دوستوں میں وفا
نہیں
جل گیا میرا آشیاں یادوں کا
یہاں کسی کو پتہ نہیں
تیرے در پر دستک دے سکوں
یہ حق تم نے مجھے دیا نہیں
میں راہی ہوں راہ امید کا
مجھے امید منزل پتہ نہیں
(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

چاند زمین پر

میرے چاند اور آسمان کے چاند میں صرف فرق ہے اتنا اس چاند کو لوگ دیکھتے ہیں آسمان پر اور میں اپنے چاند کو دیکھتا ہوں زمین پر کیوں کہ میرا چاند ہے زمین پر۔
(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

آسرا

سرد ہواؤں کی دوش پر
اڑنے والے
خزاں رسیدہ
درختوں سے پوچھو
شاخوں سے ٹوٹنا
اور ٹوٹ کے بکھرنا
کیسے لگتا ہے؟
(ناصر ناز، خانیوال)

جدائی غم دیتی ہے، جدا ہونا پڑتا ہے
یہ ایسا درد ہے صوبیہ جو ہر دل کو سہنا پڑتا ہے
☆ ——— صوبیہ۔ گاؤں کھیری

کس کی بزم سدا رہتی ہے، کون سی شمع ہمیشہ جلی
دیکھ دیکھ کر کتنا خوش ہے گرتے ہوئے پروانے تو
☆ ——— محمد علی جوہر۔ جگور

ویران زندگی

تحریر: کشور کرن۔ پتوکی۔ آخری حصہ

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں اپنی کہانی۔ ویران زندگی۔ کے دوسرے حصہ کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے ویران زندگی کے پہلے حصہ کو پسند کرنے کا بہت شکریہ جن بہن بھائیوں نے میری ویران زندگی کے پہلے حصہ کو پسند کیا ان کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ اب اس کہانی کا یہ حصہ کیسا رہا مجھے اپنی رائے سے نوازیئے گا میں انتظار کروں گی۔ جواب عرض کی میں دیوانی ہوں اس نے مجھے ایک پہچان دی ہے ایک وقار دیا ہے ایک عزت دی ہے۔ مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ میری اسی طرح حوصلہ افزائی کرتے رہے تو میں لکھتی رہوں گی میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔ جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔

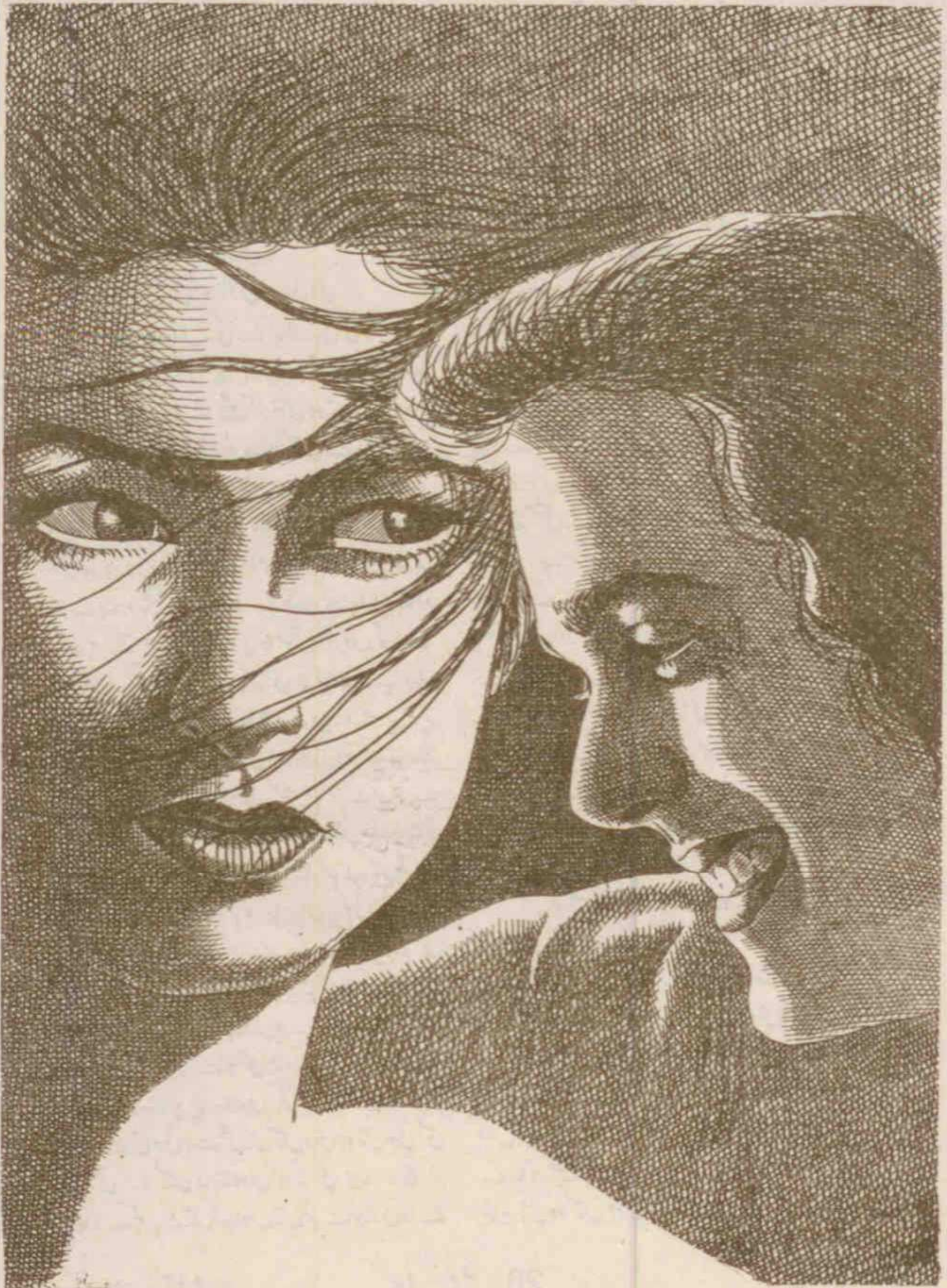
وہ لڑکی تانیہ کو بار بار مناتی مگر تانیہ تھی کہ ایک ہی بات دل میں رکھے ہوئے تھی کہ اگر جان جاتی ہے تو جائے مگر عزت نہیں جانے دیں گے ان لوگوں کے آگے کبھی سر نہیں جھکائیں گے اس لڑکی کے کہنے پر میں نے تانیہ بیٹی سے کہا۔

بیٹی تم تیار ہو جاؤ ہم دونوں اس وقت دشمن کی قید میں ہیں پتہ نہیں وہ لوگ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کریں گے ہمیں ان کی بات مان لینی چاہیے پھر ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں باعزت ہمارے گھر واپس پہنچا دیں تانیہ میری بات سن کر بھڑک اٹھی۔

نہیں امی جان نہیں میں نے تیار نہیں ہونا ہے۔ میں اس کے سامنے ایسے ہی جاؤں گی اور اگر انہوں نے مجھے ہوس بھری نظروں سے دیکھا یا پھر میری عزت کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو میں اسی وقت اپنی جان دے دوں گی۔

میں نے یہ سن کر تانیہ کو گلے سے لگا لیا وہ خوف سے بخار میں جل رہی تھی ایسا جلتا ہوا بدن گرم گرم سانسیں میرے جسم کو لرزا رہی تھیں میں نے اس کا ماتھا چوما اور کہا۔

بیٹی جاؤ مجھے خدا پر پورا بھروسہ ہے کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا میں تمہارے لیے دعائیں کرتی رہوں گی۔ وہ حالات سے لڑتے لڑتے گو کہ بہادر بن چکی تھی لیکن یہ وقت بھی اس پر آئے گا یہ اس نے بھی نہیں سوچا تھا اور میں نے بھی نہیں سوچا تھا غصہ سے وہ لال پیلی ہوئی جا رہی تھی اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ جاتے ہی اس کے باس کا گلہ دبا دے۔ وہ تیزی سے اس لڑکی کے ساتھ باہر نکل گئی جانے سے پہلے وہ ادھر ادھر کا جائزہ لیتی رہی تھی اس کے منہ پر ہمیشہ کی طرح نقاب تھا وقت نے اسے اتنا کچھ سکھا دیا تھا کہ وہ خود کو ذرا بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔



یہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی کہ آج یہ اتنی سخت کیسے ہو گئی ہے۔ میں دل ہی دل مین اس کے لیے دعا میں کررہی تھی میری بچی ہر قدم سلامت رہے ادھر تانیہ باس کے کمرے میں تھی وہ لڑکی اسے چھوڑ کر باس کو بلانے گئی تانیہ دل میں ڈررہی تھی کہ میری زندگی ابھی داؤ پر لگنے والی ہے قدموں کی آہٹ سن کر ایک طرف منہ کر کے بیٹھی رہی۔

تم جاؤ باس کی آواز اس کو سنائی دی۔

یس باس۔ اس لڑکی نے کہا اور چلی گئی۔

ارے اتنی گھبرا کیوں رہی ہو مجھ سے میں غلط انسان نہیں ہوں جو کچھ مجھے سمجھ بیٹھی ہو میں وہ نہیں ہو مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔وہ جاتے ہی اس کو کہتا چلا گیا لیکن تانیہ چپ رہی کچھ دیر وہ بولا تم بولتی بھی ہو یا نہیں۔لگتا ہے بولنے کی ہمت کھو چکی ہو چلو کوئی بات نہیں ذرا میری طرف دیکھو اور یہ نقاب ہٹادو پلیز میں بہت بے چین ہو اپنا نام بتادو۔وہ بولتے بولتے کچھ دیر خاموش نظروں کو اسے دیکھتا رہا۔لیکن اس نے کچھ بھی نہ کیا نہ نقاب ہٹایا اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دیا۔دیکھو یہ تم پر ہے اگر تم نہیں چاہتی کہ میں اپنا بتاؤں تو ٹھیک ہے ہاں یا نہ کا جوب دے دو میں تمہیں باعزت تمہارے گھر پہنچادیتا ہوں مجھ پر یقین کرو اگر میں غلط ہوتا تو تم سے اتنے سارے سوالات نہ کرتا کمرے میں آتے ہی تمہارا ہاتھ پکڑ لیتا اور تم تو کیا یہاں پر کوئی اتنا بہادر نہیں ہے کہ میرے کمرے کے سامنے سے بھی گزر سکے۔وہ حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسی لڑکی ہے اس کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہی ہے۔تم کیسی لڑکی ہو میری کسی بات کا بھی جواب نہیں دے رہی ہو میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں کچھ کہہ رہا ہوں۔لیکن تم تو جیسے میری کوئی بات بھی سن نہیں رہی ہو میں کوئی بھی زبردستی کرنا نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی ایسا سوچ کر تمہارے کمرے میں آیا ہوں میں تم سے تمہاری رائے جاننے آیا ہوں تمہارا فیصلہ جاننے آیا ہوں۔ مجھے تمہارے جسم کی ضرورت نہیں ہے میں دنیا کی حسین لڑکیوں کے چہروں میں اس چہرے کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو صرف میرا ہے جس کی میں پوجا کرتا ہوں اگر تمہارا چہرہ ویسا ہی ہوا تو پھر تم کو وہ عزت ملے گی جو شاید تم نے سوچی بھی نہ ہوگی اور اگر تم وہ نہ ہوئی تو پھر تم لوگوں کو یہاں سے کچھ بھی کہیے بغیر واپس بھیج دوں گا۔چلو شاباش اپنا نقاب ہٹادو یا پھر مجھے واپس جانے کا کہہ دو میں وہی کروں گا جو تم کہو گی

۔وہ اس کی باتیں سنتی رہی پھر بولی۔

تم نے مجھ سے میرا نام پوچھا ہے پھر میرا گھر پوچھو گے پھر میری فیملی کے بارے میں پوچھو گے پھر مجھ سے دوستی کرنے کی خواہش کرو گے اور پھر مجھ نے جھوٹے عشق کے چکر میں ڈالو گے اور شاید پھر مجھے ذلیل اور بدنام کر کے زمانے کی ٹھوکروں کے لیے چھوڑ دو گے یہ سب ہونے سے پہلے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں اور یہ کہنا کوئی اتنا ضروری تو نہیں ہے لیکن جو میرے دل میں ہے وہ کہنا ضروری ہے میں بچپن سے ہی کسی کی امانت ہوں اور اسی کی امانت بن کر جینا چاہتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ میرے جسم کی طرف کوئی دوسرا دیکھے بھی۔میں جانتی ہوں کہ تم یہاں کے باس ہو تمہاری یہاں بہت چلتی ہے تمہارے ایک اشارے سے یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

اس پر جیسے کوئی سکتہ طاری ہوتا جا رہا تھا وہ اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا اور کئی سال ماضی میں ڈوبتا جا رہا تھا اس کو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ آواز اسی کی ہے جس کو وہ تلاش کرتا آرہا ہے ہو بہو وہی آواز تھی وہ اس آواز کو بھولا نہ تھا اور بھولتا بھی کیسے وہ تو اس کا پیار تھی وہ تو اس کا کچھ تھی۔میں تم بڑے لوگوں کو جانتی ہوں تمہارے سامنے لڑکیاں ایک کھلونا ہوتی ہیں جن کے ساتھ کھیلنے کے بعد کسی کچرے میں پھینک دیا لیکن شاید میں وہ نہیں ہوں میں جان دے دوں گی لیکن

تمہاری یہ گندی خواہش کو پورا نہیں ہونے دوں گی وہ جذباتی ہوتی جارہی تھی۔

مجھے کسی بھی کسی لڑکی سے کھیلنے کا شوق نہیں ہے اس کی آواز ڈوبنے لگی تھی۔ مجھے تانیہ کی تلاش ہے میری تانیہ۔ہاں میری تانیہ جس کو میں ڈھونڈتا پھر رہاہوں ہزاروں چہروں کو دیکھتاہوں لیکن مجھے میری تانیہ دکھائی نہیں دیتی ہے۔۔

تم۔۔تم۔۔تم کون ہے۔اس کی زبان سے تانیہ کا نام سن کر تانیہ جیسے تڑپ سی گئی۔اس نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی جیسے اس کو پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو اور پھر اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹادیا۔

تا۔تانیہ ت۔تم۔اس پر سکتہ طاری ہوگیا۔میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم ایک دن میرے سامنے ہوگی۔اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

تم محسن ہی ہوناں۔تانیہ کی آواز بھیگنے لگی تھی۔

ہاں میں محسن ہوں تمہارا محسن۔وہی محسن جو کئی سال پہلے تم سے بچھڑ گیا تھا لیکن وہ تم کو بھول نہ پایا تھا ہمیشہ اس نے تم کو یاد رکھا۔

لیکن تمہاری یہ حالت۔تانیہ اس کے چہرے کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

ہاں میں نے یہ روپ جان بوجھ کر اپنا رکھا ہے میری ماں کہاں ہے۔ کیا وہ بھی تمہارے ساتھ ہے۔وہ تقریباً رو دیا اس کو ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کی تانیہ اس کے سامنے کھڑی ہے اور اس سے باتیں کر رہی ہے یہ سب کچھ اس کو خواب دکھائی دے رہا تھا۔لیکن یہ خواب نہ تھا ایک حقیقت تھی ٹھوس حقیقت تھی وہ اس کے سامنے کھڑی تھی اس سے باتیں کر رہی تھی۔

ہاں محسن ماں بھی میرے ساتھ ہے۔تمہارے بغیر ماں نے اتنے سال کیسے گزارے یہ میں جانتی ہوں آج تک اس نے جب بھی کھانا کھایا تمہارے حصہ رکھ لیا کہ تم آؤ گے اور کھاؤ گے۔ ہر روز اس کو تمہارے آنے کا انتظار ہوتا تھا تمہاری جدائی میں رو رو کر اس نے اپنا حال برا کرلیا ہے۔لیکن اسے یقین تھا کہ تم ایک دن ضرور اس سے ملو گے اور مجھے بھی اس بات کا یقین تھا کہ میں تم کو ضرور اپنالوں گی۔کیونکہ میں تمہاری امانت تھی اور مرتے دم تک امانت ہی بن کر جینا چاہتی تھی۔وہ تانیہ کی باتیں سن کر پرسکون ہوتا جارہا تھا اور گہری نظروں سے اسے دیکھے جارہا تھا۔

تانیہ تم بہت ہی حسین ہوگئی ہے میں نے تمہاری آواز سے تم کو پہچانا ہے تمہاری آواز آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہے کہ محسن میری جان تانیہ تمہاری ہے اور تمہاری ہی رہے گی میں تو سمجھ بیٹھا تھا کہ تم نے شادی کرلی ہوگی۔

نہیں محسن نہیں میں بھلا تمہارے علاوہ کسی سے شادی کرسکتی تھی ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔میرے دل کے میرے جسم کے میری جان کے تم مالک تھے بس۔ تمہارے علاوہ میں نے تو کسی کا سوچا بھی نہیں تھا اور سوچنا چاہتی بھی نہیں تھی۔

لیکن تانیہ تم امی پر ظاہر مت ہونے دینا کہ میں اس کا محسن ہوں۔

لیکن کیوں۔تانیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اس لیے کہ جب تک میں اپنے اور تیرے باپ کا بدلہ نہ لے لوں یہ راز کو راز ہی رکھنا تم میری تھی اور مجھے مل گئی ہو اب دنیا کی کوئی بھی طاقت تم کو مجھ سے دور نہیں کرسکتی اور نہ ہی میں تم کو اپنی نظروں سے دور کرنا چاہوں گا تم سے بچھڑنے کے بعد میں نے بہت یاد کیا ہے تم کو کوئی دن ایسا نہیں جب تمہیں یاد نہ کیا ہو جگہ جگہ تم کو تلاش کرتا رہا ہوں۔تمہاری جدائی نے مجھے پاگل کردیا تھا۔

محسن میرا بھی ایسا ہی حال تھا ہر روز میں تمہارا انتظار کرتی تھی اور مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم ضرور

مجھے ملو گے سو خدا نے ہم دونوں کو ملا دیا ہے اب میں بھی کبھی تم سے دور نہیں جاؤں گی اور میں ماں سے یہ ہی بتاؤں گی کہ محسن مر چکا ہے اتنا بڑا سچ اسی جھوٹ سے ہی چھپ سکتا ہے اور ماں مطمئن ہو جائے گی اور ہم اکھٹے رہ سکیں گے۔

ہاں تانیہ سچ کہتی ہو تم ماں کو مطمئن کرنا بہت مشکل تھا چلو چھوڑو یہ ساری باتیں میں کچھ کھانے کے لیے منگواتا ہوں لگتا ہے کہ تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے۔

ہاں واقعی میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے ۔میں بہت پریشان تھی کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے ۔جب ان لوگوں نے ہم کو اٹھایا تو ہم دونوں ماں بیٹی کے ہوش ہی اڑ گئے تھے ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں بہت منتیں کیں انکی لیکن انہوں نے ہمیں اٹھانے والا کر دکھایا۔اور یہاں تک لے آئے۔وہ رو دی۔

نہیں تانیہ نہیں اب رونا نہیں ہے۔ بہت رو لیا تم نے وہ جذباتی ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا لیکن اس کا جلتا ہوا ہاتھ دیکھ کر کانپ سا گیا تم کو تو تیز بخار ہے ۔میں ابھی ڈاکٹر کو بلواتا ہوں۔

نہیں محسن میں ٹھیک ہو جاؤں گی میرے بخار کی وجہ خوف تھا کہ پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے اب تو مجھے دنیا جہاں کی خوشیاں مل گئی ہیں اب میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی چلو کچھ کھاتے پیتے ہیں بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔''

وہ مسکرا دیا کیا کھاؤ گی۔

جو بھی ہو بس کھانے کو دے دو۔

میں ابھی منگواتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے ایک بٹن پش کر دیا اور کہا تم کو بھی کبھی کسی چیز کی ضرورت پڑے تو اس بٹن کو دبا دینا۔ ملازمہ خود بخود تمہارے پاس آ جائیگی۔تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

واؤ وہ خوشی سے بولی یہ تو بہت اچھی چیز ہے۔

یس باس میں حاضر ہوں ۔ایک ملازمہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

انہیں بھوک لگی ہو کھانے کو کچھ بھی لے آؤ۔

یاس باس اس نے کہا اور کمرے سے نکل گئی اور کچھ ہی دیر میں وہ کھانا لے کر آ گئی۔ کھانا بہت ہی مزیدار تھا۔محسن اسے کھلاتا رہا اور وہ کھاتی رہی اس کو بہت ہی سکون مل رہا تھا۔ اس کی آج تمام حسرتیں پوری ہوئی تھیں تمام چاہتیں اس کو مل گئی تھیں جو جو اس نے خواب دیکھے تھے سب ہی پورے ہو گئے تھے وہ خود پر فخر کرنے لگی تھی۔

محسن اب مجھے ماں جی کے پاس چلنا چاہیے نجانے وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گی میں جب یہاں اس کمرے میں آنے لگی تھی تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ایسا ہی میرا بھی حال تھا۔ شاید وہ جانتی تھی کہ جس عزت کی میں شروع سے حفاظت کرتی آئی ہوں آج وہ۔۔وہ بات کرتے کرتے رک گئی۔محسن مسکرا دیا۔

بہت اچھا لگا ہے کہ تم نے صرف میری بن کر دکھایا ہے اب تم جاؤ اور پرسکون ہو کر سو جاؤ اور امی کو بھی کہو کہ وہ بھی پریشان نہ ہوں تم ویسی ہی ان کے پاس واپس آئی ہو جیسے وہاں سے نکل کر میرے کمرے میں آئی تھی۔اور ہاں تانیہ میں بھی ماں کو دیکھنا چاہوں گا بہت ارمان ہیں مجھے ماں کو دیکھنے کے لیے بہت آنکھیں ترس گئی ہیں ان کی جدائی میں روتے ہوئے۔اور جب میں ان کے پاس آؤں گا تو تم ان سے کہہ دینا کہ تم کو مجھ سے پیار ہو گیا ہے اور تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ اور پھر ماں کو منانا تمہارا کام ہے۔اس نے تانیہ کو سب کچھ سمجھا دیا۔

ٹھیک ہے محسن میں ایسا ہی کروں گی۔

لیکن تانیہ میں ایک اہم بات تم کو بتانا ہی بھول گیا ہوں وہ یہ کہ گاؤں کا چوہدری میری قید میں ہے

ماں سے کہنا اس سے جو بدلہ لینا ہے وہ لے لے۔ جو وہ حکم کریں گی میں ایسا ہی کروں گا میں تم کو اور امی کو بلواؤں گا آؤ میں تم کو چھوڑ آؤں۔ اور پھر کچھ دیر بعد ایک ملازمہ آئے گی وہ تم دونوں کو دوسرے کمرے میں لے جائے گی جہاں ٹی وی کمپیوٹر وغیرہ سب کچھ موجود ہوگا تا کہ تم لوگ بور نہ ہو۔ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے باہر نکلتے ہی ان کو ماں سامنے دروازے پر کھڑی دکھائی دی۔

وہ سامنے ماں کھڑی ہے۔ تانیہ نے ماں کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر کہا۔

ایک گہری سانس محسن نے لی اور کہا جی چاہتا ہے کہ جا کر ماں کو سینے سے لگالوں مگر مجبور ہوں میں ان پر کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اچھا تم جاؤ اب۔

ٹھیک ہے۔ تانیہ کہہ کر چلی گئی۔

امی جان آپ تب سے یہاں ہی کھڑی ہیں۔ تانیہ نے جاتے ہی کہا۔

ہاں بیٹی میں تیرے انتظار میں ایک پل بھی نہیں چین سے بیٹھی شکر ہے تو آ گئی یہ جو آدمی تمہیں چھوڑ کر گیا ہے یہ کون ہے۔ ماں نے پریشان ہو کر کہا

ماں یہ وہی باس ہے اسے میں پسند آ گئی ہوں وہ کہتا ہے میں تم سے شادی کروں گا اور نجانے کیا بات تھی کہ میں بھی انکار نہ کر سکی۔

لیکن بیٹی تو تو کسی اور کی امانت ہے

ہاں جانتی ہوں امی جان مگر اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔

تمہیں کیسے پتہ۔

باس نے بتایا۔

مگر یہ اسے کیسے پتہ ہے۔

بتا رہا تھا کہ وہ اسے جانتا تھا کچھ لوگ اٹھا کر لے گئے تھے اسے اور مروا دیا۔ ماں کانپ گئی۔ ماں اب اسے بھول جاؤ اس کو ہی اپنا محسن سمجھو یہ غلط انسان نہیں ہے۔

لگتا ہے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے تو نجانے کیا کیا بولتی جا رہی ہے لگتا ہے تیرے اوپر اس کی باتوں کا اثر ہو گیا ہے کل تک جو تم کہتی تھی کہ وہ کچھ اور تھا اب تم کچھ اور کہہ رہی ہو کیا تم نے میرے محسن کی سری باتیں سری چاہت بھلا دی ہے۔

نہیں ماں ایسا مت کہو میں اس لیے تو آج تک ہر مشکل کا سامنا کرتی آئی ہوں اگر میں نے ایسا کرنا ہوتا تو کب کا کر چکی ہوتی لیکن آج اس کی حقیقت کا پتہ چلا ہے تب ہی یہ سب کچھ کہا ہے میں نے دیکھیں یہ جو لڑکا ہے اس نے مجھے ساری کہانی سنائی ہے محسن کی کہانی سنائی ہے۔

مگر میرا دل کیسے مانے گا کہ میرا محسن مر چکا ہے۔ نہیں بیٹی تم جو کہتی ہو سب جھوٹ ہے نہ ہی میرا دل اس کو مانتا ہے اور نہ ہی ایسا ہے وہ زندہ ہے اور مجھے ایک دن ضرور ملے گا۔ اگر تم اس کا انتظار نہیں کر سکتی تو تمہیں پورا حق ہے تو جس سے مرضی شادی کر لو یہ تیری زندگی ہے میں تمہیں زبردستی کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتی۔

میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی تانیہ مجھے اپنے ساتھ لگا لیا تھا ماتھا چوما اور بولی۔

میں آپ کی اولاد ہوں میرے ماں باپ ساس سسر آپ ہی ہیں میرا دنیا میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے اگر آپ یہ فرق سمجھو تو لوگ ہم دونوں کو ایک تماشہ سمجھیں گے امی جان ایسا مت سوچو میں آپ کی ہوں آپ کی ہی رہوں گی کبھی بھی غلط مت سوچنا۔

تانیہ میں غلط نہیں سوچ رہی ہوں تم جو کر رہی ہو سب کچھ غلط ہے۔

نہیں میں کچھ بھی غلط نہیں کر رہی ہوں ماں آپ مجھے سمجھنے کی کوشش کریں حالات کا مقابلہ کرنا ہے مجھے اور آپ کو اپنے محسن سے بھی ملوانا ہے میں جو کر رہی ہوں مجھے مت روکیں۔ میرا دل بھی

نہیں مان رہا ہے کہ محسن مر چکا ہے۔ مجھے محسن تک پہنچنا ہے بس اس کام کے لیے مجھے اس لڑکے کا سہارا لینا ہے ہوسکتا ہے کہ میں اس سے شادی بھی کرلوں میں نے اسے پرکھ لیا ہے یہ غلط نہیں ہے یہ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے اس کے ساتھ ملکر میں اپنے باپ اور محسن کے باپ کی موت کا بدلہ لینا چاہتی ہوں مجھے آپ کے حوصلہ کی ضرورت ہے آپ ابھی سے میرا حوصلہ توڑ رہی ہیں تو میں کچھ نہیں کرپاؤں گی دیکھیں میں جو کچھ کررہی ہوں سب کے لیے ہے اور ہاں اسی باس نے بتایا ہے کہ میں گاؤں کا چوہدری اس کی قید میں ہے یہ سنکر میں حیران رہ گئی یہ یہ باس اس چوہدری سے کیا بدلہ لینا چاہتا ہے وہ تو ہمارا دشمن ہے اس کا نہیں اس میں ضرور کوئی راز ہے یہ سب ضرور کوئی سازش ہے یا تو یہ لڑکا سارا معاملہ جانتا ہے یا پھر جو کچھ کرر ہا ہے چوہدری کروار ہا ہے لیکن آپ نے کچھ نہیں کہنا ہے ماں بس یہ کھیل دیکھتی جانا ہے کہ کون جیتتا ہے اور کون ہارتا ہے میں اس سے شادی کرنے کے لیے ایسے ہی تیار نہیں ہوگئی ہوں بہت کچھ جاننے کے بعد اور بہت کچھ سوچ کر فیصلہ کیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرا فیصلہ غلط نہیں ہے۔ ثانیہ کی باتیں سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا۔

تم نے بہت جلدی کی ہے کچھ نہیں سوچا نہ کچھ دیکھا اور اپنی زندگی کا فیصلہ کرلیا مجھے تمہارے اس فیصلہ پر حیرانگی ہورہی ہے کہ تم کیا کررہی ہو یہ سب میری سمجھ سے باہر ہے میں نے تو تمہیں اپنے بیٹے کے لیے پالا تھا تمہیں اپنی بہو سمجھتی تھی مگر میرے اتنے احسانوں کا بدلہ تم یہ دے رہی ہو کہ ایک ایسے انسان کی ہوگئی جس کے کہنے پر ہمیں راہ چلتے ہوئے اٹھوایا گیا وہ کیسا ہے کچھ بھی نہیں جانا اور اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ میری ساری حسرتوں پر پانی پھیر دیا ہے اگر میں نے تمہیں پالا ہے تو اس میں میں نے غلط کیا کیا ہے شاید میرا نصیب ہی خراب ہے جو مجھے ہر کام میں غلط صلہ مل رہا ہے میں تو خدا سے اب یہی دعا مانگ رہی ہوں کہ وہ مجھے اٹھالے میں یہ سب کچھ ہوتا ہوا برداشت نہیں کرسکوں گی۔ میری تمام سوچوں پر پانی پھیر دیا ہے۔

ماں حوصلہ رکھیں میں کیسے آپ کو یقین دلاؤں کہ آپ مطمئن ہوجائیں میں نے ایک بار پہلے بھی کہا ہے کہ میں آپ کی ہوں اور آپ کی ہو رہوں گی پھر بھی آپ کو میری ہر بات جھوٹی لگ رہی ہے شاید میرا ہی نصیب خراب ہے جو میرے ماں باپ مجھے دنیا کی ٹھوکروں کے لیے پیدا کر کے چھوڑ گئے تھے کاش میں پیدا ہوتے ہی مرگئی ہوتی۔ اور آج یہ دن تو نہ دیکھنے پڑتے۔ نہ ہی میں آپ پر بوجھ بنتی۔

ثانیہ کی یہ بات سن کر میں تڑپ سی گئی۔ کہ اس نے ایسا کیوں سوچا ہے کہ اس کی ماں مر چکی ہے اس کی ماں تو میں ہوں اور میری بچی نے اتنی بڑی بات کیسے سوچ لی ہے۔ نہیں نہیں میں اسے ایسی باتیں نہیں سوچنے دوں گی میں اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گی میں اسے دنیا کی ہر خوشی دوں گی اگر میرا بیٹا محسن نہیں رہا تو وہ میرا نصیب ہے لیکن میں اس کا نصیب اچھا بناسکتی ہوں آج میں نے ثانیہ کو بہت دکھ دیا ہے اس کو پالنے کا احسان جتلا دیا ہے مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ثانیہ نے تو آج تک مجھے ہی اپنا سب کچھ سمجھا تھا لیکن میں نے اسے سمجھنے میں غلطی کی ہے وہ تو میری بچی ہے وہ جہاں کہے گی میں اس کی شادی کروں گی کیوں میں نے اس کا دل دکھایا ہے میں انہی سوچوں میں بار بار مر رہی تھی میں اپنی جگہ رو رہی تھی اور ثانیہ اپنی جگہ رو رہی تھی میں جیسے بھی ہوا اسے دنیا کی ہر خوشی دونگی کیونکہ اس کا اس دنیا میں میرے سوا کوئی نہیں ہے نہ ہی میرا اس کے سوا کوئی ہے میں نے اسے بہت دکھ دیئے ہیں کاش یہ سب میں نے نہ کہا ہوتا میں تو اس کی خوشیوں کی دعائیں کرتی ہوں پھر اگر اس کی زندگی میں ایک خوشی آ ہی گئی

ہے تو کیوں میں اسے قبول نہیں کر پا رہی ہوں۔اے خدا مجھے ہمت دے مجھ میں اتنا حوصلہ پیدا کر دے کہ اگر میرا بیٹا اس کی زندگی میں نہیں آیا تو وہ بھی تیری رضا تھی اسے ایک تو دکھ ہے کہ اس کی ماں باپ دنیا میں نہیں کوئی بہن بھائی نہیں کوئی رشتہ دار نہیں اگر اس کی ایک خوشی دیکھ کر میں خوش نہیں ہو سکتی تو مجھے اس کا دل نہیں توڑنا چاہیے کیونکہ اگر وہ مجھے خوش رکھتی ہے تو میں اسے خوش کیوں نہیں رکھ سکتی وہ میری بہو نہیں بن سکی خدا کو منظور نہ تھا مگر وہ کسی اور کی بیوی تو بن سکتی ہے وہ مجھے امی جان تو کہہ کر بلاتی ہے واقعی ہی وہ میرے ہی جگر کا ٹکڑا ہے میں نے اسے خوشیاں دینے کے بجائے دکھ دیا نہیں اب ایسا نہیں کروں گی۔میں مسلسل انہیں سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی وہ ساتھ بیٹھی مسلسل روئے جا رہی تھی میں نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا ماتھا چوما تو اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونا ہچکیوں میں بدل گیا میں نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

تانیہ میں تمہاری ماں ابھی زندہ ہوں تم کیوں روتی ہو میرے ہوتے ہوئے تمہیں رونے نہیں دونگی میں کراؤں کی تمہاری شادی جہاں چاہو گی چپ ہو جاؤ تمہارا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہو پا رہا۔

پلیز تانیہ مت رو چلو اٹھو اور اپنا حلیہ ٹھیک کرو اگر تم نے اس لڑکے کو اپنا بنایا ہے تو مجھے خوشی ہے اٹھو اگر وہ آ گیا تو کیا کہے تا کہ آپ دونوں کو کیا ہوا ہے رو رو کر حالت کیسی بنائی ہوئی ہے تو کیا جواب دو گی تانیہ کچھ دیر تو اپنے اپنے دکھ میں روتی رہی پھر آہستہ آہستہ چپ ہوئی ہم دونوں اپنے اپنے دکھ شیئر کر کے ایک دوسرے کو چپ کروانے لگیں کچھ ہی دیر میں لڑکی آئی بولی۔

میڈم باس کا حکم ہے کمرہ چینج کرو۔

ہم دونوں اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی گئیں وہاں ہر چیز موجود تھی یعنی بیڈ صوفہ ٹی وی کمپیوٹر وغیرہ میں یہ سب دیکھتی رہ گئی کہ یہ سب تو ایسے جیسے ایک خواب ہوتا ہے جنگلی علاقہ ہے اور دنیا کی ہر چیز تھی اتنی شاندار اور بہت ہی پیاری کوٹھی تھی ایک طرف جانوروں کی حویلی تھی نوکر ایسے۔تھے کہ ہر وقت تابعدار میں حیران اس لیے تھی کہ یہ سب کچھ انہوں نے جنگل میں کیوں کیا ہوا ہے وہ کسی اور علاقے شہر یا گاؤں میں بھی کر سکتے تھے اس میں بھی راز تھا وہ یہ کہ یہ لوگ یہاں پر رہ کر کوئی دھندہ کرتے ہوں گے میں کمرے کی خوبصورتی کو دیکھ رہی تھی کہ ایک خوبصورت لڑکی شیشے کی ٹرالی کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی ٹرالی تازہ اور مختلف کھانوں کی ڈشز سے بھری ہوئی تھی اس نے آتے ہی ٹرالی ہمارے آگے کھڑی کر دی تانیہ بولی آیئے امی جان کھانا کھا لیں تانیہ کے چہرے پر آج ایک خوشی ظاہر ہو رہی تھی ہم دونوں نے کھانا کھایا وہ لڑکی سر جھکائے کھڑی رہی تانیہ بولی۔

ہم نے کھا لیا ہے تم اب برتن لے جاؤ وہ لڑکی ٹرالی کو گھسیٹتے ہوئے نکل گئی تانیہ نے ٹی وی آن کیا ہم دونوں صوفے پر بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی کہ ایک اور لڑکی ایک بریف کیس اٹھا کر لے آئی۔تانیہ کے آگے رکھا جب کھولا تو بہت خوبصورت کپڑوں سے بھرا ہوا تھا تانیہ کے لیے فینسی قسم کے بہت سے سوٹ موجود تھے تانیہ نے اپنے اور میرے لیے نکال کر باقی بریف کیس بند کر دیا لڑکی بولی۔

میڈم باس کا حکم ہے آپ دونوں جلدی سے تیار ہو جائیں۔

او کے تم جاؤ۔

تانیہ بولی وہ لڑکی چلی گئی ہم دونوں نے کپڑے چینج کیے آج تانیہ بہت پیاری لگ رہی تھی جھونپڑی میں رہنے والی تانیہ کسی حور سے کم نہیں تھی سچ کہتے ہیں جھونپڑیوں میں لعل پلتے ہیں میری بچی کسی ہیرے سے کم نہ تھی میں کافی دیر اسے دیکھتی رہی کہ آج تک میری بچی نے اتنا قیمتی جوڑا لیکن پہنا تھا غربت کی

زندگی جیتی رہی اور میری بچی نے نہ جانے کتنی خواہشیں دل میں دبائے ہوئے جی رہی تھی میری بیٹی نے آج تک کوئی ایسی خواہش نہ کی تھی کہ جس میں مجھے پریشانی ہوتی میں کتنی خوش نصیب ہوں جو تانیہ جیسی بیٹی مجھے ملی اتنا صبر اتنی ہمت والی میں نے آج تک کسی کی اولاد میں نہیں دیکھیں آج میری بچی دلہن کی طرح لگ رہی تھی اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ تھی اس کے چہرے پر ایک خوشی تھی اس کے حسن میں ایک نکھار تھا جی چاہتا تھا کہ اسے دیکھتی ہی رہوں دیکھنے والا ہر کوئی فدا کیسے نہ ہوتا چلو خیر دیکھتے ہیں وقت ہمیں کہاں لے کر جاتا ہے وہ لڑکی آئی بولی۔

میڈم باس آپ دونوں کو بلا رہے ہیں۔

امی جان ہم دونوں اب چوہدری کی طرف جائیں گے جو حکم آپ دین گے باس وہ ہی کرے گا۔

لیکن تانیہ بیٹی چوہدری کچھ بھی کروا سکتا ہے

نہیں ماں چوہدری کی حکومت اس کے گاؤں میں تھی اس کا کھیل ختم ہو گیا ہے اب جیت ہماری ہوگی اب وہ اپنے ایک ایک ظلم کا حساب دے گا ہمارے ایک ایک آنسو کا بدلہ دے گا آپ دیکھتی جانا۔

مگر بیٹی مجھے ڈر لگتا ہے کہ پہلے میرا شوہر پھر بیٹا کھو گیا اب میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی ہوں تم جذباتی مت بنو نہیں۔

امی جان میں ہر کام سوچ سمجھ کر کروں گی آپ چلو اب ہم چوہدری سے کچھ باتوں کا حساب لیں گے ہم دونوں کمرے سے باہر آئیں تو کچھ آدمی ہمارے لیے کھڑے تھے ہم ایک طرف کو چلنے لگیں وہ بھی ہمارے پیچھے تھے وہ لڑکی ہمیں چوہدری کے پاس لے گئی چوہدری ہمیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

تم دونوں یہاں۔

میں بولی ہاں ہم یہاں لیکن تم یہاں پر کب کیسے اور کیوں آئے ہو تم بتاؤ۔ بولا۔

ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا ہے لگتا ہے کہ تم بھی ان کے ہاتھوں ظلم کی چکی پیسو گی۔ نہیں چوہدری یہ تیری بھول ہے ظلم کی چکی نہیں تم سے تمہارے ظلم کا حساب لینا ہے اب تیرا کھیل ختم ہے جو کرنا ہے ہم کریں گے اور تو روئے گا وہ بولا۔

اپنی اوقات میں رہو بڑھیا اتنا بھد کومت ایک منٹ سے پہلے تیرے پر کاٹ کے رکھ دوں گا اور سن تو اس لڑکی کو لے کر یہاں سے چلی جا کیونکہ اب تم دونوں سے میں رشتہ جوڑنے والا ہوں۔

بکواس بند کر بڈھے تیری اوقات میں جانتی ہو ہم غریبوں کا کھا کھا کر تیرا دماغ تیز ہو گیا ہے غریبوں کے خون سے تو اپنی پیاس بجھاتا ہے یہ تیری اوقات ہے اور باقی سب تو وقت بتاتا ہے کہ کون کس کا کھاتا ہے باقی تم جیسے کمینے انسان کو تو اپنا اور اپنی بیٹی کا نام تک نہیں لینے دوں گی اور بتا میرا بیٹا کس کو بیچا ہے میں آج تم سے اپنے بیٹے کا حساب لوں گی میرا اتنا کہنا تھا کہ جو آدمی ہمارے پیچھے آرہے تھے سب ٹوٹ پڑے۔

بول چوہدری اس عورت کا بیٹا کہاں ہے کس کو بیچا ہے اور تم نے اس لڑکی کا نام کیا سوچ کر لیا ہے چوہدری خاموش رہا حیران تھا کہ یہ لوگ اس عورت کے ہمدرد کیسے بن گئے ایک آدمی نے چوہدری کا ہاتھ پکڑا اور لے کر باہر نکل آیا بولا باس کو بلاؤ کچھ دیر بعد باس آ گیا بولا۔

جو کچھ یہ ماں جی حکم کریں وہ منواؤ اس بڈھے سے اور رہی بات اس لڑکی کی اسے اس پر نظر رکھی بات کی اس کے بدلے میں اس بڈھے کی عورتوں کو اٹھا کر لاؤ شام تک اس کی فیملی یہاں ہونی چاہیے اور اس کو مناؤ کہ اس مائی کا بیٹا کہاں رکھا ہے چلو تانیہ تم اس نے تانیہ کا ہاتھ پکڑا مجھے بولا۔

ماں جی آج یہ بتائے گا کہ آپ کا بیٹا اس نے کہاں بیچا ہے اور ذرا بھی پریشان نہ ہونا یہ کہہ کر اس

نے لڑکی سے کہا ماں جی کو کمرے میں لے جاؤ اور تانیہ کو اپنے ساتھ دوسرے کمرے میں لے گیا۔

آج میں واقعی ہی بہت خوش تھی کہ میں نے چوہدری کو جواب دے دیئے ہیں تانیہ نے مجھے واقعی ہی بہت حوصلہ دیا ہے آج مجھ میں اتنی ہمت کیسے آ گئی پھر کمرے میں جا کر اس لڑکی کو میں نے اپنے کمرے میں بٹھا لیا میں نے پوچھا

یہ تمہارا باس ہے کون تم اسے جانتی ہو بولی۔

نہیں جانتی ہوں لیکن جو بھی یہاں آتا ہے ان کا ہی ہو جاتا ہے جیسے میں اور جیسے آپ یعنی کہ ان کا اخلاق اور پیار دیکھ کر کسی کا بھی واپس جانے کو جی نہیں چاہتا ہے میں بھی آپ کی طرح ہی آئی مگر باس نے مجھے بہنوں کی طرح رکھا ہے اور کبھی نہ تو بری نظر سے دیکھا نہ کسی کو دیکھنے دیا میں تو یہاں آ کر ان کی ہو کر رہ گئی ہوں آپ اتنی خوش نصیب ہیں کہ آپ کی بیٹی کی قسمت جاگ گئی ہے جیسے باس نے اپنے لیے چنا رونہ کئی آئیں اور گئیں ہر آپ کی بیٹی خوش قسمت ہے جیسے باس جیسا ساتھی ملا اور پھر تانیہ میڈم کو بھی باس پسند آ گئے اب بہت جلد انکی خوشیاں پورے جنگل میں اس بنگلے میں گونجنے والی ہیں۔

میں اسکی باتیں سن کر ایسے محسوس کر رہی تھی کہ جیسے میری بیٹی کسی محل کی ملکہ بن گئی ہو ہاں وہ واقعی ہی ملکہ بن گئی ہے اس محل کا مالک اب پوری زندگی اس کا ہاتھ نہیں چھوڑے گا ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ تانیہ آئی۔

ماں جی آپ کو مالک بلا رہے ہیں جائیں ان کی بات سن لیں وہ آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

کیا کہنا چاہتے ہیں میں نے پوچھا۔

پتہ نہیں تانیہ نے سر ہلا کر کہا لڑکی کو بولی۔

امی جان کو باس کے کمرے میں لے جائیں میں آتی ہوں۔ میں گئی تو وہ بہت ہی ادب سے مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے مجھے سلام کیا بیٹھنے کو کہا پھر احترام سے بولے۔

ماں جی آپ کو تانیہ نے سب کچھ بتا دیا ہے میرے بارے میں اب میں آپ سے تانیہ کا ہاتھ مانگتا ہوں کیونکہ ہم شادی کرنا چاہتے ہیں۔

مگر بیٹا اگر آپ دونوں خوش ہیں تو مجھے اعتراض نہیں میں بھی اپنی بیٹی کی خوشیاں دیکھنے کو بہت بے تاب ہوں اسے پوری زندگی دکھوں اور غربت کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا نہ ہی میں اسے کوئی خوشی دے سکی ہوں جب سے میرا بیٹا بچھڑا ہے میں تو بار بار مرتی آئی ہوں اور میرے ساتھ وہ بھی دکھوں کی چکی میں پستی رہی تھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بیٹا پر میری ایک التجا ہے اور ایک ڈیمانڈ ہے۔ میں نے سوچتے ہوئے کہا۔

وہ کیا ماں جی۔

وہ یہ کہ میں اپنی بیٹی کو کچھ دے نہیں سکتی۔

اوہ ماں جی یہ کیا بات کر دی مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے خدا کا دیا سب کچھ ہے اب ایسا مت سوچنا یہ جو کچھ ہے تانیہ کا ہے اب اپنی خواہش بتائیں۔

بیٹا ایک بیٹی کی ماں ہوں یہ خواہش ہر ماں کی ہوتی ہے۔

کیا ماں جی۔

یہ کہ میری بیٹی پوری زندگی خوش رہے۔ کیا تم میری بچی کو ہمیشہ خوش رکھو گے اسے کبھی کوئی دکھ تو نہیں دو گے اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دو گے اس کا ہمیشہ خیال رکھو گے۔

ماں جی آپ ان باتوں کی ٹینشن نہ لیں اب وہ کبھی مایوس نہیں ہوگی نہ ہی اس کے گلاب جیسے چہرے پر کبھی شکن آنے دوں گا میرے پاس جو کچھ ہے سب اس کا ہے یہ بنگلہ ساری دولت نوکر گاڑیاں یعنی ہر چیز کی وہ مالک ہوگی دوسری بات آج چوہدری کے گھر کی عورتیں آ رہی ہیں ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے بیٹا چوہدری نے میرا شوہر میرا سرتاج مجھ

سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھین لیا ہے میری زندگی کو عذاب بنادیا ہے میں نے جس طرح زندگی گزاری ہے یہ میں ہی جانتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ میں اس سے ایسا بدلہ لوں کہ اس کی آنے والی نسلیں تک یاد رکھیں اسے معلوم ہو کہ کسی کی ماں بہن کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہیے جیسے اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اس کے ظلمات کو محسوس کرتی ہوں تو کانپ کر رہ جاتی ہوں یہ انسان نہیں ہے درندہ ہے۔ انسان کے روپ میں درندہ۔

ٹھیک ہے ماں جی ابھی میرے آدمی ان سب کو لے کر آتے ہی ہوں گے میں اس کی ساری فیملی کو اپنے پاس رکھ کر چوہدری کو بھیجوں گا وہ سب زمینوں کے کاغذات لے کر آئے گا پھر تانیہ کے باپ کے قتل کے بدلے اور آپ کے بیٹے اور شوہر کے بدلے جو کچھ چاہو گے وہ آپ کے نام کردونگا۔

مگر بیٹا ایسا کوئی کام نہ کرنا جو قانون کے خلاف ہو۔ میں ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں۔

ماں آپ اس بات کی فکر نہ کریں بس حکم دیتی جاؤ آگے میرا کام ہے آپ کے حکم کے مطابق میں کام کروں گا جو بھی کروں گا۔

یکدم ایک آدمی اندر آیا۔ باس ہم چوہدری کی پوری فیملی کو لے آئے ہیں۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں ابھی آتا ہوں۔

وہ آدمی باہر نکل گیا اور وہ مجھے لے کر کمرے سے باہر نکل آیا اور چوہدری کے پاس چلا گیا اور میرے سامنے ہی اس نے کہا۔

دیکھ چوہدری اب تمہاری ساری فیملی میرے پاس ہے اور میں انکے ساتھ جو بھی چاہو کر سکتا ہوں لیکن میں تم کو ایک موقع دیتا ہوں تم اپنے گھر جاؤ اور جا کر زمینوں کے کاغذات لے کر آ جاؤ۔

یہ تو کیا کہہ رہا ہے چھوکرے میں یہ کام نہیں کروں گا وہ تقریباً گرجتے ہوئے بولا۔

ابھی تو میں پیار سے اور آرام سے کہہ رہا ہوں اور شاید تو یہ نہیں جانتا کہ میں یہ کام کسی بھی طرح کچھ بھی کر کے کروا سکتا ہوں سوچ لو کہ کیسے کرنا ہے خود کرو گے یا پھر میں کرواؤں۔

اس کی باتیں سن کر وہ پریشان ہو گیا اور سوچنے لگا پھر اس کو ہار ماننا پڑی اور پھر کچھ ہی دیر میں کچھ آدمی آئے اور چوہدری کو اپنے ساتھ لے گئے اور تقریباً دو گھنٹے بعد وہ لوگ چوہدری سمیت واپس آئے چوہدری کے ہاتھوں میں زمینوں کے کاغذات تھے اور اس کی فیملی کے سامنے ہی چوہدری سے دستخط اور انگوٹھے لگوائے گے یہ تانیہ کے باپ کی موت کے بدلے ہوا تھا۔

دیکھ چوہدری وقت انسان کو کیسے کیسے رنگ دکھاتا ہے مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں نے تمہارے گھر سے دودھ لینے گئی تھی اور تو نے مجھ پر ظلم کیا تھا اور میرے دل سے ایک بددعا نکلی تھی جو شاید تم نے تو نہ سنی تھی مگر وہ میری دعا خدا نے ضرور سن لی تھی جس کا صلہ آج شاید تمہیں ملنے والا ہے میرے بچے پورا دن روتے رہتے تھے اور میں تیرے گھر میں کام کیا کرتی تھی تب تمہیں یہ یتیم بچے نظر نہیں آتے تھے تیری بری نظریں مجھ پر ہوتی تھیں۔ یاد ہے تم کو سب کچھ جب میں تیرے قابو نہ آئی تو تو نے میرے شوہر کو مار دیا اور پھر ظلمات کے پہاڑ توڑنے لگا ایک ایک بات مجھے یاد ہے اور شاید تمہیں بھی یاد ہو گی۔ آج مجھے دلی سکون ملا ہے میں نے ایک سرد سی اور خوشگوار آہ بھرتے ہوئے چوہدری کی طرف دیکھا۔ وہ بے بس بیٹھا ہوا تھا اس کے لہجے میں التجا تھی وہ بولا۔

مجھ سے میرا سب کچھ لے لو جو جو لینا ہے لے لو لیکن میرے بچے مجھے واپس کر دو میری بیوی مجھے واپس کر دو۔

ہاں ہم ایسا ہی کریں تمہارے بچے تمہیں واپس کریں گے لیکن اتنی جلدی نہیں جو مکان تم نے تانیہ

اوراس کی ماں سے چھینا ہے وہ جا کران کو بنوکر دو تب تک تمہارے بچے ہمارے پاس رہیں گے اسے لے جاؤ باس نے آدمیوں کو حکم دیا اور پھر کچھ دنوں میں ہمیں پتہ چلا کہ ہمارا مکان بن رہا ہے اور چوہدری خود یہ مکان بنوا رہا ہے۔اور پھر ہمیں پیغام ملا کہ گھر تیار ہے تانیہ اوراس کی ماں آ کر رہ سکتی ہے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

ماں آپ لوگ تیار ہو جاؤ میرے آدمی تم لوگوں کو تمہارے گھر چھوڑ دیں گے اور میں کل خود آؤنگا تمہارے گھر جہاں میں تانیہ کو اپنی دلہن بناؤں گا پورے گاؤں کو پتہ چلے گا کہ تانیہ کی شادی ہو رہی ہے۔ جتنی چاہے رقم ساتھ لے جاؤ اگر چوہدری نے کچھ بھی ڈرامہ کرنے کی کوشش کی تو مجھے کال کردنیا میں اسی وقت پہنچ جاؤں گا۔

بیٹا میں تم پر بہت خوش ہوں تم نے جو کچھ کیا ہے شاید ہم لوگ کبھی بھی نہ کر پاتے۔ہمیں ہر وہ چیز دے دی جو ہم سے چھین لی گئی تھی۔

ماں جی ۔اب تم گھر جاؤ اوراپنا اور تانیہ کا دھیان رکھنا۔

ٹھیک ہے بیٹا تم بھی اپنا دھیان رکھنا۔ بیٹا جب سے تمہیں ملی ہوں تمہارے ساتھ رہی ہوں میں اپنے بیٹے کو بھول گئی ہوں مگر بیٹے تو مر کر بھی نہیں بھولتے ہیں مگر میرا بیٹا تو کہیں نہ کہیں زندہ ہوگا میں جانے سے پہلے تم سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جی ماں جی کریں۔

وہ آپ اور تانیہ کی شادی سے پہلے میں بتانا چاہتی ہوں کہ تانیہ میری اپنی بیٹی نہیں ہے میری ہونے والی بہو تھی محسن میرا اکلوتا بیٹا تھا۔تانیہ اوراس کی بچپن میں منگنی ہو گئی تھی آج تک مجھے اور تانیہ کو اس کا ہی انتظار تھا تانیہ اس کی امانت تھی مگر جب سے تمہیں دیکھا ہے وہ میرے محسن کو بھول گئی ہے آخر کب تک وہ اس کا انتظار کرتی اسے اپنی زندگی کا فیصلہ کرنا تھا سو اس نے تمہیں دیکھ کر کرلیا۔ بے شک میں نے بہو سمجھ کر نہیں پالا اسے بلکہ اپنی بیٹی سمجھ کر اس کی پرورش کی ہے وہ محسن کا انتظار کر کر کے تھک چکی ہے اور میں اس کی حفاظت کرتے کرتے تھک گئی تھی وہ اتنی خوبصورت اور جوان تھی ہر کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔لیکن ماں اب اس پر کوئی بھی بری نظر نہیں رکھے گا وہ میری بات کاٹ کر بولا میں نے کہا۔بیٹا میرا مطلب ہے کہ اگر میرا بیٹا محسن آ گیا تو وہ مجھ سے اپنی امانت تانیہ کے بارے میں ضرور سوال کرے گا میں اسے کیا منہ دکھاؤں گی۔

ماں اس کی شادی مجھ سے نہیں اب ، بیٹے محسن سے ہی سمجھنا باقی باتیں پھر کریں گے اس نے مجھے ایک الجھن میں ڈالا میں سوچوں میں ڈوبی ہوئی چلی جارہی تھی اور تانیہ کے چہرے پر نئی خوشی تھی وہ اپنی زندگی کا جیون ساتھی پا کر بہت خوش تھی مگر مجھے بے چینی تھی کہ اگر محسن آ گیا تو میں اسے کیا منہ دکھاؤں گی تانیہ نے جذبات میں اتنا بڑا فیصلہ کرلیا تھا مگر ٹھکراؤں تب بھی میں غلط اگر اپناؤں تو تب بھی میں غلط تانیہ کو خوش دیکھنا چاہتی تھی خیر مجھے میرے گھر کی خوشی ہو رہی تھی کہ اس لڑکے نے چوہدری کو اس کے کیئے کی سزا بھی دے دی اور ہم کو ہمارا حق بھی لے دیا۔لیکن کوئی بات نہیں جب میرا محسن آئے گا میں اس کو سب کچھ سمجھا دوں گی کہ ہمارا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھی تب میں نے تانیہ کی شادی کردی ہے اور پھر اسے لے کر تانیہ کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے دور چلی جاؤں گی میرے ذہن میں ہر طرح کے سوال اٹھ رہے تھے جن کے میں خود ہی جواب دے رہی تھی میں سوچوں میں اس قدر ڈوبی ہوئی تھی کہ راستے میں یا سفر میں پتہ ہی نہیں چلا ہم گاؤں میں آ گئے مجھے میرے نئے گھر میں دیکھ کر گاؤں کے لوگ حیران تھے میں نے گھر میں قدم رکھا تو چوہدری کی قہر انگیز نظر مجھ پر پڑی جب وہ لوگ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تب

چوہدری نے مجھ سے اور تانیہ سے معافی مانگی اور بولا بیٹا اب مجھے احساس ہوا ہے کہ ہر ایک کو اپنی زندگی گزارنے کا پورا پورا حق ہے ہم جیسے لوگ واقعی ہی دولت کے حوض میں غریبوں کا حق بھول جاتے ہیں آج کے بعد میں بھی کسی سے ناانصافی نہیں کروں گا تم میرے گھر والے مجھے واپس لا دو اب ہم سب تانیہ بیٹی کی شادی کریں گے میں واقعی ہی اپنے رب کو بھول بیٹھا تھا میری خود غرضی نے میرا خاندان آدھا نہیں چھوڑا ہے اب میری دولت میرے خونی رشتے ہیں میں نے دولت کی خاطر عزت بھی کھو دی ہے بیٹے بھی اور نا جانے کتنے لوگوں کی جان تک لے لی اب ایسا کبھی نہیں کروں گا خدا کی لاٹھی بے آواز ہے وہ کسی وقت بھی آ کر لگ جاتی ہے شاید تم لوگوں نے میرا سویا ہوا ضمیر جگا دیا ہے بیٹی سکینہ مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ تم جیسی صابر عورت کو دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم نے اپنا شوہر بیٹا دونوں کھو دیے مگر عزت نہیں میں بہت خوش ہوں تم پر اگر ہو سکے تو اپنے شوہر کے مجرم کو معاف کر دینا بیٹی آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں چوہدری کی باتیں سن کر مجھے غصہ بھی آیا اور خوشی بھی ہو رہی تھی کہ کسی ماں کی نیک اولاد ہے وہ جس نے اس جیسے انسان کے دماغ میں عقل ڈال دی ہے چوہدری کو یوں معافی مانگتے ہوئے دیکھ کر پورا گاؤں حیران ہو رہا تھا پھر چوہدری نے پورے گاؤں میں کہہ دیا کہ اب اس گاؤں میں امن و امان ہو گا کوئی کسی کو تنگ نہیں کرے گا نہ کسی اور نہ ہی کسی سے ناانصافی ہو گی ہر کسی کو انصاف ملے گا گاؤں کے لوگ بہت خوش تھے۔

اب ہم لوگوں کو اسی لڑکے کا انتظار تھا وہ آیا تو چوہدری کو اپنا منتظر پایا چوہدری بولا۔ میں تیرا ہی انتظار کر رہا تھا بیٹا اب میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے اس گاؤں کو برباد ہونے سے بچا لیا ہے جس گاؤں کے منصف ہی خوف غرض ہوں اس گاؤں کو انصاف کیا ملے گا اب یہ گاؤں والے لوگ کبھی کوئی شکایت لے کر باہر نہیں جائیں گے اب میری فیملی کو واپس بھیج دو اب میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں ہو کہ گاؤں کے غریب اور بے سہارا لوگوں کا خیال رکھوں گا یہ سب سن کر گاؤں والوں نے چوہدری کا نعرہ لگایا تو اس لڑکے کا دل خوش ہو گیا وہ مسکرا دیا۔ آج وہ پہلی بار اس انداز سے مسکرایا تھا اتنے دن میں اس کے پاس رہی تھی وہ ایک دن بھی مسکرایا نہ تھا آج وہ مسکرایا تھا اور مجھے اس کی یہ مسکراہٹ جانی پہچانی سی لگی تھی میں نہ رہ سکی اور اس سے سب کچھ پوچھ لیا ۔میرے دل میں برسوں پرانی بیٹے کی تڑپ ابھرنے لگی تھی۔ ایسی کیا بات تھی میں خود بھی نہ جان پا رہی تھی اور پھر اتنے دنوں میں میں اس سے اس کا نام بھی نہ جان سکی تھی صرف اتنا جانتی تھی کہ وہ پاس ہے بس اس کے آگے میں نے جاننے کی کوشش نہ تھی لیکن اب جبکہ میں نے اپنی بیٹی اسے دینے کا فیصلہ کر لیا تھا تو میرے دل میں یہ بات قدرتی آ گئی کہ میں نے اس لڑکے کا نام بھی نہیں پوچھا ہے۔ تب میں نے کہا

بیٹا میں تمہارا نام تک نہیں جانتی ہوں یہ بھی نہیں جانتی ہوں کہ تم کون ہو تمہارے ماں باپ کون ہیں۔ میں ہر بات سچ سچ جاننا چاہتی ہوں اگر کچھ بھی جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں ہو سکتا ہے کہ اپنی بیٹی کا رشتہ تم کو نہ دوں میں سچ سننا چاہتی ہوں۔ میری یہ باتیں پورا گاؤں سن رہا تھا تانیہ میرے قریب ہوئی اور بولی۔

ماں یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

بیٹی تم چپ رہو یہ فیصلہ بڑے لوگ کرتے ہیں بڑوں کے فیصلہ کرتے وقت بچے نہیں بولا کرتے میری باتیں سن کر تانیہ اندر کمرے میں چلی گئی۔ وہ لڑکا چپ چاپ میری باتیں سنتا جا رہا تھا وہ حیران ہو رہا تھا کہ مجھے یہ کیا ہو گیا ہے میں ایسے سوال اس سے کیوں کر رہی ہوں اور بیٹی نہ دینے کا فیصلہ کیوں کر لیا ہے۔

وہ میری باتوں کے جال میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا نہ اٹھ کر جا سکتا تھا اور شاید نہ ہی وہ اپنا راز بتانا چاہتا تھا لیکن پھر وہ چپ نہ رہ سکا اور بول پڑا۔

ماں میں ہی ہوں جس کے لیے تم اتنے سال روتی رہی ہو مجھے دیکھ غور سے دیکھ میں تیرا محسن ہوں۔

کیا کیا تو میرا محسن ہے میں جیسے بے یقین ہو گئی تھی مجھے جیسے اس کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔

ہاں میں تیرا محسن ہوں میں ابھی اپنا حلیہ درست کرتا ہوں تا کہ تو مجھے پہچان سکے اتنا کہہ کر اس نے کسی سے نائی کو بلوانے کو کہا اور پھر جلد ہی نائی آ گیا اس کے چہرے سے داڑھی صاف کی گئی اس کے حلیہ کو درست کیا گیا اور میں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی مجھے اس کے چہرے میں اپنے بیٹے کا چہرہ نظر آنے لگا وہی بیٹا جس کے لیے میں نے ایک طویل عرصہ جدائی میں گزارا تھا

تو میرا محسن ہے ناں۔ میں پاگل سی ہو گئی۔

ہاں ماں میں تیرا محسن ہوں اب پہنچان مجھے۔

میں نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔

میری آنکھیں بہہ نکلیں یہ خوشی کے آنسو تھے۔ دکھوں کے ملنے والی خوشی پر مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا لیکن مجھے یقین کرنا پڑ رہا تھا۔ میرا بیٹا میرے سامنے کھڑا تھا۔ میرا انتظار ختم ہو گیا تھا مجھے میرا بیٹا مل گیا تھا۔ میں بھی رو رہی تھی وہ بھی رو رہا تھا۔ گاؤں والے حیران ہو رہے تھے اور قدرت کے اس کھیل پر خوش ہو رہے تھے کہ کئی سالوں سے بچھڑا بیٹا مل گیا تھا۔ میں جیسے پاگل ہو گئی تھی۔

گاؤں والو دیکھو میرا بیٹا مجھے مل گیا ہے میرا محسن مجھے مل گیا ہے۔ اب میں اکیلی نہیں ہوں میرا محسن میرا بیٹا میرے پاس ہے تانیہ بیٹی کہاں ہو تم دیکھو میرا بیٹا ہے تیرا محسن آیا ہے میں یوں بول رہی تھی جیسے مجھے زمانہ بھر کی خوشیاں مل گئی ہوں،۔ میں پورے چار دن بعد اپنی بیٹی تانیہ کی شادی اپنے محسن سے کرنے والی ہوں میں نے پورے گاؤں کے سامنے اعلان کر دیا ہر طرف خوشیاں مناؤ۔ تانیہ جو شاید سب کچھ جانتی تھی آج میری حالت دیکھ کر وہ مسکرائے جا رہی تھی۔ محسن چلا گیا اور ہم لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے چوہدری کی حویلی کو دلہنوں کی طرح سجایا گیا ہر طرف جگمگاہٹ تھی ہر طرف رونقیں تھیں وہ دن بھی آ گیا جب میرا بیٹا میرا محسن دلہا بنا ہوا تھا اور میری تانیہ دلہن بنی بیٹھی تھی اور میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھا میری ویران زندگی میں آج کئی سالوں بعد خوشیاں اور بہاریں آ گئی تھی دھوم دھام سے ان کی میں نے شادی کر دی۔ ہر کوئی میری اس خوشی میں شریک تھا شادی کے بعد وہ تانیہ کو اپنے بنگلے میں لے گیا۔ ہفتے میں وہ دو تین بار گاؤں کے چکر لگاتے تھے کہ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو رہی تھی لیکن ہر طرف سکون ہی سکون تھا چوہدری بھی مطمئن تھا وہ جان گیا تھا کہ غریبوں کو تنگ کرنے کی ایک دن ضرور سزا ملتی ہے اس نے سچے دل سے توبہ کر لی تھی وہ بہت ہی اچھا ہو گیا تھا ہر کوئی اس سے خوش تھا۔ اور مجھے وہ سب کچھ مل گیا تھا جس کا میں عرصہ سے انتظار کر رہی تھی آج مجھے کوئی بھی پریشانی نہیں ہے میں اپنے پوتوں کے ساتھ کھیلتی ہوں ان کی مسکراہٹیں سنتی ہوں تو دل خوشی سے اچھل جاتا ہے۔ مجھے میرا کھویا ہوا مقام مل گیا ہے میں بیوہ ضرور تھی لیکن بے سہارا نہیں تھی میرا سہارا ایک بیٹے کے روپ میں میرے ساتھ تھا۔ خدمت کرنے والی میری بیٹی میری بہو میرے ساتھ تھی۔ مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

قارئین کرام یہ تھی سکینہ کی کہانی جو میں نے ویسی ہی لکھ دی ہے جیسی اس نے سنائی تھی قدرت کے کھیل واقعی نرالے ہوتے ہیں جب بچھڑے ہوئے آپس میں ملتے ہیں تو پھر وہ کیسی خوشی ہوتی ہے یہ وہی جانتا ہے جس اس منزل سے گزرا ہو۔

ویران گلشن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔ لاہور۔ قسط نمبر۲

0345.5453286

شہزادہ بھائی۔ اسلام وعلیکم حسب وعدہ ایک بار پھر ایک طویل کہانی بعنوان۔ ویران گلشن۔ لے کر جواب عرض کی دکھی بزم میں حاضر ہوں یہ کہانی مجھے میرے ایک دوست اور بھائی ڈاکٹر محمود نے دنیاپور سے ارسال کی ہے ادارے کی پالیسی کے مطابق نام ومقامات تبدیل کر دیئے ہیں میری کہانی غموں کی اداس وادی پر جن بہن بھائیوں نے کالز کر کے میرے غموں کو اپنا سمجھ کر مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازہ میں ان سب کا مشکور ہوں خاص کر پنڈ دادن خان سے زوہا خان۔ موچی والا سے رعنا ملتان سے عائشہ میر پور آزاد کشمیر سے مہناز بہن لودھراں سے نورین بدوملہی سے کرن چوہدری مانانوالہ سے شمع لاہور سے آسما خان سیالکوٹ سے عائشہ رائے ونڈ سے خالدہ باجی۔ اسلام آباد سے ثناء خوشاب سے عائشہ ندا سیالکوٹ ملائکہ جہلم سے سحر لیہ میمونہ ننکانہ صاحب سے ثانیہ کرچی سحر سانگلہ ہل حنا گوجرانوالہ۔ ساجدہ باجی گوجر خان۔ صبارا ولاکوٹ آزاد کشمیر۔ ثمینہ بھوانہ۔ نازیہ چکوال۔ فرزانہ کرک۔ ماہم چنیوٹ۔ نازیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ شازیہ جلال پور پیروالا۔ شوکت علی باقر ڈیرہ اسماعیل خان۔ محمد یوسف رحیم یار خان۔ محمد اکبر بجیرہ قندرانی۔ محمد امین چلاس۔ عجب گل کاغان۔ اشرف چنیوٹ۔ عطااللہ جھنگ۔ شہزاد شارجہ۔ شہزاد سلطان کیف کویت۔ امجد برطانیہ۔ عثمان مظفر آباد۔ طارق جدہ سعودی عرب۔ رانا حبیب الرحمن سنٹرل جیل لاہور۔ پرنس پشاور۔ نام تو بہت ہیں میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں آئندہ بھی اپنی رائے سے آگاہ کرتے رہنا۔ جن بہن بھائیوں نے اپنی کہانیاں مجھ کو ارسال کی ہیں مل گئی ہیں اب اپنی اپنی باری اکا انتظار کریں سب کی کہانیاں ضرور شائع ہوں گی۔ آج کل میری مصروفیات کچھ بڑھ گئی ہیں اپنے مطب پر بھی ٹائم دینا ہوتا ہے اگر آپ کوئی بھی مشورہ کرنا چاہیں تو رابطہ کر سکتے ہیں سب دوستوں کے لیے میرا آٹوگراف ہے کسی کی خاموشی کو تکبر نہ سمجھیں ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی ذات سے جنگ کرنے میں مصروف ہو اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا اپنی رائے دینا نہ بھولئے گا آخر میں سب دوستوں اور قارئین کو خلوص دل سے سلام قبول ہو۔ آپ سب کا اپنا۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

خیالات میں گم تھی کہ اس نے سب کچھ لٹا کر حسن علی کی محبت کو پالیا ہے اور آخری کاغذ پر بھی دستخط کر دیئے اس کے چاچا نے کاغذات کی فائل بند کر دی اور چائے کا کپ اٹھالیا اور خاموشی سے چائے پینے لگا چائے پینے کے بعد صغیر نے کہا الینا بیٹی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا مجھے اور تم جو کچھ بھی خریدنا چاہتی ہو آج خرید لو اس کی ضرورت نہیں ہے صغیر اگر مجھے ساری عمر تیری خریدی ہوئی چیزوں کے بغیر گزارنی پڑی تو میں گزار لوں گی میرا خیال ہے کہ اب تمہارا مقصد پورا ہو گیا ہے اب تم جا سکتے ہو الینا نے چلا کر کہا ہاں میرا مقصد پورا ہو گیا ہے اب تم ہماری ذمہ داری ہو۔



شگفتہ بھابھی اسے کل تیار کر دینا میں اسے منیر کے ہمراہ لینے آؤں گا کیونکہ اتنے چھوٹے گھر میں منیر کی بارات نہیں آسکتی کیا مطلب آپ کا الینا نے چلا کر کہا مطلب یہ ہے کہ اب تم میری بہو ہو اور اب تم منیر کی بیوی بن چکی ہو یہ دیکھو نکاح نامے پر تمہارے اور تمہاری ماں کے دستخط ہیں جو تم دونوں نے خود کیے ہیں صغیر نے کاغذات کے نیچے سے نکاح نامہ نکالا جس پ الینا اور ا کی مان کے دستخط تھے جو صغیر نے دھوکے سے کروا لیے تھے الینا چکرا کر رہ گئی اُنے صغیر کو گریبان سے پکڑ لیا تم بے غیرت انسان ہو الینا دھوکے باز ہو الینا کے منہ میں جو آیا بکتی رہ صغیر کھڑا اس کی بے بسی پر مسکرا رہا تھا پھر اس نے ایک زوردار تھپڑ صغیر کے منہ پر مار دیا پھر اس نے بھی اس کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا تو وہ چکرا کر رہ گئی اور زمین پر گر پڑی پھر صغیر نے اسے بالوں سے پکڑ لیا اور ایک زوردار تھپڑ اور مارا صغیر شگفتہ جو ابھی تک خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی شیر کی طرح دھاڑی اور صغیر نے الینا کو چھوڑ دیا تو وہ صوفے پر گر گئی صغیر فرعون نہ بنو اتنا اکڑ اور غرور اچھا نہیں ہے خدا کی لاٹھی بے آوز ہوتی ہے پھر صغیر نے ایک زوردار تھپڑ شگفتہ بیگم کے منہ پر مارا تو وہ بھی الینا کے اوپر گر گئی تم لوگون نے کیا سوچا تھا کہ ہم اپنی عزت ڈاکٹر کو دے دیں گے بڑی مکار ہے تو مجھے عدالتوں میں لانے کے لیے آسرا ڈھونڈ رہی تھی یاد رکھنا کل تک میرا گارڈ تم لوگوں کی نگرانی کر رہا ہے اگر تم لوگوں نے کوئی بھی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو تمہارے ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر بھی مارا جائے گا صغیر نے غصہ سے کہا اور باہر نکل گیا۔ ادھر حسن علی دو تین دن سے بہت خوش تھا وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھا وہ ہر وقت اپنے فیوچر کی پلاننگ بناتا رہتا اور الینا کے خیالوں میں کھویا رہتا وہ اپنے تصور میں ہی ہر قدم پر اپنے ساتھ ساتھ رکھتا اور کبھی بیٹھے بیٹھے اس کی جھیل جیسی آنکھوں کو کاغذ پر بنانے لگتا مگر وہ کوئی مصور یا شاعر تو نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ان چیزوں میں دلچسپی لینے لگا تھا اکثر اس کے کانوں میں الینا کی مترنم آواز گونجتی رہتی تھی حسن علی اگر ہم نہ مل سکے تو الینا کبھی کبھی یہ سوال کرتی ایسا ہونا ناممکن ہے الینا ہم تو بنے ہی ایک دوسرے کے لیے ہیں اس نے ہاسپٹل سے چھٹیاں لے لیں اور صرف پروفیسر دانیال کے ساتھ ہی دو گھنٹے کلینک پر بیٹھا رہا پروفیسر دانیال بھی اسے اپنا بیٹا سمجھتا تھا وہ اکثر حسن علی کو سمجھاتے رہتے تھے اور اس کی ہر قسم کی مدد بھی کرتے تھے ان دنوں وہ بہت مصروف رہنے لگا تھا کیونکہ صرف دو دن ٹائم تھا کل اس کا نکاح تھا وہ صبح صبح اٹھا ناشتہ کرنے کے بعد ڈریس پہن کر بازار کی تیاری کر کے نکلا آج اس نے جیولری وغیرہ اٹھوانی تھی لان سے گزرنے لگا تو نظر اس پودے پر پڑی جیسے وہ الینا سے مشابہت دیتا تھا پودا بالکل سوکھ کر زرد ہو گیا تھا۔

مالی بابا ذرا ادھر آنا یہ پودا کیوں سوکھ گیا ہے اس میں دوائی اور کھاد نہیں ڈالی کیا اس نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

حسن علی میں نے بہت کوشش مگر اسے سوکھنے سے نہیں بچا سکا اس کی جڑوں میں دیمک لگ گئی ہے۔

اب یہ ہرا نہیں ہو سکتا مگر تم کیوں پریشان ہو میں اور پودا لا کر لگا دوں گا۔

کچھ نہیں مالی بابا حسن علی نے پریشانی کے عالم میں سر کو جھٹکا اور پھر موبائل نکال کر الینا کا نمبر ڈائل کیا شہر میں اج بہت بڑا سیاسی جلسہ تھا جس کی وجہ سے تمام ٹیلی فون سروس بند تھی اور آج تو شاید مارکیٹ اور روڈ بھی بند ہو جائیں گی وہ جلدی سے گاڑی لے کر نکلا اور بار بار موبائل سروس کی طرف دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔

صغیر تیرا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو کہیں مارا جائے۔

الینا دل ہی دل میں بددعائیں مانگ رہی تھی اس کی ماں بھی باہر لان میں گم سم بیٹھی ہوئی تھی موبائل سروس

بند ہونے کی وجہ سے وہ حسن علی کو کچھ بھی نہیں بتا سکتی تھی لیکن وہ اس کو بتاتی بھی کیا کہ وہ منیر کی ہو چکی ہے یا پھر صغیر کی بہو بن چکی ہے اس کے پاس بتانے کے لیے رہ بھی کیا گیا تھا۔

حسن علی میں بہت جلد تیرے پاس آؤں گی اور پھر ہم دور بھی نہیں ہوں گے کہ ہوا بھی ہم دونوں کے درمیان سے گزر سکے اور میں ہمیشہ کے لیے تیری ہو جاؤں گی الینا ابھی کل ہی حسن علی سے فون پر بات کر رہی تھی حسن علی میں اپنا سب کچھ لٹا کر تمہیں پانے کے لیے آ رہی ہوں بس تھوڑا سا انتظار کر لو الینا نے آہستہ سے کہا۔

اب مجھ سے زیادہ انتظار نہیں ہو سکتا الینا مجھ پر ایک ایک سیکنڈ ایک ایک صدی سے زیادہ لمبا لگ رہا ہے حسن علی نے بے قراری سے جواب دیا حسن علی میں تجھے کیا بتاؤں کہ میں اپنا سب کچھ لٹا کر بھی تجھے نہ پا سکی اور سب کچھ لٹا کر خود بھی لٹ چکی ہوں اس کی خشک اور ویران آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر وہ سوچنے لگی کہ کیوں نہ گھر سے بھاگ کر حسن علی کے پاس چلی جاؤں الینا نے سوچا۔

دیکھو شگفتہ اگر کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو تم دونوں کے ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر بھی مارا جائے گا صغیر کا آخری جملہ اس کے کانوں میں گونجا۔۔نہیں نہیں حسن علی میں تجھ کو مروانا نہیں چاہتی میری دعا ہے کہ تمہیں کوئی اچھا جیون ساتھی مل جائے جو میری یاد کو ہمیشہ کے لیے بھلا دے آج اگر سیاسی جلسہ نہ ہوتا تو صغیر اسے ساتھ ہی لے جاتا لیکن آج جلسے میں بڑے بڑے لوگ آ رہے تھے اور خاندانی سربراہی کی پگڑی صغیر کے سر پر رکھی جانی تھی اس لیے وہ الینا کو چھوڑ گئے تھے الینا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کی سوچیں بہت گہرائی میں کھوئی تھیں او ر دماغ سن ہو رہا تھا۔ حسن علی اگر میں تیری نہ بنی تو ایک ہی فقرہ اس کے ذہن میں گونج رہا تھا آج وہ بہت بڑا فیصلہ کرنے جا رہی تھی۔

امی جی مجھے آج اکیڈمی نہیں جانا اور ہاں اگر جاؤں گی تو اسی حلیئے میں جاؤں گی شاہین اپنی بات پر بضد تھی بیٹا تم کو کب عقل آئے گی۔ تھوڑا چینج کر لو اور تھوڑا سا میک اپ کر کے سٹوڈنٹ والا حلیہ تو کر لو وہ سب لوگ تیرا مذاق اڑائیں گے نسرین نے سمجھانے کے انداز میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

مگر امی جی اگر میں کالج یا سکول ایسے جا سکتی ہوں تو اکیڈمی جانا بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے اب لوگ آپ کے زمانے کے نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کے کپڑوں اور جوتوں پر تبصرے کر کے اپنا قیمتی ٹائم ضائع کریں شاہین نے پھر فضول سی تقریر کر ڈالی۔

تمہاری عمر کی لڑکیاں روز نت نئے فیشن کرتی ہیں اور ایک تم ہو کہ اچھے کپڑے بھی پہن کر نہیں جاتی ہو۔

وہ اس لیے امی جی کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ میرے فیشن افورڈ نہیں کر سکتیں اور مجھے سب حالات کا پتہ ہے الینا نے سنجیدگی سے کہا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔

بیٹی میں نے جیسے بھی وقت گزارہ جس طرح بھی حالات کا مقابلہ کیا مگر میں نے تجھے کسی چیز کی کمی نہیں آنے دی اور نہ ہی آنے دوں گی نسرین نے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے امی جی میں کپڑے چینج کر کے چلی جاتی ہوں پھر وہ واش روم میں چلی گئی اور تھوڑی سی تیاری کر کے اکیڈمی کی طرف روانہ ہو گئی۔

ڈاکٹر حسن علی اپنے بابا عبدالرحیم اور اپنی امی جی کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ سب تیاری مکمل کر چکے تھے صبح ڈاکٹر حسن علی کا نکاح تھا سارا دن نیٹ ورک آف تھا اس لیے الینا کے گھر والوں سے رابطہ نہ ہو سکا یونہی نیٹ ورک کھلا تو پھر الینا کے گھر سے کوئی بھی فون ریسو نہیں کر رہا تھا وہ سب لوگ پریشان ہو گئے کہ کیا کریں بابا جی میں

ایسے کرتا ہوں کہ ان کے گھر جا کر پتہ کرتا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے حسن علی نے کہا۔
نہیں بیٹا روڈ بند ہیں اور شہر میں جلوس نکل رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کوئی نقصان ہو جائے اور پھر الینا کے گھر تک پہنچنا بہت مشکل ہوگا کچھ نہیں ہوگا۔
بابا جی آپ مجھے مت روکیں مجھے ہر حال میں جانا ہے۔
بیٹا ٹھیک ہے ایسا کرو تم اپنے ساتھ گارڈ کو بھی ساتھ لے جاؤ اور بہت زیادہ محتاط ہو کر گاڑی چلانا وہ گاڑی لے کر نکلے تو شہر کی اکثر سڑکیں بند تھیں اور جو کھلی تھیں وہاں پر رش بہت زیادہ تھا وہ پچالیس منٹ کا سفر دو گھنٹے میں طے کر کے وہاں پہنچے حسن علی جلدی سے گاڑی سے اترا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا تو دروازہ کھلا تھا وہ سیدھا اندر چلا گیا گھر میں کافی اندھیرا تھا آنٹی۔ آنٹی۔ الینا۔۔ الینا۔ کہاں ہو آپ لوگ۔ وہ آوازیں لگانے لگا۔ اور آگے بڑھتا جا رہا تھا اچانک اس کا ہاتھ ایک بٹن پر پڑا تو بلب آن ہو گیا وہ سیدھا الینا کے کمرے میں چلا گیا تو دیکھا تو گھر میں کوئی بھی نہیں تھا اس نے کمرے کی لائٹ آن کی تو دیکھا کہ سارا سامان الٹ پلٹ ہوا پڑا تھا اور الینا کے بیڈ پر ایک کاغذ پڑا ہوا تھا اس نے وہ کاغذ اٹھایا تو تحریر کچھ اس طرح لکھی ہوئی تھی پیارے حسن علی اس نے ابھی اتنا ہی پڑھا تھا کہ اس کے موبائل کی گھنٹی بجی تو یہ پروفیسر دانیال کا فون تھا جو کہہ رہے تھے ہیلو حسن علی جلدی سے ہسپتال پہنچو الینا کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے جلدی آؤ اور رابطہ کٹ گیا وہ دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف آیا خط اس نے جیب میں رکھ لیا ڈرائیور فوراً ہسپتال پہنچو جلدی سے ڈرائیور گاڑی کو تیز چلانا چاہتا تھا مگر رش زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت لیٹ ہو رہے تھے ڈرائیور تیز چلاؤ پلیز حسن علی چیخ رہا تھا سر رش بہت زیادہ ہے کیسے چلاؤں وہ آہستہ آہستہ سے جا رہے تھے ہسپتال سے ایک کلومیٹر دور تک روڈ بند تھا حسن علی کو یاد آیا کہ جب الینا پیپر کی وجہ سے پیدل بھاگ رہی تھی وہ بھی گاڑی سے اتر کر پیدل ہی بھاگ پڑا ڈرائیور اور گارڈ روکتے رہ گئے وہ پاگلوں کی طرح بھاگ رہا تھا وہ دس منٹ میں ہسپتال پہنچ گیا وہ سیدھا بھاگتا ہوا ایمرجنسی وراڈ میں گیا دروازے پر الینا کی ماں پریشان کھڑی تھی ماں جی کیا ہوا الینا کو اس نے پھولی ہوئی سانس میں پوچھا۔ بیٹا میری الینا کو بچا لو اس کی حالت بہت خراب ہے پلیز میری الینا کو بچا لو وہ ہاتھ جوڑ کر پاگلوں کی طرح رو رہی تھی حسن علی سیدھا ایمرجنسی روم میں چلا گیا الینا ایمرجنسی میں بیڈ پر لیٹی تڑپ رہی تھی پروفیسر دانیال بڑی تیزی کے ساتھ الینا کا بلڈ پریشر چیک کر رہے تھے بطور ہیلپر ڈاکٹر آکاش انجکشن لگا رہے تھے وہ جلدی سے آ کر ڈاکٹر دانیال کے پاس آیا سر کیسی ہے طبیعت اس کی پلیز کچھ کریں سر جی وہ بھی پاگل ہو چکا تھا بلڈ پریشر بہت کم ہے حالت بہت سیریس ہے اللہ ہی بچانے والا ہے کوشش جاری رکھو پروفیسر نے کہا انجکشن بھرنے لگے یہ تم نے کیا کیا الینا کیوں کیا تمہیں میرا خیال کیوں نہ آیا کہ میں تم بن ادھورا ہوں پلیز آنکھیں کھولو الینا نے آنکھیں کھولیں اور کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگی مگر بول نہ سکی پھر اس نے حسن علی کے ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس کی سانسیں اکھڑ گئی الینا کیا ہوا پلیز بولو الینا کیا ہوا ہے بتاؤ نہ سر پلیز کچھ کریں سے کیا ہو رہا ہے حسن علی ایک ڈاکٹر ہوتے بھی چلا رہا تھا الینا نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیئے جیسے وہ معافی مانگ رہی ہو حسن علی نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے نہیں الینا نہیں مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیا دکھ ہے تم نے ایسا کیوں کیا پلیز ایک بار مجھے بتاؤ میں ساری دنیا سے ٹکرا جاؤں گا مگر الینا کی گرفت ڈھیلی ہو گئی آنکھیں حسن علی کو دیکھتے دیکھتے ایک جگہ پر ٹھہر گئیں پروفیسر دانیال نے اس کی آنکھیں بند کر دیں اور ڈاکٹر حسن علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا آئی ایم سوری میں سے نہ بچا سکا یہ تو قدرت کے کھیل ہیں اس میں ہم لوگ دخل اندازی نہیں کر سکتے نہیں سر

ایسا نہیں ہو سکتا وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی نہیں جا سکتی وہ مجھے چھوڑ کر وہ چلا رہا تھا اور رو رہا تھا اب اسکے پاس رونے کے سوا کچھ نہیں بچا تھا الینا تم نے اچھا نہیں کیا تم نے مجھے تنہا کر دیا ہے مجھے چھوڑ کر بہت دور چلی گئی ہو اس دنیا میں جہاں سے کوئی بھی تو واپس نہیں آتا بتاؤ میں کیا کروں ادھر ڈاکٹر آکاش ڈیتھ سرٹیفکیٹ بنا کر باہر گئے نسرین بی بی ہم آپ کی بیٹی کو نہیں بچا سکے یہ لیں ڈیتھ فائل مگر نسرین دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سامنے دیکھ رہی تھی آنٹی جی ڈاکٹر آکاش نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا وہ ایک طرف لٹک گئی فوراً اس کو بھی ایمرجنسی میں لے جایا گیا مگر وہ ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئی اور اپنی بیٹی کے پاس چلی گئیں ڈاکٹر حسن علی دیوار کے ساتھ لگا پاگلوں کی طرح دونوں کو گھور رہا تھا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے کیوں ہوا ہے کیوں ہو گیا ہے۔

منیر کی آج دستار بندی تھی وہ جلسے میں جا رہا تھا انکو الینا کی موت کی خبر مل چکی تھی وہ پریشان تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا ہے۔

دیکھو تم جلدی سے ہسپتال پہنچو میں فارغ ہو کر آتا ہوں اور ہاں اگر اسے کچھ ہو جائے تو کسی کو پتہ نہ چلے کہ وہ منیر کی کچھ لگتی ہے صغیر نے چلاتے ہوئے کہا۔ ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ آج جلسہ نہ کر سکے گا اس نے ڈرائیور سے کہا کہ وہ گاڑی کو یہاں سے لے جائے گاڑی کو تیز چلاؤ اس نے ایک زوردار تھپڑ ڈرائیور کے منہ پر دے مارا ڈرائیور کا سر چکرا گیا اور گاڑی اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی اور سیدھی ٹرک سے جا لگی ٹرک اس قدر زور کی تھی کہ اس میں موجود سب ہی افراد موت کے منہ میں چلے گئے کسی کی بھی آواز نہ نکل سکی۔ ہسپتال میں ایک ہی خاندان کی پانچ لاشیں پڑی تھیں تین لاشوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ دفن کیا گیا منیر صغیر اور کوثر بی بی کو مگر دو لاشوں کو لاوارثوں کی طرح الینا اور اس کی ماں کو دفنا دیا گیا۔ لیکن سب کا ٹھکانہ ایک ہی تھا جیسے زمین میں قبر کوثر بی بی منیر صغیر کی بنی تھی اسی طرح الینا اور اس کی ماں کی بنی تھی مگر ساری جائیداد مال و زر ادھر ہی رہ گیا تھا۔

ڈیئر حسن علی جب تمہارے ہاتھ میں یہ خط ہو گا اس وقت میں تیری دنیا چھوڑ چکی ہوں گی موت میرے لیے بہت چھوٹی سزا ہے مجھے معاف کر دینا کہ میں وفاؤں کے سفر میں تیرے ساتھ نہ چل سکی شاید میری قسمت میں تمہارا ساتھ نہ تھا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر زندہ رہی تو تیری ہی رہوں گی اور اگر تیری نہ ہو سکی تو میں مر جاؤں گی لیکن میں اپنا وعدہ نہ نبھا سکی۔ میں زندگی میں کسی اور کی ہو گئی تھی میں تمہارا اور آنے والے حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اس لیے اس دنیا کو خیر باد کہنے کا سوچ لیا حسن علی اگر میری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ بھی ایسا ہی کرتی اس دنیا والوں نے میرا سب کچھ لوٹ لیا ہے حتیٰ کہ میرے جینے کا حق بھی حسن علی تیرے ذہن میں بہت سے سوالات ہوں گے مگر ان کے جوابات میرے پاس نہیں تھے بس دنیا والوں کی طرح تم بھی مجھ سے نفرت کرنا اور آپ میرے جیسی موت نہ مرنا حسن علی تم کو میری قسم ہے تم شادی ضرور کر لینا اور اپنی بیوی کو اس کے پورے پورے حقوق دینا ہو سکتے تو مجھے معاف کر دینا آپ کی اپنی الینا۔

حسن علی کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے شمار آنسو تھے تین چار دن کے بعد اسکی طبیعت کچھ سنبھلی تھی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو الینا کا آخری خط تھا جو اسے ایسے لگ رہا تھا کہ یہ خط الینا خود اس کے پاس بیٹھ کر اسے سنا رہی ہو وہ اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا وہی معصومانہ انداز تھا اس کا الینا تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا تجھے اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ جو تیری ایک منٹ کی بھی جدائی نہیں سہہ سکتا تھا وہ تیرے بغیر کیسے جی سکتے گا

الینا میں ساری دنیا سے لڑ لیتا دنیا کا ہر دکھ جھیل لیتا مگر تیری جدائی برداشت نہیں ہو رہی ہے یہ پہلا پل اور پہلا لمحہ ہے جب مجھے اپنے آپ سے بھی نفرت سی ہو رہی ہے مجھے ہر پل ہر لمحہ تیری آہٹ سنائی دیتی ہے کاش تم ایک بار مجھے مل جاتیں کاش حسن علی خط ہاتھ میں پکڑ کر رو رہا تھا اور اپنے ارد گرد کے حالات سے ناواقف اونچی آواز میں بول رہا تھا اسے اتنا بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ اس کے بابا جی عبدالرحیم پیچھے کھڑے ہیں بیٹا حسن علی کیا ہوا عبدالرحیم نے پیار سے اس کو اپنے گلے سے لگا لیا حسن علی اور زیادہ رونے لگا جیسے کوئی بچے کی کوئی بہت قیمتی چیز گم ہو گئی ہو بس کر میرا بیٹا بس صبر کر میرے بیٹے عبدالرحیم اس کے اس طرح رونے سے تڑپ اٹھے بیٹا حسن علی اگر رونے سے کوئی واپس آ جاتا تو میں تجھے کبھی رونے سے نہ روکتا بیٹا جو قسمت میں ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہتا ہے صبر کر میرے بیٹے صبر کر عبدالرحیم اسے چپ کرواتے ہوئے خود بھی رو رہے تھے باباجی میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا حسن علی نے کہا نہیں بیٹا اس میں تمہارا کیا قصور ہے تم نے اسے بچانے کی بہت کوشش کی ہے مگر اس کی زندگی ہی اتنی تھی بیٹا یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جو آیا ہے اس نے واپس جانا ہے یہ دنیا ہے جو صرف چار دن کا میلہ ہے جو یہاں ظلم کرے گا سزا بھی اسی دنیا میں ملے گی دیکھو ان لوگوں نے الینا کے ساتھ ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے مجرموں کو فوراً اس دنیا میں سزا دی ہے ان کا کیسا حشر ہوا ہے اچھا بیٹا اب تم آرام سے سو جاؤ کیوں کہ تمہاری طبیعت خراب ہے عبدالرحیم نے اسے لٹاتے ہوئے کہا اور کمرے کی لائٹ اف کر کے اپنے کمرے میں چلے گئے بظاہر تو وہ لیٹ گیا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اسے ایک پل بھی چین نہیں تھا کبھی اپنے آپ کو مجرم سمجھتا اور کبھی الینا کے شکوے اسے بے چین کر رہے تھے اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا گیا اور کھڑکی کھول کر سامنے چودھویں کے چاند کو دیکھنے لگا جو پوری طرح چمک رہا تھا ہر چیز اس کی چمکتی روشنی میں مکمل اور واضح دکھائی دے رہی تھی سامنے لان تھا جس میں ہر طرف رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے مگر اس پودے کی جگہ خالی تھی اسے ایک بار پھر اسے محسوس ہوا جیسے اس کا دل سینے سے نکال دیا ہو اس کی آنکھوں میں پھر سے آنسو تیرنے لگے تھے اسے اتنے سارے پھولوں سے کوئی مطلب نہیں تھا جب اس کا پیار ا پودا ہی دکھائی نہ دے رہا تھا اسے وہ اجڑا ہوا ویران گلشن دکھائی دے رہا تھا جو اب صرف ویران تھا بالکل ویران گلشن۔

شاہین نارمل انداز میں تیار ہو کر اکیڈمی کے لیے چل پڑی اکیڈمی سے اس کے گھر کا فاصلہ صرف پندرہ منٹ کا تھا وہ بہت بااعتماد اور سادہ سی لڑکی تھی اسے اچھے ڈریس یا فیشن سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کتابوں میں بھی وہ بہت کم ہی دلچسپی لیتی تھی وہ بس ہر وقت ناول رسالے یا پھر اخبار ہاتھ میں لیے پڑھتی یا پھر کیبل پر کرکٹ میچ یا دوسرے پروگرام دیکھتی رہتی تھی ایسی لڑکی تھی کہ جس نے سب کچھ قسمت پر ڈال کر خود زندگی سے بے پرواہ ہو گئی تھی کالج میں اگر کوئی سمپل اور لاپرواہ تھی تو وہ شاہی تھی اس وجہ سے لڑکیوں سے بہت کم دوستی تھی لڑکے تو اسے خدائی مخلوق سمجھتے تھے پہلے دن اکیڈمی میں قدم رکھا تو وہ بڑے لاپرواہ طریقے سے اندر داخل ہو رہی تھی تو اچانک ایک لڑکے زور سے ٹکر ہو گئی اس کی کتابیں ہاتھ سے نیچے گر گئیں اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی مگر اس کا ہاتھ لڑکے نے تھام لیا تھا اور زور سے اپنی طرف کھینچا تھا تو وہ سنبھلتی سنبھلتی لڑکے کے کندھے سے جا لگی تھی تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں رہنے کے بعد سنبھل گئی اور پیچھے ہٹ گئی۔

اوہ سوری ٹکرانے والے نے کہا۔

کیا سوری پہلے موقع تلاش کرتے ہو لڑکیوں سے ٹکرانے کا پھر گرتے ہوئے کو زبردستی گلے لگاتے ہو پھر

سوری کہتے ہو واہ بھئی واہ میں جانتی ہوں یہ سب لڑکوں کے ڈرامے ہوتے ہیں شاہین غصہ سے کہا اور کتابیں اٹھانے کے لیے نیچے جھکی تو لڑکا بھی اس کی مدد کے لیے جھکا تو دونوں کے سر آپس میں ٹکرا گئے۔

اف کیا بدتمیزی ہے۔شاہین غصہ سے چلائی۔

اوہ سوری جی۔لڑکے نے اس کی کتابیں دیتے ہوئے کہا۔

کیا سوری سوری لگا رکھی ہے ادھر دو میری کتابیں شاہین غصہ سے کتابیں پکڑ کر چل پڑی اس کو اس لڑکے کے سامنے کھڑا ہوا مشکل ہو رہا تھا اور وہ غصہ تو جان بوجھ کر دکھا رہی تھی اسے اپنی امی جی کی بات یاد آ رہی تھی کہ امی جی کے کہنے کے باوجود اتنے گندے حلیے میں کیوں آئی اس کے سامنے کھڑا تھری پیس میں ملبوس خوبصورت لڑکا اسے غور سے دیکھ رہا تھا اسے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہو۔

حسن علی بیٹا اٹھ جاؤ پلیز اس کی ماما جی چائے لیے اس کے سامنے کھڑی تھی الینا کی موت کے بعد وہ بستر پر ہی لگ گیا تھا۔اس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا سارا دن الینا کے لوٹ آنے کا خیال ہی اس کے دل میں رہتا تھوڑی سی آہٹ پر الینا الینا پکارنا شروع کر دیتا صبح اٹھ کر وہ الینا کی قبر پر جاتا ڈھیڑوں شکوے کرتا ڈھیروں پیار بھری باتیں کرتا اور کوئی جواب نہ پا کر واپس لوٹ آتا اور اس کے آنے کا انتظار کرتا معمولی سی آہٹ پر چونک جاتا پھر کہتا۔

کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں اے دل۔۔۔۔دروازہ فقط تیز ہواؤں سے کھلا ہے

الینا کی کچی قبر کے ساتھ ہی صغیر اور منیر اور کوثر بی بی کے کتبے لگے ہوئے تھے صغیر تم نے جائیداد کے لالچ میں سب کو مار دیا زمین تو ابھی بھی پڑی ہے لیکن تم نہیں ہو کیوں میری الینا کی جان لی تم نے کتنے اپنی شان وشوکت کو کہ تجھے مرنے سے بچا لیتی مگر نہیں سب کا ٹھکانہ ایک ہی ہے تجھے تیرے گناہوں کی سزا ملی ہے صغیر کی قبر پر کھڑا ہو کر حسن علی اس سے جھگڑا کرتا تھا کتنا بے بس ہو گیا تھا سارا دن گلیوں میں آوارہ پھرتا اور رات کو لوٹ آتا اسے دنیا کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور رات کو کبھی تنہا چاند سے باتیں کرتا اور کبھی اپنے ویران گلشن سے مگر پھر بھی اسے سکون نہ تھا تو پھر سجدے میں سر رکھ کر روتا رہتا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کے لیے کیا مانگے رو رو کر آنکھیں بھی خشک ہو جاتی تھیں تو بستر پر لیٹ جاتا اور پھر نیند کی گولیاں کھا کر سو جاتا صبح وہ اپنی مرضی سے اٹھتا تھا اس کے بابا جی اور ماں جی اس کی اس حالت سے سخت پریشان تھے اسی پریشانی کے عالم میں وہ اسے بہت سمجھاتے تھے لیکن سب فضول تھا اسے بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے آج بھی اس کی امی جی اسے جگانے آئی تھی بیٹا جلدی اٹھو اور نہا کر نیچے آ جاؤ اور ناشتہ کر لو نہیں امی جان مجھے بھوک نہیں ہے حسن علی نے کہا۔دیکھو بیٹا آج کوئی بہانہ نہیں چلے گا پروفیسر دانیال اور ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی نہانے لگا وہ اپنے آپ کو پروفیسر دانیال کے سامنے فریش ظاہر کرنا چاہتا تھا وہ نہا کر کپڑے تبدیل کر کے باہر نکلا تو ناشتے کے ٹیبل پر سب اس کا انتظار کر رہے تھے وہ بھی سلام کر کے بیٹھ گیا اور ناشتہ کرنے لگا۔

شاہین اکیڈمی سے آئی تو کچھ پریشان تھی نسرین بی بی کے پوچھنے پر سر درد کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گئی اور اس ٹکرانے والے لڑکے کے بارے میں سوچنے لگی وہ کون تھا لڑکا بہت زیادہ سنجیدہ اور ہینڈسم تھا وہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں بہت خوبصورت اور دلکش تھیں شاہین کو اپنا آپ بہت کم تر لگ رہا تھا۔ وہ اٹھی اور کتابیں اٹھا لیں آج لیٹ جانے کی وجہ سے بائیو کا پیریڈ بھی مس ہو گیا تھا باقی کتابیں اٹھا کر زندگی میں پہلی بار سوالات تیار کرنے لگی تھی پہلے وہ صرف پیپروں کے دنوں میں ہی مشہور مشہور سوال یاد کیا کرتی تھی

اور پاس مارکس لے کر اگلی کلاس میں چلی جاتی تھی آخر وہ کون تھا وہ کتاب کھول کر بھی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی اس نے کتاب بند کی اور کپڑوں کی الماری کھولی اور کل کے لیے سوٹ نکالنے لگی اسے کوئی سوٹ بھی پسند نہیں آرہا تھا حالانکہ اس سے پہلے نسرین بی بی جو بھی سوٹ نکال کر دیتی تھیں وہ خاموشی سے پہن لیتی تھی آج تک کسی نے اس کو اتنا متاثر نہیں کیا تھا جتنا آج اس لڑکے نے کیا تھا آخر اس نے کال رنگ کا سوٹ اور اسکارف نکالا اور اچھی طرح استری کرنے لگی استری کرتے ہوئے بھی ذہن اسی لڑکے کی طرف ہی تھا۔

پروفیسر دانیال کے بار بار اصرار پر وہ ہسپتال اور شام کو کلینک پر جانے لگا ہر موڑ پر پروفیسر دانیال اسکے لیے روشنی کا چراغ تھے وہ بھی پروفیسر دانیال کی بہت عزت کرتا تھا کلینک سے فارغ ہوتے ہی وہ آوارہ سا سڑکوں پر یا پھر قبرستان چلا جاتا تھا رات گئے گھر آکر سب سے تھوڑی سی گپ شپ لگا کر اپنے کمرے میں آکر اپنی پرانی یادوں میں کھو جاتا یا پھر کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہو جاتا اس کے لیے اب رات گزارنا بہت مشکل ہو گیا تھا وہ اکثر الینا کے ہوتے ہوئے ساری رات فون پر اس سے باتیں کرتا تھا۔ اب بھی الینا کی آواز اسکے کانوں میں گونجتی تھی حسن علی اگر میں تجھے نہ مل سکی تو وہ اکثر سوال کرتی اس کی جھیل جیسی گہری آنکھوں میں پانی آجاتا اور ایسے لگتا تھا جیسے وہ کسی کنویں کی گہرائی سے بول رہی ہو بے تاب سا ہو کر وہ اٹھ جاتا نہیں الینا نہیں ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا وہ کھڑکی میں کھڑا اپنے لان کی طرف دیکھ رہا تھا لان میں ہر طرح کے پھول تھے ہر طرف خوشبو ہی خوشبو بکھری ہوئی تھی لیکن ان میں اس کا پیارا پودا نہیں تھا وہ جگہ اب بھی خالی تھی اسے وہ جگہ ویران گلشن ہی لگ رہی تھی وہ واپس اپنے بیڈ پر آیا اور حسب عادت اس نے والیم کی گولی کھا کر سونے کے لیے لیٹ گیا گولیاں کھانے کے باوجود بھی اسے نیند نہیں آرہی تھی وہ کروٹیں لے رہا تھا حسن علی آپ دن بھر مصروف رہتے ہو رات کو جلدی سو جایا کرو کیا تم کو نیند نہیں آتی الینا اکثر سوال کرتی تھی مجھے نیند سے پیاری تم ہو الینا جب تم مجھے مل گئی تو پھر سکون سے نیند پوری کروں گا حسن علی پیار سے جواب دیتا بہت بدتمیز ہو آپ پہلے جان بوجھ کر لڑکیوں سے ٹکراتے ہو اور پھر سوری کرتے ہو اسے اچانک آج والی لڑکی کی ٹکر یاد آگئی وہی الینا جیسا چہرہ وہی آنکھیں وہی آواز وہ اسے غور سے دیکھتا رہ گیا تھا ان ہی خیالوں میں اسے نیند کی دیوی نے اپنی آغوش میں لے لیا فرق بس چہرے کے تل کا تھا وہ بالکل الینا کی ہم شکل تھا۔

شاہین آج خلاف عادت بہت جلد اٹھ گئی تھی نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی اور کتابیں لے کر بیٹھ گئی اور سب کتابوں کا سبق یاد کرنے لگی اسے خود پتہ نہیں تھا کہ اسے کتابوں میں دلچسپی کیسے پیدا ہو گئی تھی سبق یاد کرنے کے بعد وہ کچن میں اپنی امی جی کے پاس چلی گئی۔

خیر تو ہے نا بیٹی تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں نسرین نے بڑے تعجب سے پوچھا۔

جی امی جی میں بالکل ٹھیک ہوں بس اکیڈمی سے کام ملا تھا وہ یاد کرنا تھا اس لے جلدی اٹھ گئی سبق یاد کیا اور سوچا کہ آپ کی کچھ مدد کر دوں شاہین نے صفائی پیش کرتے ہوئے۔

اچھا بیٹی آج بڑا خیال آیا تجھے کتابوں کے سبق یاد کرنے کا اور میری مدد کرنے کا سب بولو کیا بات ہے کیا کوئی ناول تو نہیں منگوانا چاہتی مجھ سے اس کی ماں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں امی جی نہیں کچھ نہیں منگوانا ہے مجھے ویسے اکیڈمی کے ٹیچر بہت سخت ہیں تھوڑی سی غلطی پر بہت سزا دیتے ہیں شاہین نے اپنی ماں جی کو مطمئن کرنے کے لیے جھوٹ بولا۔

ناشتہ کرنے سے پہلے وہ نہانے کے لیے واش روم میں گئی نہا کر کالے رنگ کے کپڑے پہن کر ہلکا سا میک

اپ کیا اور کالا اسکارف لے لیا اور وہ بار بار شیشے کو دیکھ رہی تھی آج شیشہ بھی شاید اس کی تیاری کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا وہ یہ سوچ کر مسکرائی اور پھر ناشتہ کرنے لگی۔

شاہین ایک سلجھی ہوئی لڑکی تھی ہر کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے اعتماد سے بات کرنے والی لڑکی تھی لیکن آج وہ اتنا تیار ہونے کے باوجود بھی مطمئن نہیں ہو رہی تھی اس نے اپنے دائیں رخسار پر ہلکا سا تل بنا لیا جس نے اس کے چہرے پر چار چاند لگا دیئے اور پھر کتابیں اٹھا کر اکیڈمی کی طرف چل پڑی وہ اسی لڑکے کے بارے میں سوچتے جا رہی تھی گلی کا موڑ مڑتے ہی اسے پتہ نہ چلا کہ آگے سے گاڑی آ گئی اور ٹکرا کر گر گئی اور اس کی کتابیں بکھر گئیں۔

ڈاکٹر حسن علی صبح اٹھا اور نماز ادا کرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کچھ دعائیں الینا کے لیے اور کچھ اپنے لیے مانگ رہا تھا اور ساتھ ہی کچھ شکوے بھی کر رہا تھا الینا کی وفات کے بعد اب وہی ذات تھی جس سے وہ ہر بات کر لیتا تھا ہر شکوہ ہر شکایت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے کرتا تھا یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ سکون محسوس کرتا تھا اس کا اگر الینا کے بعد ہمراز تھا وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی دعائیں کرنے کے بعد وہ اٹھا اور ناشتے کی ٹیبل پر ہمیشہ کی طرح اس کے بابا جی اور امی جی انتظار کر رہے تھے۔

سوری میں لیٹ ہو گیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیا کرو آپ لوگ ناشتہ کر لیا کریں وہ سنجیدگی سے بولا۔

بیٹا بچپن سے لے کر آج تک ہم نے تیرا انتظار کیا ہے اب یہ عادت نہیں جا سکتی اس کے بابا نے کہا اس کی آواز میں ایک دکھ تھا ایک کرب تھا ایک مایوسی تھی ان سے اپنے بیٹے کا دکھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

اچھا بیٹا اب کیا پروگرام ہے تمہارے آگے بہت بڑی زندگی پڑی ہے اکیلے تو نہیں رہا جاتا اس کی امی جی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

امی جی میں اکیلا کہاں ہوں آپ لوگ میرے ساتھ ہیں ہسپتال میں میرے بہت سے دوست ہیں اور کلینک پر پروفیسر دانیال ہیں اکیڈمی میں بہت سارے میرے کلاس فیلوز ہیں میری زندگی اچھی گزر رہی ہے حسن علی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن بیٹا ان سب کے ساتھ زندگی بھر نہیں جی سکتے آخر تمہیں شادی کرنی ہے اس کے بابا نے کہا۔

بس بابا جی میری زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے مجھے اور کسی کی ضرورت نہیں ہے یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گیا اور سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا اس کی آواز کا دکھ اور آنکھوں میں امڈتے ہوئے آنسو اس کے ویران سے نہ چھپ سکے وہ کمرے میں آ کر بیڈ پر گر گیا اور بے آواز زار و قطار رونے لگا اس بچے کی طرح جس کی کوئی بہت قیمتی چیز گم ہو گئی وہ اس کے آنسو روکنے کا نام نہ لے رہے تھے پھر وہ تیار ہو کر ہسپتال جانے لگا وہ اپنے آپ کو نارمل ظاہر کرنا چاہتا تھا لان سے گزرنے لگا تو مالی بابا اس پودے کی جگہ پر اس جیسا اور پودا لگانے میں مصروف ہو گیا تھا مالی بابا یہ کیا کر رہے ہو یہ پودا کیوں لگا رہے ہو۔

بڑے صاحب نے کہا تھا۔

وہ پھیکا سا مسکرایا۔

بیٹا میں نے بتایا بھی تھا کہ یہاں سے زمین خراب ہو گئی ہے شاید یہ پودا ہرا ہو جائے مالی بابا نے اپنے خیال میں کھوئے ہوئے بتایا۔

مالی بابا: یک بار زمین بنجر ہو جائے پھر اسے زرخیز کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے وہ یہ کہتا ہوا گاڑی میں

جا بیٹھا پت جھڑ کا موسم تھا درخت اپنے پتے گرا رہے تھے۔

آج اسے پھر الینا کی یاد شدت سے آ رہی تھی وہ ہسپتال جانے کی بجائے قبرستان کی طرف جا رہا تھا اسے صرف دو جگہوں پر ہی سکون ملتا تھا یا تو قبرستان میں یا پھر الینا کی قبر پر یا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں جا کر اس نے راستے میں سے پھول خریدے الینا کے لیے وہ ہمیشہ جہاں سے پھول خریدتا تھا وہی ہلکے رنگ کے گلابی پھول الینا کے گالوں جیسے الینا تم میں اور ان پھولوں میں کوئی فرق نہیں ہے وہ اکثر جذبات میں کہتا تھا پھول خرید کر وہ قبرستان کی طرف چلا گیا اور الینا کے پاؤں کی طرف پھول رکھ کر بیٹھ گیا پھر وہی شکوے وہی شکایت اور سوالات کی بارش جن کا آج تک کوئی جواب نہ ملا تھا شام تک وہ وہاں بیٹھا رہا اسے وقت گزرنے کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا اسے ایسے محسوس ہوتا جیسے وہ الینا کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اچانک فون پر بیل بجی تو اس نے موبائل نکالا تو سکرین پر عدنان کا نمبر تھا اس نے نمبر کو مصروف کر دیا الینا کے زندہ ہوتے ہوئے بھی جب وہ الینا کے پاس ہوتا تھا تو کوئی بھی فون کال اٹینڈ نہیں کرتا تھا اور اب تک اس کی وہی عادت تھی عدنان بھی بار بار مصروف کرنے کے باوجود بھی فون کر رہا تھا شاید اسے کوئی ضروری کام تھا اس نے تھوڑا دور جا کر فون کال کو اٹینڈ کیا

ہیلو۔ اس کی آواز غمزدہ تھی۔

ہیلو۔ حسن علی کہاں ہو آپ۔ آج ذرا اکیڈمی جلدی آ جانا تھوڑا کام ہے۔ اور ہاں فون کیوں اٹینڈ نہیں کر رہے تھے خیر تو ہے ناں۔ اچھا جلدی آنا پلیز۔

یہ کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی اللہ حافظ الینا اس نے وہیں سے کہا اور گاڑی کو اکیڈمی کے راستے میں ڈال دیا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور راستہ بھی دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا اچانک گلی کے موڑ موڑتے ہوئے اک لڑکی گاڑی سے ٹکرا گئی تھی ٹکر زیادہ زور کی نہیں تھی پھر بھی لڑکی گر گئی اور اس کی کتابیں بکھر گئیں وہ جلدی سے گاڑی سے نکلا ت وہی لڑکی تھی کل والی جس سے اکیڈمی میں ٹکر ہوئی تھی اس کا اسکارف اتر چکا تھا اور وہ کھڑی ہو گئی تھی ڈاکٹر حسن علی دھنگ رہ گیا وہی چہرہ وہی جھیل جیسی آنکھیں وہی سنہری زلفیں اور وہی چہرے پر تل وہ اس کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وہ آنکھیں جھپکانا بھی بھول گیا تھا اس کے چہرے پر دکھ اور حیرانی کے واضح جذبات تھے۔

الینا۔۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

نہیں آئی ایم شاہین۔ شاہین نے فل اعتماد سے کہا۔

شاہین۔۔ حسن علی نے حیرت سے کہا۔ اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے اس میں الینا ہی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ شاہین کو نہیں الینا کو دیکھ رہا ہو جیسے اس کو یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس کے سامنے الینا زندہ ہو کر آ گئی ہو۔ یہ کوئی اس کا خواب نہ تھا حقیقت تھی حقیقت میں وہ الینا جیسے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے آئندہ شمارہ ضرور پڑھیں۔

ابھرتی ہوئی شاعرہ گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی

درد جدائی

تیڈی درد جدائی مار گئی ساکوں
ساڈی وسدے جھوک اوجاڑ گئی
کیا سوچیا ہاسے دل دار سجن
نہ جیوں ہک دوجے توں بغیر سجن
توں یاد تاں کراتھاں گالیں کوں
کیویں آدھا ہویں یار سجن
ہنڑ تاں نندراں وچ تیڈی یاد آندی
ہے
جیہڑی ساڈے دل کوں تڑپاندی ہے
اکھیاں رو رو کے تھک ویندن
تیئں سنگ دل کوں میں کیویں
آکھاں
سا آندے ویندے رک ویندن
ہک واری جو ول آویں ہا
میں روندی کوں ہنساویں ہا
ساڈی اجڑی جھوک ہک واری
سجن ول وساویں ہا

دل دا حال

ایں مکھڑے توں پردہ ہٹاویں ہا
ذرا ہن شباب دکھاویں ہا
بندی متھے اوتھے چمکاویں ہا
ونڑی تکی اج ونگاں چھنڑکاویں ہا
پیراں جھانجھر چاندی دی پاویں ہا
پیار ساڈے کوں آزماویں ہا
مورنی وانگوں ٹور ہے تیڈی
ساکوں لہڑی ٹور سکھاویں ہا
جیہڑے دل تے تیر چلیندے ہن
اتھاں اکھیاں وچ کجلا پاویں ہا
ساڈے ویڑھے پھیرا پاویں ہا
ہک واری سجن ساکوں دل دا حال
سڑاویں ہا

پاگل سی لڑکی

کہتے ہیں لوگ مجھ کو پاگل سی لڑکی
کبھی دن کو رات اور رات کو دن بتاتی
ہوں
کبھی خیالوں میں کھو جاتی ہوں تو
کبھی
خود خیال ہو جاتی ہوں کبھی ہنستے ہنستے
رونے لگتی ہوں تو کبھی روتے ہوئے
ہنس دیتی ہوں
کہتے۔ ہیں لوگ مجھ کو پاگل سی لڑکی
کبھی سپنوں میں کھو جاتی ہوں اور
کبھی
جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھتی ہوں
کبھی دل کا حال چھپاتی ہوں سب
سے
تو کبھی سو جاتی ہوں خود سے باتیں
کرتے
کرتے کبھی اڑتی تتلیوں کے پیچھے
بھاگتی ہوں
تو کبھی جگنوؤں کو ہتھیلی پہ نچاتی ہوں
کہتے ہیں لوگ مجھ کو پاگل سی لڑکی
تلاش کرتی ہوں کبھی ہاتھوں کی
لکیروں میں
نام اس کا تو کبھی تقدیر کے ہاتھوں
مجبور ہو جاتی ہوں
سوچتی ہوں کہ کبھی وہ مل پائے گا مجھے
تو کبھی اس خوف سے دور بھاگتی ہوں
کہتے ہیں لوگ مجھ کو پاگل سی لڑکی

جانے وہ کون تھا اجنبی

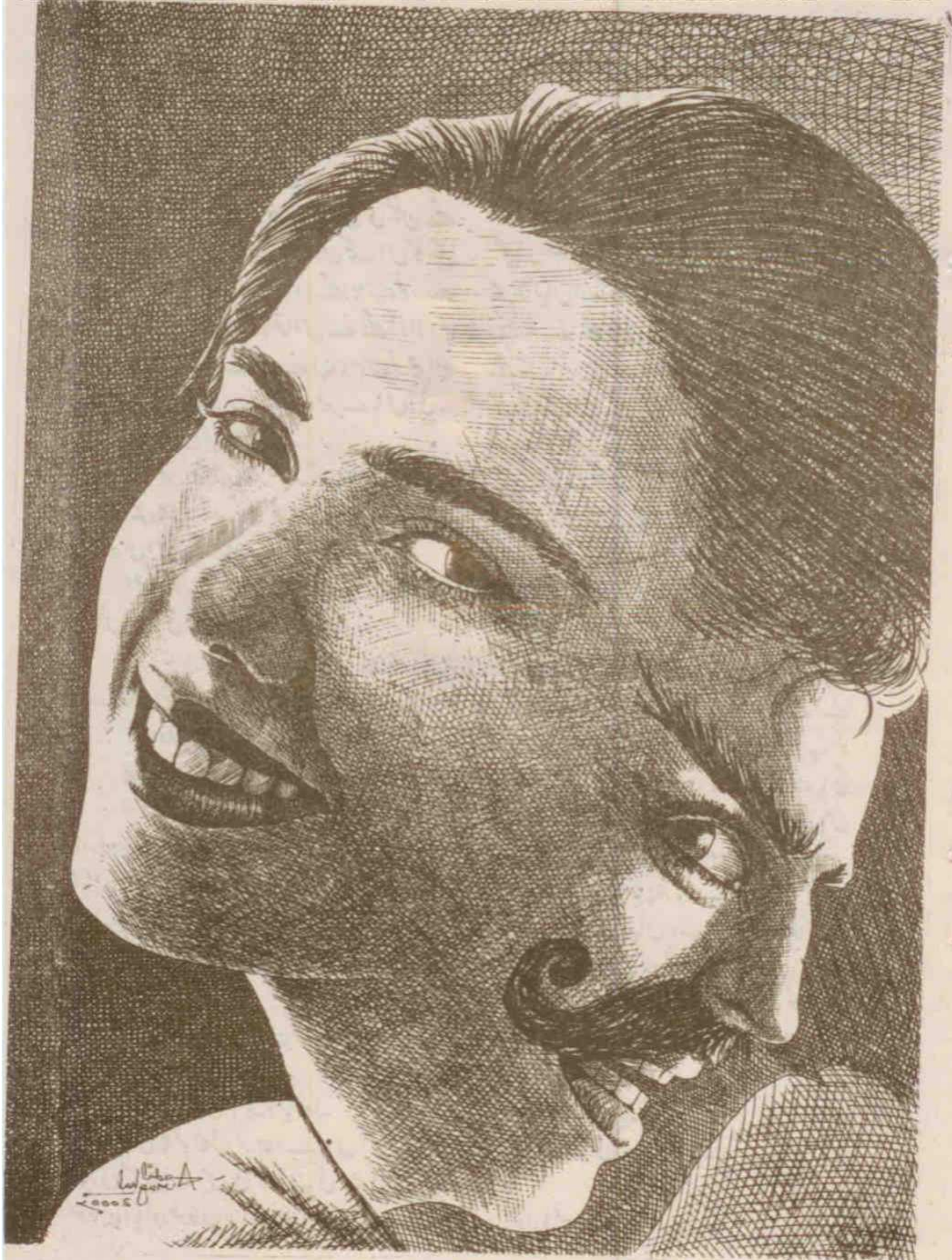
جانے وہ کون تھا اجنبی
ہر روز جو خوابوں میں آتا تھا
مجھے نیند سے جگاتا تھا
پھر خود کو میرا اپنا کہہ کر
ہاتھ مجھ سے ملاتا تھا
جانے وہ کون تھا اجنبی
میں جب بھی روتی
وہ مجھے ہنساتا
میری بھیگی پلکوں سے
وہ آنسو چراتا
اور دھیرے سے
کانوں میں یہ کہہ جاتا
پگلی میں ہوں تیرا اپنا
تیرے دکھ سکھ کا ساتھی
تیری خوشیوں کا رکھوالا
تیری آنکھوں کا تارا
تیرے جیون کا سہارا
تو ہے ساحل
میں ہوں کنارا

ہائے محبت

---تحریر:ایم عاصم شاکر چوک میتلا۔0301.4883844

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ہائے محبت۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

دکھ سکھ تو انسان کی زندگی کا حصہ ہیں دکھ بھی ایک انمول خزانہ ہیں اور جو دکھ محبت میں لے انکا کیا کہنا محبت میں ملنے والے دکھوں کا بھی اپنا الگ مزہ ہوتا ہے جب محبت میں دکھ مقدر بنتے ہیں تو انسان تنہائی کے عالم میں بس یہ ہی کہتا ہے۔
ہائے محبت میں نے تجھے کیوں اپنا سمجھا تجھے کیوں اپنایا کاش مجھے تیرے امتحانوں کا پہلے پتہ ہوتا تو تجھے قریب سے بھی نہ گزرنے دیتا لیکن یہ انسان کا وہم ہوتا ہے محبت تو کب کہاں کس جگہ کسی سے ہو جاتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔
قارئین کرام آج میں جواب عرض کی دکھی نگری اور آپ کی خدمت میں جو تحریر لے کر حاضر ہوا ہوں یہ میری ایک سکول لائف دوست کی ہے جس کے کردار میں اور اس کی بربادی میں میرا ہاتھ ہے یہ وہ کہتی ہے۔
مگر فیصلہ آپ قارئین نے کرنا ہے کہ کیا واقعی میرا قصور ہے یا نہیں۔ اسکی زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا کہ اس کے اپنے اس سے بچھڑ گئے اس کی خوشیاں خاک میں مل گئیں دکھ مقدر بن گئے تنہائی اس کے حصہ میں آئی دکھوں نے اس کے گرد اپنا گھیرا وسیع کر لیا۔ وہ ہجر کی ویران راتوں میں تنہا تڑپنے لگا جسے وہ اپنا سمجھتی تھی وہ جدائی کی سوغات دے گیا جب کوئی ایسا انسان جا ہو جسے انسان اپنی زندگی سے زیادہ چاہتا ہو اسے محبت کرتا ہو تو پھر وہی جی بھی نہیں سکتا نہ مر سکتا ہے وہ ایک زندہ لاش کی مانند ہوتا ہے۔
قارئین یہ ان دنوں کی بات ہے جب میری



امی شدید بیمار تھیں وہ ملتان ہسپتال میں زیر علاج تھیں ہم وارڈ میں تھے میں ایک دن گلشن پر گیا وہاں ایک نقاب پوش لڑکی بھی آئی تھی وہ بھی شاید کسی مریض کے ساتھ آئی تھی۔

وہ مسلسل میری طرف دیکھ رہی تھی لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی کئی دن تک اس کا یہی حال تھا جہاں بھی سامنا ہوتا وہ مجھے بڑے غور سے دیکھتی ایک دن میں جا رہا تھا اس نے مجھے آواز دی بوٹا بھائی میں اجنبی کے منہ سے اپنا نام سن کر حیران تھا میں اس کی آواز پر رک گیا وہ میرے پاس آئی۔

دکھی بھائی کیا حال ہے۔

جی شکر ہے اللہ کا مگر محترمہ آپ کون ہیں۔

میں نازیہ آپ کی کلاس فیلو تنزیلہ کی بہن ساتھ ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا۔

اچھا نازیہ تم یہاں کیسے میرے اس سوال پر اداس سی ہو گئی اس کا چہرہ اتر سا گیا۔

آپی تنزیلہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ہم ایک ماہ سے اسی نشتر ہسپتال میں ہیں۔

کیا ہوا ہے تنزیلہ کو۔

بھائی آپ ہمارے پاس آنا پھر بتاؤں گی۔

اوکے میں ٹائم نکال کر ضرور آؤں گا اور دوسری بات میرا نام اب بوٹا دکھی نہیں ہے بلکہ ایم عاصم بوٹا شاکر ہے۔میں نے اپنا درست نام بتایا۔

اوکے بھائی عاصم بوٹا جی۔۔مگر آپ یہاں کیسے

میری امی داخل ہیں ان کو لے کر آیا ہوں۔

اب کیسی ہیں خالہ جان۔

ٹھیک ہیں لیکن تنزیلہ کو کیا ہوا۔

بھائی ٹائم نکال کر ہمارے پاس آنا آپ کو ساری تفصیل بتائیں گی کہ آپ کی زندگی میں کیا طوفان آیا اور طوفان لانے والا آپ کا دوست مدثر ہے قارئین کرام آپ کو بتاتا چلوں کہ تنزیلہ اور نازیہ میں اور مدثر چاروں ایک ہی کلاس کے سٹوڈنٹ تھے لیکن کلاس روم الگ الگ تھے ہمارے سکول میں لڑکیوں کی عمارت علیحدہ اور لڑکوں کی علیحدہ تھی لیکن ہماری سکول بس ایک ہی تھی یہ سکول کی ہی گاڑی تھی آرہی تھی گاڑی میں لڑکیاں اور آدھی میں لڑکے ہوتے تھے لڑکے کیا بچے ہوتے تھے بڑی کلاسوں کے ہم چار لڑکے ہی تھے میں مبشر یحیٰی اور مدثر اوکے تھی کے آؤں گا وہ چلی گئی میں امی کے پاس آکر بیٹھ گیا سوچوں نے مجھ چاروں طرف سے گھیر لیا تھا مختلف سوچیں آرہی تھیں نہ جانے تنزیلہ کو کیا ہوا ہے کیسی طوفان آیا ہے اس کی زندگی میں کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ آج مرگ بستر پر پڑی ہوئی ہے سوچتے سوچتے عشا کی اذان ہو گئی میں نے عشا کی نماز ادا کی اور کھانا کھا رہا تھا کہ ڈاکٹر نازیہ آگئی ہیو عاصم کیسے ہو جی بہتر ہوں پھر اس نے امی کا حال احوال پوچھا میں نے اس کو کھانے کی آفر کی تو اس نے دو چار لقمے لیے اور نرسنگ روم میں چلی گئی قارئین آپ کو بتاتا چلوں کہ ڈاکٹر نازیہ سے میری ملاقات پانچ سال پہلے جواب عرض کی معرفت ہوئی تھی اس وقت میں ایک حادثے میں زخموں سے چور ہو کر اسی ہسپتال میں گیا تھا چند ماہ کے بعد نازیہ یہاں سے نشتر چلی گئی تھی یہاں جب نازیہ سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئی اس نے میری امی کا پوری طرح خیال رکھا امی کے لیے کھانا گھر سے لے کر آتی تھی وہ نرسنگ اسٹیشن میں چلی گئی اس کے پیچھے میں بھی چلا گیا۔

ہیلو نازیہ جی ایک کام ہے۔

جی عاصم جی کہو کیا کام ہے آپ کو میرے ساتھ

وارڈ نمبر دو تک جانا ہے۔

کیوں عاصم خریت تو ہے۔

ہاں خیریت ہے میری ایک کلاس فیلو کی طبیعت کافی ناساز ہے اور وہ وارڈ نمبر دو میں ہے۔

او کے چائے پی کر چلتے ہیں۔ پھر اس نے دو کپ چائے منگوائی ہم نے چائے پی اور وراڈ نمبر دو میں چلے گئے بیڈ نمبر سات پر تنزیلہ نظر آئی اس کے پاس ایک نازیہ اور ایک بوڑھا شخص بیٹھے ہوئے تھا وہ اس کا والد تھا ہم اس کے پاس گئے۔

میں نے ان کو سلام کیا اور کہا کیسے ہیں انکل۔

جی ٹھیک ہو بیٹا۔تم یہاں کیسے۔

تنزیلہ کے والد مجھے جانتے تھے میں کافی باران کے گھر جا چکا تھا۔

انکل جی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں انہیں لے کر یہاں آیا ہوں آج کلینٹن میں نازیہ سے ملاقات ہوئی تھی اس نے بتایا کہ تنزیلہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے سوچا چلو حال احوال پوچھ لوں۔

ٹھیک ہے بیٹا آپ بیٹھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں انکل نماز کے لیے چلے گئے تو میں نے اپنا رخ تنزیلہ کی طرف کیا۔

اف خدایہ تجھ کیا ہوا تم تو ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی ہوئی ہو۔میرے سوال پر تنزیلہ کی آنکھوں سے بے اختیار انسو نکل آئے میں نے رومال سے اس کے آنسو صاف کیے اس نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا مگر اس میں اتنی ساکت نہیں تھی کہ وہ خود بخود اٹھ کر بیٹھ سکے میں نے اس کے کندھوں سے پکڑ کر اسے بیٹھایا اور سہارا دیا۔

کاش مدثر بھی مجھے یوں سہارا دیتا تو یوں بستر مرگ پر نہ ہوتی اس نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا بوٹا جی اگر تم میرا ساتھ دیتے تو شاید آج میرا یہ حال نہ ہوتا اتنے میں نازیہ نے کہا۔

باجی بھائی کا نام اب بوٹا دکھی نہیں ہے ایم عاصم بوٹا شاکر ہے۔

اچھا جی عاصم ہی سہی عاصم جی تم نے میری محبت کو قبول نہیں کیا تو کیا مدثر سے دل لگا بیٹھی مگر اس نے مجھے برباد کر دیا مجھے کہیں جینے کا نہیں رہنے دیا تھا یہ لمبی داستان ہے ابو آنے والے ہوں گے صبح ابو گھر جائیں گے پھر آنا آپ کو مکمل داستان سناؤں گی کہ میں کیسے برباد ہوئی تنزیلہ کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی تھی اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے پھر میں نے اس کو لیٹا دیا اور اس کو حوصلہ دیا اور تسلیاں دیتے ہوئے واپس آ گیا جب نرسنگ روم میں آیا تو ڈاکٹر نے پوچھا عاصم یہ کیا کہہ رہی تھی تم نے بھی اس کی محبت کو ٹھکرایا تھا کیا وجہ تھی نازیہ جی یہ میری کلاس فیلو ہے ہم ملتان کے ایک سکول میں پڑھتے تھے میرا گھر کافی دور تھا گاڑی ایک ہی تھی ہم میٹرک میں تھے کہ ایک دن اس نے مجھے ایک لیٹر دیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

مصنف ہو اگر تم تو کب انصاف کرو گے عاصم

مجرم ہوں اگر میں تو سزا کیوں نہیں دیتے

بوٹا دکھی جی کیسے ہو امید ہے کہ عافیت ہو گی بوٹا جی آج میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں پلیز مائنڈ نہ کرنا۔بوٹی جی میں آپ سے پیار کرنے لگی ہوں مجھے آپ کی عادتیں اچھی لگتی ہیں آپ کی خاموشی اور تنہائی نے میرا دل جیت لیا ہے آپ مجھے سب سے اچھے لگتے ہیں مجھے آپ سے پیار ہو گیا ہے پلیز میرے پیار کی لاج رکھنی اور محبت بھرے لیٹر کا جواب محبت سے دینا میں زندگی کے ہر موڑ پر آپ کا ساتھ دوں گی آپ کو کبھی تنہا نہیں کروں گی آپ کے جواب کی منتظر۔تنزیلہ۔

نازیہ جی یہ تھا اس کا لیٹر پڑھنے کے بعد پریشان ہو گیا تھا کہ اسے کیا جواب دوں کیونکہ

میرے دل کی رانی میرے سپنوں کی شہزادی نہ کوئی اور تھی میں کسی اور کے ساتھ عہد و پیمان کر چکا تھا کسی اور کا ساتھ دینے کی قسمیں کھا چکا تھا میں کیا کرتا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کسی کا دل توڑوں اور کس کا جوڑوں میری زندگی کی کشتی ایک عجیب مقام پر آ کر رک گئی تھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا میں جس سے محبت کا اظہار کر چکا تھا اس کے سنگ بیتے ایک ایک پل یاد آرہے تھے اگلی میٹھی میٹھی باتیں اس کی شرارتیں سبھی یاد آرہی تھیں اس کی محبت اس کی چاہت اور اس کے کئے عہد و پیمان اس کے ساتھ کھائی قسموں کے ساتھ جینے مرنے کے لیے کئے وعدوں کو دیکھتے ہوئے میں نے تنزیلہ کو ایک لیٹر لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی تنزیلہ جی کیس ہو امید ہے عافیت ہو گی آپ کا محبت پیار و چاہت اعتماد سے بھرا لیٹر وصول ہوا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو اس قابل سمجھا کہ اظہار محبت کر دیا مگر مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ نے اظہار محبت کرنے میں بہت دیر کر دی ہے میں ایک سال سے کسی اور سے عہدوں پیمان کر چکا ہوں کسی اور کی زلفوں نے مجھے اپنا اسیر بنا لیا ہے میں کسی اور کے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کر چکا ہوں اب میرا پیار میری چاہت محبت میری جان بس وہ ہی ہے میں معذرت چاہتا ہوں کہ تمہاری محبت کو ویلکم کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ کسی کو دھوکہ دینا جھوٹ بولنا میری فطرت نہیں ہے پلیز ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا میں آپ کو جھوٹ بول کر کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں رکھ سکتا۔ میں نے آپ سے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے اس لیے آپ کی محبت سے انکار کر رہا ہوں مگر اس کو دھوکہ نہیں دے سکتا کیونکہ میں اس کے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کر چکا ہوں زندگی بھر اس کا ساتھ دینے کی قسمیں کھا چکا ہوں میں اس کا دل نہیں توڑ سکتا۔ والسلام۔

میں نے یہ لیٹر اس کو دیا تو کئی دن وہ سکول نہ آئی پھر آنا شروع کر دیا چند دنوں کے بعد امتحان شروع ہو گئے امتحان ختم ہوئے نہ ہم بھی جدا ہو گئے لیکن قسمت نے آج چھ سالوں کے بعد پھر ملن کرا دیا لیکن دیکھو آج ہم کسی حال میں ملے اس نے بھی پیار کیا میں نے بھی پیار کیا اس کا ساتھی بھی بچھڑ گیا میرا بھی بچھڑ گیا۔

لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم پتھر دل ہو عاصم
کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسے بھی توڑ گئے

ڈاکٹر نازیہ نے کہا عاصم تم نہ چھپے رستم نکلے۔ کیا تم نے بھی محبت کی تھی میں نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا ہاں کی تھی مگر میری محبت کو لوگوں کی نظر لگ گئی میری محبت نے صرف چند دن ہی میرا ساتھ دیا پھر مجھے تنہا کر دیا وہ اپنے نرم و ملائم بستر پر سونے لگی اور میں ہجر کی ویران راتوں میں دسمبر کی اداس شاموں میں تنہائی کے لمحوں میں صحرا کی تپتی ریت پر اکیلا تڑپنے لگا دکھ میرا مقدر بن گئے تنہائی مجھے اذیت دینے لگی یادوں کے سانپ ڈسنے لگے زندگی سے نفرت ہونے لگی موت کی خواہش بڑھنے لگی دن تو گزر جاتا مگر رات ہر ایک لمحہ میرے لیے عذاب بننے لگا نازیہ جی مجھے جس نے تنہا کیا وہ کوئی غیر نہ تھی میری اپنی تھی کزن تھی وہ میری جان تھی میری دھڑکن تھی میرے جینے کا سہارا تھی اس کی خوشی میں میری کوشی تھی وہ میری آرزو تھی میرے جینے کا مقصد تھی میری منزل تھی میری جستجو تھی کاش وہ میرے پیار کو سمجھ پاتی میرے پیار کی گہرائی دیکھ سکتی

اوہو سوری قارئین کرام آپ بھی سوچتے ہوں گے کہ میں اپنی محبت کو کہاں سے بیچ میں لے کر آ گیا کیا کروں جب کسی کا دکھ لکھنے لگتا ہوں تو اپنے زخم تازہ ہو جاتے ہیں دل خون کے آنسو رونے

لگ جاتا ہے آنکھیں آنسو برسانا شروع کر دیتی ہیں قلم خود بخود میری محبت کا تذکرہ لکھنے لگ جاتا ہے دوسرے دن میں صبح ہی صبح ہی تنزیلہ کے پاس چلا گیا وہ آرام سے میٹھی نیند سو رہی تھی انکل گھر چلے گئے تھے نازیہ اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی جب میں گیا ناں نازیہ نے اسے اٹھانا چاہا مگر میں نے منع کر دیا نازیہ نے کہا بھائی قسم سے آج آپی کافی دنوں کے بعد سکون کی نیند سوئی ہے جب سے آپ اسے مل کر گئے ہو اسے ایک سہارا مل گیا ہے رات کو آپ کے جانے کے بعد اس نے کھانا بھی کھایا ورنہ پہلے صرف دو چار لقمے لیتی تھی بھائی میرے خیال میں آپ کو دوائی سے زیادہ آپ کے سہارے کی ضرورت ہے پلیز بھائی آپی کو بچالو اسے سہارا دے دو نازیہ آپ فکر نہ کرو اب چند دنوں تک تنزیلہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی ویسے آپ ادھر کب سے ہو بھائی ہمیں ایک ماہ ہو گیا ہے آپی کی طبیعت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا ہماری سرگوشی شاید تنزیلہ نے بھی سن لی تھی اس نے بھی آنکھیں کھول کر میرے دل پر اپنے الفاظوں کا تیر چلا دیا کہ نازیہ تم اسے نہ کہو کہ مجھے سہارا دے دو یہ پتھر دل انسان ہے مجھے اب موت کا انتظار ہے اس کے سہارے کا نہیں اس کی باتیں میرے دل کو تیر بن کر گھائل کر گئیں میرے منہ سے نہ جانے یہ الفاظ کیسے نکل گئے بکواس نہ کر تنزیلہ صبح صبح تو ابھی بات کر لیا کرو نازیہ نے کہا آپی مجھے بھی پتہ ہے بھائی کے ملنے کی آپ کو خوشی ہے اس لیے رات کو جی بھر کر کھانا کھایا ہے اور ساری رات میٹھی میٹھی نیند سوتی رہی ہیں اب کہتی ہو کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے تنزیلہ نے کہا

سوچلو اے دل اور کتنا اس کے لیے جاگو گے
اسے کیا پتہ اس کیلئے رات بھر کوئی جاگتا ہے

اچھا عاصم سناؤ خالہ کا کیا حال ہے۔

بس ٹھیک ہیں اور تم سناؤ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے تمہیں اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کا خیال نہیں کیا۔

بس عاصم جی کیا کروں میں نے ایک لہراتی شاخ کو زندگی سمجھ لیا لیکن اس کا گرتا ہوا پتہ مجھے ویرانی کا سبق دے گیا وقت نے میرا بہت بڑا امتحان لے کر مجھے سبق سکھایا ہے کاش وقت بھی استاد کی طرح سبق دے کر امتحان لیتا تو کتنا اچھا تھا کاش ایسا ہوتا تو کسی کا دل نہ ٹوٹتا کوئی برباد نہ ہوتا کسی کے ارمان کرچی کرچی نہ ہوتے کسی کی حسرت کا جنازہ نہ اٹھتا مگر وقت بے رحم ہے وقت کو کسی کا احساس نہیں اسے گزرتا ہے بس گزرنا ہے چاہے کوئی روئے یا ہنسے کسی کا دل ٹوٹے یا کسی کی عزت خاک میں ملے کسی کی خوشیوں کا گلا دب جائے یا کسی کو غموں کے طوق نصیب ہوں کسی کے گھر شہنائی بجے یا کسی کے گھر ماتم ہو کوئی مرے یا جئے کوئی دسمبر کی راتوں میں تنہائی کے عالم میں سسکیاں بھرے آہیں لے یا کوئی ان راتوں کو انجوائے کرے کسی کا دل روئے یا کسی کا مسکرائے بس وقت کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے وقت کا گھوڑا تو ہر حال میں محو پرواز رہتا ہے میری زندگی میں بہت بڑا طوفان آیا میرا سب کچھ برباد ہو گیا ایک ایسا سیلاب تھا جو میرا سب کچھ بہا کر لے گیا وقت کی تیز آندھی میں میں اجڑ گئی میری خواہشات کا گلا دبا دیا گیا میں کیا کروں کدھر جاؤں کود کو دھرتی پر بوجھ محسوس کرتی ہوں جو عزت عورت کا زیور ہوتی ہے اسے اپنے ہاتھوں خاک میں ملا چکی ہوں مجھے تو زندگی سے نفرت پیار ومحبت سے نفرت میٹھی میٹھی باتوں سے نفرت جھوٹے دلاسوں سے نفرت ہوگئی ہے مجھے دنیا کی ہر حسین چیز سے نفرت ہوگئی ہے عاصم جب دل ہی ٹوٹ جائے دل مردہ ہو جائے تو انسان کو یہ لہراتے ہوئے درخت

دھاڑتی ہوئی موجیں ڈھاریں مارتا سمندر دسمبر کی اداس شامیں کسی کی خوش کب اچھی لگیت ہیں یہ سب تو تب اچھا لگتا ہے جب دل زندہ ہو میرا دل تو مردہ ہو چکا ہے۔

کیا تم ہمیشہ یوں مایوسی کی زندگی گزارو گی میں نے کہا تو وہ خاموش ہو گئی

تنزیلہ آپ کی باتیں تو سچ ہیں مگر مجھے مکمل داستان محبت سناؤ یہ سب کیسے ہوا ہے۔

کیا کرو گے میری داستان سن کر۔

میں آپ کی داستان آپ کے ساتھ ہوئے ظلم کو جواب عرض کی نظر کروں گا تا کہ کوئی آپ کی طرح برباد نہ ہو۔

کیا مطلب تم رائٹر ہو۔

آپ کو بھی تو پتہ ہی ہے یہ شوق تو مجھے تب سے ہے جب سٹوڈنٹ تھے۔

ہاں مگر اس وقت تم صرف پڑھتے تھے۔

جی ہاں پڑھتا تھا لیکن بعد میں میری محبت نے مجھے رائٹر اور شاعر بنا دیا میں شاعری بھی کرتا ہوں۔

ٹھیک ہے تو پھر سنو عاصم جی میں کیسے برباد ہوئی

آیئے قارئین کرام میرے ساتھ آپ بھی اس کی آپ بیتی سنیے۔

بہت سارے لوگ آئے گئے تمہاری زندگی میں

پھر بھول نہ پاؤ گے ہمارے ساتھ گزرے دو پل

میرا نام تنزیلہ ہے ہماری رہائش ملتان میں میری ایک بہن ہے اور تین بھائی ہیں دو بھائی باہر ہوتے ہیں اور تیسرا اس وقت آرمی میں ہے میرے بھائی ہم دونوں بہنوں سے بڑے ہیں بچپن میں ہی ماں جیسی عظیم ہستی کا سایہ سر سے اٹھ گیا میں تین سال اور ناز یہ ایک سال کی تھی جب امی جان ایک رات اچانک اللہ کو پیاری ہو گئی اس طرح ہمیں ماں کا پیار نہ مل سکا مگر بھائیوں نے ہمیں ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی ہماری ہر خواہش کو پورا کیا ہماری دیکھ بھال اور کھانے پکانے کے لیے ایک عورت رکھ لی وقت گزرتا چلا گیا پھر میں سکول جانے لگی ہمارے ہر سو خوشیاں ہی خوشیاں تھیں غموں کا کہیں کوئی نام ونشان تک نہیں تھا یہاں تک کہ میں میٹرک میں آ گئی اب جوان ہو چکی ہوں خدا نے مجھے خوب حسن دے نوازہ تھا ان دنوں مجھے کسی سے محبت ہو گئی میں اس کے خواب دیکھنے لگی آخر ایک دن اس سے اپنے پیار کا اظہار کر دیا دوسرے دن اس کا لیٹر ملا اس نے معذرت چاہی تھی کہ مین کسی اور سے محبت کرتا ہوں اس کا جواب پا کر میں بہت مایوس ہو گئی سپنے بکھر گئے ارمان ٹوٹ گئے کاش وہ میری محبت کو قبول کر لیتا تو آج میں برباد نہ ہوتی۔

یہ تو تم تمام گلے شکوے مجھ پر ہی ڈال رہی ہو

ہاں سمجھدار ہو سمجھ گئے ہو۔

عاصم جب تم نے میری محبت کو تسلیم نہ کیا پہلے تو کئی دن خاموش رہی پھر میں نے ایک دن سوچا کہ عاصم نے میرے ساتھ کوئی دھوکہ فریب نہیں کیا اس لیے مجھے سچ بتایا چلو کسی کو اپنی زندگی بنا چکا ہے تو ہم بھی کسی اور کو دل دے دیتے ہیں پھر مدثر مجھے اچھا لگنے لگا میں کئی دن تک اسے دل ہی دل میں پیار کرتی رہی اسے دیکھ کر مجھے خوشی محسوس ہوتی کئی بار اظہار محبت کرنا چاہا مگر پھر ڈر جاتی وہ بھی نہ انکار کر دے پھر ایک دن میں نے بہت ہمت کر کے اسے لیٹر دے دیا۔ جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

میری چاہت کی انتہا دیکھنی ہے
تو دل سے دل ملا کر دیکھ اے دوست
تیرے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا

تو میری چاہت کو ٹھکرا دینا عاصم

سلام الفت سلام چاہت سلام محبت سلام وفا کے بعد عرض ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں پلیز مدثر جی میری محبت کو نہ ٹھکرانا مجھے اظہار محبت کسی خاص الفاظ میں کرنا نہیں آتا۔ اس لیے عام سے الفاظ میں بس یہی کہہ سکتی ہوں کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں اور کرتی رہونگی زندگی کے ہر موڑ پر تیرا ساتھ دوں گی چاہے خوشیوں کی کرنیں ہوں یا غموں کے گہرے بادل پلیز مجھے میرے لیٹر کا جواب جلدی دینا۔ فقط آپ کے لیٹر کی منتظر تنزیلہ مدثر۔

عاصم جی میں نے لیٹر تو اسے دے دیا مگر دل خوف کے مارے دھڑک رہا تھا سکول سے گھر آئی تو عجیب سی اداسی چھائی ہوئی تھی میرا کسی کام کو دل نہیں کر رہا تھا نجانے اس کا صبح کیا جواب ہوگا وہ میری محبت کو تسلیم بھی کرے گا یا نہیں کہیں پھر دل نہ ٹوٹ جائے اگر اب کی بار بھی دل ٹوٹ گیا تو کیا کروں گی کدھر جاؤں گی یہ سوچیں مجھے کھائے جا رہی تھیں اداس سے دل کے ساتھ کھانے کے دو چار لقمے لیے اور لیٹ گئی پر عشا کی اذان ہوگئی میں نے وضو کیا اور رب کے حضور سجدہ ریز ہوگئی رب سے رو رو کر دعا مانگی اے میرے مالک مدثر میرے محبت کو تسلیم کر لے مجھ میں مزید دکھ سہنے کی ہمت نہیں دل تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے اگر اب ٹوٹ گیا تو پھر شاید کبھی جڑ نہ پائے گا اللہ تو مدثر کے دل کو نرم کرنا تا کہ میری محبت کو قبول کرلے نماز پڑھ کر بستر پر لیٹ گئی سونے کی لاکھ کوشش کی مگر نیند تو مجھ سے روٹھ گئی تھی۔

رات دیر تک بیٹھی رہی تیری دہلیز پر میری آنکھیں

خود نہیں آنا تھا تو کوئی خواب ہی بھیج دیتے

میں آنکھیں بند کرکے لیٹ گئی کہ نا جانے کب نیند کی آغوش میں چلی گئی صبح اٹھی نماز پڑھی ناشتہ کیا سکول جانے کے لیے سٹاپ پر آ گئی جب گاڑی آئی میں سوار ہوگئی کہ گیٹ کے ساتھ خالی سیٹ پر مدثر بیٹھا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ مسکراتے ہوئے سب سے نظر بچا کر اس نے مجھے ایک لیٹر دیا میں نے کلاس روم میں جا کر لیٹر کھولا تو اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام وعلیکم۔ تنزیلہ جی کیسی ہو آپ نے مجھے پیار بھرا لیٹر لکھا کیا بات ہے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کرو گی چلو اگر تم نے اظہار کر ہی دیا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گا زندگی کے کسی بھی موڑ پر آپ کو تنہا نہیں چھوڑوں گا لیکن جان ایک بات کا خیال رکھنا تیری میری محبت کا کسی کو پتہ نہ چلے اپنی محبت کو ایک راز رکھنا ار یہ نمبر میر ہے ہو سکے تو رابطہ کرنا۔ فقط آپ کا مدثر

لیٹر پڑھ کر میں بہت خوش ہوئی چلو مجھے میری محبت مل گئی لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میری محبت عارضی ثابت ہوگی یہ مجھے چند دن ہی خواب دکھائے گا اس کے بعد جدائی کی سوغات دے جائیگا۔ خیر میں نے رات کو اسے کال کی تو اس نے اٹینڈ کی میری کافی دیر تک اس سے بات ہوتی رہی اس کے بعد ایک دوسرے کو الوداع کہہ کر نیند کی آغوش میں چلے گئے اسی طرح ہماری محبت چل نکلی اور اپنی محبت ہم نے آپ سب سے راز میں رکھی۔

ہماری محبت کو ایک سال کا عرصہ بیت گیا اسی دوران ہماری کافی دفعہ ملاقات بھی ہوئی ہماری ہر ملاقات ایک مخلصانہ ہوتی تھی گھر میں ہم دونوں بہنیں ابو ایک کام کرنے والی خالہ ہوتی تھی ابو اپنے کمرے میں ہوتے تھے سردیوں کے دن تھے میں نے ایک دن اسے کال کی۔

مدثر میں تم سے ملنا چاہتی ہوں آج رات کو تم

ہمارے گھر آنا۔
آپ کے گھر۔
ہاں میرے گھر۔
مگر انکل بھی تو ہوں گے۔
آپ انکل کی فکر نہ کریں۔اس کا بندوبست میں کرلوں گی کام کرنے والی خالہ کو میں نے بتادیا ہے کہ ہمارا ایک دوست ملنے آرہا ہے تم نے ابو کو بتانا نہیں ہے۔
او کے ٹھیک ہے۔اس نے کہا۔
اسی طرح مدثر رات کے دس بجے آگیا میں اس کے ساتھ بیٹھک میں آگئی ہماری رات کو یہ پہلی ملاقات تھی اس سے پہلے شہر میں دن کو ملتے تھے ہم نیچے کلین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے باتیں کرتے ہوئے جذبات کی آگ کی جھلس میں جھلسنے لگے اور ہم شرافت کی تمام حدیں پار کر گئے اس میں اس کا ہی نہیں بلکہ میرا بھی قصور تھا میں نے ہی جو اسے رات کو بلایا تھا صبح ہوتے ہی مدثر چلا گیا اس کے بعد ہماری پاکیزہ محبت ختم ہوگئی اور ایک مطلبی محبت رہ گئی شروع شروع میں مدثر ہفتے میں ایک دو بار آتا پھر ہر رات ہی آنے لگا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں پرانیگڈ ہوگئی بروقت پتہ چلنے پر ہم نے کام کرنے والی خالہ کی مدد سے یہ مسئلہ حل کروایا۔
اسی دوران نازیہ مجھے بہت سمجھاتی رہی مگر ہم محبت کی ہر حد پار کر چکے تھے اب کسی کی بات کا ہم پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا نجانے میں نے اس میں کیا دیکھا تھا کہ اس کی ہر ضد پوری کردیتی تھی اور اس پر فدا ہوکر رہ گئی تھی اس کی ہر بات آنکھیں بند کرکے مانتی چلی گئی پھر ہماری محبت کو کسی کی نظر لگ گئی ہوا کچھ یوں کہ ایک دن مدثر مجھ سے ملنے آیا اور کافی پریشان لگ رہا تھا۔میں نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو وہ یہ کہتے ہوئے چلا گیا۔
آپ کو پتہ چل جائے گا کہ میں کیوں پریشان ہوں۔
اس کے چلے جانے کے بعد اس کا نمبر آف ہوگیا میں مسلسل کال کرتی رہی مگر اس کا نمبر بند تھا منٹ گھنٹوں اور گھنٹے دنوں میں گزرنے لگے یہاں تک کہ ایک ماہ گزر گیا اس کا نمبر بند رہا مجھ سے اس کی جدائی نہیں برداشت ہورہی تھی ایک ایک پل مجھے صدیوں کے برابر لگ رہا تھا اس دوران میں آپ کا نمبر مسلسل ڈائل کرتی رہی مگر آپ کا نمبر بھی بند ہوتا تھا میں اپنی زندگی سے تنگ آگئی اور موت کی طرف قدم اٹھالیا اور سپرے پی لی مگر موت نے مجھے اپنانے سے انکار کردیا مجھے بروقت ہسپتال میں لایا گیا اور میں زمانے کی باتیں سننے کے لیے آج پھر زندہ ہوں ایک ماہ ہوگیا ہے اس ہسپتال میں میرا ایک گردہ بھی فیل ہوچکا ہے دل میں سوراخ ہے عاصم کیا کروں سمجھ نہیں آتا میں اس کے بغیر کیسے زندہ رہوں گی۔
قارئین تنزیلہ اپنی بربادمحبت کی داستان سناتے ہوئے مسلسل رورہی تھی ہسپتال کے تمام مریضوں اور نرسنگ ڈاکٹر ہماری طرف متوجہ تھے میں اس کو چپ کروانے کی لاکھ کوشش کررہا تھا مگر وہ مسلسل روئے جارہی تھی یہاں تک کہ اس نے میرے گلے لگ کر رونا شروع کردیا تھا اور ساتھ ساتھ مجھے بھی کوس رہی تھی۔
عاصم میری بربادی کی وجہ تم ہو نہ تم میری محبت سے انکار کرتے اور نہ ہی میں آج برباد ہوتی۔
تنزیلہ پلیز چپ ہوجاؤ میں نے رومال سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا حقیقت میں میری آنکھوں سے بھی آنسو بغاوت کر چکے تھے میں بھی روئے جارہا تھا۔
بھولنا چاہتا ہوں بھول نہیں پاتا
پاگل ہے دل سمجھ نہیں پاتا

وہ ت خوش ہے اپنے گلستان میں
میں خوش رہنا چاہتا ہوں رہ نہیں پاتا
جنون عشق میں نکل چکا ہوں
لوٹنا چاہتا ہوں لوٹ نہیں پاتا
کاش وہ سمجھ جائے میرے پیار کو
میں پیار دینا چاہتا ہوں وہ لے نہیں پاتا
تم ہی بتاؤ اس کو میرے پیار کی حقیقت
میں بتانا چاہتا ہوں وہ سن نہیں پاتا
میں اس سے محبت کرتا ہوں کرتا رہوں گا
یہ سمجھنا چاہتا ہوں وہ سمجھ نہیں پاتا
بھولنا چاہتا ہوں بھول نہیں پاتا
پاگل ہے دل سمجھ نہیں پاتا

میں خود کو اس کا مجرم سمجھ رہا تھا میں نے اس کو تسلی دی کہا۔

تم فکر نہ کرو میں مدثر کو ڈھونڈوں گا اسے پھر تمہاری زندگی میں لاؤں گا ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مجبوری کیوجہ سے دور ہوا ہو۔

تنزیلہ نے ناامیدی سے کہا ٹھیک ہے عاصم تم کوشش کرلو اسے میری زندگی میں لانے کیا گر لاسکتے ہو مگر بہت مشکل ہے مجھے تو تنزیلہ میں اسے ہر صورت میں آپ کی زندگی میں لاؤں گا بشرط زندگی چلو اب اپنا موڈ ٹھیک کرو اور مسکرا کر مجھے اجازت دو ہم تو امی کو صبح گھر لے جائیں گے کیا خالہ ٹھیک ہوگئیں ہیں۔

جی ہوگئی ہیں تنزیلہ کہنے لگی۔

جانے سے پہلے مجھے خالہ سے ضرور ملاقات کرانا میں نے کہا۔

ٹھیک ہے پھر اس نے برائے نام مسکرا کر مجھے اجازت میں واپس آ گیا اور اسے کہا کہ وہ خود کو سنبھالے پھر تنزیلہ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے مجھے یہ غزل سنائی۔

دل اسی وقت سنبھل جائیگا
اس کی نفرت بھی محبت ہوگئی
میرے بارے وہ سوچے تو سہی
اس کے قدموں میں بچھا دوں آنکھیں
وہ میری بستی میں آئے تو سہی
تم نہ کرو میری فکر عاصم
میں سنبھل جاؤں گی وہ آئے تو سہی

یہ تھی تنزیلہ کی داستان محبت جسے سن کر مجھے بہت دکھ ہوا بس اکثر تنہائی میں یہ ہو سوچتا ہوں کہ اے میرے رب اگر تو نے دو دلوں میں محبت ڈالی ہے تو اس میں نفرت کا درخت کیوں لگایا اگر کوئی ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی قسمیں کھا لیتے ہیں تو پھر ان کے درمیان جدائی کیوں ڈال دی ہے۔

شام کو پھر تنزیلہ کے پاس گیا اور اسے امی کے پاس لے کر آیا کافی دیر امی کے پاس بیٹھی رہی تنزیلہ پہلے سے کافی بہتر ہو چکی تھی تنزیلہ نے امی کا حال احوال پوچھا۔

امی نے پوچھا بیٹا یہ کون ہے۔

میں نے جھوٹ بولا کہ میرے دوست کی سسٹر ہے کافی دیر کے بعد تنزیلہ کو اس کے وارڈ میں چھوڑ کر آیا رات کو بھی اکثر اس کے پاس جاتا رہا کچھ دیر گپ شپ لگا کر واپس آ جاتا۔

دوسرے دن ہم واپس آ گئے امی کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تنزیلہ نے میرا نمبر لے لیا تھا روز فون پر رابطہ ہوتا رہتا۔ گھر آنے کے تین چار دن بعد میں مدثر کے گاؤں گیا اس کا پتہ کیا تو پتہ چلا کہ اس کی کسی کو کوئی خبر نہیں اس کا گھر میں جھگڑا ہوا تھا بس اسی دن سے غائب ہے کال کرتے ہیں تو اٹینڈ نہیں کرتا۔

میں نے اس کے ایک دوست سے اس کا نمبر لیا کال کی تو اس نے بیزی کر دیا تین چار دن میں مسلسل کال کرتا رہا مگر اس نے بات نہ کی پر میں نے میسج کیا کہ مدثر بھائی بات سنو میں آپ

کا کلاس فیلو ہوناد کھی ہوں سکول چھوڑنے کے بعد مدثر سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی میں نے تین چارمیسج کیے پھر اس نے کال کی حال احوال پوچھا میں نے کہا۔

بھائی کہاں ہواس نے بتایا کہالاہور فلاں جگہ ہوں میں نے کہا۔

گھر کب آنا ہے مجھے آپ سے ملنا ہے۔اس نے کہا۔

بھائی میرا تو کوئی گھر نہیں ہے البتہ آپ کے پاس ضرور آؤں گا۔

پھر میں نے اسے بتایا کہ ہم اب ملتان میں نہیں چوک میتلا ہیں وہاں عاصم پائپ فیکٹری کے نام سے میری شاپ ہے کسی سے بھی پوچھ لینایا کال کر لینا میں آپ کوریسو کرلوں گا ٹھیک ہے بھائی میں اگلے ہفتے آؤں گا۔

ٹھیک ہے ان چند باتوں کے علاوہ اس وقت اس سے کوئی بات نہ ہوئی اور نہ ہی میں نے کرنا مناسب سمجھا میں اگلے ہفتے کا انتظار کرنے لگا اور دوسرے دن تنزیلہ کے پاس گیا اسے مدثر کے بارے میں بتایا بہت خوش ہوئی میں اس کے پاس بیٹھا تھا کہ میں نے ایک ڈاکٹر نے آواز دی میں گیا تو وہ مجھے اپنے ساتھ ایک روم میں لے گیا اور کہنے لگا۔

بیٹا آپ اس مریض کے کیا لگتے ہیں میں اس کے سوال پر پریشان ہو گیا لیکن پھر بتایا۔

میں اس کا دوست ہوں اور تقریبا سکول لائف کے بعد چھ سال بعد ہماری ملاقات ہوئی ہے۔ڈاکٹر نے بتایا۔

اس پر کوئی دوائی اثر نہیں کر رہی تھی لیکن جب سے آپ آنے لگے ہو یہ خوش رہتی ہے اور آپ کے لیے خوشخبری یہ ہے کہ اس کا دل کا سوراخ کا جو مسئلہ تھا وہ اب بالکل ٹھیک ہے جتنا ہو سکے اس کو خوش رکھو خدا خیر کرے گا۔

او کے ٹھیک ہے میں نے کہا اور پھر یہ خوشخبری میں نے تنزیلہ اور اس کے ابو کو بھی بتائی کافی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا پھر واپس آ گیا۔

وقت گزرتا رہا اور وہ دن بھی آ گیا جب مدثر کی کال آئی بھائی میں آپ کے شہر فلاں جگہ پر ہوں مجھے لے جاؤ میں جلدی جلدی گیا اسے مل کر بہت خوشی ہوئی بلکہ خوشی کے مارے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے آخر اتنی مدت کے بعد جو ملے تھے خوشی تو ہونی تھی۔

آنسو بہا بہا کر بھی ہوتے نہیں کم
کتنے امیر ہوتے ہیں غریب کے آنسو

پھر ہم گھر آ گئے کھانا وغیرہ کھایا ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر شام کو کھانے سے فارغ ہو کر میں اصل موضوع کی طرف آیا۔

مدثر بھائی آپ نے تنزیلہ سے اچھا نہیں کیا

کیا کیا تنزیلہ سے اچھا نہیں۔

کیا۔وہ چونکا۔

ہاں مجھے سب پتہ چل چکا ہے مدثر خاموش ہو گیا مدثر آپ نے اس سے بے وفائی کیوں کی کیوں اس کی زندگی برباد کر کے اس کو تنہائی کی سوغات دی اس نے آپ کی وجہ سے خودکشی کرنے کی کوشش کی زندگی ختم کرنے کی کوشش کی مگر موت نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا وہ آج ہسپتال میں ہے اس کے ساتھ میں نے ساری تفصیل بتائی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ میرے گلے سے لگ کر رونے لگا اس کے آنسوؤں نے میرا کندھا تر کر دیا میں نے بھی چپ نہ کروایا نہ جانے وہ کب سے کسی کندھے کی تلاش میں تھا جس پر وہ سر رکھ کر اپنے دل کا غبار نکالے آج شاید اسے بڑی مشکل سے وہ کندھا نصیب ہوا تھا جس کی اسے تلاش تھی

وہ مجھ سے سارے رشتے توڑ کر چلے گئے
بس یہ کہہ کر
میں تو تم سے محبت سیکھنے آیا تھا
کسی اور کے لیے

ہاں بھائی عاصم میں اس کا مجرم ہوں میں گنہگار ہوں مگر بے وفا نہیں ہوں۔

عاصم بھائی میرے ساتھ حالات نے بہت برا کیا وقت نے میرا بڑا امتحان لیا ہے میں نے جن کا ہمیشہ بھلا سوچا آج انہوں نے ہی مجھے بے گھر کردیا جنکی بھلائی چاہی انہوں نے ہی مجھے برا بنادیا بھائی میں تنزیلہ کو کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا مگر کیا کروں مجبوری تھی میرے پاس تو اپنا سر چھپانے کے لیے چھت بھی نہیں رہی تھی میں اس کو کہاں رکھتا میں نے ہمیشہ رشتوں کا احترام کیا رشتوں کا احساس کیا اپنے خون کو خون سمجھا مگر میرے رشتے داروں نے صرف پیسے کو ترجیح دی انہوں نے صرف پیسے کو دیکھا پھر میں نے پیسے کی طرف دیکھنا شروع کردیا۔تو انہوں نے مجھے گھر سے بے داخل کردیا۔

میرے ابو کو میرے بارے میں جھوٹ بول بول کر میرا اخبار میں عاق نامہ لگادیا گیا بھائی ہم بچپن میں ہی گاؤں کو چھوڑ چکے تھے اور شہر آ گئے تھے ابو شہر میں ملازمت کرتے تھے میرے ابو چار بھائی اور تین بہنیں تھیں میرا چھوٹا چاچو آرمی میں تھا باقی دو چاچو گاؤں میں رہتے تھے ہماری زمیں بھی انکے پاس تھی میرے ابو اور چاچو فوجی نے کبھی ان سے زمین کا ٹھیکہ نہیں مانگا تھا ہمارا شہر میں کرائے کا مکان تھا ابو کی تنخواہ سے گھر کا خرچہ چل رہا تھا۔

وقت گزرتا چلا گیا ہم بڑے ہو گئے اخراجات بھی بڑھ گئے آمدنی کم ہونے لگی پھر ابو اور چاچو نے ان سے ٹھیکے کا مطالبہ کردیا وہ ٹھیکہ آدھا دینے لگے۔

دوسری کی نسبت اب گاؤں والے چاچو کی اولاد بھی جوان ہو رہی تھی ہم شہر میں تھے شہر کے اخراجات اتنے تھے کہ ہم اپنی جگہ نہ لے سکے ہم ابھی تک کرائے کے مکان میں رہتے تھے ہم جب بھی گاؤں جاتے بڑے تو بڑے ان کے بچے بھی باتیں کرتے تم اتنے بڑے ہو گے ہو اپنی جگہ نہیں لے سکے ویسے گاؤں زمین کے ساتھ ساتھ ذاتی مکان بھی تھا جو خالی پڑا ہوا تھا۔

ان کی باتیں سن کر مجھے بڑا غصہ آتا کہ ایک تو ہمارا کھا رہے ہیں دوسرا ہمیں ہی باتیں کرتے ہیں میں نے غصہ میں آ کر اپنی پھوپھو سے چند باتیں کی مجھے اس پھوپھو پر بہت بھروسہ تھا میں نے سوچا یہ ان کو سمجھائے گی مگر اس نے سمجھانے کی بجائے میرے چاچو کو میرے خلاف بھڑکا دیا پھر دونوں نے مل کر میرے ابو کو فون کیا اور میرے خلاف اتنا کچھ کہا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور ایسی ایسی باتیں کی جو میں نے ان سے کی ہی نہیں تھیں ابو نے مجھ سے کچھ پوچھے بغیر ہی ملتان خبریں اخبار میں میرے عاق نامہ کا اشتہار دے دیا میں ان دنوں بلڈنگ میٹریل کی دکان پر کام کرتا تھا جب مجھے پتہ چلا تو میں بہت رویا۔

کاش ابو مجھ سے ایک بار پوچھ لیتے کہ مدثر تم نے یہ بات کی ہے کہ نہیں میں نے دو دن تک کچھ نہیں کھایا بس ہر وقت روتا رہتا اب نام نہاد دوست بھی مذاق کرتے ہیں میں غصہ میں تھا میں چاچو کو مارنے تک چلا گیا۔

میں ان کو مارنے کا مکمل بندوبست کرلیا پھر میرے چاچو اور آنٹی نے میرا ساتھ دیا ان کے کہنے پر میں نے اپنا ارادہ ترک کردیا یہ سب کروانے میں میری اور پھوپھو کے بیٹے نے بھی خوب کردار ادا کیا تھا خیر یں نے آنٹی کی بات مان کر . خدا پر سب کچھ چھوڑ دیا اور رب سے دعا کی کہ اللہ تو

بہتر جانتا ہے کہ سچ کیا ہے تو بہتر انصاف کرنے والا ہے رب سے ہر دعا مانگ کر میں دوستوں کے طعنوں سے تنگ آ کر لاہور جاب پر چلا گیا اپنے نمبر بند کر دیئے پھر میرے خدا نے مجھے صبر کا پھل دیا پھوپھو کے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا کافی دن بستر پر پڑا رہا چلنے کے قابل تو ہوا پھر سیڑھیوں سے گرا کافی چوٹیں جب زخم ماند پڑے تو پھر موٹر سائیکل سے گر گیا کافی چوٹیں آئی آج بھی چار پائی پر ہے اور جس چاچو نے اپنا کردار ادا کیا تھا اس کی بیگم روٹھ کر میکے چلی گئی ہے اس کا سسر گھر آ کر اس کی بے عزتی کر کے گیا ہے بچے آدھے ماں کے ساتھ اور آدھے اس کے پاس ابو کو بھی اب حقیقت کا پتہ چل گیا ہے علاقے کے بہت سارے لوگ ابو کو کہہ رہے ہیں کہ عاق نامہ واپس لو بھائی میری امی ان دنوں شدید بیمار ہیں اور میں کبھی کبھی چوری چھپے جا کر اس سے مل آتا ہوں ماں اور بہنوں سے ملنے کے لیے گھر جاتا ہوں بھائی میں تو اس عید پر بھی گھر نہیں گیا ہوں مجبور ہوں ورنہ کون چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیمار ماں کو چھوڑ کر پردیس میں جائے کون چاہتا ہے کہ وہ عید پر پردیس میں کمرے میں جب بھی گھر جاتا ہوں ماں مجھے گلے لگا کر بہت روتی ہے بھائی میں تو سب دشمنوں کو مار کر خود بھی مرنا چاہتا تھا مگر پھر ماں اور معصوم بہنوں کا خیال آتا ہے تو میری ماں مجھے لاکھوں دعائیں دیتی ہیں ماں آخر ماں ہوتی ہے وہ ہر حال میں میں اولاد کا ساتھ دیتی ہے

اپنے ہوتے ظلموں کی داستان سناتے ہوئے مدثر مسلسل رو رہا تھا۔ میں نے اسے گلے سے لگا لیا بس میرے دوست بس آپ نے اب رونا نہیں ہے خدا خیر کرے گا پھر مدثر نے روتے ہوئے کہہ دیا۔

بھائی مجھے صبح تنزیلہ کے پاس لے چلو میں نے کہہ دیا۔

ٹھیک ہے کہ میں تم کو لے جاؤں گا۔

رات کو میں نے تنزیلہ کو کال کر کے سب کچھ بتایا وہ بہت خوش ہوئی کہ مدثر صبح اس کے پاس آ رہا ہے میں نے کہا۔

تنزیلہ گلے شکوے اس سے ضرور کرنا مگر اتنا خیال رکھنا وہ آپ سے زیادہ دکھی ہے تنزیلہ نے کہہ دیا۔

ٹھیک ہے میں اس کو کچھ نہیں کہوں گی آپ اسے ضرور لے کر آنا دوسرے دن میں مدثر کو لے کر تنزیلہ کے پاس چلا گیا تنزیلہ نے سے دیکھتے ہی ایک غزل سنا کر سارے گلے شکوے کر دیئے۔

زندگی کی راہوں میں تم جب چھوڑ گئے آخر
بڑے ہمدرد بنتے تھے دل توڑ گئے آخر
تم پر تو بڑا مان تھا میری محبت کو
اب کسی سے گلہ کرو تم ہی منہ موڑ گئے آخر
لوگ تو چلو لوگ جو کیا سو کیا
بھری دنیا میں تنہا چھوڑ گئے تم بھی آخر
تم تو کہتے تھے ہم وہ نہیں جو چھوڑ دیں اپنوں کو
اپنی قسمیں اپنے وعدے خود ہی توڑ گئے آخر
وار کیا پیار نبھایا تم نے آخر
ہم کو راہ محبت میں روتا چھوڑ گئے آخر

پھر دونوں ایک دوسرے سے ملے اور تنزیلہ میری طرف مشکور نگاہوں سے دیکھنے لگی میں اور نازیہ دونوں کو چھوڑ کر ڈاکٹر کے پاس گئے ڈاکٹر نے چھٹی لکھ دی ساتھ کچھ ادویات بھی پھر ہم گھر آ گئے سب بہت خوش تھے دو دن بعد میں مدثر کو لے کر اس کے ابو کے پاس گیا اس کے ابو نے مدثر کو معاف کر دیا ہ نے ساری تفصیل اس کے ابو اور تنزیلہ کے ابو کو بتائی پھر دونوں گھرانوں میں رضامندی اور خوشی سے دو نومبر کو مدثر اور تنزیلہ کی شادی ہو گئی۔

اب دونوں اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں میری اللہ پاک سے دعا ہے کہ ان کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔

قارئین کرام یہ تھی تنزیلہ کی داستان محبت آپکو کیسی لگی اپنے رائے سے ضرور نوازیئے گا خاص کر یہ ضرور بتانا کہ تنزیلہ کو اتنے زیادہ دکھ سہنے پڑیں گے کیا ان میں قصور میرا بھی ہے یا نہیں ہر قارئین کی رائے تنزیلہ اور مدثر تک جائے گی اب انشاءاللہ وہ بھی جواب عرض کی دکھی نگری میں شامل ہونے والے ہیں۔

آخر میں جن دوستوں سے نمبر بند ہونے کی وجہ سے رابطہ ختم ہوا تھا ان سب سے گزارش ہے کہ دوبارہ اس نمبر پر رابطہ کریں جن میں کرن بہاولپور سونیا گوجرہ سعدیہ بشیر ہیڈ راجگاں نور فاطمہ کویت نورین سعدیہ رضوان ابوبکر ریحان ذیشان تمام دوست رابطہ کریں۔

ایک پیغام اپنے جاننے والوں کے نام۔

آج سے دو سال پہلے میں نے آپ کے لیے اتنا کچھ کیا اپنوں کو ٹھکرایا ان سے جھگڑا کیا سب کا سامنا کیا سب سے کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں جس کا آپ کو بھی پتہ چل گیا مگر یہ بات تم سے نہ کہہ سکا۔ اور تم بھی پتھر دل نکلی تم ہی میرے ساتھ اسی موضوع پر بات کر لیتی تم غیر تو نہیں تھی اپنی تھی میری کزن تھی تم ہر خوشی غمی میں اکھٹے ہوتے تھے خیر جو ہوا سو ہوا میری اب دعا ہے کہ خدا آپ کو خوش رکھے میرے حصہ کی خوشیاں بھی آپ کو مل جائیں غموں کے بادل کبھی آپ کے پاس سے نہ گزریں آمین۔ آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

جنت کے بدلے نصیب

---تحریر: حاجی محمد انور رلانگ - جھنگ - 0345.7091441

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

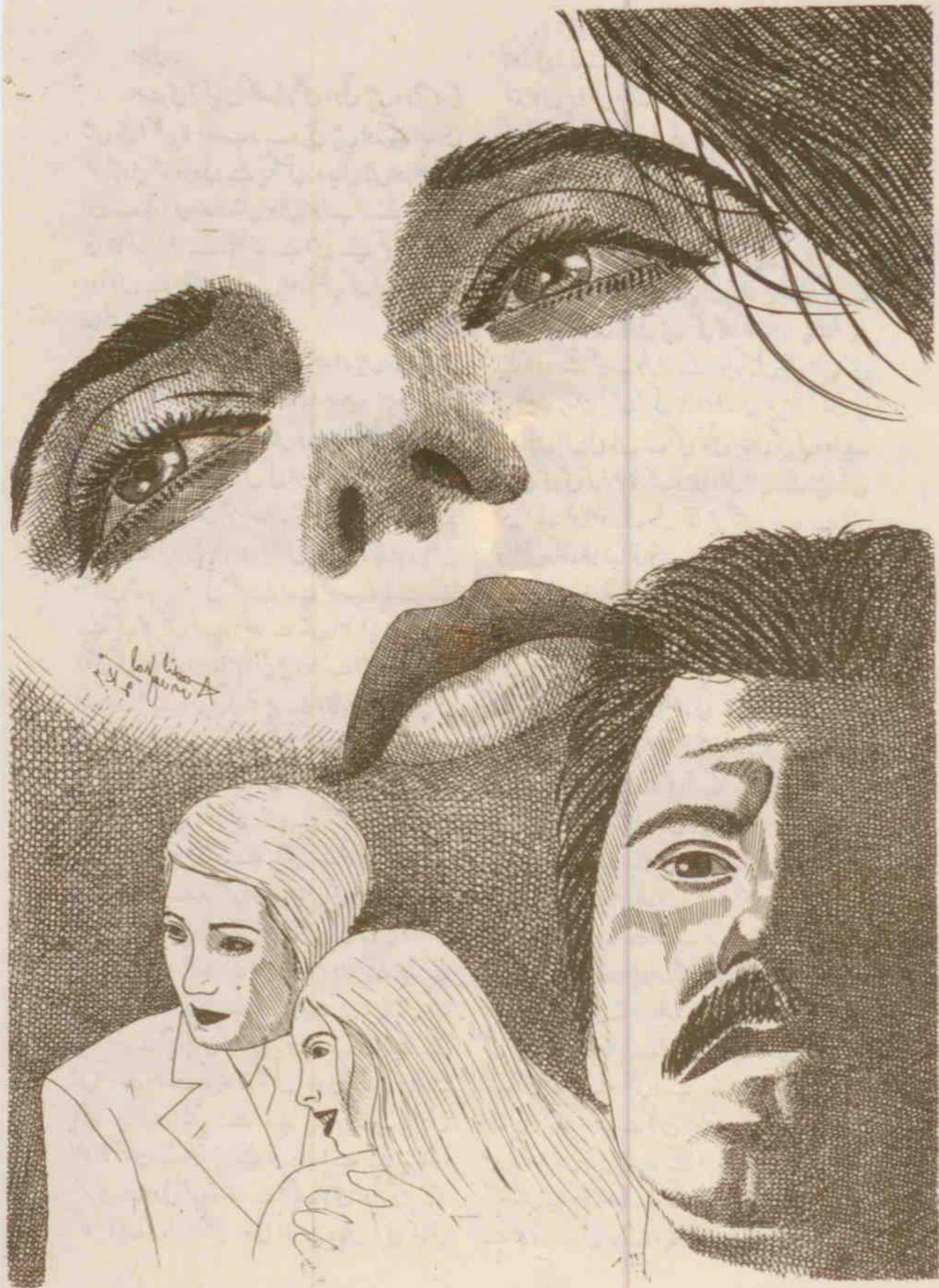
سلام عرض ہے۔ میں آپ پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔ جنت کے بدلے نصیب ۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

میری کہانی کاش یہ خواب ہوتا ماہ دسمبر کے شمارہ میں شائع ہوئی میں نے جس انداز و تسلسل میں کہانی لکھی میں نے اپنی توانائی صرف کر دی مگر چھپنے کے بعد کہانی کا حلیہ عجیب شکل میں ملا آگے کے حالات بعد میں اور بعد کے حالات شروع میں لگا دیئے گو پڑھنے والوں نے اسے پسند تو کیا مگر میری محنت رائیگاں گئی میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور دل ناتواں کو بے شمار گالیاں کہہ گیا کہ خواہ مخواہ پنگا لینے سے کیا حاصل ۔لیکن یہ لکھنا اور پھر چھپنا نئی سوچ کے ساتھ پروان چڑھتا ہے ایک بات چلتے چلتے سچ لکھ دیتا ہوں جب کوئی رائٹر بنتا ہے میرا مطلب ہے قلم سنبھالتا ہے کہانی کی ابتدا کرتا ہے اسی روز اس کے اندر ایک چھوٹا سا شیطان جنم لیتا ہے تمام رائٹرز سے معذرت کے ساتھ جوں جوں وہ لکھاری تجربہ حاصل کرتا جاتا ہے شیطان بھی جوان ہوتا جاتا ہے اور اس کا ناک بھی عقل کی طرح موٹا ہوتا جاتا ہے اور ہم لوگ اکثر بہک جاتے ہیں اور دل ہتھیلی پر رکھ کر شکار کرتے ہیں لیکن براہ کرم میری بات کا برا نہ مانیے خواتین لڑکیاں جب جواب عرض میں کہانی پڑھتی ہیں تو وہ ایک رائے قائم کر لیتی ہیں اور رابطوں کا سلسلہ چل نکلتا ہے مجھے تجربہ حاصل ہوا کہ بس فوراً رائے قائم کر لینا اور بریک نہ لگانا لڑکیوں کی غلطی عظیم غلطی بن جاتی ہے پلیز پلیز رائٹرز کو فون پر اپنی رائے مت دیں جواب عرض میں لکھ دیں جو کچھ کہانی پر کہنا ہے۔

ایک دو روز پہلے فیس بک پر ملتان کی دو لڑکیوں نے دوستی کی اور دوستی میں چلتے چلتے وہ دو لڑکوں کے ساتھ راولپنڈی جا پہنچی خبر ہے اغوا ہو گئیں مگر میری ناقص رائے میں اپنی مرضی سے گئیں لڑکوں پر پرچہ درج ہوا اور وہ راولپنڈی سے برآمد ہوئیں مگر خدا جانے عزت بچ پائی یا شیطان نے عید



منائی۔
بہت سی لڑکیاں سمجھدار بھی ہوتی ہیں وہ شروع میں ہی انکل کا خطاب دے دیتی ہیں اور کچھ بچاری عمر شادی شدہ بیوی بچے پوچھتی رہ جاتی ہیں اور ہم بھی ان سے پھر اسی انداز میں سوال جواب کرتے ہیں بھلا سچ بتا کر رائٹر نے پھنسنا ہے اسی لیے غیر ضروری سوالوں سے اجتناب کریں اور انکل کہہ کر اپنا دامن بچالیں۔
لالیاں کی نور صاحبہ بہت سمجھدار ہیں درازی عمر کی دعا دیتا ہوں قصور کی سارہ صاحبہ بہت سیانی اور سمجھدار ہیں انکے دل میں کوئی سوراخ نہیں ہے میں نے جھانکنے کی کوشش کی ان کا میں معترف ہوں اور جڑانوالہ کی مس صنم صاحبہ جنہوں نے الف بے انکل سے شروع کی اور ایکس وائے زیڈ ابا ریاض حسین شاہد پر ختم کی صنم نے اپنے محبوب کو پانے کے لیے مٹی کا تیل اپنے معدے میں اتار لیا مگر قسمت اچھی تھی بچ گئی وہ ظالم فون پر وعدے دعوے کرتا رہا اور جب محبت اثر کر گئی تو پر بے وفا بن گیا۔ ان کی کہانی بڑی دلدوز ہے جسے لکھنے کے لیے صنم کے پاس وہ اصلی دل نہیں ہے کبھی اس کہانی بھی آپ پڑھیں گے اسی دوران میں نے صنم سے یہ کہانی حاصل کی جو زیر مطالعہ ہے یہ میں نے فون پر پیکج لگا کر وقفے وقفے سے حاصل کی۔ گو اس کہانی میں محبت کا رنگ موجود تو ہے جسے میں بہت کم بیان کروں گا اصل موضوعی کہانی لکھنا ہے اور اس کردار کے جذبے اور حوصلہ کی داد دینا ہے جو اس بے حس دنیا میں اپنا وجود سمیٹ کر بچوں کو پال رہی ہے۔ اور اپنے نشے میں مست دھت خاوند جو فیصل آباد کی کسی نہ کسی فٹ پاتھ پر سردراتیں سے بے پرواہ خاک دھول بطور اسٹیجن کے طور پر لیے جی جا رہا ہے مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ جو در در بھیگ مانگی ہوئی صنم کے گھر ایک روز داخل ہوئی اور وہ وہاں اپنی کہانی چھوڑ گئی۔۔۔۔ جو صنم نے اس بوجھ کو میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دیا۔ وہ لڑکی پھر بھی حالات کا مقابلہ کر رہی ہے اور زمانے کی ستم ظریفوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوئی ہے کہتے ہیں لعل گودڑیوں میں بھی لعل رہتے ہیں وہ ہر موسم میں تازہ دم خوبصورت اور پیارے ہی لگتے ہیں گھروں سے روٹی اور آٹا مانگنے والی لڑکیاں پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے کیوں پھرتی ہیں کبھی جھانک کر دیکھیے تو پتہ چلے گا وہ کتنے نشیب و فراز کے ادوار جھیل چکی ہیں ایسی ہی ایک حسین جمیل لڑکی جڑانوالہ کی سرسبز زمین پر پیدا ہوئی اس کی ماں نے بھی خوشی منائی تھی کہ وہ ایک پیاری تتلی تھی کہ نرم نازک وجود والی اس کے سینے میں بھی ایک خوبصورت دل تھا جو بچپن سے بے شمار خواہش رکھتا تھا خدا تعالیٰ نے اس لڑکی کو جیسے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا آپ خود تصور کیجئے کہ خوبصورتی کیا ہوتی ہے میں کوئی ناک آنکھ نقشہ بیان نہیں کروں گا آپ کا دل بھی مجھے اور آنکھیں بھی ہیں اور دماغ بھی ہے آپ کے سامنے خوبصورتی کا کیا معیار ہے بس وہی معیار ذہن میں تصور کر لیں اور سمجھ لیں یہ لڑکی آپ کے اس معیار سے بھی آگے ہے غریب گھرانے میں جنم ہوا اور گودڑیوں میں رلتی پلتی جوان ہوگئی میں اس کے بچپن پر محیط سالوں کا حساب نہیں لگاؤں گا پھر جوانی میں کیسے قدم رکھا اس قصے کو بھی چھوڑیے ماں باپ بہت غریب تھے مانگ کر گزر بسر کرتے تھے مانگنے والے کچھ حیادار بھی ہوتے ہیں وہ کبھی صدائیں نہیں لگاتے دروازے پر پہنچ کر صدا لگائی اگر مل گیا تب بھی دعا دے کر چل دیئے اور نہ بھی در کھلا تب بھی دعا دے کر چل دیئے۔ خدا نے صبر کا حصہ ہر انسان کو تقسیم کر دیا ہے لیکن ہم لوگ مشکل وقت میں صبر کو گرہ میں نہیں باندھ سکتے اس لڑکی کا نام پروین سمجھ لیں یہ صبر کا حصہ لے کر گھروں میں جاتی ہے مانگتی ہے جو در سے مل جائے اپنا نصیب سمجھ لیتی ہے۔ ہر

لڑکی ایک روز صنم کے گھر جاتی ہے صنم اسے دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے صنم نے مجھے بتایا کہ وہ کتنی خوبصورت ہے ہم مرد لوگ تو جس لڑکی پر نگاہ ڈالتے ہیں وہی ہمیں خوبصورت لگتی ہے مگر لڑکیاں کسی کو خوبصورت مان لیں تو وہ خوبصورت ہی ہوگی مس صنم نے بتایا کہ میری خوبصورتی اس کے سامنے ہیچ ثابت ہوئی اور میں اس کے سامنے نوکرانی لگنے لگی حالانکہ بقول صنم کے وہ بھی خوبصورت ہے تبھی تو ایک لڑکا اس پر لٹو ہوا تھا اور نے بھی ایک بد دماغ لڑکے سے محبت کی تھی قسمیں وعدے عہد و پیمان کر کے وہ لڑکا بے وفا نکلا اور رحیم یار خان سے باہر ایک قدم بھی نہ نکال سکا ایسے مرد بزدل اور اپنی ذات کے گرد ایک خول چڑھائے تلاش محبت میں جیتے ہیں مگر جب کبھی محبت ملتی ہے تو وہ بزدلی کا خول نہیں اتار سکتے یہی دسمبر کا مہینہ جدائیاں دے گیا اور صنم آج بھی منتظر ہے کہ آئے گی رلجہ کی بارات مگر یہ کہانی الگ ہے۔

صنم نے پروین کو بلایا اسے چارپائی پر بیٹھایا پہلے ایک لسی کا گلاس دیا بعد میں اٹھ کر اندر گئی اور ایک سو روپے کا نوٹ نکال کر لائی اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا اور وہ بھی ایک بوتل میں ڈال دیا اس کے نرم و نازک نومولود بچے کے لیے صنم نے پوچھا کہ تم کیوں مانگتی ہو خوبصورت ہو گھر بسا لو اور سکون سے زندگی گزارو۔ پروین نے اپنے کندھے پر لٹکتا ہوا پیوند شدہ تھیلا درست تو کر لیا مگر آنسوؤں نے ہمت کمزور کر دی اور پھر تھیلا کندھے سے سرک گیا پروین نے اتنا کہا کہ بہنا گھر تو بسایا تھا یہ معصوم سی جان اس گھر بسانے کی نشانی ہے صنم دم بخود رہ گئی وہ شاید اس کی چھوٹی بہن کی نشانی سمجھ رہی تھی پروین نے اتنا ہی کہا کہ بہن جی اگلی دفعہ آئی تو انی توانائی بحال کرتے ہوئے کچھ کہہ پاؤں گی اور پروین اپنی چپل گھسیٹتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی اور بہت سی دعائیں اس گھر کے در و دیوار میں چھوڑ گئی۔

صنم کہتی ہے کہ وہ میرے گھر سے باہر نکلی دوبارہ آنے کا کہہ گئی میں چاہتی تھی کہ وہ ابھی اگلے پل ہی واپس آ جائے گی اور وہ مجھے سب کچھ سنا دے جو کچھ اس کے دل میں ہے یا جو کچھ اس کی زندگی سے جڑا ہوا ہے مگر پروین نے کتنے گھر اور بھی جانا تھا خدا جانے وہ مشرق سے آئی تھی یا مغرب کی سمت چلی گئی مجھے اس کا پتہ نہیں۔

میں نے صنم کو کہا کہ آپ مجھے اس کے بارے میں ایک ایک لفظ کھول کر بتائیں کہ وہ کہاں سے آئی اور کیوں اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آخر کچھ تو ہوگا خدا نے چند روز بعد پروین کو دوبارہ اسی محلہ میں بھیج دیا خدا جانے پروین کو صنم کا گھر یاد تھا یا نہیں۔ مگر وہ پھر اسے پہلے والے انداز میں صنم کے گھر کے باہر آواز لگائی تو صنم بھاگ کر گئی اور اسے پکڑ کر اندر لے آئی۔ اس روز صنم نے کہا کہ آج تو کہیں اور سے مانگنے نہ جائے گی میں تمہیں سب کچھ دے دوں گی تو یہ اپنا تھیلا اتار کندھے سے اور چارپائی پر بیٹھ جا میں تیرے لیے لسی کا گلاس لاتی ہوں تو ابھی کچھ سانس لے لے۔ پروین بیٹھ گئی صنم لسی کا گلاس لائی اس نے ایک ہی سانس میں گلاس گلے سے نیچے اتار دیا دوپٹے کے پلو سے ہونٹ صاف کئے جب اس نے ہونٹ صاف کئے تو ایسے لگا کہ اس نے قلو پطرہ کی لپ اسٹک لگا رکھی ہو ہونٹوں کی اوٹ سے موتیوں جیسے دانت چمک اٹھے صنم نے اس کی یہ سادہ سی ادابیاں کی اور اس کی کہانی سنائی۔

پروین کہتی ہے کہ میری خوبصوتی نے مجھے مار دیا اور ایک لڑکے سے عشق ہو گیا عشق نے ایسا دماغ گھمایا کہ میں اس کی دیوانی ہو گئی دیوانگی انتہا کو جا پہنچی اور اس نے ایسی قسم کھائی کہ وہ کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کو توہین سمجھتی تھی بلکہ گنہگار مانتی تھی پروین کی اس لڑکے کے ساتھ شادی ہو گئی وہ اپنے محبوب کے گھر سدھار گئی پروین کو جیسے ساری کائنات مل گئی اس

کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا پروین کو ایک بعد خدا نے ایک لڑکی عطا کی جو گونگی اور بہری تھی مگر اس نے خدا سے پھر بھی کوئی گلہ یا شکوہ نہ کیا۔

اگلے سال پھر پروین کو خدا نے ایک اور لڑکی عطا کی تا کہ پروین پہلی بیٹی کے غم بھول جائے۔ دوسری بیٹی کیسی تھی پروین چپ ہوگئی۔ پروین کا خاوند جو مجازی خدا تھا اور چاہنے والا تھا نشے میں گرفتار ہوگیا اور اسے نشے نے ایسا برباد کیا کہ جہیز سمیت برتن حتیٰ کہ گھر کی ہر چیز ایک ایک کر کے بیچ کر نشے میں اڑا دی پھر اسی دوران خدا نے پرون کو صبر کے بدلہ ایک خوبصورت سا بیٹا عطا کیا یہ تیسری روح پروین کے ناتواں کندھوں پر بوجھ بن گئی۔ مگر پروین نے ہمت اور کس لی دن رات چار روحوں کو سنبھالنے میں کمر بستہ ہوگئی۔ اس کے برعکس اس کے خاوند کو اتنا بھی ہوش نہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے کا ماتھا چوم کر پروین کی خوشی میں ایک چھوٹی سی کرن کا اضافہ کر دے یا اتنا ہی کہہ دے کہ پروین میرے بیٹے کا نام فلاں رکھ دے مگر اس کے باوجود پروین کے جذبے میں اور فرائض میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی جب سارا گھر کا سارا سامان نشے کی نذر ہوگیا اور گھر میں کچھ بھی نہ بچا سوائے کم سن اولاد کے یہ منظر دیکھ کر پروین کے ابو غربت کے باوجود بھی اپنے گھر دوبارہ لے آئے تا کہ وہ نواسوں کو کچھ سنبھال سکے اور پروین کا بوجھ کچھ ہلکا ہو سکے والدین چاہے کتنے ہی غریب کیوں نہ ہوں اپنی اولاد پر ہر چیز قربان کر دیتے ہیں۔

پروین کا والد جو بوڑھا اور ضیف تھا ایک تھرماس میں چائے بنا کر بھر لیتا اور تین چار پیالیاں کپ اپنی کانپتی ہوئی انگلیوں میں ڈال کر باہر مارکیٹ کی فٹ پاتھ پر گرم چائے گرم چائے کی آوازیں لگاتا اور جب تھاماس خالی ہو جاتا چند روپے لا کر پروین کی ہتھیلی پر رکھ کر سکون سے سو جاتا مگر خدا کو اتنی سی خدمت بھی پسند آگئی اور ایک روز بابا چائے والا تھرماس پکڑے سڑک پر جا رہا تھا کہ پیچھے سے ایک ٹرک کی ٹکر لگنے سے اپنے مالک حقیقی کو جان دے دی اور مالک حقیقی سے جا ملا۔ اس کی جیب میں نہ تو کوئی شناختی کارڈ تھا نہ اتہ پتہ کہ یہ لاش کس بابا کی ہے کیا نام ہے اور اس کا ٹھٹھراتی سردی میں پوری رات اس کی لاش سڑک پر پڑی رہی ٹرک والا بھاگ گیا مسلمان کی یہی پکی نشانی ہے ہلکا سا جو ایمان تھا حادثہ ہونے سے وہ بھی چلا گیا اور بابا کا خون چند منٹوں بعد سڑک پر جم گیا اگلی صبح پولیس نے لاش کو اٹھایا اور لاوارث قرار دے کر منوں مٹی ڈال دی کون بابا کو تلاش کرتا پروین یا اس کا خاوند۔ وہ تو فیصل آباد کی فٹ پاتھ کی گرد میں اٹا پڑا تھا نہ جانے کہاں پر پروین کو اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ رات اٹھ کر کسی سڑک پر جا کر بابا کو آوازیں لگاتی بابا کہاں ہو کس سمت ہو یہ آخری سہارا بھی پروین کے سر سے اٹھ گیا پروین جو بابا کے سہارے گھر آئی تھی جب وہ سہارا ہی نہ رہا تو پھر مجبوراً مانگنے نکل پڑی۔

پروین کی ماں تو پہلے ہی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی اک بھائی تھا بھائی تو بہنوں کا مان اور سہارا ہوتے ہیں اس کا بھائی بھی پسٹل کی صفائی کے دوران اچانک گولی چلنے سے معذور ہو گیا تھا ایک زندہ لاش اس کا بھائی مرنے سے بچ گیا مگر اس کا بھی بوجھ پروین کے ناتواں کندھوں پر آن پڑا پروین کہتی ہے کہ میں آج بھی اپنے خاوند کے حق میں بیٹھی ہوں اگر میں اپنے خاوند کے پاس ٹھہرتی جسے اب ہوش ہی نہیں وہ مجھے بھی اور بچوں کو بھی بیچ کر کسی نہ کسی سڑک کے گرد آلود فٹ پاتھ پر سسک رہا ہوتا میری قربانی بھی اسے نشے سے باہر نہ لا سکی بھی تو بابا نے مجھے قربان ہونے سے بچا لیا مگر خود کو نہ کچھ اور دنوں کے لیے نہ بچا سکا۔

صنم نے سوال کیا کہ کملی تو اپنے خاوند سے طلاق لے کر دوسری شادی کر لے تو آج بھی اتنی خوبصورت ہے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ تو شادی

شدہ ہے اور تیرا بوجھ بانٹنے والے تو بہت سے مل جائیں گے پروین نے پہلے روز کی طرح دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کیں کہنے لگی۔

کیوں طلاق لوں وہ تو میری محبت ہے میں تو اپنی محبت پر قربان بھی ہو جاتی مگر بابا نے ایسا نہیں ہونے دیا اب اس گھر میں میرے بابا کی روح شام کو ضرور آتی ہوگی میں یہ در چھوڑ دوں میں یہ برداشت نہیں کر سکتی اب مجھے اپنے بابا کی محبت کچھ اور کرنے نہیں دیتی میری محبت زندہ تو ہے اور ابھی میری سانس چل رہی ہے وہ مر گیا تو اس کی قبر پر بچوں کو لے کر بیٹھ جاؤں گی وہاں کہیں بابا بھی موجود ہوں گے طلاق تو بہت گندہ لفظ ہے خدا تعالیٰ چاہنے والوں کو کبھی جدا نہ کرے کسی نے سچ کہا ہے کہ کسے دا یار وچھڑے

جب یہ پروین نے کہا تو تو صنم کی غم زدہ آنکھوں میں نمی تیرنے لگی اور پروین کے سامنے پلو کا سہارا نہ لیا اتنا کہہ کر پروین قدرے خاموش ہوگئی اتنا کہنے کے بعد پروین کہنے لگی۔

نہیں جی خدا جانے زندگی اور کتنی ہے میں اب ایک ماں ہوں اور خدا نے میرے قدموں میں جنت رکھ دی ہے جانتی ہیں ناں کہ ایک ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے اگر کوئی مجھے کہے کہ اگر تم سے جنت واپس لے لی جائے اور اس جنت کے بدلے تم کیا مانگو گی تو میں خدا سے یہی مانگوں گی کہ بے شک جنت واپس لے لے اور مجھے اپنی اولاد کا نصیب خود لکھنے کا حق دے دے انکے نصیب پر بے شمار جنت اور جنت کے وسیع و عریض دودھ کی بہتی نہریں قربان۔

صنم تو دم بخود رہ گئی کہ ایک بھکارن لڑکی کی اپنی اولاد کے لیے اتنی گہری سوچ جو پڑھے لکھے انسان کے تصور سے بھی بالاتر پروین کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے حسب عادت دوپٹے کے پلو سے آنسوؤں کو صاف کیا اور گلے میں پھنسے غم کی تکلیف کو گھونٹ سمجھ کر پی لیا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی چپل سے زمین کھرچنے لگی۔

صنم نے اسے گلے سے لگایا اندر اٹھ کر گئی ا... سلائی کڑھائی والی جمع شدہ پونجی لا کر اس کی ہتھیلی میں رکھ دی اور کہا۔

بہن جی جب تک میں اس گھر میں ہوں اس گھر میں تیرا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا میرا جب دل چاہے آ جانا میں اپنے نصیب سے تجھے تیرا حصہ دیتی رہوں گی پروین نے اپنی بند مٹھی میں چند سو روپے لیے آہستہ سے تھیلے کے ایک کونے میں بنی پاکٹ میں رکھ دیئے اور ہلکا سا اپنے کپڑوں کو جھاڑا عقیدت سے ہاتھ ملایا اور دروازے سے باہر نکل کر اوجھل ہوگئی پروین کی زندگی کے اوراق کتنے اور ان دیکھے ہیں جنہیں نہ میں پڑھ سکا اور نہ ہی صنم پڑھ سکی اتنا معلوم ہے کہ وہ اب اپنے بابا کی روح کی منتظر رہتی ہے ا... ماموں کے گھر۔

معمول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا
نیندیں میرے وجود کی اک شخص لے گیا

وہ جسے میں سمجھتا تھا زندگی میری حسرتوں کا فریب تھا دوست مجھے مسکرانا سکھا کے میری روح تک کو رلا گیا

..................محمد فاروق۔رحیم یار...

مت تلاش کر میری ذات میں سب سا...
فقط اتنا کہہ دے کہ میں تیرے قابل نہیں

..................ثقلین ساجد۔آزا...

مجھے عشق کی کتاب نے ایسا رلایا سا...
نہ رہے کچھ پڑھنے کے قابل نہ رہا کچھ...

..................حافظ ابرار سانول۔حافظ آ...

جو شخص جانا نہ تھا محبت کے
وہ شخص وفا کی انتہا لکھ رہا

..................حافظ ابرار سانول۔حافظ...

تحریر میں سمٹتے کہاں ہیں دلوں کے درد انیلا
بہلا رہی ہوں ذرا خود کو کاغذوں کے تہ...

..................انیلا شہزادی

وہ بے وفا

---تحریر: عائشہ بٹ۔ میر پور خاص سندھ۔

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں پہلی بار آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی وہ بے وفا۔ کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گی کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتی رہوں میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہو گا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا اسلام۔

یہ بھی اچھا ہوا اسے پا نہ سکے ہم
ہمارا ہو کے جو بچھڑتا تو قیامت ہوتی

لاہور سے مہمان آ رہے تھے ان کا شدت سے انتظار ہو رہا تھا تیاریاں ہر طرح سے مکمل ہو چکی تھیں دھند کے باعث ٹرینیں بہت لیٹ تھیں سب بے چینی سے انتظار کر رہے تھے بچے شور و غل میں مشغول تھے لڑکیاں ساری کچن میں جمع تھیں خواتین نے ڈرائنگ روم میں ڈیرا جمایا ہوا تھا اتنے میں بچے کا شور اٹھا، مہمان آ گئے مہمان آ گئے۔ سارے ایک دم دروازے کی طرف لپکے کاشف کے ہاتھ سے بیگ لے لو عائشہ کی اماں نے آواز لگائی عاشی بیگ لینے آگے کو بڑھ تو ایک خوبصورت حسین نوجوان کھڑا تھا جو مسکرا رہا تھا اس کا ہاتھ میرے ہاتھ سے بیچ ہوا میں نے گھبرا کر دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔ میرے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

یہ سب کچھ درانی ہاؤس میں ہو رہا تھا جس کے سربراہ کمال حسن ہیں جن کی بیوی حسینہ بیگم اپنی نام کی طرح حسین ہی نہیں بلکہ بہت نیک پروین بھی ہیں انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت بہت جانفشانی سے کی ہے جن میں سب سے بڑی ان کی بیٹی صائمہ جو کہ شادی شدہ اور ایک ننھی پری کی ماما ہے دوسری بیٹی انیلہ ہے جسے دو بیٹے ہونے کا اعزاز حاصل ہے تیسرے نمبر کی حفصہ جو کہ عبدالحمید کے پیارے سے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور بہنوں میں سب سے چھوٹی عائشہ جو کالج لائف انجوائے کر رہی ہے اور خاشر جو کہ بی ایس سی میں ہے عائشہ بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے آنکھیں بڑی بڑی اور کالی کوئی دیکھے تو ان میں ڈوب جائے پلکیں گھنی عنابی ہونٹ ستواں ناک گلابی رنگ خوبصورتی کا پیکر ہے۔



گویا کسی شاعر کی گزل ہو جو کوئی دیکھے دیکھتا ہی رہ جائے۔اسی وجہ سے جب کاشف نے اس کو دیکھا تو دیکھتے ہی چونک اٹھا تھا اور اس کے دل میں نرم گرم جذبے پنپنے لگے ادھر عائشہ کی بھی یہی حالت تھی کاشف بہانے بہانے سے بات کرنے کے مواقع تلاش کرتا ادھر عائشہ بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

پھر اچانک ہی انہیں تنہائی میں بات کرنے کا موقع مل گیا ڈرائنگ روم کا گیٹ بجا۔

آرہی ہوں۔کون ہے۔انتظار تو کرو۔جان ہی نکل رہی ہے کیا۔۔جیسے ہی گیٹ کھلا۔۔اوہ آپ ہیں سوری۔مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ ہیں میں سمجھی گلی کے بچے ہیں سچ میں صبح سے تنگ کیا ہوا ہے بار بار گیند لینے آرہے ہیں پلیز اندر آئیں ناں آپ باہر کیوں کھڑے ہیں۔

آپ بلائیں گی تو میں اندر آؤں گا ناں ویسے آپ بہت بولتی ہیں۔

کون میں۔ویسے مجھے سب بولتے ہیں کہ تم بہت بولتی ہو پر مجھے تو نہیں لگتا کہ میں زیادہ بولتی ہوں ۔پر مجھے تو نہیں لگتا ہے کہ میں زیادہ بولتی ہوں۔

اچھا ویسے آپ کون سی کلاس میں ہیں۔

میں سیکنڈ ائیر میں ہوں۔

اچھا جی گڈ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔وہ گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

جی جی پوچھیے۔

میری نظر جب بھی آپ پر پڑتی ہے آپ مسکرا رہی ہوتی ہیں۔

آپ بھی تو مسکرا رہے ہوتے ہیں۔

آپ مسکرا رہی ہوتی ہیں۔

جی نہیں پہلے آپ مسکراتے ہیں۔

ویسے آپ بہت خوبصورت ہیں۔

میں نے چونک کر کاشف کی طرف دیکھا جو ایک دل فریب مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے مجھے دیکھ رہا تھا میں اچانک جھینپ سی گئی۔تو اس نے ایک دم بات بدل دی۔

وہ آپ کے میسج میں نے اب پڑھے ہیں اصل میں میرے موبائل کی بیٹری ختم ہوگئی تھی۔

ہاں میں نے آپ کو بہت میسج کیے تھے اور کال بھی۔کیونکہ سب پریشان ہورہے تھے پر آپ کا موبائل بند جارہا تھا۔

عاشی عاشی بیٹا کہاں ہو۔

جی آماں ابھی آئی اور وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

بیٹا عاشی کھانا لگاؤ کہاں ہو تم کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔

وہ اماں ڈرائنگ روم کی تھوڑی صفائی کر رہی تھی آج ماسی نہیں آئی ناں اس لیے بہت گندا ہورہا تھا۔

صالحہ آپی اور انیلہ آپی نے کھانا لگایا سب ڈائنگ ٹیبل پر جمع تھے اور کاشف نے پھر مجھے دیکھ کر وہی دل فریب مسکراہٹ چہرے پر سجالی پھر میں بھی اسے دیکھ کر مسکرا اٹھی۔سب کھانا کھا رہے ہیں۔

عاشی بیٹا تم بھی کھانا کھاؤ۔

نہیں ماما مجھے بھوک نہیں بعد میں کھالوں گی آپ لوگ کھائیں۔

مستقل سب کے اسرار سے اور کاشف کی آنکھوں کے اشارے سے مجھے بیٹھنا پڑ گیا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کاشف کی آنکھوں کے اشارے سے بیٹھی پھر سب نے کھانا کھایا اور کمرے میں محفل سجالی۔اور پھر بڑے اوران کی باتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا۔

کاشف یار آجا باہر چلتے ہیں گھوم پھر کرآتے ہیں۔حاشر نے کہا۔

چل یار خاشر اور کاشف گاڑی لے کر نکل گئے۔

جیسے ہی کاشف آیا میں ۔فورا موبائل میمصروف ظاہر کرنے لگی کاشف کا میسج آیا جو اس کے سامنے ہی بیٹھا تھا لیکن وہاں سب بیٹھے تھے اس لیے بات نہیں کر پا رہا تھا مجھے لگتا ہے کہ آپ میرا انتظار کر رہی تھیں۔

نہیں بھئی نہیں میں کیوں کروں گی تمہارا انتظار

مجھے پتہ ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

جب میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے دیکھ کر مسکرائی بھی نہیں اور اب مسکرا رہی ہو تم تو مجھے دیکھ کر مسکراتی رہتی ہو۔ دیکھو تو کتنا غصہ والا منہ بنا رکھا ہے۔

بس نہیں دل چاہ رہا میرا مسکرانے کو اور میں کیا پاگل ہوں جو ہر وقت مسکراتی رہوں۔

آپ ایک بار مسکرا دیں۔

جی نہیں میں نہیں مسکرا رہی۔

اور پھر کاشف کے بھرپور اصرار پر مجھے مسکرانا پڑا آخر کار وہ دن آ گیا جس دن کاشف نے جانا تھا اور سارا دن کاشف اداس رہا ابو جی کی آواز نے سب کو الرٹ کر دیا۔

جلدی کرو ورنہ ٹرین نکل جائے گی گاڑی باہر کھڑی ہے عائشہ بھی اسے گیٹ تک چھوڑنے آئی اس کے دو جانے کا سوچ کر میں کانپ اٹھی اور مسکراہٹ میرے چہرے سے کوسوں دور تھی کاشف جی بہت اداس تھا کاشف نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

تیری محفل سے نکلے کسی کو خبر تک نہ ہوئی

بس تیرا پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنا مجھے برباد کر گیا

آج کاشف کو گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے وہاں کاشف کا بھی دل نہیں لگ رہا تھا بہت زیادہ اداس تھا اور یہاں میں بھی۔ پر روزانہ ہماری میسج پر بات ہوا کرتی تھی ایک دن کاشف کا میسج آیا میں اپنے کمرے میں پڑھائی کر رہی تھی۔

عاشی کیا تم کسی کو پسند کرتی ہو۔

میں ۔۔نہیں تو میں تو کسی کو پسند نہیں کرتی نہ ہی پیار پر بھروسہ کرتی ہوں۔

لیکن میں تو کسی کو پسند کرتا ہوں اور اس کو سچا پیار بھی کرتا ہوں اور مجھے اپنے پیار پر پورا یقین ہے۔

اوہ اچھا کس سے کرتے ہو تم پیار مجھے بھی بتا دو اس کا نام۔

نہیں وہ لڑکی مجھ سے پیار نہیں کرتی ہے اور نہ ہی پیار پر بھروسہ کرتی ہے۔

پھر بھی اس کا نام تو بتاؤ۔

اس کا نام عاشی ہے وہ حیدرآباد میں رہتی ہے۔

یعنی کہ میں۔

ہاں عاشی وہ تم ہو جس سے میں سچا پیار کرتا ہوں اور میں تمہیں پانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ عاشی آئی لو یو۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔

جواب میں میں بھی آئی لو یو کا میسج کر دیا۔ کیونکہ میں تو خود ہی اس کو پہلی نظر میں دیکھ کر گھائل ہو گئی تھی اس کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی کاشف تو یہ میسج دیکھ کر خوشی سے دیوانہ ہو گیا پھر کیا تھا ہم ساری ساری رات لگے رہتے باتیں کرنے میں اور دن میں میسج اور میں اس کے پیارے کے جال میں پھنستی چلی گئی اور وہ مجھے جھوٹے خواب دکھاتا رہا تم میری جان ہو تمہیں کھونے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے بغیر اندھیرا ہے میری جان تمہاری اور میری شادی ضرور ہوگی ہر بار وہ فون پر کہتا عاشی ایک بات

پوچھوں تم شادی کس سے کروگی۔ جب میں اس کا نام لیتی تو وہ بہت خوش ہوتا اس طرح میں بی اس سے یہ پوچھتی تو وہ بھی میرا ہی نام لیتا تو میں بھی بے حد خوش ہوتی ایک دن ہمارے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ہم فون پر بات کرتے ہیں تو میری اماں بہت شدید غصہ میں آ گئیں اور اس سے موبائل لے لیا اور مجھے بہت ڈانٹا ایک مہینہ ہونے کو آ گیا کاشف کی آواز ہی میرے کانوں نے نہیں سنی تھی میرا رو رو کر برا حال تھا ایک ماہ بعد جب میں نے کال کی تو جو کچھ پتہ چلا تو وہ میرے لیے نا قابل برداشت تھا۔

کاشف نے کہا۔۔ عاشی یار میرے پاس ٹائم نہیں ہے میں تم سے بات نہیں کرسکتا میں بہت مصروف ہوں اگر تم کہتی ہو تو میں پانچ منٹ بات کرلیا کرونگا ۔میرے دل پر تو گویا ماتم چھاہ گیا میری آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے اور پھر اس کی وہی جھوٹی محبت۔

میری جان چپ ہو جاؤ۔

کاشف تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا پہلے تم نے مجھے پیار کے جال میں پھنسایا اور جھوٹے سپنے دکھائے اور اب کہہ رہے ہو میں تم سے بات نہیں کرسکتا کبھی تو تم مجھ سے بات کیے بغیر سوتے نہیں تھے اور میں مزید کچھ نہ کہہ سکی۔

دیکھو عاشی میری ماں نہیں مانے گی تم سے شادی کرنے پر۔

تو پہلے میں نے ہی کہا تھا تمہیں کہ نہیں مانیں گی تمہاری امی تو تم نے کہا تھا میں منالوں گا میری گھر میں بہت چلتی ہے۔میری امی ہر بات مانتی ہیں۔میں نے جواب میں کہا۔

دیکھو عاشی اس وقت میں بہت مصروف ہوں پھر کبھی بات کریں گے۔

کاشف کیا تم کسی اور لڑکی سے پیار کرتے ہو

نہیں یار میں کسی سے پیار نہیں کرتا ہوں میری جان میں کسی لڑکی کے چکر میں نہیں ہوں۔

نہیں میرے سوال کا جواب دو۔

جواب دے دو تو دیا ہے کہ میں کسی بھی لڑکی کے چکر میں نہیں ہوں۔

لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ایسا ہے جس نے تم کو بدلا دیا ہے ورنہ تم تو مجھ سے بات کئے بغیر رہ نہیں سکتے تھے۔

عاشی میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو میں بہت بزی ہوں مجھے ضروری کام ہیں وہ جان چھڑانے کی کوشش کررہا تھا لیکن میں اس سے وہ سب کچھ اگلوانا چاہتی تھی جو میرے دل کو پریشان کئے ہوئے تھی۔میں نے کہا۔

کیا میری بات پر تم تنگ ہوتے ہو

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے لیکن بتایا نہ کہ میں بزی ہوں۔

اتنا کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔اور بالاخر جان چھڑالی۔اس کے بعد تو اس نے نہ میری کال اوکے نہ اور نہ ہی میسج کا کوئی جواب دیا۔لیکن مجھے سکون کہاں تھا میں اس کے پیار کی آگ میں جل رہی تھی جو جو سپنے اس نے مجھے دکھائے تھے جو جو وعدے اس نے میرے ساتھ کئے تھے وہ مجھے بھلا کہاں سکون لینے دے رہے تھے۔میری رات کی نیندیں اڑ چکی تھیں دن کا سکون غارت ہو کر رہ گیا تھا اس کا بدلا رویہ مجھے ایک پل بھی چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

ایک کزن کے توسط سے پتہ چلا کہ اس کی ایک لڑکی سے دوستی ہے جس کا نام درخشاں ہے اس سے وہ ہر روز ملنے جاتا ہے اور ہر روز رات کو موبائل پر چیٹنگ کرتے ہیں تقریباً ہر روز ہی ہوٹلنگ کرتے ہیں وہ دونوں یہ سب سن کر میرے اوپر ایک قیامت گزر گئی اور کس کو خبر تک نہ ہوئی۔

لاہور میں کسی کی شادی تھی تو میں بھی اپنی اماں کے ساتھ گئی پتہ چلا کہ وہ تو اپنی گرل فرینڈ سے ملنے گیا ہے پوری رات گزر گئی پر وہ نہیں آیا آخر کار پانچ بجے وہ آ ہی گیا اور میرا انتظار بھی ختم ہوا۔ جو پوری رات جاگ کر کیا تھا میں واش روم کے بہانے سے نیچے آ گئی تو مجھے دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور پھر صبح جب میں تیار ہوئی تو وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلا جب کافی دیر بعد نکلا تو میں نے اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کی پر وہ بات ہی نہیں کرتا اور سیدھا چلا جاتا اور اپنا دروازہ بند کر کے اسی چڑیل سے بات کرتا۔

اس نے سب میں مشہور کر دیا تھا کہ اس لڑکی سے میرا چکر تھا یہ مجھے میسج کیا کرتی تھی اور کال وغیرہ بھی میری تو جو بدنامی ہوئی سو ہوئی میری ماں کا سر بھی شرم سے جھک گیا۔

پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس لڑکی نے جس سے وہ بات کرتا تھا اسے ایسا دھوکہ دی کہ اسے چھوڑ کر چلی گئی اور کاشف جو اس لڑکی سے سچی محبت کرتا تھا اس کے پیار میں شرابی ہو گیا اور پھر میرے پاس میسج آیا کہ مجھے معاف کر دو میں تمہارا بہت بڑا گنہگار ہوں پر میں نے کوئی جواب نہ دیا آج بھی وہ اس لڑکی کے پیار میں گرفتار ہے اور اس کی پاگلوں سے بھی بدتر حالت ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا۔

اپنی ناکامی کا ایک یہ بھی سبب ہے فراز
چیز جو مانگتے ہیں سب سے جدا مانگتے ہیں
✪ .... نامعلوم

دعائیں ہم نے مانگی تھیں بہاریں غیر نے لوٹی
ہمیں ایک خار گزرا ہے تمہارا نوجواں ہونا
✪ .... نامعلوم

رکھتے ہیں جو اوروں کے لئے پیار کا جذبہ
وہ دل کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے
✪ .... نامعلوم

بہت نام سنا تھا بچپن میں وفا کا فراز
جب ہم جواں ہوئے تو روایت ہی بدل گئی
✪ .... نامعلوم

میرا کیا ہے میں خاک بھی ہو گیا تو ایسی
ہر بار میرے ضبط کی انتہا نہ کیا کر
ہر بار دور رہ کر سزا نہ دیا کر
ممکن نہیں ہر بار جا کے لوٹ آؤں
مہر بار خود سے مجھ کو جدا نہ کیا کر
✪ .... رئیس ارشد-شہر خان ب بیلہ

تم صبح اور شام کی طرح
تم خوشیوں کے پیغام کی طرح
تم کو کبھی ہم نے بھلایا ہی نہیں جان
تم یاد رہے ہو مجھے میرے نام کی طرح
✪ .... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

تم لمحوں کا حساب رکھتے ہو، زندگی کی حسین کتاب رکھتے ہو
فرصت ملے تو لکھنا کبھی ارشد، کیا مجھے تم دل سے یاد رکھتے ہو
✪ .... ثانیہ کنول-کراچی

نگاہوں سے کرتے اگر وہ اشارہ
مرے دل کو مل جاتا شاید سہارا
وہ ہم کو منانے بہت دور آئے
جنہیں ساتھ چلنا نہیں تھا گوارا
✪ .... رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

ایک تیرے حضور ملتا ہے، مے کدے سا سرور ملتا ہے
چاہتوں کا خمیر خالص ہو، ملنے والا ضرور ملتا ہے
✪ .... رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

ستاروں کی محفل سے چرایا ہے آپ کو
دل سے اپنا بنایا ہے آپ کو
اس دل کو ٹوٹنے مت دینا صدام
کیونکہ دل کے ہر کونے میں چھپایا ہے آپ کو
✪ .... رئیس صدام حسین-ستی خان بیلہ

میری ذات میں اس کا صرف اتنا حصہ رہا صدام
زندگی سے اس کو نکالا تو میرے پاس کچھ نہ رہا
✪ .... رئیس صدام حسین-ستی خان بیلہ

خود غرض محبت

---تحریر: محمد یونس ناز۔ کوٹلی اے کے۔ 0313.5250706

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں ایک طویل عرصہ بعد آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔ خود غرض محبت۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہو گا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

ایک طویل عرصہ کے بعد جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئے ہم کچھ بھولی بسری یادیں اپنوں کے دکھ اور وہ جو ہم میں نہیں ان کا دکھ مرنے والے تو مر ہی جاتے ہیں مگر جو زندہ ہیں ان کا دکھ بھی نا قابل برداشت ہی ہوتا ہے۔ اب تو ماڈرن دور ہے نفسا نفسی کا عالم ہے کسی کے پاس اتنا وقت ہی کہاں ہے کہ وہ کسی کے بارے میں جان سکے سوچ سکے محبت تو ایک قصہ بن کر رہ گئی ہے سب فریب ہی نظر آتا ہے ہر کوئی مطلب کی خاطر جیتا ہے اور جب کام نکل جائے تو پھر پہنچانا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

۸۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے کے بعد لکھنے کا سلسلہ ہی بند ہو گیا ہے دوستوں سے رابطے منقطع ہو گئے اور بہت سے لوگ ہم سے روٹھ گئے اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی کبھی خبر ہی نہ لی یہ جولائی ۲۰۰۰ کا واقعہ ہے کہ رات گیارہ بجے ایک محترمہ کی کال آئی نام غلط بات کرنے کا مقصد بھی واضح نہ تھا البتہ اتنا یاد رہا کہ کوئی مجبور ہے اس کی مدد کی جائے جو کہ اخلاقی فرض تھا مگر جس کام کی بنیاد غلط ہو اس کا انجام کہاں ٹھیک ہو سکتا ہے۔

نوشین کسی گاؤں کی رہنے والی تھی کالج میں پڑھتی تھی وہ بہت ہی مجبور اور بے بس لڑکی تھی اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا اور اپنی اس غربت کی وجہ سے وہ بہت تنگ تھی وہ چاہتی کہ اس کے پاس بھی وہی کچھ ہو جو ہر مالدار انسان کے پاس ہوتا ہے اس کی سوچ ہمیشہ ہی اونچی تھی اور اس سوچ کو پورا کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔

اس کو ایک ایسے شخص کی تلاش تھی جو اس کی راہنمائی کر سکے اس کے دکھ درد کو سمجھ سکے اور اس کی ہر ممکن مدد کر سکے زمانے نے اس کو اس قدر دکھ دیئے کہ اس کا کسی پر اعتماد ہی نہ تھا۔



دو چار دنوں میں ہی اس نے اپنی زندگی کی کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دی اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ نوشین کی ہر ممکن مدد کروں گا اور اس کو ایسے مقام پر پہنچادوں گا کہ وہ یہ بھول جائے گی کہ کبھی اسکی زندگی میں کوئی دکھ نام کی چیز بھی تھی۔

جس قدر وہ سادہ نظر آرہی تھی عمر کم ضرور تھی مگر اس قدر ذہین لڑکی شاید ہی کوئی دیکھی ہو۔ میں نے ہمیشہ اس کو کہا

نوشین جذباتی فیصلے دیرپا نہیں ہوتے والدین کی عزت کا خیال رکھنا اولاد کا اولین فرض ہے۔

لیکن شاید اس کو میری ایسی باتوں کی ایسی نصیحتوں کی ضرورت نہ تھی وہ تو وہ کچھ کرنا چاہتی تھی جو وہ سوچتی آرہی تھی وہ کرنا چاہتی تھی جو اس کو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس نے مجھے محبت کے جال میں پھنسانے کی ہر ممکن کوشش کی اور میں جان بوجھ کر اس کے جال میں پھنستا رہا اور اس کو آزماتا رہا نہ تو میں اس کی منزل تھا اور نہ ہی وہ میری منزل تھی دونوں ہی خود فریبی کا شکار تھے وہ مجھے بیوقوف بنارہی تھی اس کا مقصد کیا تھا یہ تو میں آج تک نہ سمجھ سکا۔

میں اس کو حوصلہ دیتا رہا اور کہتا۔

زندگی میں اگر کچھ بننا ہے تو پہلے اپنی منزل کا تعین کرنا ہے اور زندگی صرف ایک ہی بار ملتی ہے اس کو فضول کاموں میں ضائع کرنا نہیں چاہیے۔

لیکن نوشین پر ہمیشہ سے محبت کا بھوت سوار رہتا تھا وہ ایک ہی وقت میں کئی لڑکوں سے محبت کا ڈرامہ رچارہی تھی اس کی ایک ہی ضد تھی کہ میں گھر والوں سے بدلہ لوں گی کیا بدلہ اس بات کی سمجھ آج تک مجھے نہیں آئی۔

والدین کا قصور کیا ہے کیا والدین کا یہی قصور ہے کہ وہ غربت میں بھی اپنی اولاد کی خوشیوں کا خیال رکھتے ہیں کیا انسان اپنی مرضی سے غریب ہوتا ہے انسان وہی کچھ کرسکتا ہے جو کہ اس کے وسائل اجازت دیتے ہیں نوشین کے والدین غریب ضرور تھے مگر انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ نوشین اپنی تعلیم مکمل کرے اور خود اپنی منزل کا تعین کرے مگر نوشین راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھتی تھی یہ جانتے ہوئے کہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتے اور محبت کے معاملہ میں اس کا نظریہ بھی الگ ہی تھا جس سے بھی بات ہو اس کے گن گانے شروع کردیتی تھی شادی میں معاملہ میں بھی اس کو جلدی بہت تھی مجھے ہمیشہ کہتی تھی۔

ناصر میری خواہش ہے کہ میری شادی تم سے ہو اور اس کی اس خواہش پر میں مسکرادیا تھا اور میں نے اس کو کہہ دیا تھا۔

نوشین میں نے اس وقت شادی کی تھی جب تم شاید اس دینا میں بھی نہیں آئی ہوگی میں صرف تمہارا استاد ہوسکتا ہوں مگر محبوب نہیں۔

مگر میں نے اس کی کبھی بھی حوصلہ شکنی نہیں کی اس کو زمانے کے نشیب وفراز سے آگاہ کرتا رہا ہوں ا سکا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس نے اپنی تعلیم مکمل کرلی اور ایسی پوزیشن میں ہوگئی تھی کہ والدین کا سہارا بن سکے مگر نوشین کی ضد کہ وہ اپنے والدین سے انتقام لے گی اور ایک دن وہ ایسا کر گزرے گی میں اس کو سمجھانے کی کوشش کرتا تو وہ میری بات ہنس دیتی اس کی ہنسی میں ایک طنز ہوتا تھا جیسے اس کو میری بات بری لگی ہو لیکن میں چپ نہ رہتا میں زمانہ کو جانتا تھا زمانے کو دیکھا ہوا تھا میں جانتا تھا کہ زمانہ اس کو برباد کردے گا اس کی زندگی کو تباہ کردے گا اور میں اس کو ایک بہت بڑی بربادی سے بچانا چاہتا تھا لیکن شاید وہ خود ہی برباد ہونا چاہتی تھی خود ہی اپنی زندگی کو بدنام کرنا چاہتی تھی والدین کی عزت کو نیلام کرنا چاہتی تھی نجانے وہ کیا کیا سوچتی تھی اس پر دولت کا بھوت کیوں اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا وہ کیوں نہیں سوچتی کہ اس کے اس کے اس اقدام پر

اس کے شریف والدین پر کیا بیتے گی وہ کیسے زمانے
کی نظروں اور باتوں سے بچ کر زندہ رہ سکیں گے۔ وہ
اس بارے میں کچھ بھی نہیں سوچتی تھی اور شاید وہ ایسا
سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس کے لیے اس نے مختلف لڑکوں سے رابطے
بھی کیئے اس کی ضد کے وہ شادی کرے گی۔ ہر لڑکے
کو وہ شادی کی آفر کرتی مگر مسلسل ناکام رہی میری
طرف سے تو اس کو کوئی جواب تسلی بخش نہ ملتا تھا البتہ
میرا اس سے مسلسل رابطہ رہا۔

میں نے اس کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی اور جب
بھی مایوس ہوتی اس کو حوصلہ دیتا رہا کہ اس کے ذہن
سے شادی کا بھوت اتر جائے مگر نوشین ارادے کی پکی
تھی وہ جو کہتی وہ کر دکھاتی آخر وہ کون سی اس کی
مجبوری تھی کہ وہ جلد از جلد اس کے گھر کو چھوڑنا چاہتی
بھی بعض اوقات اس کی حرکات بھی عجیب قسم کی ہوتی
تھی کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔

اس طرح وقت تیزی سے گزرتا گیا اور اس کے
بارہ میں بھی کچھ نہ کچھ خبر ملتی رہی نوشین نہایت ہی
بیوقوف ثابت ہوئی اس کے بڑے بھائی کی شادی
ہوئی اور اس دوران بھابھی کی رشتہ دار کے ساتھ اس
کی دوستی ہوئی اس بارے میں نوشین نے مجھے بتایا مگر
میں نے اسے منع کر دیا کہ ایسے لوگوں سے دور رہا کرو
کہیں تم بھی اس کی وجہ سے بدنام نہ ہو جاؤ۔

پھر یوں ہوا کہ نوشین کی نئی نویلی دوست صبا نے
آ کر اپنا رنگ دکھایا۔ اور ایسا جادو کیا کہ نوشین کی سوچ
تک بدل ڈالی اور اس کو بہت کچھ سیکھا دیا صبا میٹرک
کی سٹوڈنٹ تھی مگر اس کی حرکات کو دیکھ کر لگتا تھا کہ
اس نے کسی یونیورسٹی سے ڈگری لی ہوئی ہے نوشین پر
میری باتوں کا اب کوئی اثر نہ ہوتا تھا بلکہ اس نے اپنی
الگ دنیا بسالی تھی وہ آزاد طبیعت ہو چکی تھی گھر والوں
کو وہ کب گھاس ڈالتی تھی کبھی کہتی۔

میں نے کزن سے شادی کر لی ہے کبھی کہتی کہ
میں نے جس لڑکے سے شادی کی ہے وہ برطانیہ
میں ہوتا ہے۔

پھر یوں ہوا کہ میرا اس کا رابطہ منقطع ہو گیا
کیونکہ فون پر رابطہ ایسا ہوتا ہے کہ سم بند تو تمام رابطہ
منقطع البتہ مجھے اس کی کوئی خبر نہ تھی اس کشمکش
میں زندگی کے چھ سال بیت گئے نوشین نے دوستوں
کی تعداد بڑھتی گئی اور میری باتوں کا اس پر کوئی اثر نہ
ہوا مجھے یہ خوشی ضرور ہوئی کہ اس نے اپنی تعلیم مکمل
کر لی سوچا تھا کہ وہ گھر والوں کی عزت کرے گی
کیونکہ والدین اپنی اولاد کے مستقبل کا فیصلہ جو بھی
کریں وہ اولاد کے لیے بہتر ہوتا ہے ہ بات نئی نسل
کے نوجوانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے وہ تو سوچتے ہیں
کہ والدین ہی ہماری خوشیوں کے قاتل ہیں اور جب
یہ بات ان کی سمجھ میں آتی ہے کہ جوانی میں کیئے گئے
فیصلے غلط ہوتے ہیں تو اس وقت پانی سے سر سے
گزر چکا ہوتا ہے محبت کیا ہے اس کا انجام کا ہے
انسان اپنے ضمیر سے پوچھے کون کسی سے کتنی محبت
کرتا ہے اور کون کسی کے ساتھ مخلص ہے اور جب
آدمی یہ سمجھ لے کہ جس کام کی بنیاد ہی جھوٹی ہو اس کا
انجام کیا ہوگا کوئی آدمی اس بات کے بارے میں
بتا نہیں سکتا کہ دوسرا اس کے ساتھ کس حد تک مخلص
ہے نوشین بھی خوابوں کی دنیا میں رہنے والی تھی وہ وقت
اور حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اس کی ضد تھی کہ وہ
شادی خاندان میں سے باہر کرے گی کیونکہ اس سوال
کا جواب مجھے بھی نہ مل سکا اس دوران جواد حماد جمیل
اسد اور کامران سے اس کا مسلسل رابطہ رہا اس کی ہر
ایک کو شادی کی پیش کش ہوتی رہی آخر کوئی تو مان ہی
جائیگا۔

ایک طویل انتظار کے بعد اس نے اپنے گھر
سے بھاگنے کا فیصلہ کر لیا یہ سوچنا مشکل تھا کہ اس نے
سب کو فون کیا کہ فلاں جگہ میرا انتظار کرنا باقی تو کوئی
وقت پر نہ آ سکا کامران آ گیا حالانکہ وہ نوشین کو پسند نہ

تھا مگر اب مجبوری تھی کہ وہ گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی تھی اور گھر واپس جانا اس کے لیے مشکل تھا اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر کورٹ میرج کر لی اور گھر والوں کو بتا دیا کہ میں نے شادی کر لی ہے ان کے وہم گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ نوشین اتنا بڑا فیصلہ کرے گی ہونی کو کون ٹال سکتا ہے گھر والوں نے اب کیا کرنا تھا انہوں نے استدعا کی۔

بس یہ کرنا ہماری عزت کا خیال رکھنا ہم تمہاری رخصتی اپنے گھر سے کریں گے تا کہ برادری میں ہماری عزت قائم رہے۔ بہر حال نوشین اپنے ماں باپ کے گھر آئی نکاح کے کچھ عرصہ بعد اس نے مجھے اطلاع دے دی کہ میں نے اپنی ضد کو پورا کر لیا ہے مجھے دکھ ہوا کہ جس لڑکی کو چھ سال سے میں نے اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ والدین کی عزت کرنا اور وہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے جو اپنی وقتی خوشی کے لیے والدین کی امیدوں پر پانی پھیر لیتے ہیں گھر والوں نے تیاری کر کے اس کی رخصتی کر دی۔

ان دنوں میں برطانیہ میں تھا اور میں اس کی شادی میں شرکت بھی نہ کر سکا تھا شادی کیا تھا بس مجبوریوں کے آنسوؤں کیساتھ نوشین کو رخصت کیا گیا ہے۔

یہ سال ۲۰۱۲ کا واقعہ ہے اب دو سال کا عرصہ گزر گیا ماں باپ کے گھر اور سسرال کے گھر میں کوئی خاص فرق نہیں ہے بس ضد پوری کر لی۔ کبھی کبھار نوشین رابطہ کر لیتی ہے اپنی زندگی سے نہ تو وہ پہلے مطمئن تھی اور نہ اب مطمئن ہے آخر اس نے ایسا قدم کیوں اٹھایا وہ کون سی مجبوری تھی کہ اس نے اپنے غریب ماں باپ کے ارمانوں کا خون کیا صرف اپنی انا کی خاطر وہ کچھ کیا جس کا کبھی ذہن میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے شاید وہ جس خوشی کے لیے اپنے ماں باپ کے گھر سے آزاد ہونا چاہتی تھی وہ خوشی شاید ہی اسے کہیں سے مل سکے۔

ایک بار سر راہ اس کو دیکھ لیا وہ بدل چکی تھی کمزور ہو چکی تھی اک سہمی ہوئی عورت کی طرح نظر آئی جو کہ نجانے کن خیالوں میں گم تھی میں کافی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا مگر وہ بت بنی کھڑی تھی ہزاروں سوال اس کے ذہن میں آئے ہوں گے مگر شاید وہ کس منہ سے ان سوالوں کا جواب تلاش کرتی اس نے چھوٹی سی عمر میں خود کو مریض بنا کر رکھ دیا تھا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے دکھ ہوا کہ میں نے اس کو کس قدر سمجھایا اس کی ہر ممکن حوصلہ افزائی بھی کی مگر سب بے سود ثابت ہوا اس کی ضد کے آگے سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا۔

نوشین کیا تم نے سوچا کہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے تمہارے والدین کے دل پر کیا گزری ہو گی وہ اس معاشرے میں کیسے زندہ رہیں گے انکی پرورش میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو تم نے یہ قدم اٹھایا ہے کبھی تنہائی میں ضرور سوچنا کہ اگر تمہاری جگہ تمہاری بیٹی ہوتی اور وہ یہ قدم اٹھاتی تو تمہارے دل پر کیا گزرتی تم نے مجھے کیا کیا یقین دلایا تھا کہ تم ثابت قدم رہو گی تمہاری محبت کیا تھی تمہارے نظریات کیا تھے تم کیا سے کیا بن گئی ہو وقت اور حالات نے تمہیں اس قدر خود غرض بنا لیا ہے کہ تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی انسانوں کے اس معاشرے میں تم کیسے رہ پاؤ گی اور سسرال والے تو تمہیں کسی بھی وقت ذلیل کر سکتے ہیں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی پر بہت کم لوگ اعتماد کرتے ہیں یہ بھی ممکن جس کے لیے تم گھر والوں کو چھوڑ آؤ وہ کسی اور کے لیے تمہیں چھوڑ دیں اس وقت تمہارا کیا ہو گا کبھی سوچنا اس کہانی کا انجام کیا ہو گا کاغذی پھولوں میں مہک نہیں ہوتی ہے کاغذ کا ٹکڑا خوشبو نہیں دے سکتا ہے اس طرح خود غرض محبت کا انجام بھی بھیانک ہوتا ہے۔

نوشین دعا کرنا کہ تمہاری کوئی بیٹی نہ ہو ورنہ وہ بھی تمہارے ہی نقش قدم پر چلے گی اور پھر تم کو احساس ہو گا کہ والدین کس قدم مجبور اور بے بس ہوتے ہیں

وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں سوائے رسوائی کے۔

دوستی اپنی جگہ پر تھکن سے رستہ نہ دو
ایک کو جانے دیا تو دوسرا بھی جائے گا

زندگی کے اس سفر میں محتاط رہنا سیکھو اور کبھی بھی کوئی غلطی نہ کرنا ورنہ بکھر جاؤ گی ٹوٹ جاؤ گی اور تمہارا کوئی بھی ساتھ نہ دے گا کیونکہ تم نے ایسے راستے کا انتخاب کیا ہے جہاں تم کو تنہا ہی جینا ہے اور کوئی بھی تمہارا ہمدرد نہ ہوگا۔

ہاں اتنا یاد رکھنا کہ کبھی بھول کر بھی کسی پر اندھا اعتماد نہ کرنا جو ہوا سو ہوا اس کو تقدیر کا لکھا ہوا سمجھ کر خود کو ایڈجسٹ کر لینا اور ماضی کو بھول کر نئی زندگی کا آغاز کرو جس میں تمہارا ایک نیا روپ ہو جہاں ماضی کی کوئی بھی کسک تمہارے اندر کے انسان کو بزدل نہ بنادے۔

ہاں نوشین تم یاد رکھنا جب تم کسی منزل پر پہنچ جاؤ تو سوچنا کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے وقت اور حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے غم و خوشی زندگی کا ایک روپ ہے اندھیرے کے بعد اجالا ضرور ہوتا ہے وہی انسان کامیاب ہوتے ہیں جو ہمیشہ ثابت قدم رہتے ہیں۔

ایک شعر آپ کے لیے۔
ہم ہیں طالب شہرت ہمیں ننگ سے کیا مطلب
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

مرنے کو تیرا انتظار قیامت تک کروں
مگر سوال زندگی مختصر کا ہے
✪ .... انیلا شہزادی

تیری چاہت کی عبادت میں پتھر ہو گیا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا بے جان سمجھ بیٹھے
✪ .... رئیس عثمان۔ آزاد کشمیر

وہ صبح صبح نہ ہو وہ شام شام نہ ہو
جس پل میری زبان پہ تیرا نام نہ ہو
✪ .... رئیس عثمان۔ آزاد کشمیر

روگ محبت ہے یا کہ بدنصیبی اپنی
سکون کبھی ایک پل کو بھی ملا ہی نہیں
✪ .... رئیس عثمان۔ آزاد کشمیر

اس کو زندہ جاوید سمجھ
جس کو محبت خاک میں ملا دے
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

بعد مرنے کے میری قبر پہ آیا وہ میر
یاد آئی میرے مسیحا کو دوا میرے بعد
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

ایسی تاریکیاں آنکھوں میں بسی ہیں فراز
رات تو رات ہے ہم دن کو جلاتے ہیں چراغ
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

نہ چھیڑ سلیمان اس ظالم دنیا کو
اس کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

شاید صبا کے ہاتھ میں خنجر ہے ان دنوں
ہر پھول اپنے خون میں ڈوبا دکھائی دے
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

اچھا تمہارے شہر کا دستور ہو گیا
جس کو بھی دوست بنایا وہ دور ہو گیا
دادی سے کہنا اس کی کہانی سنائے
جو بادشاہ عشق میں مزدور ہو گیا
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

نکلے تھے ہم اس تقدیر سے کہ تمہیں کریں گے
تلاش پر تقدیر نے تو عمر بھر کا مسافر بنا دیا
✪ .... عدنان خان۔ ڈی آئی خان

اپنے ہی ہوتے ہیں جو دل پہ وار کرتے ہیں
ورنہ غیروں کو کیا معلوم دل کی جگہ کون سی ہے
✪ .... نامعلوم

زندگی کی خطاؤں کو معاف کرنا صنم
شاید تیری زندگی میں اب نہ آئیں ہم
✪ .... نامعلوم

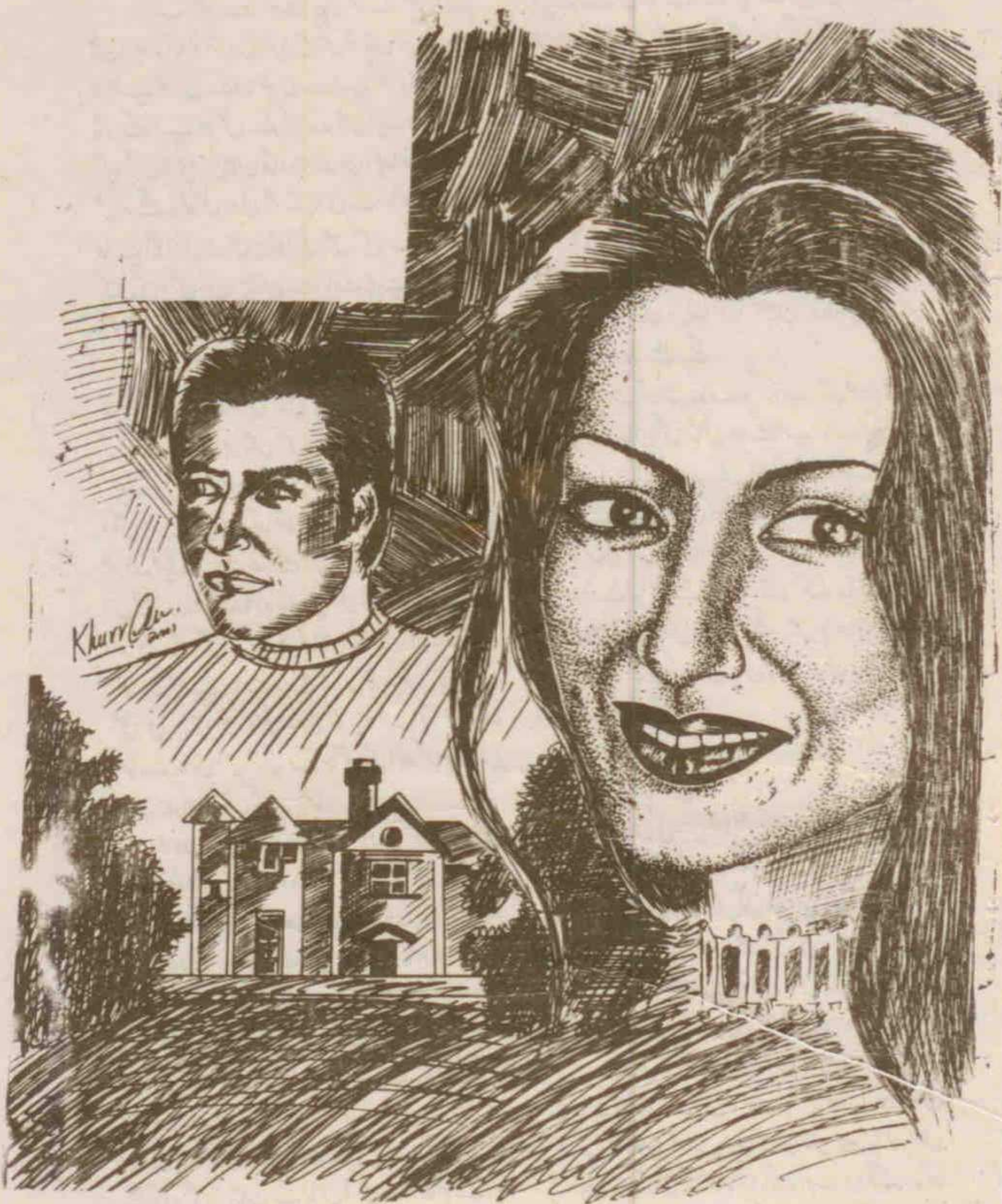
آخر کیوں

---تحریر: ماجدہ رشید۔ لاہور۔

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں پہلی بار آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔ آخر کیوں۔ کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گی کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتی رہوں میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا اسلام۔

آنکھوں راز غم دل میں چھپا کر
ہم جی رہے ہیں مسکرا کے
آنکھوں میں آنسوؤں کو چھپا کر
ہم حال دل بتا دیتے ہیں مسکرا کے

ہر ایک بات میں سوال ہے میری آنکھوں میری میں جھانک کر دیکھنے کی اب میرے دوست ہمت نہیں کرتے ان پتھریلی آنکھوں میں بس ویرانی ہے جو آنکھیں کبھی خوشی سے چمکا کرتی تھیں اب کوئی نہیں ہے میں اپنے ہی غموں میں ڈوبتا چلا جا رہا ہوں لیکن پھر سب کے سامنے ہنستا مسکراتا ہوں کبھی تو سب کہتے ہیں شیری قسمت ہو تو تمہاری قسمت جیسی اور ان کی اسی بات سے میرا دل ٹوٹ کے ہزار ٹکڑے ہو جاتا ہے کہ کیسے ان کو بتاؤں کہ کتنا ٹوٹا ہوں میں کبھی تو میں سب سے تو کیا خود سے بھی روٹھا ہوا ہوں کہ کیوں میں اپنا گھر چھوڑ کر اتنی دور لاہور آیا اب تو بس یار دل میں یہ بات آ چکی ہے کہ کاش میں کبھی لاہور آیا ہی نہ ہوتا نہ یہاں آتا نہ یہ سب ہوتا یا پھر یہ سب قسمت کا کھیل ہے جب بھی میں یہ سب سوچنے بیٹھتا تو خود سے مزید الجھتا جاتا اور پھر تنگ آ کر سگریٹ پر سگریٹ سلگاتا اکثر اس کی یاد مجھے اسی طرح بے چین کرتی ہیں میں کیا کوں میں خود نہیں سمجھ پا رہا آخر میں کیا کروں اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی اگر میں خود کو نہیں سنبھال پایا تو پھر کب سنبھال پاؤں گا۔
تین سال پہلے جب میں لاہور آیا تھا اپنی پڑھائی کے سلسلے میں مجھے پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا اور میرے گھر والوں نے مجھے پڑھنے کے لیے لاہور بھیج دیا میں نے بی اے کرنے کا فیصلہ کیا۔
میں اپنا نام بتاتا چلوں میرا نام شہریار ہے میری دو بہنیں اور تین بھائی ہیں۔


Khurr Ali

سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں جب میں لاہور آیا تو شروع شروع میں تو میں بہت اداس ہوا اپنے گاؤں کے دوستوں سے اپنے گھر والوں سے پھر مجھے اپنے ہوسٹل کے کمرے میں ایک دوست مل گیا جس کا نام ذیشان تھا وہ بہت ہی اچھا تھا اس سے مل کر مجھے کچھ تسلی ہوئی پھر میں اسی کے ساتھ یونیورسٹی جانے لگا ابھی میری یونیورسٹی میں کسی سے بھی دوستی نہیں تھی ابھی بس ذیشان سے بات چیت ہو جاتی تھی ابھی بس ذیشان سے بات چیت ہو جاتی تھی۔

ایک دن جب میں کنٹین میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو میری ساتھ والی کرسی پر میری میز پر آ کر ایک لڑکی بیٹھ گئی بظاہر میں اس کی صورت تو نہ دیکھ سکا کیونکہ اس نے خود کو پوری طرح بڑی سی چادر میں اچھی طرح لپیٹ رکھا تھا اور اس کا رخ بھی میری طرف ٹھیک سے نہ تھا مجھے بھی کوئی خاص تجسس نہ ہوا اس کو غور سے دیکھنے کا وہ کچھ دیر بیٹھی اور پھر چائے پی کر اٹھ گئی مجھے بھی کنٹین کا کھانا پسند نہیں آ رہا تھا میں کھانے کو اپنے سامنے رکھے گاؤں کا سرسوں کا ساگ مکئی کی دیسی گھی والی روٹی کو یاد کر رہا تھا اور کھانا کھائے بنا ہی اس لڑکی کے ساتھ ہی اٹھ گیا پتہ نہیں کیوں میرا دل نہیں لگ رہا تھا۔

لاہور میں یہاں ہر طرف شور ہی شور تھا گاؤں میں وہ چاندنی راتیں وہ دریا کنارے کھجوروں کے درخت پہاڑ کیا ہی نظارہ ہے میرے گاؤں کا لیکن پھر بھی مجھے اپنی پڑھائی کے لیے یہاں رہنا ہوگا ایسے ہی پھر میں اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔

ایک دن پھر مجھے وہ لڑکی ملی بالکل ویسے ہی چادر میں لپٹی شاید وہ کافی دن بعد یونیورسٹی آئی تھی یا پھر مجھ سے ہی سامنا نہیں ہوا آج جب میں اور ذیشان یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو وہ بھی ذیشان کے پاس آ گئی دعا سلام کے بعد دونوں باتیں کرنے لگے شاید وہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے ہی جانتے تھے اچانک ذیشان کو میرے پاس ہونے کا احساس ہوا تو پھر میرا بھی تعارف کروایا گیا۔

شہریار یہ میری بہت ہی اچھی دوست شمائل ہے اور شمائل یہ شہریار ہے ابھی پندرہ دن پہلے پڑھائی کے سلسلے میں لاہور آیا ہے۔

اس نے ایک نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اس کی موٹی موٹی آنکھیں دیکھ کر تو میں دنگ ہی رہ گیا اس نے ایک نظر مجھے دیکھا اور آنکھیں جھکا لیں اور پھر ایسے ہی ہم روز ملنے لگے۔

آہستہ آہستہ ہمارے گروپ میں فروا فائزہ وقاص اور فرحان بھی شامل ہو گئے اب سات لوگوں پر مشتمل ہمارا ایک گروپ بن چکا تھا ہم ہر ایک کو دکھ کو بھی بانٹتے تھے اور خوشی کو بھی دوگنا کرتے تھے چونکہ میں پڑھائی میں تھکی تھا اسی لیے سب مجھ سے پڑھائی میں مدد لے لیا کرتے تھے مجھ میں ایک بری بات تھی میں پڑھتا تو بہت ہی اچھا تھا لیکن میں پڑھائی کو بہت ایزی لیتا تھا شمائل کو میری یہ ہی بات بہت بری لگتی تھی وہ اکثر کہا کرتی تھی۔

اگر میں اتنی ذہن ہوتی تو میں دن رات محنت کر کے ٹاپ کیا کرتی۔

میں اس کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے اب پڑھنے لگا تھا مجھے وہ اچھی لگنے لگی تھی لیکن اس کا پہننا اوڑھنا مجھے اچھا نہیں لگتا تھا دادی اماں کی طرح ہر وقت بڑی سی چادر اوڑھے رکھتی تھی۔

ایک دن میں نے باتوں باتوں میں اس کا مذاق اڑایا۔ تو وہ بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئی میں نے اس سے معافی مانگی اور اسے منایا لیکن وہ نہ مانی پھر میں نے فائزہ سے اس کا فون نمبر لیا اور رات کو فون کرنے کا سوچا پھر میں اپنی کلاس میں چلا گیا میرا دل پڑھائی میں نہیں لگ رہا تھا مجھے بہت برا لگ رہا تھا میں نے اسے رولا دیا تھا۔ مجھے بہت بے چینی ہونے

لگی تھی کہ میں نے ایسا کیوں کیا لیکن میں غلط بھی نہیں تھا وہ آتی تو یونیورسٹی تھی لیکن اس کا حلیہ بڑی بی جیسا ہوتا تھا لیکن وہ بھی تو غلط نہیں تھی وہ ہے ہی اتنی معصوم میں خود سے الجھتا جا رہا تھا ان ہی سوچوں میں گم رات میں نے رات کے بارہ بجے بنا یہ سوچے کہ وہ سو رہی ہو گی یا جاگ رہی ہوں گی فون کر دیا ان نون نمبر ہونے سبب وہ میری کال کئی بار ڈراپ کر چکی تھی پھر جب میں نے ایس ایم ایس پر بتایا۔

میں شہریار ہوں۔

گیارہویں بار اس نے کال اٹینڈ کر لی۔

ہیلو شمائل۔

دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

پلیز شمائل سوری پلیز مجھ سے بات کرو۔

دوسری طرف اس نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا تھا۔

پلیز شمائل سوری۔

بہت منت سماجت کے بعد وہ چپ ہوئی اس کے بعد ہم میں گہری دوستی ہو گئی ہم ہر روز گھنٹوں فون کالز پر باتیں کرتے اور آہستہ آہستہ میں نے اسے اپنی پسند سے آگاہ کیا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ صرف دوستی کی خاطر خود کو میری پسند کے مطابق ڈھال رہی تھی اب وہ بڑی سے چادر کی بجائے چھوٹے سے دوپٹے میں ہوتی اور میرے کہنے کے مطابق اب وہ گہرے رنگ کے کپڑے پہننے لگی تھی مجھے تو اس سے بے حد پیار ہو گیا تھا لیکن کبھی کہہ نہیں پایا اس کا میں نہیں جانتا تھا کہ دوستی کی خاطر یہ سب کر رہی تھی کہ پیار کی خاطر۔

ایک دن میں نے اپنے دل کی بات اسے کہنے کی ٹھان لی جب اس کی رات دس بجے کال آئی تو میں ابھی کھانا کھانے لگا تھا ابھی کھانے کا پہلا نوالہ میرے ہاتھ میں تھا کہ فون کی بیل بج اٹھی اس کا نام دیکھتے ہی میں نے نوالہ وہیں چھوڑا اور فون لے کر ٹیرس پر چلا گیا اس سے پہلے وہ کچھ بولتی میں نے۔

آئی لو یو۔۔ بول دیا کچھ دیر وہ خاموش رہی پھر فون بند کر دیا میں نے اسے کئی بار فون بھی کیا اور میسج بھی کیے لیکن اس کا نمبر بند تھا۔

دو دن نہ مجھے کھانے کا ہوش تھا نہ یونیورسٹی شاید وہ بھی غیر حاضر تھی یونیورسٹی سے پھر تیسرے دن میں نے ہمت کی اور یونیورسٹی چلا گیا وہاں جا کر پتہ چلا کہ وہ بھی دو دن سے غیر حاضر ہے فروا سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ اپنے کسی رشتے دار کے ہاں شادی پر گئی ہوئی ہے مجھے بہت غصہ آیا یہاں میں پریشانی میں مر رہا تھا اور وہ ادھر آرام و سکون سے انجوائے کر رہی تھی۔

اگلے دن جب وہ یونیورسٹی آئی تو میں نے سب دوستوں کی موجودگی میں اس بات کا اعلان کر دیا کہ میں واپس گاؤں جا رہا ہوں میرے اس فیصلہ پر سب ہی حیران تھے میں یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا میرا اس کے سامنے رکنا بہت مشکل ہو رہا تھا میں کلاس میں چلا گیا جب واپس باہر آیا سب دوست شمائل کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے جونہی میں ان کے قریب آیا سب مجھے باتیں سنانے لگے میں سنتا بھی تو کیس کی پھر میں شمائل کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے لیکن اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا میں تڑپ گیا اور کہا۔

دیکھو شمائل جو یہاں آیا ہے اسے جانا تو ہوتا ہے اور ویسے بھی تمہیں میرے جانے سے کیا فرق پڑے گا وہ جیسے پھٹ ہی پڑی۔

فرق پڑتا ہے مسٹر شہریار تم لڑکوں کو لگتا ہے کہ ایک لڑکی جب تک اپنے پیار کا اظہار نہ کرے وہ پیار پیار نہیں کہلاتا شہریار یہ تمہاری غلط سوچ ہے۔

وہ بولے جا رہی تھی اور میں اس کی طرف حیرانگی سے دیکھے جا رہا تھا کیا وہ جو بول رہی ہے کیا وہ سچ ہے اس کی سرخ ہوتی آنکھیں مجھے تکلیف دے رہی تھیں شیری تم مجھ جیسی شمائل کی زندگی میں نہ آئے

جس نے اپنی ہر پسند کو بھول کر تمہارے رنگ میں رنگ یہاں تک کہ میرا پہننا اوڑھنا بھی تمہاری پسند کے مطابق کرنے لگی کبھی سوچا ہے کیوں۔

روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی میں مزید اور نہیں سن سکتا تھا اور میں نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اسے چپ کروایا۔

بس شمائل اتنا ہی کافی ہے میں واپس نہیں جا رہا یہاں ہی رہوں گا تمہارے پاس۔

بہت مشکل سے میں نے شمائل کو چپ کروایا پھر سبھی دوست میرے پیچھے پڑ گئے کہ اب شمائل کو منانے کے لیے تمہیں گانا گانا ہوگ اوکے یہ گانا صرف میری شمائل کے لیے ہے۔

ہمیں پیار ہوا ہے تم سے
تمہیں پیار ہوا ہے ہم سے
میرے دل کی تیز ہے دھڑکن
اور ہوش بھی ہیں کچھ گم سے
اے میت میرے
اس من کے دیوانے ہوئے
تیرے بن کے۔

یہ گانا سن کر شمائل کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اس کو مسکراتا ہوا دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے دن گزرتے چلے گئے اور ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ ہمارا پیار اور بھی گہرا ہوتا گیا شمائل مجھ سے اتنا پیار کرنے لگی کہ بعض اوقات وہ بے اختیار ہو کر میرے پاؤں بھی چوم لیا کرتی تھی ہم دونوں یونیورسٹی کی چھت پر پیپل کے درخت کو گھنٹوں دیکھتے رہتے جب بھی ہم ایک ساتھ ہوتے وہ میرا ہاتھ تھامے رکھتی۔

اب ہم اپنے رشتے کو آگے بڑھانا چاہتے تھے اور اس کام کے لیے مجھے گاؤں جانا تھا میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ شمائل کو ایک لمحے کے لیے بھی خود سے جدا کروں مجھے ڈر بھی بہت لگ رہا تھا کہ یہ بات اپنے گھر والوں کو کیسے بتاؤں انہی سوچوں میں سفر کرتا میں گھر جا پہنچا میری ماں مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش تھیں میں سب سے مل کر کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا اور پھر اپنے روم میں چلا گیا اور سو گیا ساری رات کے سفر کی تھکان تھی میں بستر پر لیٹتے ہی گہری نیند سو گیا اور پھر شام پانچ بجے میری آنکھ کھلی میں روم میں سے باہر نکلا تو ماں کو صحن میں درخت کے سائے تلے بیٹھے دیکھا میں بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا میری چھوٹی بہن نے مجھے کھانا دیا میرا کھانا کھانے کو بالکل بھی دل نہ چاہ رہا تھا پھر بھی میں نے تھوڑا سا کھالیا ماں نے پیار سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولی۔

بیٹا کیا ہوا ٹھیک تو ہوناں ٹھیک سے کھانا کیوں نہیں کھایا۔

میری آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے آنسو آ گئے ۔میری ماں میرے آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھی اور میرا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولیں،

بیٹا جو بھی تمہارے دل میں ہے بتاؤ مجھے تمہارے لیے اپنی جان بھی وار دینے کو تیار ہوں۔

ماں کی یہ باتیں سن کر مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور میں نے سب کچھ ماں کو بتا دیا سب کچھ سن کر میری ماں کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں میری ماں کو ایک چپ سی لگ گئی۔ میں نے اپنی ماں کے آگے ہاتھ جوڑے۔

پلیز ماں مجھے شمائل کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے اس کے بعد میں کبھی آپ سے کچھ نہیں مانگوں گا ماں میں خود نہیں چاہتا تھا کہ مجھ سے ایسا کچھ ہو لیکن میں تو خود نہیں جان پایا کہ کب اور کیسے وہ لڑکی مجھے میری جان سے بھی پیاری ہو گئی پلیز ماں آپ بابا کو منالیں ورنہ میری زندگی تباہ ہو جائے گی میں مر ہی جاؤں گا

میں نہیں جانتا تھا میری یہ تمام باتیں میرے بابا کھڑے سن رہے تھے میں تو تب جان پایا جب بابا نے کہا۔

شہریار بھول جاؤ اسے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا
میں بابا کے قدموں میں جا گرا لیکن بابا کے دل پر میرے آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھک ہار کر میں نے وجہ پوچھی کہ آخر وہ شمائل کو کیوں اپنے گھر کی بہو نہیں بنا سکتے تو ان کے ان چند الفاظ نے میری روح تک کو چھل دیا۔

وہ غیر ذات ہے اور ہم اور ذات کے ہیں کبھی بھی ہمارے خاندان میں غیر ذات کی لڑکی نہیں بس سکتی میں نے بابا کو بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ ذات پات میں کچھ بھی نہیں پڑا وہ بھی مسلمان ہیں اور ہم بھی مسلمان ہیں لیکن میری کوئی بھی دلیل کام نہ آئی لیکن میں بھی اتنی جلدی ہار ماننے والا نہ تھا آخر کار میری ساری زندگی کا سوال تھا۔

میں واپس آ گیا اور شمائل کو سب کچھ بتایا اور اسے کورٹ میرج کرنے کو کہا لیکن وہ اس طرح شادی کرنے کے لیے راضی نہ ہوئی میں ہر طرف سے بے بس اور لاچار ہوتا گیا مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میرے ساتھ آخر ہو کیا رہا تھا۔

شمائل کے گھر والے میرے گھر والوں کی رضامندی سے شادی کروانا چاہتے تھے لیکن میرے گھر میں سے کوئی بھی مرے ساتھ نہ تھا یہاں تک کہ مجھ پر جان وار دینے والی ماں بھی نہیں میں نے خود کو ہوسٹل کے روم تک محدود کر لیا تھا نہ کھانے کا ہوش تھا نہ دنیا کی پرواہ رہی تھی پھر ایک رات بارہ بجے شمائل کی کال آئی اور اس نے رو رو کر مجھ سے جدا ہو جانے کی خبر مجھے سنائی۔

اس کا رشتہ طے ہو گیا تھا اور کچھ ہی دنوں میں وہ شادی کر کے امریکہ جانے والی تھی مجھے خود بھی تو لگا کہ کچھ دن دور رہنے کے بعد وہ کورٹ میرج کرنے پر راضی ہو جائے گی وہ مجھ سے زیادہ دیر دور نہیں رہ پائے گی میں سکتے میں آ گیا نہ جانے اس نے اور کیا بولا مجھے خود کی بھی ہوش نہ رہی اس رات میں دھاڑیں بار مار کر رویا لیکن میری چیخ و پکار سننے والا کوئی بھی نہیں تھا بہت رویا ہوں میں۔

لیکن اب تو میری آنکھ پتھر ہو گئی ہے اب یہ آنکھیں خشک ہیں اب تو یہ بھی ہوش نہیں کہ بہار کا یہ موسم کب آتا ہے جب ہم ملے تھے یاد ممبر کی وہ رات کب گزر جاتی ہے جب وہ کسی اور کی ہوئی تھی میں آج بھی یہ سمجھ لینے سے قاصر ہوں کہ ایک ماں باپ صرف ذات کے نام پر اپنے بیٹے کی خوشیاں کیسے تباہ کر سکتے ہیں اور شمائل کیسے مجھے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر سکتی ہے اس نے میرے گھر والوں کے مان جانے کا انتظار کیوں نہیں کیا یا پھر قسمت نے ہی میرا ساتھ نہ دیا۔

میں تمام ماں باپ سے یہ ہی گزارش کروں گا کہ کوئی بھی ماں باپ ذات پات کو لے کر اپنے بچوں کی خوشیوں کو تباہ نہ کریں ہم سب مسلمان ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہو سکتی مہربانی کر کے لاہور میں یا کسی اور جگہ کسی دوسرے شہری کو مت جنم دیں اپنے بچوں کی خوشیوں کا خیال رکھیں اور میرے لیے دعا کریں کہ میں شمائل کی یادوں کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکوں ہنسی خوشی گزار سکوں یہ تو میں نہیں کہہ سکتا اتنی ہمت مجھ میں نہیں ہے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہمیشہ خوش رہے جیسے میں آج تنہا ہوں وہ تنہا نہ ہو۔

میں کس کو اپنا درد سناؤں میں کس کو آواز دوں
میرے دل کے زخم ہیں گہرے میں کیسے ان پر مرہم لگاؤں
میری آواز مجھ تک ہی لوٹ آتی ہے میں کیسے اس قید سے باہر آؤں
میری جان کیسے لوٹ کر آئے گی جو اگر میں اس کو پاس بلاؤں۔

تیرے انتظار میں

---تحریر: عاصمہ انصاری۔ ضلع لاہور

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پہلی بار آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔تیرے انتظار میں ۔ کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گی کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتی رہوں گی میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

یہ زندگی بھی عجیب کھیل کھیلتی ہے کبھی خوشی تو کبھی غم کبھی پیار تو کبھی نفرت جن لوگوں کی زندگی خوشیوں سے بھری ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو بہت کوش قسمت سمجھتے ہیں اور جن لوگوں کی زندگی میں صرف غم ہی غم ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو تو بدقسمت سمجھتے ہی ہیں ساتھ ہی زندگی سے بھی نفرت کرنے لگتے ہیں لیکن ہر انسان کی زندگی میں خوشی اور غم دونوں ہی آتے ہیں اسی طرح اگر زندگی میں محبت آتی ہے تو وہ اپنے ساتھ جدائی بھی لے کر آتی ہے کیونکہ محبت نام ہی جدائی کا ہے لیکنبہت کم لوگ اپنی محبت کو پانے میں کامیاب ہو جاتے ہین اور اپنے آپ کو قسمت والا سمجھتے ہیں اور کچھ تو اپنی محبت کو پانے کے لیے ترستے رہتے ہیں کچھ اپنی زندگی صرف محبت کو پانے کے انتظار میں ہی گزار دیتے ہیں ایسی ہی کہانی میں آپ کو سنانے جا رہی ہوں جو بالکل سچائی پر مبنی ہے امید ہے کہ آپ قارئین کو بہت پسند آئے گی یہ کہانی میرے ایک دوست کے ساتھ پیش آئی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ فرسٹ ائیر میں تھی اور اپنی بڑی بہن عمارہ کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھی۔

ارے کیا کر رہی ہو مجھے دو فون تم جا کر سو جاؤ۔
نہیں عمارہ باجی میں نے بھی جیجا جی سے بات کرنی ہے آپ نے کہا تھا کہ ہم دونوں بات کرینگے۔
ہاں ہاں بھئی پتہ ہے مجھے میں نے کہا تھا لیکن ابھی پہلے میں بات کرلوں اور شادی میں ایک مہینہ تو رہ گیا ہے اور کل میلاد بھی ہے اسی سلسلے میں میں نے تمہارے جیجا جی سے بات کرنی ہے اسلیے پلیز مجھے تنگ مت کرو آرزو تم بعد میں بات کر لینا۔
او کے ٹھیک ہے عمارہ باجی آپلکے رہو میں آپ کو ابھی ڈسٹرب نہیں کروں گی۔

اتنا کہہ کر آرزو اپنے روم میں آجاتی ہے اور وہ اپنی پڑھائی میں مگن ہوجاتی ہے کہ اس کے موبائل پر ایک میسج آتا ہے ارے اس وقت کس کا میسج آ گیا ہے دیکھوں تو سہی ذرا۔ اوہ جناب کو اب یاد آئی ہے ابھی میں اس سے فون پر بات کرتی ہوں۔ پھر آرزو اپنے دور کے کزن کے ساتھ فون پر بات کرنے لگتی ہے جس کے ساتھ آرزو کی بہت اچھی دوستی ہوتی ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اپنی ہر بات شیئر کرتے ہیں لیکن ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں ہوتا ہے۔

ہیلو۔ ہیلو کیا حال ہے نمیر جی آپ کا۔

ٹھیک ہوں آپ سنائیں کیسی ہیں آپ۔

ہم بھی ٹھیک ہیں۔۔ جناب بڑی جلدی یاد آئی ہے آپ کو۔

وہ بس کام میں تھوڑا بزی تھا۔

اچھا یہ سب چھوڑیں آپ یہ سنائیں کہ کل آرہے ہیں ناں آپ میلاد پر میں نے آپ کو دیکھنا ہے۔ آرزو نے کہا۔

کیوں جی کیوں دیکھنا ہے۔

لو جی ویسے ہی مجھے پتہ تو ہو میں جس سے پچھلے چھ ماہ سے بات کررہی ہوں وہ دیکھنے میں کیسا ہے بتائیں ناں آئیں گے ناں۔

پتہ نہیں ویسے کوشش کروں گا آنے کی۔ پھر فون بند ہوگیا۔ دوسرے دن میلاد پر سب مہمان آئے ہیں ادھر آرزو اپنی کزنوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوتی ہے اور نمیر کا انتظار کررہی ہوتی ہے کہ اسے ایک آواز سنائی دیتی ہے۔

ارے آرزو کہاں ہو نمیر بھائی آگئے ہیں۔ وہ تو بہت ہی پیارے ہیں باہر بیٹھے ہیں۔

کیا آگئے۔ واہ میں نے تو ان کو دیکھنا ہے ایک منٹ مریم میں آتی ہوں۔

نہیں یار کہاں جارہی ہو تم ابھی تو وہ آیا ہے بعد میں دیکھ لینا ابھی وہ ادھر ہی ہے پھر آرزو بڑی مشکل سے اپنی کزنوں سے جان چھڑا کر آتی ہے اور بھاگ کر اور بڑی خوشی سے نمیر کو دیکھنے باہر صحن میں آتی ہے لیکن وہ وہاں نہیں ہوتا۔

اوہو یہاں تو کوئی بھی نہیں بیٹھا کہاں گیا وہ وہ آئے بھی تھے یا تم مذاق لگی ہو۔

نہیں آرزو میں نے تم سے بھلا کیوں مذاق کرنا ہے آئے ہیں نمیر بھائی لگتا ہے وہ اوپر چھت پر چلے گئے ہیں۔

کیا اوئو میں نے تو ان کو دیکھنا تھا اور اوپر چھت پر تو سارے مرد بیٹھے ہوئے ہیں۔

اوہو کیا ہوا آرزو بعد میں دیکھ لینا نمیر بھائی کو ادھر ہی تو ہیں وہ ابھی۔

او کے ٹھیک ہے میں بعد میں ہی دیکھ لوں گی۔

آرزو پھر اپنی کزنوں کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوجاتی ہے تو پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد اسے پتہ چلتا ہے کہ نمیر چلا گیا ہے۔

کیا کیا کہہ رہی ہو نمیر چلا گیا ہے لیکن میں نے تو انہیں ابھی دیکھا ہی نہیں یہ اس نے اچھا نہیں کیا

کیوں اچھا نہیں کیا اور تم نے اسے دیکھنا کیوں ہے کہیں تم۔۔ تم اس سے محبت۔

کیا کیا تم پاگل تو نہیں ہوگئی میں پیار وہ بھی اس سے جسے میں نے دیکھا ہی نہیں۔

ہاں جی تمہاری حرکتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم نمیر سے پیار کرنے لگی ہو۔

بس یار اس دنیا میں پیار کے علاوہ بھی کوئی رشتہ ہوتا ہے نمیر بس میرا بہت اچھا دوست ہے بس اسی لیے میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں اور وہ مجھ سے ملے بغیر ہی چلا گیا ہے میں ابھی اس سے فون پر بات کر کے پوچھتی ہوں۔ پھر وہ نمیر کو فون کرتی ہے اور غصے سے پوچھتی ہے۔

نمیر جی آپ نے یہ اچھا نہیں کیا آپ میلاد پر

آئے اور مجھ سے ملے ہی نہیں اور ملے بغیر ہی چلے گئے ۔اس نے شکوہ کیا۔

لو جی ایک تو میں اتنا ٹائم نکال کر تمہارے کہنے پر وہاں آیا اوپر سے تم غصہ ہورہی ہو میں تو تمہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا لیکن تم خود ہی مجھ سے ملی ہی نہیں ہو اب اس میں میرا کیا قصور ہے

بس جی اب میں نے آپ سے بات نہیں کرنی

لو یہ کیا بات ہوئی چلو عمارہ باجی کی شادی پر دیکھ لینا۔ویسے میں اتنا بھی پیارا نہیں ہوں۔

تو کیا ہوا۔ میں نے تو آپ کو دیکھنا ہے۔۔کون سا میں نے آپ کو پسند کرنا ہے

پھر ایسے ہی فون پر باتیں ہوتی رہیں دوستی بھی گہری ہوگئی تھی عمارہ کی شادی کے دن بھی قریب آگئے تھے تو آرزو اپنی بہن کی شادی کی تیاریوں میں اتنی مصروف تھی کہ اسے نمیر سے بات کرنا بھی چھوڑ دیا تھا پھر عمارہ کی مہندی کا دن آگیا آرزو اپنی بہن کی مہندی پر سج دھج کر تیار ہوئی ہر کسی کی نظر صرف آرزو پر ہی تھی آرزو بہت ہی پیاری لگ رہی تھی ہر کوئی اس کی تعریف کرر ہا تھا۔

واہ آرزو بہت پیاری لگ رہی ہے کہیں تمہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

بس کرو مریم اپنی تعریف سن سن کر تو میں تھک گئی ہوں ویسے تم بھی کچھ کم نہیں ہو۔

اوہ اچھا جی تھینکس اچھا وہ تمہاری کلاس فیلو نایاب آئی ہے تمہیں ڈھونڈ رہی ہے وہاں وہ بیٹھی ہے

اچھا میں آتی ہوں اس سے مل کر۔اتنا کہہ کر وہ اس کے پاس چلی گئی۔۔ہیلو نایاب کیسی ہو۔

ٹھیک ہوں تم تو نظر نہیں آرہی تھی کہاں چھپی تھی

ادھر ہی تھی میں اچھا تمہارا بھائی بھی ساتھ آیا ہے کیا میں نے اسے دیکھنا ہے اب کیسا ہے وہ آیا ہے ناں۔

ہاں ہاں آیا ہے وہ اندر کمرے میں ہے ۔جاؤ مل آؤ وہ بھی تمہارا انتظار کرر ہا ہے۔

اچھا ٹھیک ہے میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ احمد پانچ سالوں بعد کیسا ہوگیا ہے۔

آرزو اور احمد ایک ساتھ کلاس میں پڑھتے تھے پھر چھٹی جماعت سے اس نے سکول چھوڑ دیا تھا آرزو نے اب احمد کو دیکھنا تھا اس لیے وہ جلدی سے بھاگ کر ڈرائنگ روم میں گئی تو وہاں بہت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔

واہ یہ احمد کتنا پیارا ہوگیا ہے میں اس سے بات کرتی ہوں لیکن یہ ماموں کے ساتھ کیوں بیٹھا ہے چلو فی الحال میں اس سے سلام لیتی ہوں وہ دل میں سوچ رہی ہوتی ہے پھر آرزو آگے جا کر اس لڑکے کو سلام کرتی ہے اور مسکرا کر باہر نایاب کے پاس آجاتی ہے

واہ نایاب مان گئی میں تمہارے بھائی کو وہ بہت نہیں بلکہ بہت ہی زیادہ پیارا ہوگیا ہے تمہارا بھائی میں تو اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔

کیا کہہ رہی ہو آرزو کس کا بھائی کون بھائی۔ نایاب حیران ہوئی۔

ارے یار تمہارا بھائی احمد اور کون تم بتا رہی تھی ناں کہ وہ آیا ہے اور کمرے میں بیٹھا ہے۔

اوہ اچھا ہاہاہا۔وہ تو آیا ہی نہیں ہے میں تو مذاق کررہی تھی میں تمہیں بتانے ہی لگی تھی لیکن تم جلدی سے اندر بھاگ گئی تھی تم تو ۔بہت جلدی دوسروں کی باتوں پر یقین کرلیتی ہو ویسے تمہیں بے وقوف بنانا بہت ہی آسان ہے یار ہاہاہا۔۔

کیا۔وہ یکدم سنجیدہ ہوگئی تو پھر وہ کون تھا جس سے میں ابھی مل کر آئی ہوں۔

مجھے کیا پتہ ۔کس سے مل کر آئی ہو۔ہوگا تمہارا کوئی رشتہ دار۔نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر آرزو دوبارہ کمرے میں گئی لیکن وہ وہاں نہیں تھا آرزو اسے ڈھونڈنے لگی لیکن وہ لڑکا اسے نظر نہیں آیا مہندی کی رسم ختم ہوگئی تو آرزو بس اس لڑکے

بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ اچانک اسے نمیر کی یاد آ گئی اور اسے فون کر دیا۔

ہیلو نمیر جی کہاں غائب ہو تم مہندی پر کیوں نہیں آئے ہو۔ تم نے وعدہ کیا تھا آنے کا لیکن آئے نہیں۔ آرزو نے شکوہ کیا۔

میں تو آیا تھا لیکن تم اپنی بہن کی مہندی میں اتنی بزی تھی کہ مجھ سے ملنا تمہیں یاد ہی نہیں رہا۔

اوہ۔ وہ پریشان ہو گئی۔ ٹھیک ہے میں کل تم کو دیکھ لوں گی۔

دوسرے دن بارات پر آرزو کی نظریں سے ڈھونڈنے لگیں پھر اچانک آرزو کو وہ لڑکا نظر آ گیا جس کو اس نے کمرے میں دیکھا تھا اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی وہ اس لڑکے سے بات کرنے کی بہت کوشش کر رہی تھی لیکن قسمت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی نہ آرزو اس لڑکے سے مل پائی نہ اس سے بات کر سکی شادی ہو گئی لیکن آرزو کے دل میں وہ اپنی گہری یادیں چھوڑ گیا اس کے دل کو کھینچ کر جیسے لے گیا اسے لگنے لگا کہ جیسے وہ اس انجان لڑکے کو پسند کرنے لگی ہے اس سے پیار کرنے لگی ہے وہ سوچ رہی تھی کہ پوری شادی میں وہ اسکو تلاش کرتی رہی تھی اس کو دیکھتی رہی تھی وہ اس کے دل میں بستا جا رہا تھا اس کے دل پر قبضہ کر رہا تھا۔ نجانے وہ کون تھا کیا نام تھا اس کا۔

وہ اسی سوچ میں تھی کہ نمیر کا میسج آیا پھر اس نے اسے جواب دیا اور سوچنے لگی کہ ہر بات میں نمیر کو بتاتی ہوں کیوں ناں یہ بات بھی بتا دوں وہ نمیر سے فون پر بات کرتے کرتے بولی۔

نمیر میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

ارے یار بتاؤ کیا ہے میں نے کون سے تمہاری بات کسی کو بتانی ہے۔

پھر وہ نمیر کو بتانے لگی وہ وہ عمارہ باجی کی شادی پر مجھے ایک لڑکا پسند آیا ہے میں اس سے پیار کرنے لگی ہوں لیکن پتہ نہیں ہے وہ کون ہے۔

کیوں کیوں۔ پتہ نہیں اس کا۔

ہاں نہیں پتہ۔ بس میں نے اسے دیکھا ہے۔

کیا مطلب دیکھا ہے تم اسے جانتی ہو گی۔

کہاناں کہ نہیں جانتی ہوں میں اسے ۔لیکن بہت ہی پیارا تھا بہت ہی حسین تھا۔ پھر اس نے نمیر کو اس لڑکے کا ڈریس بتایا اور وہ جگہ بتائی جہاں پر اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا تو نمیر آرزو کی بات سنکر خاموش ہو گیا۔

بتائیں ناں آپ جانتے ہیں اسے آپ آئے تھے ناں شادی پر آپ نے تو اسے دیکھا ہی ہوگا۔

اوہ وہ لڑکا اسے تو میں جانتا ہوں وہ تو میرا دوست ہے شادی پر ہی بنا ہے۔

اچھا۔ آرزو کا خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ جلدی بتائیں اس کا نام کیا تھا۔

وہ۔ وہ نام تو اس کا مجھے یاد نہیں ہے لیکن وہ تمہاری بہت ہی تعریف کر رہا تھا۔

کیا واقعی۔ کیا کہہ رہا تھا وہ میرے بارے میں

کچھ نہیں بس یہی کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکی بہت ہی پیاری ہے۔

کیا واقعی اس نے ایسا کہا تھا۔ آرزو نے خوش ہوتے ہوئے کہا بتاؤ ناں۔

ہاں واقعی۔ نمیر نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ تم نے مجھے دیکھ لیا لیکن میں پھر بھی تم کو دیکھ نہیں سکی ہوں آپ ویسے ہی ہمارے گھر آ جائیں میں آپ کو دیکھ لوں گی۔

کیا میں نہیں نہیں۔ وہ ابھی میں بہت بزی ہوں پھر کبھی آؤنگا۔

ٹھیک ہے میں آپ کے آنے کا انتظار کروں گی پھر فون بند ہو گیا اور آرزو اس لڑکے کے بارے میں سوچ سوچ کر پاگل ہوئے جا رہی تھی اس

کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا ہوتا جارہا ہے کیوں اس لڑکے کا چہرہ اس کی نظروں سے ہٹتا نہیں ہے کیوں وہ اس اجنبی سے پیار کرنے لگی ہے کئی دن ایسے ہی بیت گئے ایک دن اس نے نمیر کو کال کر دی اور کہا۔

نمیر آپکو پتہ ہے ناں کہ میں اس اجنبی سے بہت پیار کرتی ہوں لیکن پتہ نہیں وہ اجنبی مجھ سے پیار کرے گا یا نہیں یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ اجنبی کسی اور سے پیار کرتا ہو۔

نہیں آرزو ایسی بات نہیں ہے وہ تمہاری بہت تعریف کر رہا تھا مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہوگا۔

کاش ایسا ہی ہو لیکن مجھے یقین نہیں آرہا ہے اور پھر میں اس کے بارے میں جانتی تو بھی کچھ نہیں ہوں پتہ نہیں وہ مجھے ملے گا بھی یا نہیں۔ میں تو اس کے پیار میں پاگل ہوتی جارہی ہوں۔

آرزو تم ایسا کیوں سوچتی ہو اگر تم واقعی اس سے سچا پیار کرتی ہو تو پھر وہ تمہیں ضرور ملے گا۔

چلو نمیر جی میں یہ بھی مان لیتی ہوں اچھا آپ کو پتہ ہے میں کالج ٹرپ پر جارہی ہوں آپ بھی وہاں آجائیں بہت مزہ آئے گا ساتھ ہی میں آپ کو دیکھ لو ں گی آئیں گے ناں آپ۔

وہ نہیں آرزو جی تمہیں پتہ ہے میں کتنا بزی رہتا ہوں آج کل اس لیے سوری میں نہیں آپاؤں گا۔

چلو جیسے آپ کی مرضی او کے بائے۔

پھر کچھ دن بعد ان کی بس ٹرپ پر جاتی ہے وہاں سے واپسی پر اس کے ایگزام شروع ہو جاتے ہیں اور آرزو نمیر سے بات نہیں کر پاتی ہے۔

آرزو بیٹا دل لگا کر محنت کرو اپنا پورا ایگزام پر دو تاکہ اچھے نمبروں سے پاس ہو جاؤ۔

ہاں ماما میں دل لگا کر ہی محنت کر رہی ہوں مجھے پوری امید ہے کہ میں اچھے نمبروں سے ایگزام میں پاس ہو جاؤں گی۔ بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آرزو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بیٹا تمہیں کیا پتہ میں دن رات تمہارے لیے ہی دعا کرتی ہوں بس جلدی سے امتحان دے کر فارغ ہو جاؤ پھر پتہ نہیں تمہیں تمہارے ماموں کی شادی آرہی ہے تمہارے امتحان کے ختم ہونے کے پورے ایک ہفتہ بعد۔

سچ ماما میں تو پھر ضرور جاؤ نگی بہت مزا آئے گا۔

ہاں ہاں لیکن ابھی تم صرف پڑھائی کی طرف توجہ دو ماما نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

او کے ماما آپ بہت سویٹ ہیں۔

پھر جب وہ امتحان سے فارغ ہوتی ہے تو وہ اجنبی کے بارے میں سوچنے لگ جاتی ہے کہ نمیر کا آتا ہے اسے اس وقت کس کا ایم ایس ایم آگیا ہے وہ تو یہ نمیر جی کا ایم ایس ایم ہے۔ وہ میسج کو پڑھتے ہوئے خود کو کہتی ہے اب انہیں فرصت ملی ہے میرا حال پوچھنے کی۔ لیکن میں بھی اب اسے جواب نہیں دوں گی نمیر کا پھر میسج آتا ہے لیکن وہ اس کا پھر جواب نہیں دیتی ہے تب وہ اسے فون کرتا ہے تیسری بار فون کرنے پر وہ اس کا نمبر ریسو کرتی ہے۔

یہ تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی اور میسج کا جواب بھی نہیں دے رہی تھی کیا بات ہے تم ٹھیک تو ہوناں اس نے پہلے شکوہ کیا پھر اس کا حال پوچھا۔

کیوں آپ کو کیا لگے میں ٹھیک رہوں یا نہ رہوں۔ وہ ناراضگی سے بولی۔

تم ایسے کیوں بات کر رہی ہو کیا ناراض ہو۔

جی نہیں میں بھلا کیوں ناراض ہونے لگی۔

تو پھر جواب کیوں نہیں دے رہی ہو۔

بس ویسے ہی دل نہیں چاہ رہا تھا۔

کیوں دل نہیں چاہ رہا تھا۔

پتہ نہیں جب سے اس اجنبی لڑکے سے پیار ہوا ہے تب سے کسی سے بھی بات کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے ابھی بھی میں اسی کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی لیکن آپ نے ڈسٹرب کر دیا۔

ہاہاہا۔ تو ایسی بات ہے سوسوری۔ میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا تو کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ اس اجنبی کے بارے میں کیا سوچ رہی تھیں۔

لیکن یہ آپ مجھے اتنے پیار سے کیوں بلا رہے ہیں نمیر جی خیریت تو ہے ناں۔

اوہو ویسے ہی اچھا بتاؤ ناں کیا سوچ رہی تھی۔

کچھ نہیں بس یہی سوچ رہی تھی کہ کتنا اچھا ہے وہ اجنبی لڑکا میں شادی پر اس سے ملی اس سے سلام لی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی لیکن اس نے میری طرف ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا کتنا شریف ہے وہ اجنبی۔

اوہ تو یہ سوچ رہی تھی تم تو اگر وہ تمہیں مل گیا پھر تم کیا کرو گی۔

اگر وہ مجھے مل گیا تو پھر تو میری خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں ہو گی میں اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت سمجھوں گی ویسے مجھے پتہ ہے کہ اجنبی صرف میرا خواب ہے حقیقت نہیں بن سکتا وہ۔

کیوں ضی حقیقت کیوں نہیں بن سکتا۔

پتہ نہیں مجھے نہیں لگتا کہ وہ مجھے ملے گا۔

کیوں نہیں ملے گا ضرور ملے گا اور ماموؤں کی شادی ہے ناں تو مجھے لگتا ہے کہ وہ وہاں پر ضرور آئیگا۔

او ہاں میں تو بھول ہی گئی تھی کہ ماموں کی شادی آ رہی ہے ویسے آپ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ وہاں ضرور آئیگا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری فیملی میں سے ہی نہ ہو بھائی کا کوئی دوست ہو۔

نہیں ایسا نہیں ہے وہ ماموں کے ساتھ بیٹھا تھا اس کا مطلب ہے وہ ہماری فیملی میں سے ہے اس نے بھی مجھے بتایا تھا کہ وہ اسی فیملی سے ہے۔

کیا واقعی۔ اگر ایسی بات ہے پھر تو بہت ہی مزا آئے گا اگر مجھے اس کے فیورٹ کلر کا پتہ ہوتا تو میں اسی کلر کا ڈریس پہنتی۔

میں نے اس سے سب کچھ پوچھا تھا میں جانتا ہوں اس کی پسند کو اس کو بلیک کلر پسند ہے۔

واہ بلیک تو میرا بھی فیورٹ کلر ہے پھر تو میں واقعی ہی وہ ضرور پہنوں گی لیکن ایک بات پوچھوں۔

ہاں ہاں پوچھو۔

وہ میں نے یہ پوچھنا تھا کہ اگر شادی میں وہ اجنبی آئے تو کیا میں اس سے اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

ہاں ضرور کہہ دینا۔ یقیناً وہ بہت خوش ہو گا

آپ کو کیسے پتہ کہ وہ بہت خوش ہو گا۔

کیونکہ عمارہ باجی کی شادی پر وہ تمہیں ہی دیکھ رہا تھا اور تعریفیں بھی کر رہا تھا۔

اچھا یہ سب چھوڑیں یہ بتائیں کہ آپ شادی پر آئیں گے ناں۔

ہاں ہاں میں بھی ضرور آؤں گا۔

تو پھر آپ مجھے اپنا ڈریس بتا دیں تاکہ میں آپ کو دیکھ کر پہچان سکوں۔

وہ ابھی میں نے ڈیسائڈ نہیں کیا ہے کہ کون سا ڈریس پہنوں ویسے جب میں آؤں گا تو تم سے سلام ضرور لوں گا تم خود ہی مجھے پہچان لو گی۔

او کے ٹھیک ہے۔

آرزو بہت خوش ہوتی ہے کہ اس کو اس کا پیار ملنے والا ہے لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ قسمت نے ابھی اس کے ساتھ ایک اور کھیل کھیلنا ہے پھر ماموں کی شادی کا دن آ گیا وہ سب وہاں چلے گئے مہندی کی رات آرزو بہت سج دھج کر اپنے محبوب کا انتظار کرتی رہی۔ کہ وہ اس کے سامنے آئے گا۔

ارے تم یہاں بیٹھی ہو چلو اٹھو ہم ڈھولک بجاتے ہیں۔ عینی نے اسے دیکھ کر کہا۔

نہیں عینی تم لوگ بجاؤ میرا دل نہیں کر رہا۔

کیوں جی دل کیوں نہیں کر رہا چلو اٹھو ماموں
کی شادی ہے اور بھانجیاں آرام سے بیٹھیں یہ کہاں
کی بات ہوئی چلو اٹھو۔

پھر سب کزنیں مل کر ڈھولک بجاتی رہیں۔ لیکن
آرزو تو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی اسے صرف اپنے
محبوب کا انتظار تھا لیکن نہ وہ آیا نہ ہی نمبر اس کو کہیں
دکھائی دیا۔ پھر وہ غصہ سے سو جاتی ہے۔ دوسرے دن
وہ تیار ہو رہی ہوتی ہے۔

ارے لڑکیو کتنی دیر ہے ابھی تیاری میں بارات
نکلنے ہی والی ہے سب باہر گاڑی پر بیٹھ گئے تم لوگ بھی
چلو نانی نے کہا۔

اچھا نانی جی۔ عینی یار تم باہر گاڑی میں بیٹھو میں
ابھی آتی ہوں۔

ٹھیک ہے میں جاتی ہوں لیکن جلدی آنا۔ اتنا
کہہ کر وہ باہر نکل گئی اور آرزو بھی تیار ہو کر جب گاڑی
میں بیٹھنے لگتی ہے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی
ہیں اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس
کے سامنے اس کے خوابوں کا شہزادہ کھڑا ہوتا ہے اسے
دیکھ کر اس کو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آتا ہے کہ
اس کا محبوب اس کے سامنے موجود ہے کہیں وہ کوئی
خواب تو نہیں دیکھ رہی وہ اسے دیکھ کر سوچنے لگتی ہے
میں ابھی جا کر اس سے بات کرتی ہوں۔

آرزو کہاں کھو گئی ہو یار جلدی آؤ۔

اچھا آتی ہوں اس اجنبی سے بعد میں بات
کرلوں گی وہ دل میں سوچتی ہے اور عینی کی طرف چل
دیتی ہے اس کو خوش دیکھ کر عینی پوچھتی ہے۔

آرزو کیا بات ہے بہت خوش نظر آ رہی ہو رات
کو تمہارا موڈ ٹھیک نہیں تھا یہ یکدم تمہارے چہرے پر
چمک کیسے آ گئی۔

بس یار یوں سمجھو کہ مجھے میری منزل مل گئی ہے۔

کیس مز۔ مجھے بھی تو کچھ پتہ چلے۔

سب پ ب ئے گا۔ ابھی اس بات کو یہیں
رہنے دو۔ وہ اسے ٹالتے ہوئے کہتی ہے۔

پھر جب وہ وہاں پہنچتے ہیں تو آرزو گاڑی سے
اترنے لگتی ہے وہ اجنبی کھڑا ہوتا ہے آرزو اجنبی سے
بات کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن قسمت اس کا
ساتھ نہیں دیتی ہے پھر باراتیوں کو ہال میں بٹھایا جاتا
ہے آرزو کے نظریں بس اس اجنبی کو دیکھ رہی ہوتی
ہیں پھر وہ اسکو نظر آ جاتا ہے وہ بھاگ کر اس کے پاس
جاتی ہے تو وہ لڑکا مسکرا کر اس سے سلام لیتا ہے
اور کہتا ہے

کیا حال ہے آرزو جی۔

آواز سنتے ہی اسکے دل کو ایک جھٹکا سا لگتا ہے
وہ سوچنے لگتی ہے کہ یہ آواز تو اس نے سنی ہوئی ہے پھر
سوچتی ہے کہ نہیں آوازیں مل جاتی ہیں لیکن اس کو کیسے
پتہ کہ میرا نام آرزو ہے وہ ابھی یہ سب سوچ رہی ہوتی
ہے کہ وہ لڑکا کہیں غائب ہو جاتا ہے۔

یہ یکدم کہاں چلا گیا۔ وہ اس کو ڈھونڈنے لگ
جاتی ہے۔

یار آرزو تمہارا پتہ نہیں چلتا کبھی تم بہت خوش
ہوتی ہو کبھی کسی گہری سوچ میں گم ہو جاتی ہو کیا کوئی
مسئلہ ہے۔

نہیں عینی۔ بس یونہی۔

پلیز بتاؤ کیا مسئلہ ہے ہوسکتا ہے کہ میں تمہاری
کچھ مدد کرسکوں۔

عینی کی بات سن کر وہ اس کو سب کچھ بتا دیتی
ہے۔ جو وہ بہت غور سے سنتی ہے۔

اوہ تو یہ بات ہے چلو میں تمہاری ہیلپ کرتی
ہوں مجھے اس لڑکے کا حلیہ بتاؤ اس کا ڈریس بتاؤ
میں ابھی اسے ڈھونڈ کر اس کے بارے میں انفارمیشن
لے کر آتی ہوں تم بس میرا یہاں ویٹ کرو پھر عینی اس
اجنبی کے پاس جاتی ہے جب عینی آرزو کو اس اجنبی
کے بارے میں سب کچھ بتاتی ہے تو یہ سن کر آرزو کے
پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے کیونکہ وہ اجنبی

اور کوئی نہیں نمیر ہوتا ہے۔ اسے بہت غصہ آتا ہے پھر وہ اسی وقت نمیر کے پاس جاتی ہے یعنی اجنبی کے پاس۔

یہ آنسو بھی کم بخت اک پریشانی ہیں
خوشی اور غم دونوں کی نشانی ہیں
سمجھنے والوں کے لیے انمول اور
نہ سمجھنے والوں کے لیے صرف پانی ہیں

نمیر جی آپ۔۔آپ نمیر ہو کیا۔

نن نہیں۔نہیں تو کیوں ۔اور آپ کون ہیں اور کیوں پوچھ رہی ہیں۔

نہیں ویسے ہی۔اچھا تو آپ نمیر نہیں ہیں تو پھر کون ہیں۔آپ کا نام کیا ہے۔

وہ۔وہ میں ابھی آتا ہوں ۔اتنا کہہ کر وہ ایک طرف نکل جاتا ہے اور آرزو کو بہت غصہ آتا ہے اور بہت ہی روتی ہے پھر وہ سب شادی سے فارغ ہو کر گھر آجاتے ہیں تو ایکدن نمیر کا میسج آتا ہے تو آرزو جواب نہیں دیتی ہے پھر نمیر کا فون آتا ہے تو آرزو بہت غصہ سے بولتی ہے۔

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا مجھے سب پتہ چل چکا ہے کہ وہ اجنبی آپ ہی ہیں۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔میں تو شادی پر گیا ہی نہیں تھا۔

کتنا جھوٹ بولو گے مجھے پتہ ہے آپ ہی اجنبی ہیں جانتے ہو کتنا روئی تھی میں یہ جان کر۔

ارے تم روئی کیوں تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ تمہیں وہ اجنبی مل گیا۔

کیوں خوش ہوتی آپ نے تو مجھے بے وقوف بنایا ہے آپ تو میرے ساتھ کھیل کھیل رہے تھے بہت مزہ آیا ہوگا ناں آپ کو مجھے یوں بے وقوف بنانے کا ویسے غلطی میری تھی جو میں نے آپ کی باتوں پر یقین کر لیا اسلئے سوری اب مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے اوکے بائے۔پھر آرزو نے فون بند کر دیا۔ساتھ ہی نمیر کا میسج آ گیا۔

آرزو مجھے معاف کر دو اب آئندہ میں تم سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بھولوں گا اگر کوئی آپ سے سچے دل سے معافی مانگے اور اپنی غلطی پر شرمندہ ہو تو اسے معاف کر دینا چاہیے پلیز پلیز۔اسکے میسج پر وہ اس کو معاف کر دیتی ہے۔

ایک بات کہوں مائنڈ تو نہیں کرو گی۔

نہیں نہیں بھلا میں آپ کی باتوں کا کبھی مائنڈ کر سکتی ہوں۔

تم شادی پر بہت ہی پیاری لگ رہی تھی بلیک کلر تم پر بہت اچھا لگتا ہے تم بلیک کلر میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔

آپ بھی تو کسی سے کم نہیں لگ رہے تھے۔ میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ آپکو دیکھتی رہوں لیکن آپ نظر نہیں آرہے تھے پتہ نہیں کہاں چھپ جاتے تھے۔

پھر ایسے ہی نمیر اور آرزو کی دن میں کئی بار بات ہوتی تھی کبھی فون پر کبھی میسج پر۔آج اسکا میسج آیا تھا آج رات کو اپنا موبائل آف نہ کرنا اور سو بھی نہ جانا میں نے تم سے کوئی خاص بات کرنی ہے۔پھر رات کو وہ دونوں بات کرتے رہے تو ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔

نمیر جی آپ احمد کو جانتے ہیں ناں۔

ہاں وہ تمہاری پھوپھو کا بیٹا ہے کیوں کیا ہوا اسکو

ہاں ہاں وہی۔ویسے کتنا پیارا لگ رہا تھا شادی پر عمارہ باجی کی شادی پر بھی وہ سب سے پیارا لگ رہا تھا کتنا پیارا ہے ناں وہ پتہ ہے ہماری فیملی میں ہر کوئی مجھے اور احمد کو ملانے کو کہتے ہیں کہ ہم دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں۔

اچھا اس کا مطلب ہے کہ تم احمد کو پسند کرتی ہو اور مجھ سے صرف ٹائم پاس کر رہی ہو۔

میں نے ایسا کب کہا ہے آپ بہت جلدی غصہ میں آجاتے ہیں۔

بس آرزو اب مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔
نہ کروں یاد تمہیں تو الجھا جاتی ہیں سانسیں
سمجھ نہیں آتی زندگی سانسوں سے ہے یا تیری یاد سے
پھر آرزو تھوڑی دیر اس سے معافی مانگتی ہے اور اس کو پیار بھرے مسیج کرتی ہے تو نمیر اسکو کسی بھی مسیج کا جواب نہیں دیتا ہے پھر وہ مان جاتا ہے تھوڑے دنوں بعد نمیر کے گھر میلا ہوتا ہے تو آرزو نمیر کے گھر نہیں جاتی تو پھر نمیر غصہ سے آرزو کو فون کرتا ہے۔
تم آئی کیوں نہیں میلا دپر پتہ ہے مجھے کتنا غصہ آیا تھا میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا تم آئی کیوں نہیں۔
آپ نے کون سا مجھے کہا تھا ماما کو کہا تھا وہ گئی تو تھیں وہاں۔اس کی یہ بات سنکر وہ فون غصہ سے بند کر دیتا ہے۔
احساس محبت کے لیے اتنا ہی کافی ہے
تیرے بغیر بھی ہم تیرے ہی رہتے ہیں
دو تین دن انکی بات نہیں ہوتی پھر ایک دن اچانک نمیر آرزو کے گھر آتا ہے تو آرزو اپنی ماما کے کہنے پر کولڈ ڈرنک لاتی ہے نمیر آگے ہاتھ بڑھاتا ہے لیکن آرزو گلاس ٹیبل پر رکھ دیتی ہے اور نمیر کے سامنے بیٹھ جاتی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کو ایسے دیکھنے لگتے ہیں جیسے کوئی برسوں کا پیاسا کنویں کی طرف دیکھ رہا ہو ان دونوں کے دل زور زور سے دھڑک رہے ہوتے ہیں آرزو کی تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے اس کے خوابوں کا شہزادہ اس کے دل کا مالک اس کے سامنے بیٹھا ہے وہ دل ہی دل میں اسے پانے کی دعائیں کرنے لگتی ہے۔
انکی محبت کو ڈیڑھ سال ہو جاتا ہے لیکن یہ دونوں ہو جاتا ہے لیکن یہ دونوں ایک دوسرے سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتے پھر ویلنٹائن ڈے آتا ہے تو آرزو نمیر سے اپنے پیار کا اظہار کرتی ہے لیکن نمیر کوئی جواب نہیں دیتا پھر آرزو مسیج کرتی ہے ڈو یو لومی۔نمیر جی اگر اس کا جواب یس میں دیتے ہیں تو میں آپ کو اتنا پیار دوں گی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور اگر اس کا جواب نو میں ہوا تو میں آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گی آپ کی لائف میں کبھی نہیں آؤں گی آپ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔تقریبا بیس منٹ بعد نمیر کا مسیج آیا۔جس پر یس لکھا ہوا تھا۔تو یہ دیکھ کر آرزو بہت خوش ہوئی اسے تو جیسے نئی زندگی مل گئی وہ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگی پھر وہ نمیر کو کال کرتی ہے لیکن وہ اس کا نمبر کاٹ دیتا ہے اور مسیج کرتا ہے کہ سوری میں ابھی بہت ہی بزی ہوں بعد میں تم سے بات کروں گا اور آرزو بھی اپنے کام میں بزی ہو جاتی ہے۔کافی دیر بعد نمیر کا مسیج آتا ہے کہ میری جان کیا ہو رہا ہے۔تو آرزو لکھ دیتی ہے کہ کچھ نہیں بس اس اجنبی کے بارے میں سوچ رہی تھی اب تو وہ میری زندگی بن گیا ہے۔
کیا تم ابھی بھی اس اجنبی کے بارے میں سوچتی ہو۔وہ مسکرا دیا۔
کیوں نہ سوچوں اگر آپ کہتے ہیں تو نہیں پھر نہیں سوچتی۔
نہیں نہیں سوچو تمہاری اپنی لائف ہے جسے چاہو سوچو اچھا وہ مجھے جلدی صبح اٹھا دینا کام ہے ذرا۔
جی جی کیوں نہیں آپ کا تو میں کوئی بھی کام کر سکتی ہوں کتنے بجے اٹھاؤں اپنے پیارے اجنبی کو۔
نو بجے۔پھر آرزو مقررہ وقت پر نمیر کو اٹھا دیتی ہے فون کر کے ایسے ہی انکی بات ہوتی رہتی ہے کبھی چیٹ پر تو کبھی فون پر آرزو تو پوری طرح نمیر کے پیار میں گرفتار ہو جاتی ہے وہ ہر وقت صبح و شام اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے بس نمیر کے بارے میں ہی سوچتی اس کی ہر صبح نمیر کے نام سے ہی شروع ہوتی اور نمیر کے نام پر ختم ہوتی اس کے خوابوں میں صرف نمیر کا ہی چہرہ ہوتا وہ ہر وقت صرف نمیر کو پانے کی دعائیں مانگتی رہتی پھر ایک دن وہ نمیر سے کہتی ہے نمیر جی آج مجھے اپنے سوال کا جواب چاہیے آپ مجھے چاہتے ہیں یا

نہیں اس دن بھی آپ نے کوئی بات نہیں کی تھی آج بتائیں۔

اچھا تو ٹھیک ہے کیا تم واقعی مجھ سے پیار کرتی ہو۔نمیر نے پوچھا۔

ہاں نمیر جی آپ کو کوئی شک ہے کیا۔

اچھا مان لیتا ہوں کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو جو میں کہوں گا تم مانوں گی۔

ہاں ہاں نمیر جی آپ کہہ کر تو دیکھیں۔

تو چلو پھر میرے ساتھ بھاگ چلو۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں نمیر جی۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ایسا تو کوئی بھی لڑکی نہیں کر سکتی۔

کیوں نہیں کر سکتی اگر وہ مجھ سے واقعی ہی پیار کرتی ہو گی تو ضرور کرے گی۔

سوری نمیر جی میں ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ میں اتنی خود غرض نہیں ہوں کہ اپنی خوشی کی خاطر اپنے ماں باپ کو دھوکہ دوں۔

لیکن میں نے آج تک صرف آپ سے پیار کیا ہے میں کیسے یقین کرلوں کہ تم نے میری یہ چھوٹی سی بات نہیں مانی مجھے تم پر یقین نہیں بائے۔پھر اس کے بعد نہ تو نمیر کا کوئی فون آیا نہ میسج اور اگر آرزو فون کرتی تو وہ کاٹ دیتا اور میسج کا بھی جواب نہیں دیتا تھا آرزو بہت روتی وہ ایک دن اپنی خالہ کے گھر گئی جہاں اسے یہ پتہ چلا کہ نمیر کی منگنی ہو چکی ہے یہ سن کر اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اس کی تو جیسے زندگی ہی ختم ہو گئی وہ گھر آ کے بہت روئی اسکی جان پر بن گئی اس کے دل میں غموں کا جوار بھاٹا اٹھ رہا تھا ہاتھ پاؤں بے قابو ہو رہے تھے رو رو کر اس کی آنکھیں سوجھ گئی پھر ایک دن وہ نمیر کو میسج کرتی ہے لیکن نمیر جواب نہیں دیتا پھر وہ فون کرتی ہے نمیر جی آپ نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا آپ نے اگر دھوکہ دینا تھا تو پھر میری زندگی میں کیوں آئے کیوں میرا دل دکھایا اس میں میرا ہی قصور ہے جو میں نے آپ پر دوبارہ یقین کر لیا لیکن آپ نے اچھا نہیں کیا کیوں آپ نے میرے ساتھ ایسا کیا کیوں میری لائف میں آئے۔

اوہیلو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ دل کی بات ہے دل تو کسی پر بھی آ سکتا ہے دل پر کسی کا زور نہیں چلتا اور اب میں کسی اور کا ہو چکا ہوں او کے اب دوبارہ مجھے فون یا میسج نہ کرنا او کے بائے۔

آرزو رونے لگ گئی نمیر کی یہ بات سن کر اس کے ہوش اڑ گئے وہ دھاڑیں مار مار کر رو پڑی خاصی دیر تک اس کی ہچکیاں بندھی رہیں وہ کچھ نہ بول سکی روتے روتے اس کے آنسو خشک ہو گئے اور آنکھیں سوجھ گئیں وہ پہلے جیسی آرزو نہیں رہی تھی بہت بدل گئی تھی کہ کچھ کھاتی نہ کچھ پیتی بس ہر وقت نمیر کے خیالوں میں کھوئی رہتی نہ کسی سے بات کرتی ہر وقت ہنسنے والی اب ہنسنا بھول گئی تھی اب بس وہ اکیلے کمرے میں اندھیرا کر کے بیٹھی رہتی تھی کسی کے پوچھنے پر وہ طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر کے الگ سی رہتی اب تو اس کی زندگی کا جیسے مقصد ہی ختم ہو گیا تھا۔وہ بس اپنے آپ کو کوستی رہتی اپنی قسمت سے شکایت اور سوال کرتی کہ کیوں میرے ساتھ ایسا کھیل کھیلا کیوں پہلے مجھے اس اجنبی سے ملوایا اور پھر نمیر کے ذریعے میرا دل توڑ دیا کیوں کیوں کیا میں کسی کے پیار کے لائق نہیں ہوں یا مجھے کسی کے بارے میں سوچنے کا کوئی حق نہیں ہے ایک دن وہ ایسے ہی اپنے آپ سے سوال کر رہی تھی کہ ان کے گھر نمیر کی ماں اور بہن آئی آرزو اپنے آنسوؤں کو چھپائے اپنے آنسوؤں کو چھپائے اپنے غم کو دل میں دبا کر ان کے سامنے ہنستے مسکراتے باہر آ گئی اور نمیر کی ماں اور بہن سے بات کرنے لگی اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر اس نے نمیر کی بہن سے دو چار باتیں کیں پھر اس کے پوچھنے پر نمیر کی بہن نے بتایا کہ وہ نمیر بھائی کی شادی کی شاپنگ کر کے

آ رہے ہیں یہاں سے گزر رہے تھے تو سوچا کہ آرزو سے بھی مل لیں آرزو کی ماما نے پوچھا۔
ڈیٹ فکس کر لی ہے کیا۔
نہیں باجی ابھی ڈیٹ فکس نہیں کی لیکن دن تھوڑے سے ہی رکھتے ہیں اس لیے آہستہ آہستہ کر کے تیاری کر رہے ہیں۔
آرزو نے پوچھا زنیب نمیر کی پسند کی شادی ہو رہی ہے کیا۔
اونہیں نہیں آرزو نمیر بھائی نے تو لڑکی دیکھی ہی نہیں ہاں فون پر بات کبھی کبھی ہوتی ہے ویسے شادی کے بعد تو لو ہو ہی جاتا ہے اور رہی بات نمیر بھائی کی بات تو وہ تو بہت بہت زیادہ خوش ہیں وہ تو بس ہر وقت حنا کے نام کے ہی گن گاتے رہتے ہیں یہ سب سن کر آرزو کی جان پر بن گئی اس کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا ہاتھ پاؤں بے قابو ہو رہے تھے وہ ان کے سامنے تو ہنستی مسکراتی رہی لیکن اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا نمیر نے اس کے ساتھ اتنا سب کچھ کیا لیکن ابھی بھی وہ صرف نمیر کو پانے کی دعائیں مانگتی رہتی ہے ہر وقت بس نمیر کے بارے میں ہی سوچتی رہتی ہے وہ نمیر کو پانے کی دعا مانگنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتی تھی ہر وقت بس نمیر کو پانے کے لیے دعائیں اور منتیں مانگتی رہتی ہے اسے پوری امید ہے کہ اگر اس کا پیار سچا ہے تو اسے اس کا پیار ضرور ملے گا اور اس کی نمیر کو پانے کی کوئی نہ کوئی دعا ضرور پوری ہوگی ایسا کوئی کرشمہ ضرور ہوگا جب نمیر خود اس کے پاس چل کر آئے گا اور اس سے اپنے ادھورے پیار کا اظہار کرے گا۔ تو قارئین کرام میری آپ سے دلی التجا ہے کہ آپ بھی اس آرزو کے لیے دعا کریں کہ اسے اس کا پیار مل جائے شاید آپ ہی کی دعاؤں سے آرزو کو نمیر کا پیار مل جائے اور اسکی زندگی میں وہ سب خوشیاں دوبارہ لوٹ آئیں اور میں بس اس بیوفا شخص سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر کیوں کیا تم نے آرزو کے ساتھ ایسا کیا غلطی تھی آرزو کی اگر تم یہ سٹوری پڑھ رہے ہو تو پلیز آرزو کے پاس واپس آ جاؤ وہ ابھی بھی تم سے اتنا ہی پیار کرتی ہے جتنا پہلے کرتی تھی اسے ابھی بھی صرف تمہارا ہی انتظار ہے وہ ابھی بھی صرف تمہارے ہی انتظار میں زندگی گزار رہی ہے۔ بس یہی تھی دکھ بھری داستان امید ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

دن رات مسلط ہے میری سوچوں پہ تیرا عکس
تیرا ہلکا سا تصور مجھے سونے نہیں دیتا
..................رئیس صدام حسین۔ ٹی خان بیلہ

تمام عمر وہ سلگتے رہے میری طرح
میں اب کی بار اسے قرب تنہائی دوں
کتاب کھول کے بیٹھے تو میرا چہرہ ہو
میں ورق ورق میں ساحل اسے دکھائی دوں
..................رئیس ساجد کاوش۔ ٹی خان بیلہ

اک لمحہ میری زندگی ویران کر گیا
ایسی ہوا چلی کہ سب نشان کر گیا
چلتا تھا ساتھ ساتھ میرے سائے کی طرح
بچھڑا وہ اس ادا سے کہ حیران کر گیا
..................رئیس ساجد کاوش۔ ٹی خان بیلہ

بے جان ہو چکی ہے بہت شہر کی فضا
تاریک راستوں میں کہیں کھو نہ جائیں ہم
اس کے بغیر آج بہت جی اداس ہے
چلو فراز کہیں سے اسے ڈھونڈ لائیں ہم
..................رئیس ساجد کاوش۔ ٹی خان بیلہ

کسی کی چاہت کو سزا مت دینا
کسی کی محبت کو دغا مت دینا
جیسے تمہارے بنا جینے کی عادت نہ ہو
اسے لمبی عمر کی دعا مت دینا
..................رئیس ساجد کاوش۔ ٹی خان بیلہ

سندر ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوتا ہو گا
پیارے لب بہت کچھ کہتے ہوں گے قسمت والا سنتا ہو گا
..................احسان سحر۔ میانوالی

کیسا نصیب میرا

۔۔۔تحریر: رفعت محمود۔ راولپنڈی۔0300.5034313

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج ایک بار پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔کیسا نصیب میرا۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہو گا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

میں بند کمرے میں ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑی ہوں میرا ذہن پاگل سوچوں کی وجہ سے پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا ہے میں لاکھ ان سوچوں سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہوں مگر سوچوں کے دائرے پھیلتے ہی چلے جا رہے ہیں میں کتنی بدنصیب ہوں جو خوشیوں کے پیچھے بھاگتی رہی مگر یہ بھول بیٹھی کہ میرا مقدر تو دکھوں سے عبارت ہے اس میں خوشیوں کا کیا کام ہے پاگل تھی ناں میں جو مسرتوں کے سراب کے پیچھے بھاگتی رہی مگر یہ بھول بیٹھی کہ میرا مقدر تو صرف اور صرف ایک دھوکہ ہے مسرتیں دھوکہ ہیں اور جینا وہ بھی تو ایک فریب سے کم نہیں ہے پاگل ہیں وہ لوگ جو جینے کی آرزو میں تڑپتے ہیں کاش انہیں معلوم ہو کہ صرف جینے کے لیے ہی انسان کو تڑپنا ہی نہیں پڑتا بعض اوقات موت کے لیے بھی سسکنا پڑتا ہے بالکل میری طرح سے اور موت جو مجھ بدنصیب سے دور بھاگتی ہے میں نے ماضی کے اندھیروں میں کئی بار مستقبل کے لیے روشنی کی کرن ڈھونڈنے کی کوشش کی ایسی کرن جو مجھے جینے کی امید دلا سکے مگر مجھے دور دور تک اندھیروں کے سوا اور کچھ بھی تو نہیں ملا میری حیثیت کمرے کی ان کچی دیواروں سے کسی طرح کم نہیں ہے جنہیں مٹی کے لیپ سے دوبارہ سہارا دیا گیا ہو زندگی کا فریب میں کب تک کھاتی رہوں گی اور ماضی کے گھور اندھیروں میں کب تک سر ٹکراتی رہوں گی شاید کوئی نجانے میں سوچوں کی اس وادی میں کب تک بھٹکتی رہوں گی میں نے کئی بار چاہا کہ ان سوچوں کا گلا دبا دوں گا مگر یہ بھی میرے بس میں نہیں ہے سوچیں جو پھیلتی ہیں تو پھیلتی ہی چلی جاتی ہیں۔
میری آنکھوں میں آج سے بہت پہلے کے وہ تمام واقعات گزر رہے ہیں جیسے یہ کل ہی مجھ پر بیتے ہوں میری سوچوں کا دھارا خوبصورت یادوں کی



طرف کیوں ہوگیا ہے ان یادوں کی طرف جن سے میں اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہوں اور پھر میری آنکھوں کے سامنے یہ کس کی تصویر گھوم رہی ہے یہ کون ہے جو میری سوچوں میں تلاطم پیدا کر رہا ہے یہ کس کی تصویر ہے شاید میرے منگیتر کی ہے علی جو میرا منگیتر تھا جس کے ساتھ میں ہمیشہ کے لیے باندھ دی گئی تھی ہاں یہی وہ علی ہے خوبصورت سا میرا اپنا علی۔نہیں یہ میرا علی نہیں ہوسکتا یہ تو کوئی ظالم انسان ہے یہ تو کوئی ایسا مانجھی ہے جو میری جیون نیا بیچ منجدھار چھوڑ گیا ہے ظالم تھا ناں اسی لیے جاتے جاتے پتوار بھی لے گیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ نوچ ڈالوں اپنے چہرے کو کرید ڈالوں اس کے ہر نقش کو اور ذہن سے وابستہ تمام یادیں نکال باہر کروں مگر اس میں اس کا کیا دوش ہے اس کا کیا قصور ہے قصور تو میرے مقدر کا ہے غلطی تو میری قسمت کی ہے میرے مقدر ایسے کہاں تھے کہ میں خوشیوں کی تمنا کرسکوں اور پھر ہم غریبوں کے مقدر میں خوشیوں کی دیوی کا گزر کبھی نہیں ہوا اسی لیے تو میں چاہتی ہوں کہ ہمیشہ اس کے لیے بے حس دنیا سے منہ موڑلوں مگر مجھے اور جینے کا حوصلہ دیا جاتا ہے مجھے ابھی اور ظلم سہنے کے مشورے دیئے جارہے ہیں کتنے پاگل لوگ ہیں یہاں کے جو ایک لاش کو ابھی اور جینے کی ہوا دے رہے ہیں میں تو تنگ آچکی ہوں اس کھیل سے جسے زندگی کا نام دیا جارہا ہے اور جس میں مجھ جیسی لڑکیوں کی ہمیشہ ہار ہوتی ہے میری ماں نے مجھے کتنی بار حوصلہ دیا ہے اس نے کئی بار مجھے جینے کے لیے حالانکہ وہ خود بھی جانتی ہے کہ میں نیم جان لاش ہوں جو کبھی بھی آخر شب شعلے کی طرح بھڑکی تو ختم ہوجائے گی مگر پھر بھی وہ نہیں چاہتی کہ میں موت کو گلے لگاؤں ماں ہے ناں اسے لیے مگر نہیں یہ رشتہ داریاں یہ کھوکھلے ناطے سب فریب ہیں بالکل جھوٹ ہیں سراب ہیں اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں اپنا خون جب اپنے خون کی خواہشات کو سولی پر لٹکا دیتا ہے میرا ماضی میرے لیے ناسور ہے ماضی کی انہی یادوں کو میں نے اپنا مقدر سمجھ کر اپنے سینے سے لگالیا ہے وہ بھی کیسے دن تھے بچپن کے دن جب انسان ہر فکر سے آزاد ہوتا ہے میں بھی تو ہر دکھ سے آزاد تھیں مجھے اپنے چاروں طرف ہر وقت خوشیاں رقصاں نظر آتی ہیں سارا سارا دن کھیلتے رہنا اور پھر ماں باپ بھی مجھ سے اتنا پیار کرتے تھے کہ میری ہر خواہش کو پورا کرنے کے لیے انہیں کتنا ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑتا مگر میری خواہش پوری کر کے ہی دم لیتے ہمارا گھر کوئی اتنا بڑا نہ تھا کہ میں اسے کوٹھی کہوں بس سر چھپانے کی جگہ تھی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار میں نے قیمتی کھلونوں کی فرمائش کی تھی تو ماں نے کچھ دنوں کے لیے مجھے ٹال دیا تھا جب میری ضد بہت بڑھی تو انہوں نے مجھے کچھ کھلونے لاکر دیئے مگر یہ تو می اور عاصم جیسے کھلونے نہ تھے اس دن مجھے پہلی بار محسوس ہوا کہ ہم شاید غریب ہیں جب میں نے ماں سے ان گندے کھلونوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے پاس اتنے پیسے نہ تھے میرا چھوٹا سا ذہن اسی وقت سے احساس کمتری میں مبتلا ہوگیا تھا مگر میں پھر بھی خوش تھی میں ہر وقت ان کھلونوں سے کھیلتی رہتی لیکن یہ اتنے اچھے بھی تو نہ تھے کہ میں دوسرے بچوں کو دکھاتی اسی لیے ہر وقت گھر ہی میں ان سے کھیلتی رہتی اور پھر شام کو ابو کام سے واپس آئے تو میں نے ان سے کہا تھا ابو مجھے بازار سے ایک چھوٹی سی گڑیا اور گاڑی لادیں تاکہ میں ان سے کھیل سکوں میری بات سن کر ابو اور امی ہنس دیئے تھے اور پھر انہوں نے پیار سے ڈانٹ دیا تھا ان ہی دنوں چند کھلونے ٹوٹ گئے میں نے نئے کھلونوں کا مطالبہ کردیا تو امی نے مجھے بڑے پیار سے سمجھایا تھا۔

قندیل بیٹی اتنی فضول خرچی اچھی نہیں ہوتی ان پیسوں سے کوئی اور چیز خرید لیں گے جو کام آئے گی

میں یہ سن کر خاموش ہو کر رہ گئی تھی تب مجھے احساس ہوا کہ صرف کھلونے ہی نہیں ٹوٹے میرا دل بھی ٹوٹا ہے وقت اور لمحات گزرتے رہے اب میں شعور کی منزل میں قدم رکھ چکی تھی اب تو میں بعض اوقات ماں سے ناراض ہو جاتی تھی جب وہ میری ضد پوری نہ کرتی تھی میں بھی دوسرے بچوں کی طرح اچھے کپڑے چاہتی تھی مجھے بھی اچھے اچھے کھلونوں کی ضرورت تھی اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ میں کسی اچھے سکول میں پڑھنا چاہتی تھی جب میری ہر خواہش کو پامال کیا گیا تو میں اس دن منہ چھپا کر خوب روئی تھی۔

زندگی اسی طرح گزرتی رہی اور پھر جب میں ایک دن کھیل کر واپس گھر آئی تھی تو امی نے مجھے اپنے پاس بلایا۔

کیا ہے امی میں نے سانس روک کر پوچھا۔

یہ دیکھ میرے پہلو میں کون سویا ہے امی نے اپنے پہلو میں پڑی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کون ہے۔ میں نے اسی لہجے میں پوچھا۔

یہ تمہاری بہن ہے۔ امی نے کہا۔

واہ۔ واہ۔ میں نے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

تب امی نے مجھے بتایا کہ تمہارے ابو آج ہی اسے بازار سے لائے تھے۔ میں کتنی کوش ہوئی تھی اب میں بھی اس چھوٹی سے منی کے ساتھ کھیلا کروں گی پھر میں نے اسے اٹھانا چاہا تو امی نے مجھے منع کر دیا کہ ابھی سوئی ہے اب میں ہر وقت منی کے پاس رہتی تھی اس سے باتیں کرتی تھی اور ہر وقت اس کے ساتھ کھیلتی تھی امی اور ابو دونوں خوش تھے ابو نوکری پر چلے جاتے تو میں منی کے پاس رہتی جب کہ ماں گھر کے کاموں میں مگن رہتی۔ بوڑھے وقت کا سورج چلتا رہا اور دن گزرتے رہے اب میں نے فرمائشیں کرنا چھوڑ دیں تھیں میں نے بچپن سے جوانی میں قدم رکھا تو امی نے مجھے سمجھایا کہ قندیل اب تم بڑی ہو گئی ہو اچھے برے کو سمجھنے لگی ہو۔ پھر میں بھی سمجھ گئی تھی کہ ہم اتنے امیر نہیں ہیں کتنی بڑی ہو گئی ہوں ہر اونچائی کو پکڑ سکتی ہوں۔

قندیل۔۔۔ امی نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا تھا اب تو بڑی ہو گئی ہے سمجھدار بن کر رہا کر

اچھا امی ۔میں نے کہا تھا آپ ہر وقت کیا سوچتی رہتی ہیں مگر وہ میری طرف دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش ہو کر رہ جاتی اب تو مجھے اس طرح سے محسوس ہوتا کہ میرا جوان ہونا امی کو اچھا نہیں لگا ایک دن جب میں نے امی کو ابو سے باتیں کرتے ہوئے سنا۔

قندیل جوان ہو چکی ہے اس کے لیے ہمیں ابھی سے فکر کرنی چاہیے۔

یہ سن کر ابو آہستہ سے سر ہلا دیتے وقت اب سکنے لگا تھا آہستہ آہستہ گزرتا وقت کو دیکھتے ہوئے اور بھی پریشان ہو گئے تھے ان ہی دنوں میں کئی دن ایسے بھی آئے تھے جب ہمیں فاقے کرنے پڑتے تھے نجانے کیا وجہ تھی کہ ہماری حالت دن بدن کمزور ہوئی جا رہی تھی۔

امی ایک دن میں نے کہا تھا کیوں نہ ہم ایک باہر کا کمرہ کرایہ پر چڑھا دیں۔

میری یہ بات سن کر امی سوچنے پر مجبور ہو گئی اور شام کو ابو سے بھی میں نے کہا تو وہ بھی سوچنے لگے آخر سب اس فیصلے کو ماننے پر مجبور ہو گئے کہ ایک کمرہ کرائے پر دے ہی دیں اب شدت کے ساتھ مجھے احساس ہوا تھا کہ غربت کتنی بری چیز ہے آج اگر ہمارے پاس اتنے پیسے ہوتے تو گھر کا خرچ اچھی طرح سے چلا سکتے اور کمرہ کیوں کرائے پر دیتے۔

ثانیہ اب کافی بڑی ہو گئی تھی گھر کا کام سنبھال سکتی تھی اب تو مجھے بھی یہ احساس ہو رہا تھا کہ مجھ میں کئی تبدیلیاں آ گئی ہیں اس لیے تو اب ابو اور امی نے مجھے سمجھانا شروع کر دیا کہ اب تم بڑی ہو گئی ہو۔

وہ سخت گرمیوں کی ایک دوپہر تھی کسی نے زور زور سے دروازے پر دستک دی

کون ہے میں نے دروازے کے پیچھے سے کہا

فیاض گھر پر ہیں۔ کسی نے باہر سے پوچھا۔

نہیں وہ نوکری پر گئے ہیں۔ میں نے جواب دیا

کب تک گھر آئیں گے۔

شاید تین بجے تک میں نے دروازے سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا کام ہے ان سے میں نے پوچھا۔

یہ ساتھ والا کمرہ خالی ہے کیا۔

جی ہاں۔ میں نے جواب دیا۔

اس کے بارے میں بات کرنی تھی۔

آپ کمرہ دیکھ لیں ابو آجائیں گے تو بات کرلیں میں نے تقریباً خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پھر وہ کمرہ دیکھ کر چلا گیا اب میں سوچتی ہوں کہ کاش اس وقت میں نے منع کردیا ہوتا مگر قسمت میں جو بات ہونی ہے ہوکر رہتی ہے شام کو جب ابو آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ کوئی کرایہ دار آیا تھا اور شام کو آنے کے لیے کہہ گیا ہے شام کے پانچ بجے پھر دروازے پر دستک ہوئی ابو اٹھ کر باہر چلے گئے اور میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ باتیں سننے لگی بات ہونے کے بعد کرایہ دار نے ابو کو بتایا کہ وہ کل تک یہاں آجائے گا اور پھر دوسرے دن ایک لڑکا وہاں آگیا رات کو جب ہم سونے لگے تو میں سوچنے لگی۔

ابو۔ میں نے کہا۔ اس کمرے کا کرایہ میں اپنے پاس رکھوں گی۔

کیوں۔ کیوں میں لوں گی کرایہ۔ تانیہ بولی۔

نہیں تانیہ بیٹی ابو اسے سمجھاتے ہوئے بولے کرایہ قندیل لے گی وہ تم سے بڑی ہے اور تمہیں ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ کرایہ جمع کرے گی تو ہم اس کی شادی کریں گے۔

ابو۔ تانیہ خوش ہوکر بولی ہم باجی کی شادی کریں گے کیا۔

تانیہ۔ امی غصے سے بولیں۔ تم اتنی بڑی ہوگئی ہو مگر عادتیں بچوں کی سی ہیں۔

دن رات کا کھیل جاری رہا میرے والدین اس فکر میں تھے کہ وہ میرے ہاتھ پیلے کردیں اس کے لیے انہوں نے تیاریاں بھی شروع کردیں تھی دور سے کچھ رشتے دار بھی اب تو ہمارے گھر آنے لگے تھے ایک دن چند عورتیں ہمارے گھر آئیں وہ تین دن ہمارے گھر رہیں امی نے ان کی کافی خدمت کی اس کے لیے ادھار بھی لیا گیا پھر وہ واپس چلی گئیں۔

کون تھے یہ لوگ۔ ان کے جانے کے بعد میں نے امی سے پوچھا۔

تمہیں دیکھنے آئے تھے امی نے افسردگی سے کہا

اس طرح اور بھی کئی لوگ ہمارے گھر آئے اور منڈی کے بیوپاریوں کی طرح مجھے پرکھتے آخر ایک جگہ بات چلی تو جہیز کی دیوار سامنے آکھڑی ہوئی وہاں سے بات ٹوٹی تو امی پریشان ہوگئیں

بیٹی کو گھر سے رخصت کرنا ہے تو کہیں سے روپے پیسوں کا بندوبست کرو تاکہ جہیز بنا سکیں امی نے ابو سے کہا۔

اس دن کے بعد سے ابو نے پہلے سے زیادہ محنت شروع کردی ابو کے بوڑھے ہاتھوں کی رگیں اوپر ابھر آئیں تھیں وہ اب شام کو کچھ دیر کے لیے گھر آتے اور پھر ایک دکان پر کام کے لیے چلے جاتے مجھے محسوس ہورہا تھا کہ ابو نے اب پیسہ جمع کرنا شروع کردیا تھا انہیں نہ اپنی فکر تھی اور نہ آرام کرنے کی فکر تھی اس دن مجھے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ بیٹیوں کا بوجھ بھی کتنا بڑا بوجھ ہوتا ہے اگر میں لڑکا ہوتی تو ابو کا بوجھ کم کرتی۔ دن رات میں ڈھل کر سالوں میں تبدیل ہوتے رہے میرے لیے جہیز جمع ہوتا رہا اور خود میری اپنی سوچیں بوڑھی ہونے لگیں تھیں اب تو میں بالکل مایوس ہوگئی تھی کہ کبھی میری بھی اس گھر سے ڈولی اٹھے

گی میری تمام سہیلیوں کی شادی ہو چکی تھی میرے دل میں کئی بار یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ مرے ہاتھوں پر بھی مہندی لگے اور میں بھی پیا کے گھر جاؤں مگر میری سوچیں بھی میری طرح بے بس تھیں ان ہی دنوں امی نے چند سونے کے زیورات بنوالیے تھے اور ایک جگہ پر بات چیت بھی چل نکلی تھی امی کتنی خوش تھیں اور میں نے بھی کتنے حسین خواب دیکھ ڈالے تھے ایسے سندر سپنے جن کی تعبیر خود میری سوچوں سے بھی بڑھ کر حسین تھے۔

قندیل بیٹی۔ایک روز امی نے کہا۔۔۔آج تم تیار ہو کر رہنا۔

کیوں امی۔میں نے پوچھا۔

آج گھر میں کچھ مہمان آرہے ہیں امی نے خوشی سے کہا۔

مہمان تو امی روز ہی آتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں نے دھیرے سے کہا۔

پھر نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے تیار ہونا پڑا تھا اور پھر شام کو چند مہمان ہمارے گھر آگئے آتے ہی انہوں نے مجھے دیکھنا شروع کردیا دوسرے دن میرے ہاتھ پر کچھ پیسے رکھ دئے گئے میں نے پیسے لے کر امی کی طرف دیکھا کسی عورت نے میری امی کو مبارک باد دی تھی میں جلدی سے اندر کمرے کی طرف چلی گئی میرے پیچھے ثانیہ بھی بھاگتی ہوئی آگئی۔

باجی منگنی مبارک ہو۔وہ آہستہ سے بولی۔

چل ہٹ چڑیل کہیں کی۔۔۔میں نے شرماتے ہوئے کہا۔

ارے واہ باجی۔وہ ہنس کر بولی اب یوں کام نہیں چلے گا کچھ کھلانا پڑے گا۔

تب مجھے یوں محسوس ہوا جیسے بہت سے ساحر ایک دم آپس میں ٹکرا گئے ہوں مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا مہمان کچھ دن رہنے کے بعد گھر واپس چلے گئے اب تو امی بھی خوش تھی کہ ایک بیٹی کا بار تو سر سے اٹھ رہا تھا میں آج تک اپنے آپ کو منحوس سمجھتی آئی تھی مگر آج میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگی تھی میری زندگی میں اب ہر طرف بہاریں ہی بہاریں تھیں آہستہ آہستہ میرا جہیز بھی تیار ہو رہا تھا اور کپڑے بھی تیار ہو رہے تھے اور پھر ایک دن میں اپنے سرخ دوپٹے پر کرن سجا رہی تھی تو میرے دل میں عجیب سی کسک ہو رہی تھی اب تو مجھے زندگی سے بہت پیار ہو گیا تھا ایسی زندگی سے جس میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں کون پیار نہیں کرتا سب ہی کریں گے جب میں اس گھر کو چھوڑ جاؤں گی جس گھر مین میرا بچپن گزرا ہے تو مسرتوں کے ریلے میں سوچیں دب کر رہ جاتی۔

وقت کے لمحات پر لگا کر اڑتے رہے اس منگنی کو سات ماہ ہو چکے تھے کئی بار امی میرے سسرال گئی تھیں اور کئی بار وہ بھی ہمارے گھر آئے تھے اور اب تو ثانیہ بھی میرے سسرال گئی ہوئی تھی آج جب میں نہا کر کپڑے پہن رہی تھی تو ثانیہ بھی آگئی۔

باجی باجی۔وہ مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔وہ ناں

کیا بات ہے۔۔۔میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

آپ سیدھے منہ بولتی بھی نہیں ہیں اس نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

ارے تم تو ناراض ہوگئی ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا باجی پتہ ہے میں تمہارے لیے ایک چیز لائی ہوں دیکھو گی وہ بچوں کی طرح بولی۔

نہیں مجھے کیا ضرورت ہے میں نے سنجیدگی سے کہا۔

پتہ ہے باجی دولہا بہت ہی خوبصورت ہیں وہ خوش ہو کر بولی۔

پھر میں کیا کروں۔میں نے اسے جواب دیا۔

ان کی تصویر دیکھو گی کیا۔ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

نہیں شکریہ۔ میں نے نہیں دیکھنی میں نے کہا۔
نہ دیکھو۔ مگر میں ان کے گھر سے اڑا لائی ہوں اس نے زور سے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر تانیہ تصویر نکال کر دیکھنے لگی دل تو میرا بھی چاہتا تھا کہ میں بھی دیکھوں مگر شرم وحیا سامنے آرہی تھی۔
یہ لو باجی تانیہ نے میری بے بسی دیکھتے ہوئے کہا تم بھی دیکھ لو تصویر۔
میں نے اس سے تصویر لے لی پورا شہزادہ تھا میری سوچوں سے بھی زیادہ خوبصورت تھا میں نے ایکدم تصویر چھپالی۔
پھر وقت گزر رہا تھا سردیاں اور گرمیاں ختم ہوکر بہاروں کو جنم دے کر گزرتی گئیں۔۔اب ہم نے کافی سارا جہیز بنالیا تھا۔اب قندیل کے لیے ہم نے بہت سار جہیز بنالیا ہے کسی دن جاکر ان سے شادی کی بات طے کریں۔امی ابو سے بولیں۔
میں نے یہ بات سنی تو جھوم اٹھی میں نے کئی بار اپنے چہرے کو آئینے میں دیکھا تو شرما گئی زندگی کتنے حسین لمحات کا نام ہے جب بہت سے لمحات یکجان ہوجاتے ہیں تو زندگی کا نام پاتے ہیں یہ میری اس وقت کی سوچیں تھیں۔
باجی۔ایک روز صبح ہی صبح تانیہ بولی۔یہ دیکھو آپ کے سفید بال پتہ ہے آپ کو آپ بزرگ ہوتی جارہی ہیں پھر اس نے وہ سفید بال اتار کر میرے ہاتھ پر رکھ دیا یہ دیکھ کر میں سن سی ہوگئی میں سوچنے لگی کیا واقعی میں عمر کی اس منزل پر پہنچ گئی ہوں کہ مرے بالوں میں سفیدی آگئی ہے۔قندیل باجی وہ دوبارہ بولی ایسے بال تو آپ کے سر میں بے شمار ہیں۔یہ سن کر میں نے اسے ڈانٹ دیا مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ ہمارے اس چھوٹے سے گھر میں کبھی خوشیاں بھی جنم لیں گی اور پھر میں یہ سوچنے لگی کہ ایسی عمر جہاں سے میری جوانی بڑھاپے کی طرف جارہی ہے مجھے کون اپنائے گا۔مگر یہ سوچ جلد ہی غلط ثابت ہوگئی مجھے تو اپنا لیا گیا تھا میری تو منگنی ہوچکی تھی اس عمر میں تو کئی لڑکیاں والدین کے گھر بیٹھی رہ جاتی ہیں میں کتنی خوش ہوتی تھی جب مجھے احساس ہوتا تھا مگر میری یہ سوچیں کتنی غلط تھیں خوشیاں تو اب جلدی ہی آنے والی تھیں میری شادی کی تیاریاں اب زور سے ہورہی تھیں میں اورامی روز بازار جاتیں کئی چیزوں کی خریداری کرکے گھر آتی تھیں تانیہ اب اس قابل ہوگئی تھی کہ گھر کے کام کو سنبھال سکتی اسی لیے تو ہم روز بازار جاتی تھیں پھر ایک روز ابو میرے سسرال گئے شادی کے لیے بات کی تو انہوں نے دو ماہ کی مہلت مانگی دو ماہ بعد وہ خود ہی کوئی دن شادی کا دے دیں گے میں پھر سوچنے لگی کہ جانے وہ کون سا دن ہوگا جب وہ شادی کے لیے کہہ دیں گے انہ ہی دنوں کی بات ہے جب دو ماہ پورے ہونے کو تھے کہ ان کی طرف سے پیغام آیا کہ ان کے خاندان میں کسی کی وفات ہوگئی ہے یہ خبر سنکر ہمیں بہت ہی افسوس ہوا ابھی شادی کی تاریخ طے بھی نہیں ہوئی تھی اور موت واقع ہوگئی میں پھر بھی پرامید تھی کہ یہ سب تو قدرت کے کام ہیں شادی بھی ہوہی جائے گی مگر شادی لیٹ کردی گئی تھی اب میں سوچتی ہوں تو ایسا محسوس ہوتا کہ قدرت نے شاید میرے ساتھ مذاق کیا تھا مجھے بہاروں کی جھلک دکھا کر خزاؤں میں دھکیل دیا تھا۔
ہمارے ساتھ والے کمرے میں ابھی تک وہی کرایہ دار موجود تھا میں تو کیا گھر کے دوسرے لوگ بھی واقف ہوگئے تھے فیصل ایک چھوٹے سے دفتر میں کام کرتا تھا اور رات کے وقت پڑھتا تھا سخت محنتی قسم کا لڑکا تھا کام سے واپس آتا تو کالج جانے کے لیے تیار ہونے لگتا میں نے کئی بار اسے آتے جاتے ہوئے دیکھا کوئی خاص نقش نہیں تھے رنگ بھی سانولا سا تھا اب تو ہمیں یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ اس کے والدین کسی گاؤں میں رہتے تھے کئی بار جب امی کوئی چیز پکاتی تو اس کے لیے بھی لیجاتی فیصل ہر ماہ کرایہ امی کو

دے دیتا تھا جسے امی مجھے دے دیتی تھیں۔
شادی کیا لیٹ ہوئی ہمارے گھر کے سارے ہنگامے ہی ختم ہو گئے مگر پھر بھی کبھی کبھی بازار سے کوئی نہ کوئی چیز خریدنے کے لیے بازار جانا ہی پڑتا تھا میں اور امی ایک روز بازار گئی ہوئی تھیں باہر تالا لگا ہوا تھا میں تالا کھولا اندر آ گئی اندر کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا امی بھی میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئی تو وہ بھی حیران رہ گئیں۔
تانیہ ارے تانیہ نجانے کہاں مر گئی ہے امی غصہ سے بولی۔امی ابھی باہر جانے کو تھیں کہ تانیہ چھت سے اتری وہ کچھ گھبرائی ہوئی تھی۔
تانیہ تم چھت پر کیا کر رہی تھی میں نے پوچھا۔
میں پڑوس میں فائزہ کے گھر گئی تھی تانیہ نے گھبراہٹ میں جواب دیا۔
بدبخت گھر میں رہا کر اب تم بڑی ہو گئی ہے کسی کے گھر میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کبھی ہو تم امی نے غصہ سے کہا۔
امی ایک کام تھا اس لیے چلی گئی تھی اور پھر ابھی تو گئی تھی تانیہ نے برا مناتے ہوئے کہا۔
آئندہ اگر گئی تو کھال اتار کر رکھ دوں گی امی نے اسے گھورتے ہوئے کہا اب تو جوان ہو گئی ہے کوئی بچی نہیں ہے کہ یوں بھاگتی پھرتی ہے۔ پھر وہ چپ چاپ اندر چلی گئی اس دن کے بعد کبھی تانیہ نے باہر قدم نہ رکھا تھا لیکن پھر بھی وہ عادت سے مجبور ہو کر پردہ اٹھا کر باہر کبھی کبھی جھانک لیا کرتی تھی میں نے کئی بار اسے اس بات سے منع کیا تھا مگر تانیہ مسکرا کر ٹال دیتی تھی امی اور ابو کئی بار میرے سسرال گئے تھے مگر شادی کے دن طویل سے طویل تر ہوتے جا رہے تھے اب تو امی ابو بھی خاموش ہو کر بیٹھ گئے تھے کہ اب جب وہ کہیں گے شادی کر دی جائے گی وہ دن بھی کتنا اداس تھا صبح سے ویرانی چھائی ہوئی تھی دن پر سفیدی کی چادر چھائی ہوئی تھی۔

پتہ نہیں امی میں نے اداسی سے کہا آج کا دن ہے ہر طرف اداسی ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ ہر طرف موت کا سا سکوت ہے پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے تانیہ بھی صبح ہی سے سوئی سوئی نظر آ رہی تھی وہ بار بار پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔امی کے چہرے پر بھی پریشانی نمایاں تھی خود میرا دل بھی اداس اور مرجھایا ہوا تھا۔
امی۔ میں نے کام سے فارغ ہوتے ہوئے کہا بازار سے شلوار کے لیے کپڑا لانا ہے قمیض اور دوپٹہ میرے پاس ہے۔
مجھ سے نہیں جایا جاتا تم خود جا کر لے آؤ ساتھ ہی رنگ بھی پسند کر لینا امی نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
تو کیا میں اکیلی بازار جاؤں گی میں نے پوچھا۔
تانیہ کو ساتھ لے جاؤ دونوں بہنیں خرید کر لے آؤ۔امی نے کہا۔
مجھ سے بازار نہیں جایا جاتا تانیہ ایکدم بول اٹھی خود ہی ساتھ چلی جائیں
اچھا میں خود ہی اس کے ساتھ چلی جاتی ہوں امی نے ہار مانتے ہوئے کہا۔
پھر چند لمحوں بعد ہم دونوں ماں بیٹی بازار جانے کے لیے تیار ہو گئیں میں نے جاتے جاتے تانیہ سے کہا تھا کہ وہ گھر پر رہے امی نے بھی اسے سمجھایا تھا کچھ دیر بعد ہم بازار کی طرف نکل پڑیں آج تو بازار بھی ویران سا لگتا تھا دل ایک انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا نجانے کیا ہونے والا تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔
امی ۔میں نے امی سے پوچھا یہ آج کیسا دن چڑھا ہے مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے موت پھر رہی ہو۔
بیٹی خدا خیر کرے مجھے بھی یونہی محسوس ہو رہا ہے امی نے دکھ سے کہا۔

ہم صبح سے ہی بازار گئی ہوئی تھی اور تقریبا دو بجے واپس آئیں گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا میں نے اندر قدم رکھا تو تانیہ مجھے نظر نہ آئی میں نے امی کی طرف دیکھا تو وہ بھی پریشان ہو گئیں نجانے آج کس کے گھر گئی ہے امی نے غصہ سے کہا اس لڑکی پر سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ میں اندر کمرے میں گئی تو میرا صندوق کھلا ہوا تھا اور اندر کپڑے بکھرے ہوئے تھے میں کانپ سی گئی۔

امی امی کہاں ہیں آپ۔ میں نے جلدی جلدی امی کو آواز دی۔

کیا ہے امی اپنے کمرے سے بولیں۔

اندر تو آؤ۔۔ میں گرتی گرتی بولی۔

جب امی کمرے میں آئیں تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کسی چور نے بڑی دلیری سے چوری کی تھی میرے زیورات کے ڈبے اور پیسے چوری ہو چکے تھے اور میرے قیمتی کپڑے بھی غائب تھے یہ دیکھ کر مجھے تو سانپ سونگھ گیا تھا۔ امی بھی حیران پریشان تھیں کافی دیر تک ہم یونہی کھڑی رہیں آخر تانیہ کو آوازیں دیں مگر تانیہ کہیں بھی نہ تھی امی فورا قریبی گھروں میں گئی فائزہ کا گھر دیکھا مگر وہ وہاں بھی نہ تھی کتنی ہی دیر کے بعد امی تھک ہار کر واپس آ گئیں۔

آلینے دو حرام زادی کو۔ امی ہانپتے ہوئے بولیں نجانے کہاں مر گئی ہے آج تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

امی کافی پریشان تھیں اور خود میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا رہا تھا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا میری زندگی کی خوشیاں برباد ہو گئی ہوں میری زندگی میں اب خزاں کے آثار دکھائی دے رہے تھے زندگی کی تمام رعنائیاں ختم ہو چکی تھیں اور میری حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں میری سوچیں شل ہو چکی تھیں کھلا ہوا صندوق میرا مذاق اڑا رہا تھا اور بکھرے ہوئے کپڑے میری بدنصیبی پر نوحہ خواں تھے۔

ہم دن بھر تانیہ کا انتظار کرتے رہے مگر وہ نہ آئی امی دیوانوں کی طرح ایک گھر سے نکل کر دوسرے گھر جا رہی تھیں مگر تانیہ کہیں بھی تو نہ مل سکی۔

تھوڑی دیر بعد ابو بھی نوکری سے واپس آ گئے تھے انہیں بھی بتایا گیا وہ بھی سن کر حیران رہ گئے کہ زیورات اور پیسوں کے ساتھ تانیہ بھی غائب ہے وہ بھی اسے ڈھونڈنے کے لیے نکل پڑے۔

کچھ پتہ چلا امی۔ امی کافی دیر بعد واپس آئیں تو میں نے پوچھا۔

نہیں۔ وہ مایوسی سے بولیں۔

کہاں چلی گئی ہے وہ۔ میں پریشانی سے پوچھا

پتہ نہیں۔ تمہارے ابو آئے ہیں کہ نہیں۔

آئے تھے وہ بھی اسے ڈھونڈنے گئے ہیں۔

صبح ڈھل کر دوپہر سے شام میں بدل گئی مگر تانیہ نہ مل سکی اب تو ہم بہت زیادہ یہ گھبرا گئے تھے تمام گھر ایک ویرانہ سا بن چکا تھا ہم رو رو کر بے حال ہو رہے تھے تانیہ اغوا ہو گئی تھی یا بھاگ گئی تھی کون جانتا تھا۔

شام کو ابو بھی مایوس ہو کر گھر لوٹے تو امی بے ہوش ہو کر گر پڑیں انہیں غشی پر غشی آ رہی تھی اور خود میرا بھی برا حال تھا ابو الگ پریشان تھے وہ بھی ایک طرف منہ کر کے آنسو بہا رہے تھے۔

ہماری بدنصیبی کا دوسرا دن شروع ہو چکا تھا تانیہ گھر چھوڑ کر جا چکی تھی مگر کس کے ساتھ یہ ایک ایسا سوال تھا جو حل نہ ہو سکا اور پھر چند دن سے فیصل بھی اپنے کمرے میں نہ آیا تو ہمیں پتہ چل گیا کہ فیصل تانیہ کو بھگا کر لے گیا ہے تو کیا تانیہ اور فیصل ایک دوسرے کو چاہتے تھے مگر گھر میں ہماری موجودگی میں ان کی محبت اتنی کیسے بڑھ گئی کہ جس نے تانیہ کو گھر سے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور پھر بھاگتے ہوئے وہ میری شادی کے لیے بنائے گئے زیورات اور پیسے بھی

ساتھ لے گئی یہ ایسی سوچیں تھیں جن کا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تھا تانیہ جسے میری خوشیوں سے زیادہ اپنی خوشیاں عزیز تھیں وہ میرا سب کچھ ہی تو چھین کر لے گئی تھی پہلے پہل تو ہم چپ چاپ تانیہ کو تلاش کرتے رہے مگر جب سب کچھ بے کار ثابت ہوا تو ہم نے پولیس کو رپورٹ درج کروا دی پولیس کی تفتیش اس وقت تک جاری رہی جب تک پیسے روپے کی گاڑی چلتی رہی جیسے ہی دولت رکی تو تفتیش رک گئی پھر آہستہ آہستہ باتیں محلہ تک پھیل گئیں رشتہ داروں نے سنا تو الگ باتیں کیں کہ تانیہ بھاگ گئی ہے۔ یہ ایسی باتیں تھیں جس نے ہماری شرافت کے ماتھے پر بدنامی کا داغ لگا دیا تھا ہماری رسوائیاں ہماری عزت تو پہلے ہی غریبی کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھی سسکیاں لے رہی تھی اور اب تو لوگوں کی انگلیاں بھی ہماری طرف اٹھ رہی تھیں امی کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور ابو بھی سر جھکائے ہوئے محلے سے گزر جاتے تھے دن بدن ہماری بدنصیبی میں اضافہ ہو رہا تھا اس دن تو ہم اور بھی حیران رہ گئے تھے جس دن امی بیماری کی وجہ سے دوائی لینے کے لیے ہسپتال گئی ہوئی تھیں کہ میرے ہونے والے سسرال سے کچھ عورتیں ہمارے گھر آئیں۔

قندیل۔ وہ آتے ہی بولیں ہم نے جو کچھ سنا ہے کیا وہ ٹھیک ہے۔

کیا سنا آپ نے۔ میں کانپتے ہوئے بولی۔

یہی کہ تانیہ گھر سے بھاگ گئی ہے۔ میری ہونے والی ساس نے اکڑ کر کہا۔

میں کچھ نہ بولی اور خاموش ہو کر رہ گئی مجھے اپنا وجود کتنا ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔

کب بھاگی ہے مجھے خاموش دیکھ کر وہ پھر بولیں۔ مجھ سے کوئی بات نہیں ہو رہی تھی اتنی دیر میں امی بھی آ گئیں امی نے آتے ہی سب کو سلام کیا مگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا امی خاموشی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئیں۔

ارے بہن یہ ہم نے کیا سنا ہے میری ہونے والی ساس نے کہا۔

ٹھیک ہی سنا ہے۔ امی نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

تو اس کا مطلب ہے تانیہ کسی کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی ہے وہ تلخ لہجے میں بولیں۔

ہاں بہن۔ میں سوچتی ہوں نجانے میرے خون میں کون سا گندہ قطرہ ہے جو اس کے جسم میں داخل ہو گیا تھا امی نے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب دیا

ہاں بہن کچھ تو اثر ہوا ہی ہوگا تمہارے خون کا ان میں سے ایک بولی۔ یہ سن کر امی کانپ اٹھیں انہیں خاموش دیکھ کر ایک اور عورت بولی۔

آخر بڑوں پر ہی اولاد جاتی ہے۔

آخر اس میں بڑوں کا کیا قصور ہوتا ہے امی بے بسی سے بولیں۔

ہاں ہاں۔ اس میں بڑوں کا کیا قصور جو اولاد کو قابو نہیں کر سکتے ایک عورت بولی۔

امی نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے وہ جتنا برداشت کر رہی تھیں اتنی ہی تلخ باتیں سن رہی تھیں میں اندر ہی اندر کھول رہی تھی۔

آپ سب ہمارا مذاق اڑانے آئی ہیں میں نہ چاہتے ہوئے بھی بول اٹھی۔

لو ان کی بھی سنو میری ساس بولیں ہمیں تو کل ہی پتہ چلا تھا اور تو اور میرا لڑکا اپنے دوستوں کے پاس بیٹھنے کے قابل بھی نہیں رہا نجانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب ہم نے آپ جیسے لوگوں سے ناطہ جوڑا تھا ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم لوگ یہ کرتوت دکھاؤ گے آج ہم آپ سے فیصلہ کرنے آئے ہیں کہ ہماری اور آپ کی رشتہ داری ختم ہو گئی ہے ہمارا آپ سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

نہیں نہیں بہن ایسا ظلم نہ کریں میری بیٹی بے

قصور ہے۔امی نے سسکتے ہوئے کہا۔
تو پھر قصوروار کون ہے۔ پتہ نہیں کل آپ کی یہ بیٹی کیسی نکلے میری ساس نے زور سے کہا۔
بہن خدا کے لیے ایسا ظلم نہ کریں میری بیٹی کی زندگی کا سوال ہے امی روتے ہوئے گڑگڑائیں۔
یہ بھی تو ہماری زندگی کا سوال ہے ایک بہن آوارہ لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی اور دوسری بھی تو اسی پر جائے گی اور پھر ایک ہی ماں کا دونوں خون ہیں میری ساس طنز سے بولیں۔
جو کچھ کہنا ہے کہہ لو بہن مگر میری بیٹی کو اتنی بڑی سزا نہ دو امی نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔
بس بس ہم نے جو کہنا تھا کہہ دیا ایسی بہو کو کون گھر بسائے گا میری ساس اٹھ کر جانے لگیں تو امی نے ان کے پاؤں پکڑ لیے ہاتھ جوڑ کر میری خوشیوں کی بھیک مانگی مگر وہ نہ مانیں۔
امی جانے دیں ان بے حس پتھروں کو۔ میں نے روتے ہوئے کہا۔آپ ان سے کیوں بھیک مانگ رہی ہیں۔
قندیل امی روتے ہوئے بولیں تم نہیں جانتی یہ دنیا ہم غریبوں کو کتنی سخت سزائیں دیتا ہے غریب تو پیدا ہی تماشہ بننے کے لیے ہوتے ہیں پھر تو نہیں جانتی اگر تمہیں ایک جگہ سے جواب مل گیا تو تمام عمر یونہی گھر پر بیٹھی رہو گی۔
ٹھیک ہے امی میں ان پتھروں سے سر پھوڑنے سے بہتر ہے کہ گھر پر بیٹھی رہوں میں یہ کہہ کر بے ہوش ہوگئی شام کو ابو کو پتہ چلا تو وہ بھی رونے لگے یہ کیسی بے بسی کے آنسو تھے۔
تب مجھے محسوس ہوا تھا کہ بعض اوقات انسان بھی کتنا بے بس ہوتا ہے انسان ہی انسان کا مذاق اڑاتا ہے یہ معاشرہ ہم جیسے دکھی لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے طنز کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں سے ہمارے جسموں کو چھلنی کرتا ہے میں اجڑ چکی تھی میری خوبصورتی سوچیں اجڑ چکی تھیں اور میرا اپنا حال کسی بیوہ کی طرح تھا ایسی بیوہ جو شوہر کی موت پر نہ رو سکتی ہے اور نہ ہی ہنس سکتی ہے۔
پھر ابو نے کئی بار کوشش کی کہ ہماری رشتہ داری نہ ٹوٹے مگر یہ نہ ہونا ممکن نہ تھا سسرال والوں نے مجھے جواب دے دیا تھا۔
اب تو میں خود اس زندگی سے تنگ آ چکی تھی کیسا انصاف ہے اس معاشرے کا جرم کوئی کرے اور سزا کسی اور کو ملے بے قصور انسان بھی کتنا بے بس ہوتا ہے وہ نہ تو اپنے لیے انصاف کی طلب کا حق رکھتا ہے اور نہ ہی غلط فیصلے پر احتجاج کر سکتے ہیں اب تو یہ زندگی کی گاڑی گھسیٹتے ہوئے میرے پاؤں بھی شل ہو چکے ہیں۔
تانیہ نجانے کہاں ہے اور کس حال میں ہے کوئی نہیں جانتا مگر جاتے ہوئے جس عذاب میں ہمیں مبتلا کر گئی ہے شاید اس کی سزا سے ہمیں موت بھی نہ چھڑا سکے تانیہ کو گھر سے بھاگے ہوئے کئی سال کا عرصہ بیت چکا ہے مگر ابھی تک اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔
یہ دنیا ہے یہاں تو سب ہی مذاق کرتے ہیں مگر بے بس مجبور انسان کی مدد نہیں کر سکتے ہم نے انصاف کی کتنی ہی کرسیوں کو پکڑ کر دہائیاں دیں ہم نے تھانے اور چوکیوں میں اپنی بہن کی بازیابی کے لیے کئی بار درخواستیں دیں مگر کسی نے اس پر عمل نہ کیا۔
اب تو میں اس سٹیج پر آ گئی ہوں جہاں آ کر مجھ جیسے انسان کو کاتب تقدیر سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اب مجھے کسی سے کوئی ہمدردی نہیں رہی یہاں تو اپنا خون بھی اپنے خون کی بولی دے دیتا ہے یہاں تو ایک خون سے پیدا ہونے والے دو انسان ایک دوسرے کو اپنی خواہشات کی سولی پر چڑھا کر خوشیاں مناتے ہیں میں زندگی سے مایوس ہو چکی ہوں میرے ماتھے پر میری بھاگنے والی بہن کے قدموں کی دھول

پڑی ہوئی ہے اسی لیے تو جب کبھی میری شادی کی بات چلتی ہے تانیہ پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔

کاش کوئی مجھے بتادے کہ اپنی خواہشات کی سیج سجانے والی لڑکیاں تو ماں باپ کو یوں رسوا کر کے چلی جاتی ہیں وہ اگر جرم کرتی ہیں تو سزا بھی انہی کو ملنی چاہیے ان کے جرم کی سزا پیچھے رہنے والوں کو کیوں ملتی ہے یہ معاشرہ انکے جرم کی سزا ہم جیسے لوگوں کو کیوں دیتا ہے۔

بوڑھا وقت گزرتا جا رہا ہے میں سسک سسک کر زندگی کی گاڑی دھکیل رہی ہوں میرے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے میرے بالوں کی سفیدی بھی تو میرا مذاق اڑا رہی ہے۔

اب تو مجھے اپنے آپ سے بھی نفرت ہونے لگی ہے مجھے نفرت ہے ایسی زندگی سے جس میں اب کوئی رعنائی نہیں ہے کاش میں بھی دولت مند ہوتی تو آج میری خوشیاں یوں سرعام دوسروں کی خواہشات کی بھینٹ نہ چڑھتیں کاش ہم بھی دولت منت ہوتے تو آج ہم معاشرے کے لیے ایک بوجھ نہ ہوتے اب تو زندگی خود ہم سے پشیمان ہے پشیمان ہو بھی کیوں نہ بھوک رسوائی سب کچھ ہی تو ہمارے حصہ میں آ گیا ہے میں لاکھ چاہتی ہوں کہ ان یادوں کا گلا گھونٹ دوں مگر یہ میرے بس میں نہیں ہے ورنہ میں ان یادوں کو ذہن سے ہمیشہ کے لیے مٹا دیتی لیکن میں جینا بھی تو نہیں چاہتی۔

اسی لیے تو کل جب ڈاکٹر نے امی کو بتایا کہ مجھے کالا یرقان ہے۔

یہ سن کر میں کتنا خوش ہوئی تھی کہ چلو اس سسکنے سے تو جان چھوٹ جائے گی میں چاہتی ہوں کہ ان بے رحم یادوں کو نوچ پھینکوں جن کا کبھی مجھ سے رشتہ تھا۔

میرے ذہن میں اب بھی اس ظالم انسان کی تصویر ابھر رہی ہے وہی ظالم علی جو میرا منگیتر تھا میں چاہتی ہوں کہ اپنے ذہن سے اس نام کو مٹا دوں مگر اس سے کیا ہوگا کچھ بھی تو نہیں میں تو چاہتی ہوں کہ اس زندگی سے ہی منہ موڑلوں مگر مجھے ابھی اور جینے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے میں کیسے زندہ رہ سکتی ہوں زندگی کے اس دہکتے ہوئے آلاؤ میں میری حالت اس کچی دیوار کی سی ہے جسے مٹی کے لیپ سے چند دن اور گزارنے کی مہلت دے دی جاتی ہے مجھے بھی بناوٹی باتوں سے اس کھوکھلی زندگی کے لیے جینے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔

میری خواہشات میری تمنائیں سب کچھ تو ختم ہو چکی ہیں پھر کیوں جیوں اسی لیے تو زندگی سے منہ موڑنے کی کوشش میں مصروف ہوں میں نے کئی بار ڈاکٹر سے کہا ہے کہ وہ مجھے زہر دے دے مگر نجانے ڈاکٹر کیوں ڈرتا ہے وہ تو مجھے صرف مسکرانے اور جینے کی امید دلاتا ہے کتنا بھولا ہے ڈاکٹر وہ یہ نہیں جانتا کہ میں تو دکھوں کو اپنے سینے میں بسا رکھا ہے وہ مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں یہ انسان تو نہیں کہ راہ چلتے ہوئے ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

یہ دکھ ہیں میرے اپنے دکھ یہ بند کمرے کی اس دلہن کو اپنے ساتھ ہی لے کر جائیں گے نجانے کب ان دکھوں کو اپنے سینے سے لگائے اس دنیا سے ناطہ توڑ لوں کوئی بھی نہیں جانتا مگر میں جانتی ہوں کہ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب میں اس دنیا سے منہ موڑلوں گی۔

شعر میرے کہاں تھے کسی کے لئے
میں نے سب کچھ لکھا ہے تمہارے لئے
اپنے دکھ سکھ بہت خوبصورت رہے احسان
جیتے بھی تو صرف ایک دوسرے کے لئے
✪ .... احسان سحر۔میانوالی

میرے دل کے اک کونے میں ایک معصوم بچہ
بڑوں کی دنیا کو دیکھ کر بڑا ہونے سے ڈرتا ہے
✪ .... احسان سحر۔میانوالی

جھلسی محبت

---تحریر: ثمر احمد۔ کراچی

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں آج پہلی بار آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔ جھلسی محبت۔ کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گی کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتی رہوں گی میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہو گا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

وہ دلہن بنی میرے کمرے میں بیٹھی تھی آج بھی اس کے روپ میں وہی چاند چمک رہے تھے پر آج ہمارے درمیان انمول محبت ہی سو چکی تھی اور اس کی ذمہ دار وہ خود ہی تھی قدرت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں جو ہم انسان سمجھ نہیں پاتے ایسا ہی کچھ میرے ساتھ یعنی تاج علی کے ساتھ ہوا۔

• یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں صرف ساتویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ بچپن کے اس دور میں بھی بہت دل پھینک عاشق مشہور تھا وہ دن کی ایک خوبصورت دوپہر تھی اگست کی بارش تھم چکی تھی لوگ موسم کا مزہ لینے سڑکوں کے کونے یا دکانوں میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے بچے سب مل کر کھیل رہے تھے میں بھی اپنے ایک دوست کے ساتھ موسم کا مزہ لینے نکلا تب ہی وہ غضب کی صورت والی دکھائی دی بارش کے جمع پانی سے وہ پریشان ہوتی ہوئی تیز تیز قدم اٹھائے جا رہی تھی آسمانی رنگ کی قمیض شلوار جس پر چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے پل بھر میں میں اپنا دل دے بیٹھا میں کئی دور تک اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا میں بھول گیا تھا کہ میں اپنے دوست کے ساتھ تھا میں تو بس اس دل کش روپ کو کھڑا تکتا رہا جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو مجھے اپنے دوست کا خیال آیا جو پاس ہی اک دکان پر بیٹھا مجھے دیکھ کر مسکرا کر بولا کیوں میاں مجنوں محبت ہو گئی ہے آپ کو میں نے شرماتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ ہمارے گھر سے کچھ ہی فاصلہ پر ایک گھر میں رہنے آئی تھی میں اکثر آتے جاتے ہوئے اسے دیکھتا تھا وہ بھی مجھے دیکھتی ہم محلے کے ایک پارک میں ہر شام ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے میں اس کے پیار میں گرفتار ہو گیا تھا یہ میں اپنا حال دل کیسے کہوں سمجھ نہیں آتا تھا

ایک روز ہم پارک میں ایک دوسرے کو دیکھ کر



مسکرا رہے تھے آج وہ روز کے دنوں سے زیادہ ہی خوبصورت لگ رہی تھی میں نے نظروں سے اس کی تعریف کی تو وہ شرما گئی میرے دل میں کئی پھولوں کی بارش سی برسنے لگی پھر وہ میرے نزدیک سے جاتے ہوئے ایک سفید سا کاغذ پھینک گئی میرا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا میں نے ہمت کر کے کاغذ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا کہ کسی نے دیکھا تو نہیں ہے جانے کیا لکھا ہوگا اب میرا سارا دھیان اس پہلی محبت کے پہلے خط پر تھا جو اس وقت میری جیب میں تھا میں گھر جانا چاہتا تھا پر میرے دوست تیار نہ ہو رہے تھے آخر میں نے سر درد کا بہانہ کیا اور گھر آ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

آپ کی نگاہوں میں میں نے اپنے لیے محبت دیکھی ہے اس لیے یہ خط لکھنے کی گستاخی کر رہی ہوں میں کل اس خط کے جواب کا انتظار کروں گی یہ ہماری محبت کے آغاز کا دور تھا پھر خطوں کا یہ سلسلہ شروع ہو گیا کبھی ہم خطوں کے ذریعے بات کرتے رہے پھر ہم نے فون پر بات کرنی شروع کر دی ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا میں نے اسے ایک موبائل تحفے میں دیا اس کے گھر والے بہت ہی سخت تھے فون کا تحفہ اس کی سہیلی کی طرف سے سمجھ کر کوئی گھر میں لڑائی نہ ہوئی وہ بہت خوش ہو کر بار بار مجھے لویو کہتی رہتی اب ہم ایک دوسرے کو اپنا مان کر میاں بیوی کی طرح بات کرتے تھے وہ میری پسند کے کپڑے اور میں اس کی پسند کی چیزیں پہنتا تھا۔ ایسی ہی محبت کو ساتھ لیے ہم دونوں جوان ہو گئے تھے ہمارے گھر ساتھ ساتھ تھے ہم ساتھ کالج آتے جاتے تھے میں نے اس کی محبت میں کئی شعر لکھے تھے شاعری کی پر اس کو شاعری پسند نہ تھی وہ بس اس لیے خوش ہوتی تھی کہ یہ تمام الفاظ میں اسکے لیے اس کے پیار میں لکھتا تھا میں آپ لوگوں کو اس کا نام بتانا بھول گیا اس کا نام انائیا تھا وہی میری زندگی میری ساتھی کائنات تھی وہ اکثر میرے سر کے بال چھو کر کہتی۔

تاج تم سر کے ان بالوں سے پاؤں کے ناخن تک میرے ہو تم میرے ہی رہنا۔ مجھے اس کی یہ ادا پر بہت ہی پیار آتا جب جب وہ حق سے مجھے اپنا کہتی میں ہواؤں میں اڑنے لگتا اور محبت سے میں اسکے لیے کوئی نہ کوئی تحفہ لے آتا انٹر کے بعد اس نے پڑھائی چھوڑ دی اور میں یونیورسٹی جانے لگا اب وہ اکثر مجھ سے لڑتی اور مجھ پر شک کرتی میں ہر بار اس کو منا لیتا پر وہ اگلے دن پھر مجھ پر شک کر کے مجھ سے لڑتی کہ تم دوسری لڑکیوں میں دلچسپی لیتے ہو پر میں اسے یقین دلانے کے بعد منا لیتا اور اپنی محبت کا اظہار کرتا پر دن بدن کی بڑھتی ہوئی لڑائی اور شک نے ہمیں پریشان کر کے رکھ دیا تھا اب لڑائی ہوتی تو ہم اکثر دو دو دن تک آپس میں بات نہیں کرتے تھے مجھے اس پر بہت غصہ آتا کہ میں سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنا بنایا ہے اور وہ بے وجہ کا شک کر کے مجھ سے ہفتوں بات نہ کرتی میں اس سے بات نہیں کروں مجھے چین نہیں ملتا تھا میں اداس ہو جاتا تھا۔ اور پریشانی سے پاگل سا بن جاتا تھا۔

ہماری بات ہوئے پورا ایک مہینہ ہو گیا۔ کہاں ہم ایک دن سے زیادہ ایک دوسرے سے دور نہیں رہ پاتے تھے اور کہاں ایک ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا میری حالت پاگلوں کی جیسی ہو گئی میں نے خود کو مصروف رکھنے کے لیے پڑھائی کے ساتھ نوکری بھی کر لی میں اس کے ساتھ آٹھ سال سے ساتھ تھا میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی اپنی غلطی بھی ہو وہ تب بھی آ کر مجھے نہیں منائے گی نہ ہی بات کرنے میں پہل کرے گی۔ پر اس بار بہت حد ہو گئی تھی اسنے ایک شک کی بنا پر مجھے بہت برا بھلا کہا تھا کئی بار میرا فون اٹھا کر بند کر دیا تھا اب یہ سب مجھے قبول نہ تھا میں اس سے محبت عزت چاہتا تھا پر وہ شک کی بنا پر مجھ سے لڑے بیٹھی تھی وقت تیزی سے بیت رہا تھا پر وہ نہ آئی شاید

اسے آنا ہی نہ تھا میں نے اس کو بھولنے کی کوشش کی پر یہ میرے لیے ناممکن تھا آخر کار میں نے خود ہی ہتھیار ڈال دیئے اس کو فون کیا تو ساری رات ہی ہوا پھر اس کا فون بند ہو گیا میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا مجھے اس کی ہر بات یاد آنے لگی میں تڑپ رہا تھا اگلے روز وہ مجھ سے ملنے پارک آئی اور اس نے مجھ سے جو کہا اس نے میری زندگی کو بالکل برباد کر دیا۔ اس نے کہا اب وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے جو صرف اس کا دیوانہ ہے جس کی زندگی دل میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہے میرے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے میں اس کے قدموں میں بیٹھ گیا ہاتھ جوڑ کر میں نے اس سے کہا کہ میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں میں تمہارے بن جی نہیں سکتا میری زندگی میں واپس آ جاؤ میری رگ رگ میں تمہارا ہی پیار ہے میری زندگی میں واپس آ جاؤ پر وہ کسی بے جان پتھر کی طرح بیٹھی مجھے روتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ مسکرا کے بولی۔

اب بہت دیر ہو گئی ہے تاج میں کسی اور کی ہو گئی ہوں پھر اس کے فون پر اس کے نئے ساتھی کا فون آنے لگا اور وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی میں تو جیتے جی مر گیا تھا وہ میری زندگی سے ہمیشہ کے لیے جا چکی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں اسے کیا کہوں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا میں اپنے کمرے میں بند پڑا روتا رہتا لیکن آخر کب تک۔ میرے چہرے کی ساری مسکراہٹ بالکل ختم ہو چکی تھی مجھے محبت سے نفرت ہو گئی تھی اس کی بے وفائی پر مجھے یقین نہ آتا تھا میرا سب کچھ برباد ہو چکا تھا میرے یار دوست سب چھوڑ چکے تھے لوگ حیرت سے مجھے پوچھتے کہ میں کیا وہی ہوں جو ہر وقت ہر کسی کو ہنساتا تھا اور خود بھی ہنستا تھا ہر کوئی میری حالت دیکھ کر میری خیریت معلوم کرتا محلے کے ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شاید مجھ پر کسی بھوت کا سایہ ہو گیا ہے میری ماں نے بہت کوشش کی کہ میں شادی کر لوں پر میں نے ان کو صاف انکار کر دیا اور پھر خود کو نوکری اور پڑھائی میں مصروف کر لیا۔ ایسا میرے ساتھ ہو گا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری انا کا مجھ سے بے وفائی کرے گی پر میں نے خود کو سب سے دور کر لیا تھا۔ اور اپنی زندگی کو ٹھکانے لگانے میں مصروف ہو گیا تھا میرے تمام بہن بھائی اپنی اپنی زندگیوں میں مگن ہو چکے تھے میں اس بے وفا کی بے وفائی کو دل سے لگائے ہوئے پل پل مر رہا تھا اس تنہائی کو گلے لگائے ہوئے دس سال بیت گئے تھے اس دوران اس کی شادی کی خبر بھی آئی تھی محبت اپنی جگہ میرے دل میں بنائے بیٹھی تھی پر پیار کے ان آٹھ سالوں کو بھلا کر جو بے وفائی کا تحفہ اس نے مجھے دیا اس زہر نے میرے اندر نفرت کی آگ جلا دی تھی محبت قدرے کم نفرت بڑھ گئی تھی غصہ کی آگ تھی جو دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی مجھے بھی غصہ آتا تو کبھی رونا آتا کہ اتنے سال محبت کر کے ساتھ رہے پھر وہ بے وفا کیوں ہو گئی۔ کیسے ہو گئی۔ یہ دس سال کالے بادلوں کی طرح پل پل مجھ پر برستے رہتے تھے ماں نے جب اس کی شادی کا ذکر مجھ سے کیا تو میں نے بنا کچھ جانے ہاں کر دی کیونکہ میں اس کی بربادی کی کہانی خود اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا اس نے ایک سچے مرد کی محبت کو پہلے شک کا نشانہ بنایا پھر بے وفائی دے کر پل پل مرنے کے لیے چھوڑ گئی اب وہ بے سہارا تھی اس کے والدین کی عزت کے لیے میں نے اس کو اپنا بنا لیا آج وہی میری انا بنا میری دلہن بنے بیٹھی تھی اور میں اس کی بربادی کی کہانی سننے کے لیے بے چین تھا۔ آج دل میں محبت نہ تھی بلکہ نفرت کی آگ کا گہرا رنگ تھا۔ میں اس سے بیوی کا حق لینے نہیں بلکہ اس کی کہانی سننے کے لیے اس کے کمرے میں داخل ہو گیا۔۔

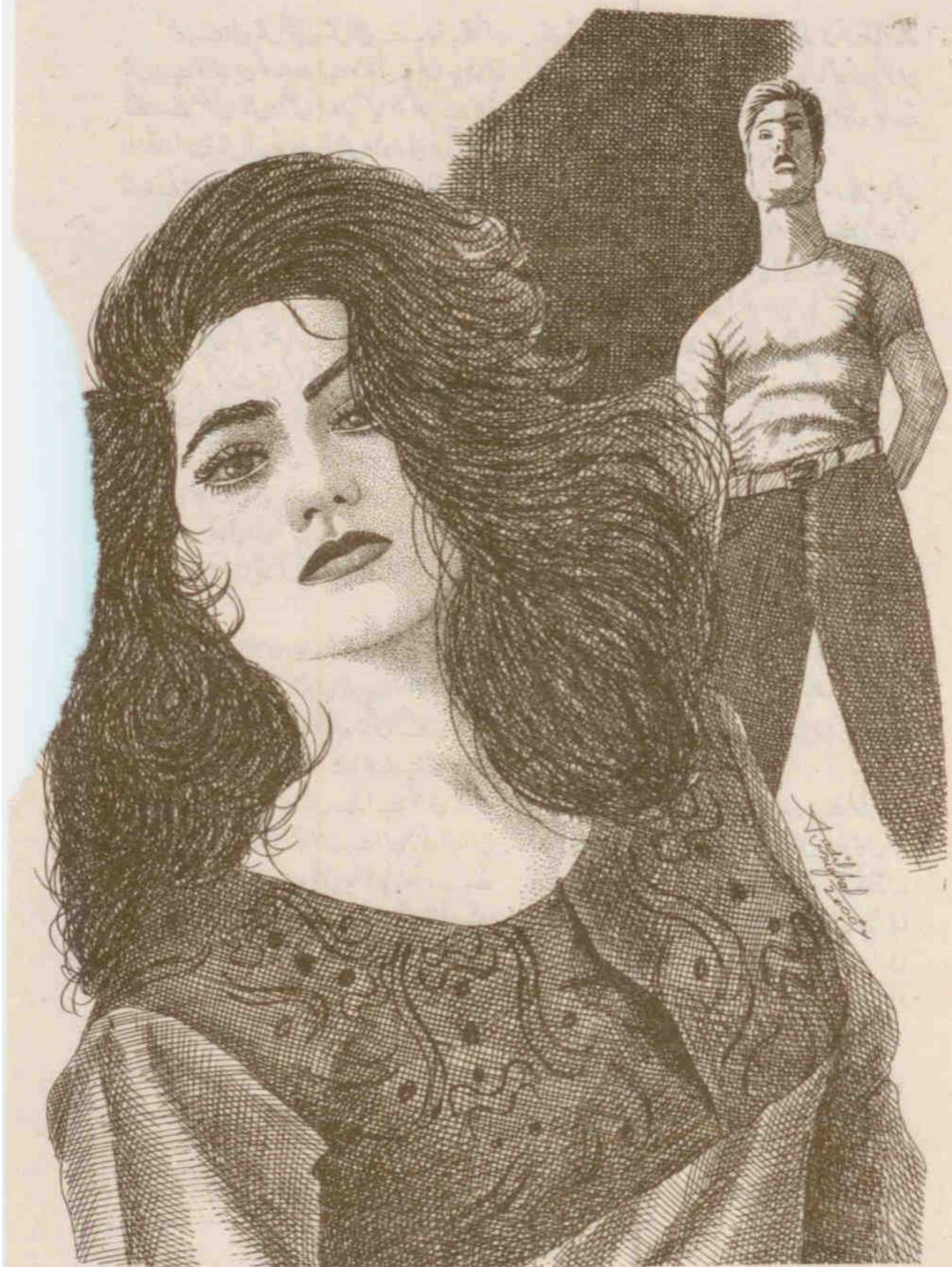
قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

تقدیر کی جیت

---تحریر: خرم شہزاد مغل ۔ بھمبر ۔ اے کے ۔ 0344.5078038

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پہلی بار آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔ تقدیر کی جیت ۔ کے ساتھ حاضر ہور ہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

کیا کسی نے خوب کہا ہے کہ قسمت کا لکھا کوئی بدل نہیں سکتا ہے۔ قارئین کرام اسی حوالے سے ایک کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں اس کو کہانی تو نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ حقیقت ہے وہ لوگ جو قسمت اور تقدیر پر یقین نہیں رکھتے ہیں ان کے لیے ایک سبق ہے انسان جتنی مرضی کوشش کر لے وہ قسمت کو نہیں بدل سکتا اللہ پاک نے انسان کی جو بھی تقدیر لکھی ہے اس پر صبر و شکر کرنا چاہیے وہ کہتے ہیں ناں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے بس یہی ایک بات ہے جو انسان کو صبر کرنے پر مجبور کرتی ہے انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہوتا ہے یہ حقیقت پر مبنی کہانی میرے اک دوست کی ہے آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔
مانا کہ زمانہ بے رحم ہے بے وفا ہے مگر پھر بھی
جو خلوص دل سے کوئی ملے تو اسے ٹھکرایا نہیں کرتے
میرا نام آفاق ہے ہم دو بھائی اور تین بہنیں ہیں میں نے جب آنکھ کھولی تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی مرضی سے میرا خاندان غریب تھا لیکن ہم سب گھر والے غریب ہونے کے باوجود بھی شکر گزار عاجز وانکسار بہت زیادہ تھے ہمارا خاندان ایک اسلامی خاندان ہے میرے دادا ابو بہت بڑے حکیم اور حافظ قرآن تھے اللہ پاک ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ میرے والدین پڑھے لکھے ہوئے نہ تھے لیکن انہوں نے میرے پڑھانے پر پوری توجہ دی اور پوری دلجوئی اور توجہ سے مجھے پڑھایا مجھے شروع میں گاؤں کے سکول میں داخل کروایا گیا یوں میری زندگی کا آغاز ہوا میں شروع ہی سے بہت زیادہ لائق تھا ہر کلاس میں اول آتا زندگی کے دن گزرتے گئے اور میں نے آٹھویں کا امتحان پاس کر لیا جب آٹھویں کا رزلٹ آیا تو میں بہت ہی اچھے مارکس آئے میرے والدین اتنے خوش ہوئے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔



میرے دل میں بچپن میں ہی سے یہ جذبہ تھا کہ میں اپنے والدین کو بہت زیادہ خوش دیکھنا چاہتا تھا مجھے نئے سکول میں داخل کروایا گیا جو گھر سے کافی دور تھا راستے میں آنے جانے میں دشواری ہوتی لیکن میں نے ہمت نہ ہاری مجھے ہر وقت یہ شعر یاد آ جاتا۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اور اونچا اڑانے کے لیے

کچھ دنوں کے بعد گرمیوں کی چھٹیاں آ گئیں اور میں گرمیوں کی چھٹیاں میں اپنے قریبی رشتہ دار وں کے گھر گجرات چلا گیا مجھے شروع ہی سے اسلامی لوگ بہت پسند تھے اور اسی طرح مجھے اسلامی لڑکیاں بھی بہت اچھی لگتی تھیں ایک دن میں اپنے رشتہ داروں کی چھت پر گیا کچھ دیر بعد ہمسائیوں کی چھت پر ایک لڑکی دکھائی دی جس کے زیب وتن پر لباس ہی ایسا تھا کہ ظاہر ہوتا تھا کہ ایک شریف اور اسلامی لڑکی ہے۔

کاش مجھے معلوم ہو جائے تیری سوچ کا محور
میں اپنے آپ کو تراشوں تیرے اندازِ نظر سے

چونکہ مجھے اتنی خاص دلچسپی نہ تھی لڑکیوں میں تو اس وقت اس کو غور سے نہ دیکھا اور اپنے کام میں مصروف رہا دوسرے دن میں نے اپنے کزن جو کہ میرا ایک اچھا دوست بھی تھا اس سے اس لڑکی اور اس کے گھر والوں کے بارے میں جاننا چاہا، تو اس نے بتا دیا کہ یہ بہت ہی شریف گھرانا ہے اور بھی کافی کچھ اس نے لڑکی کے بارے میں بتایا۔

اس کا نام حنا ہے۔

تیسرے دن میں نے اس لڑکی کی طرف غور سے دیکھا کافی خوبصورت لڑکی تھی مجھے بہت اچھی لگی پھر تقریباً چار سے پانچ دن میں نے اس لڑکی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن نہ کر سکا مجھے اس وقت پتہ نہیں تھی کہ یہ بھی قسمت کا کھیل ہوتا ہے جب بھی رابطہ کرنے کی کوشش کرتا کوئی نہ کوئی بندہ درمیان میں آ جاتا بعض اوقات میں خود رابطہ نہ کر سکتا کچھ دنوں کے بعد میں گھر آ گیا اور میرے ساتھ میرا کزن بھی آیا کچھ دن رہنے کے بعد جب وہ واپس جانے لگے تو میں نے اپنے کزن سے کہا۔

وہ میرے ابو جان سے کہیے کہ وہ پھر ساتھ جانے کی اجازت دیں اس نے ابو جان سے بات کی ابو جان نے کافی اصرار کرنے پر اجازت دے دی۔ میں وہاں جا کر پھر سات آٹھ دن رہا لیکن پھر ان دنوں میں وہی سلسلہ جاری رہا جب بھی رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ناکام ہوتا اور پھر میرے گھر والوں نے مجھے واپس بلا لیا۔ میں نے اپنے کزن سے کہا تھا۔

مجھے کسی طرح سے اس لڑکی کا نمبر تلاش کر کے دو میرے دل میں کوئی بری خواہش نہیں تھی میرا دل بالکل صاف تھا بس مجھے اس لڑکی کے اسلامی ہونے کی وجہ سے مجھے اچھی لگی تھی واپس آنے پر میں اپنی زندگی میں پھر سے مصروف ہو گیا میں پانچ وقت کی نماز باقاعدہ ادا کرتا تھا ایک دن نماز کے بعد گراؤنڈ میں کھیلنے چلا گیا جب کھیل کر واپس آ رہا تھا تو مجھے اسی میرے کزن کی کال آئی جس میں نے نمبر کا کہا تھا اس نے مجھے کہا۔

آفاق ان کا نمبر مل گیا ہے میں بہت خوش ہوا اور اس کا شکریہ ادا کیا دوسرے دن میں نے کال کی خوش قسمتی سے کال اسے نے پک کی میں نے کچھ نہیں بتایا بس پوچھا آپ حنا بات کر رہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ ابھی نماز کا وقت ہے آپ کو کال کروں گا۔ وہ چپ رہی۔

دوسرے دن میں نے کال کی تو وہ بہت ہی پریشان تھی کہ میں کون ہوں میں نے اس کو اپنے بارے میں سب کچھ بتایا اس نے مجھے پہچان لیا اور پھر اسے تمام خیالات کے بارے میں آگاہ کیا اس نے کہا۔

مجھے پتہ ہے کہ آپ بھی بہت شریف ہیں اوراسلامی لڑکے ہیں لیکن میں آپ سے بات نہیں کرسکتی میری مجبوری ہے میرے گھر والے اس بات کواچھا نہیں سمجھتے ہیں۔

میں نے بہت اصرار کیا لیکن وہ نہ مانی پھر میں ایک دودن بعد کال کرتا لیکن وہ نہ اٹھاتی اسی طرح اس بات کو ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت گیا وہ میری کال پک کرتی کبھی کبھی لیکن بڑی منت سماجت کے بعد اسی دوران ایک کزن کی شادی آگئی وہ ان کے بھی رشتہ دار تھے وہ بھی اس شادی پر گئی میں بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کررہا تھا آخر وہ آگئی میں شادی کے دن سارا دن مصروف رہا عصر کے بعد مجھے پتہ چلا کہ انہوں نے واپس جانا ہے میں عصر کی نماز پڑھنے مسجد میں گیا وہاں نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد ایک طرف ہوکررو پڑا اور دل سے دعا مانگی۔

اے پروردگار آج یہ نہ جائیں پھر میں واپس آگیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابھی تک وہیں تھے اب مجھے یقین ہوگیا کہ سچے دل سے دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے وہ آج میری طرف دیکھ رہی تھی مجھے بہت اچھا لگا شام کو کھانے کے بعد وقت میں نے پانی مانگا اپنی کزن سے وہ بہت مصروف تھی اس نے حنا سے کہا تو وہ نہ نہ کرتی رہی لیکن آخر کار اسی کو پانی پلانا پڑا۔ آخر کار رات ہوگئی اور پھر رات گزر گئی مجھے واپس جانا پڑا پھر گھر آکر اس سے رابطہ کرنا چاہا لیکن نہ ہوسکا میں نے گھر والوں کو اس لڑکی کے بارے میں بتادیا۔ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ ہم وہاں شادی نہیں کرنا چاہتے میں پریشان ہوگیا اس لڑکی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو پا رہا تھا۔

پھر ایک دن اس نے مجھے رابطہ ہونے پر صاف کہہ دیا کہ میں اسے کال نہ کیا کروں مجھے بہت دکھ ہوا میں مسجد میں چلا گیا اور رونا شروع کردیا میں اپنے پروردگار سے یہ ہی کہتا رہا کہ مجھ سے وہ کون سی غلطی ہوگئی ہے کہ مجھے ہر کوئی اگنور کرتا ہے اس لڑکی نے مجھے ٹھکرادیا ہے چونکہ میرے والدین بھی اس میں خوش نہ تھے اس لیے میں آخری بات اس لڑکی کو کال کی معذرت کی کہ میں نے آپ کو تنگ کیا پھر اس کے بعد میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد دوسرے شہر کالج چلا گیا اور اپنی پڑھائی میں مصروف ہوگیا وہاں میں ایک اکیڈمی میں پڑھاتا تھا وہاں ایک لڑکی بھی پڑھاتی تھی وہ بھی مجھے اچھی لگنے لگی شریف ہونے کی وجہ سے بہت اچھی لگی۔

قارئین کرام آپ کو آگاہ کرتا چلوں کہ لڑکیوں کو دیکھنا ان سے بات کرنا میری عادت نہ تھی میں تو بس ایک اسلامی لڑکی کی تلاش میں تھا تا کہ اس سے شادی کرسکوں میں نے اس لڑکی سے بھی رابطہ کیا یہ لڑکی اتنی پیاری اور شریف تھی کہ اس کی تعریف بیان کرنا تعریف سے باہر تھا میں اس کو دیکھنے کے لیے اس کے گھر کے پاس کئی چکر لگاتا رہتا۔ رابطہ کرنے پر اس لڑکی نے بھی کہا نہیں میں ایسا نہیں کروں گی میں آپ سے شادی نہیں کرسکتی ہوں کافی دنوں تک اس کی منت سماجت کرتا رہا لیکن اس کے کان تک جوں تک نہ رینگی۔

اپنا سب کچھ دے رہے ہیں ہم چاہت میں
نہ جانے پھر بھی لوگوں کی نگاہیں کیوں بدلتی ہیں

پھر میں بارگاہ الٰہی میں آیا اور بہت رویا مجھے جب بھی کوئی دکھ ہوتا ہے میں مسجد میں چلا جاتا ہوں اور خوب آنسو بہاتا ہوں پھر میں نے اس لڑکی سے بھی سوری کہا۔

میری وجہ سے خوامخواہ اس کو پریشانی ہوئی ہے میری تو قسمت ہی ہاری ہوئی ہے۔

آج مجھے میری کزن نے میسج کیا وہ میرا بہت ہی خیال رکھتی تھی ہر وقت میری تعریف کرتی لیکن جیسے ہی اس کو میں نے کہا۔

تم میرے ساتھ شادی کرو آپ مجھے اچھی لگتی ہو

اس نے مجھ سے رابطہ ہی ختم کر دیا اور پھر جب میں نے اس کو ایک بار ایم ایس ایم کیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا کہ میں اسے میسج کرتا ہوں اس نے گھر والوں نے مجھے کچھ نہ کہا لیکن میرے گھر والوں نے مجھے خوب کھری کھری سنائیں۔

اس سے معافی مانگی اور اس سے بات کرنا چھوڑ دیا مجھے بہت دکھ ہوا میرے ذہن میں ہر وقت یہی سوال رہتا تھا کہ اے پروردگار مجھ سے کوئی پیار نہیں کرتا ہے میں اکیلا ہوں کاش میرا بھی کوئی اپنا ہوتا جو میرا بہت خیال رکھے اور مجھ سے بہت پیار کرے آخر میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

انہی دنوں میں عید کے روز میں اپنے ابو جان کے ماموں کے بیٹے یعنی ابو کے کزن جو میرے چاچا لگتے ہیں ان کے گھر گیا انکا گھر ہمارے محلے میں ہی تھا ان کی ایک بیٹی تھی میں نے کبھی پہلے اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا اور نہ ہی کبھی اس سے بات کی تھی وہ ایف اے کے بعد مدرسے میں پڑھتی تھی جب ان کے گھر گیا تو وہ نماز پڑھ رہی تھی مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر بہت ہی اچھا لگا۔

میں نے اپنے ایک دوست سے بات کی اس نے کہا کہ آپ اس لڑکی سے بات کر کے دیکھو وہ میری بہت عزت کرتی تھی اتنی کہ آپ کو بتا نہیں سکتا مجھے امید تھی کہ وہ میری بات سن کر بہت خوش ہوگی کچھ دن کے بعد میں انجانے سے نمبر سے کال کی اس نے میری پہلی ہی آواز میں پہچان لیا پھر غلطی سے کال کٹ گئی میں نے دوبارہ کال ملائی جب دوبارہ کال ملائی تو اس نے کہا میں نے آپ کو پہچان لیا ہے پھر اس نے کہا۔

تم نے مجھے کال کیوں کی بتاؤ جلدی امی کو گھر آنے دو میں تمہارا بتاتی ہوں اور شام کو ابو کو بھی بتاؤں گی اس کی باتیں سن کر میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا کروں یہ سب ایک پل میں کیا سے کیا ہو گیا۔

میں نے اس سے معافی مانگنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے میری کال کاٹ دی میں وہاں سے گھر نہیں گیا بلکہ باہر نکل گیا جب میں واپس آیا تو بہت ڈر رہا تھا۔

ابو نے میری طرف غصہ سے دیکھا بس اسی وقت میں سمجھ گیا کہ آج خیریت نہیں ہے پھر ابو جان نے مجھ سے وہ کچھ کہا کہ میرے کان کھل گئے۔

میں نے سنا آرام سے اور معافی مانگی اور ابو جان کو راضی کرنے کے بعد میں مسجد میں چلا گیا وہاں جا کر اتنا رویا کہ کبھی اتنا نہ رویا تھا بس پروردگار سے یہ ہی کہتا میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں مجھ سے کون سی غلطی ہو گئی ہے اس کے بعد مسجد سے باہر نکل آیا۔

اور خاموش رہنے لگا میری زندگی بالکل تبدیل ہو گئی تھی اسی دوران میری تمام پڑھائی بھی مکمل ہو گئی

اب میری دعاؤں اور ان آنسوؤں کی قبولیت کا وقت آ گیا تھا جو میں نے پہلے کبھی مانگی تھیں مجھے ایک بہت ہی اچھی جاب مل گئی اس کے بعد میں نے پبلک سروس کمیشن کا امتحان دیا۔ اور پاس ہو گیا مجھے ایک بہت ہی بڑی پوسٹ پر جاب مل گئی

قارئین آپ کو بتاؤں میں نے والدین کی خوشی کے لیے ان سے کہہ دیا تھا کہ آپ اپ جہاں کہیں گے جس سے کہیں گے میں اس سے شادی کروں گا

لہجہ یار میں زہر ہے بچھو کی طرح
وہ مجھے آپ بھی کہتا ہے تو تو کی طرح

انہوں نے میرا ایک جگہ پر رشتہ کر دیا میں ان کی مرضی میں راضی تھا آخر ایک دن میری شادی ہو گئی شادی سے پہلے میں نے اس لڑکی سے کوئی رابطہ نہ کیا نہ دیکھا اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی معلومات حاصل کیں۔

ہم سے کھیلتی رہی دنیا تاش کے پتوں کی طرح
جس نے ہارا اس نے بھی پھینکا اور جس نے

جیتا اس نے بھی پھینکا۔
قدرت کا کرشمہ دیکھیں آج میری شادی ہوگئی ہے اور یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے زندگی میں ہر لڑکی نے مجھے ٹھکرایا سب لڑکیاں مجھے بہت اچھی لگیں شاید وہ میرے قابل نہ تھیں جب میں نے چہرے سے گونگٹ اٹھایا تو مجھے وہ لمحہ یاد آ گیا جب میں کسی لڑکی کی منت سماجت کرتا کہ مجھ سے بات کرو میں آپ کو ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں پروردگار نے ان سب سے خوبصورت شریف اور نیک لڑکی مجھے دے دی اور اس کی آواز سنی اتنی پیاری جیسے کوئل کے گیت اس نے مجھے بہت پیار دیا اتنا کہ میں زندگی کے تمام غم بھول گیا ہر لڑکی میری ان تمام امیدوں پر پورا اتر رہی تھی جن کی میں نے کبھی خواہش نہیں کی تھی بلکہ یہ اس سے زیادہ تھی میری ایک ہی خواہش تھی کہ کاش یہ مذہبی حوالے سے بھی بہت زیادہ پرہیزگار ہو ان سوچوں میں گم میں سو گیا رات کو ہم لیٹ سوئے۔
اچانک کچھ ہی دیر بعد کوئی چیز ٹوٹنے کی آواز آئی میری آنکھ کھلی تو میں اٹھا تو دیکھا کہ شیشے کا جگ ٹوٹا ہوا تھا اور دوسری طرف کیا دیکھتا ہوں کہ میری زندگی میری بیوی تہجد کی نماز ادا کر رہی ہے یہ سب کچھ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے میں اسی وقت اٹھا غسل کیا اور مسجد چلا گیا اور رو رو کر اپنے پروردگار کا خوب شکریہ ادا کیا میری بیوی میرا بہت خیال رکھتی ہے مجھے ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہے مجھ سے وہ بہت ہی پیار کرتی ہے یہ سب دیکھ کر بعض اوقات میری آنکھوں میں سے آنسو نکل آتے ہیں مگر اب یہ آنسو خوشی اور شکرانے کے ہوتے ہیں۔
اب مجھے خیال آیا کہ ہر لڑکی مجھے کیوں ٹھکراتی تھی اگر میں ان میں سے کسی لڑکی سے شادی کر لیتا تو ہر وقت اس کی منتیں کرتا رہتا اور دوسری طرف جوانی میں ان کے پیچھے پڑ کر اپنی زندگی برباد کر لیتا اور اتنے بڑے عہدے پر کبھی نہ پہنچ پاتا لیکن میرے پروردگار نے مجھے اس کام سے روکے رکھا بظاہر تو مجھے اس وقت بہت دکھ ہوتا تھا کوئی لڑکی مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتی لیکن اس کا نتیجہ مجھے اب نظر آ رہا ہے میں شکر ادا کرتا ہوں کہ پروردگار نے مجھے بچایا اف برے کاموں سے آخر وہی ہوا جو میری قسمت میں لکھا تھا اور تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔
قارئین کرام یہ تھی میرے دوست آفاق کی کہانی جو آج کل بہت بڑے عہدے پر فائز ہے اپنی رائے سے مجھے نوازیئے گا کبھی بھی مایوس نہ ہوں نماز ادا کریں پابندی سے اور والدین کی خدمت کریں آخر میں معذرت چاہتا ہوں کہ اگر کچھ اچھا نہ لگا ہو تو پلیز مہربانی کر کے مجھے معاف کر دیں جو میری غلطیاں ہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

لوگ ہمیں تکلیف نہیں دیتے ہیں بلکہ
ان سے وابستہ ہماری امیدیں ہمیں دکھ دیتی ہیں
✪.................... ایس عدنان خان۔ڈی آئی خان

نہ میرا دل برا تھا نہ تیرے پیار میں کمی تھی
قسمت میں بچھڑنا تھا مقدر میں جدائی تھی ایس
✪.................... ایس عدنان خان۔ڈی آئی خان

تو نے چرا لی نظریں ہم نے نظریں اٹھانا چھوڑ دیا
ملنا ہمارا ناگوار گزرا ہم نے روبرو آنا چھوڑ دیا
✪.................... ایس عدنان خان۔ڈی آئی خان

یاروں کو یار ملا پیاروں کو پیار ملا
ہم کو ایک یار ملا وہ بھی باوفا ملا
✪.................... ایس عدنان خان۔ڈی آئی خان

کہتے ہو کہ بچھڑے کوئی مدت نہیں گزری
لگتا ہے کہ تم نے کبھی کیلنڈر نہیں دیکھا
دھوئیں کی لہر تصویر رقص کرتی ہے
وہ سگریٹوں کے تسلسل میں یاد آتا ہے
✪.................... اے جی۔حافظ آباد

یہ بھی ممکن ہے کسی روز نہ پہچانوں اسے
وہ جو ہر بار نیا بھیس بدل لیتا ہے

مانوس اجنبی

۔۔۔تحریر: ہمیرا رمان سنگم۔فیصل آباد۔0342.0458606

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں ایک بار پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔ مانوس اجنبی ۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

غم اپنے کسی طور عیادت نہیں کرتے
ہم اہل وفا اتنی جسارت نہیں کرتے
ہم لوگ خطاوار محبت سہی مگر
ہم لوگ وفاؤں کی تجارت نہیں کرتے

محبت کی کھٹن اور دشوار چٹانوں سے الجھنے کے بعد انسان عشق کی منزل پر پہنچتا ہے جہاں عشق کی بات آتی ہے تو عشق ایک ایسا جان لیوا مرض ہے کہ انسانی وجود کو دیمک کی طرح کھاتا ہے۔ کھوکھلا کر دیتا ہے لیکن جو لوگ عشق کرتے ہیں وہ یا تو ہر حال میں عشق کو امر کرتے ہیں یا پھر وہی عشق ان کی جان لے لیتا ہے محبت میں انسان کو مایوسیوں اور مجبوریوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن یہاں کھونا زیادہ اور پانا کم ہوتا ہے پھر بھی انسان زیادہ کھو کر کم پانے میں ہی بہتری سمجھتا ہے چاہے اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہو انسان محبت جیسے انوکھے رشتوں میں الجھ کر اپنی ہستی تک کو کھو دیا ہے اور ان اور ان انوکھے اور الجھے ہوئے رشتوں کو پانے کے لیے یہ مٹی کا پتلا کیا کچھ نہیں کرتا ایک انسان کا پانے کے لیے باقی تمام عالم کے ارمانوں کا خون کر دیتا ہے ان کی خواہشوں ان کے احساسات خیالات جذبات سب کو کچل دیتا ہے اور روند دیتا ہے صرف اس شخص کے لیے جو اس کا کبھی ہو بھی نہیں سکتا اور پھر وقت ایسی کایا پلٹتا ہے کہ کچھ پاس نہیں رہتا سب کچھ ہی پل میں کچھ ہی لمحوں میں ختم کر دیتا ہے اس شخص کے لیے زیست کا وجود ہی دینا سے ختم ہو جاتا ہے لیکن ان الجھے ہوئے رشتوں کو نہ آج تک کوئی سلجھا پایا ہے اور نہ سمجھ پایا ہے انہیں جتنا بھی سلجھایا جائے یہ ریشم کے دھاگے کی طرح الجھتے ہی جاتے ہیں اور انہیں الجھنوں اور پریشانیوں میں انسان کا دل



ہمیشہ جاری رہے گا یہ بھی سچ ہے کہ جب تک انسان عشق ومحبت کے فلسفے سے آشنا نہیں ہوگا تب تک اس کو پتہ نہیں چلے گا کہ عشق کی منزلیں عشق کی راہیں کتنی خاردار کٹھن مشکل اور پر دشوار ہوتی ہیں تھک ہار کر انسان مایوس مانوس ہو جاتا ہے پھر اسے کچھ خبر نہیں رہتی ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے اس وقت دل موت کو گلے سے لگانے کو چاہتا ہے اور ہماری دلی خواہش بھی پوری ہو جاتی ہے اور وہ دو ہی پل میں دو گز کفن لے کر اس فانی دنیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ جاتا ہے۔

ارمان چلو آؤ موت کے اس پار چلیں
تمہیں عشق کی راہ کو امر کرنا ہے

کاشان ویسے تو کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے کا امیر اور ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا پیسے کی ریل پیل تھی شاید اسی لیے زیادہ تر ہنستا کھیلتا اور خوش حال نظر آتا تھا دنیا جہاں کا کوئی دکھ اسے نہیں تھا وہ ہر وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گھومتا پھرتا اور خوش گپیوں میں مشغول رہتا اس کے باپ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کام تھا دنیا کی ہر آرام و آسائش کی چیز اس کے پاس تھی گاڑی بنگلہ پیسہ غرض کہ کیا کچھ نہیں تھا اس کے پاس لیکن کمی تھی تو ایک بہن کی تھی جس کو وہ شدت سے مس کرتا تھا وہ جب بھی یہ کہتا کہ کاش میری بھی کوئی بہن ہوتی مجھے بھی کوئی لاڈ پیار سے بھائی کہتی تو فوری اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ بے ساختہ رونے لگ جاتا۔

کاشان سیکنڈ ائیر کا سٹوڈنٹ تھا اور خوب دل لگا کر پڑھتا تھا ایک تو بہت لائق تھا اور ہونہار بھی دوسرا تمام ساتھی اس کی بہت عزت کرتے تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ اس میں امیر ہونے کا گھمنڈ نہیں تھا وہ بہت شریف اور اچھا لڑکا تھا اس کے ماں باپ اس سے بہت خوش تھے وہ ہر وقت اپنے بیٹے کی تعریف کرتے نہیں تھکتے تھے لیکن وقت کسی کی مٹھی میں قید نہیں کسی کی وراثت نہیں ایک وقت ایسا آیا کہ کاشان کے والدین ہی اسے برا کہنے لگے۔

میں ایک پھول ہوں اجڑی ہوئی بہاروں کا
نجانے کیوں میری خاطر مچل گیا کوئی۔

ایک دن کاشان کلاس میں تھا ایک لڑکی نے کہا

کاشی بھائی کیا آپ مجھے میری اسائنمنٹ تیار کر کے دے سکتے ہیں میری کزن کی شادی ہے تو میں بزی ہوں گی۔

جی سسٹر کیوں نہیں میں ضرور کر کے دوں گا آپ کا نام کیا ہے کاشان نے دھیمے لہجے میں کہا۔

جی میرا نام عندلیب ہے اچھا نام ہے لائیں میں کل ہی آپ کو تیار کر کے دے دوں گا۔

نہیں کاشی کل نہیں میں دو تین دن تک کالج نہیں آؤں گی آپ مجھے پھر لا کے دے دینا۔

جی ٹھیک ہے۔ اوکے میں چلتا ہوں۔

کاشان کالج لائف میں بہت خوش تھا اور پڑھائی بھی خوب دل لگا کر کرتا تھا بلکہ کسی کا کام بھی کر دیتا تھا تمام لڑکیاں کاشان کی اسی ادا بھولے پن حسن سادگی اور شرافت پر وار دی جاتی تھی ہر لڑکی کی خواہش تھی کہ وہ کاشان سے دوستی کرے لیکن کاشان اس مشغلے میں پڑھ کر اپنا کیریئر تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس کی دل خواہش تھی کہ وہ پڑھ لکھ کر بڑا آفیسر لگے اور اپنے ماں باپ کا سر بلند کرے۔

عندلیب اور کاشان ایک دوسرے کے کافی کلوز تھے اور وہ ایک بہن بھائی ہونے کے ناطے ایکدوسرے سے ہر دکھ سکھ شیئر کرتے تھے کاشان

عندلیب کو اپنی سگی بہن سمجھتا تھا اور اس سے ہر طرح کا لاڈ پیار کرتا تھا ایک دن کاشان عندلیب کو اپنے گھر لے گیا اور امی ابو کو بتایا۔

یہ میری بہن بنی ہے سب مل کر بہت خوش ہوئے اور عندلیب کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا دی۔

بیٹا سدا خوش رہو ہمیں بھی ایک بیٹی کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے ہمیں امید ہے کہ وہ تمہارے آنے کے بعد یا تمہارے دل میں ہمارا پیار ہونے کے بعد ضرور پوری ہو جائے گی۔

انکل آپ نے مجھے اپنی بیٹی سمجھا میں آپ کی شکر گزار ہوں کیا میں آپ دونوں کو ممی ڈیڈی کہہ سکتی ہوں ۔اور ساتھ ہی عندلیب کے چہرے پر افسردگی اور مایوسی کے تاثرات پھیل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

بیٹی رو کیوں رہی ہو ہم تمہارے ماں باپ ہی تو ہیں۔

انکل میری ممی ڈیڈی ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے ہیں میں اپنی خالہ کے پاس رہتی ہوں وہ مجھ سے سارا دن کام کرواتے ہیں اگر میں بیمار پڑ جاؤں تو کبھی دوائی بھی نہیں لا کر دیتے ۔مجھ پر بہت ظلم کرتے ہیں

بیٹا گھبراؤ نہیں ہم تمہاری خالہ سے بات کر کے تمہیں یہیں لے آئیں گے کاشان کے ابو فرحان علی نے نرم لہجے میں کہا اور عندلیب کو دلاسا دیا۔

فرحان نے عندلیب کی خالہ سے بات کی ہم عندلیب کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں اور اپنے گھر میں لیجانا چاہتے ہیں ہمارا بیٹا کاشان اور عندلیب ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں ان کا آپس میں بہن بھائی کا رشتہ ہے اگر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو تو ہم عندلیب کو اپنی بیٹی بنا کر لے جائیں فرحان علی نے اپنا پورا تعارف کرایا۔ اور اتا پتا بتایا عندلیب کی خالہ تو یہی چاہتی تھی کہ اس بلا سے ہماری جان چھوٹے یہ مفت کی روٹیاں توڑتی ہے لہذا خالہ نے ہاں کر دی اور اس طرح عندلیب کاشان کے گھر رہنے لگی دونوں بہت خوش تھے اور ایک ساتھ کالج جاتے تھے کاشان کے والدین عندلیب کو بہت پیار کرتے تھے جس کو وہ آج تک اپنے اپنوں اور غیروں میں ڈھونڈتی رہی تھی زندگی بہت حسین گزرنے لگی۔

ایک دن کاشان اپنی بہن کے ساتھ کینٹین میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکی کینٹین کی طرف آ رہی تھی بال کھلے ہوئے تھے آنکھوں پر بلیک چشمہ جینز کی پینٹ اور شرٹ اوپر سے اپر پہنی ہوئی تھی گلابی ہونٹ سیاہ آنکھیں باریک پلکیں اور لب پنکھڑیوں کی طرح نرم اور رسیلے تھے اس کو دیکھتے ہی کاشان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے اور وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

اف ریشمی لہجہ
پیتا گلابوں کی
اس کے نرم ہونٹوں سے
جھڑتی جا رہی تھی بس
لفظ لفظ موتی تھا
صرف صرف جادو تھا
دھڑکنیں میرے دل کی
بڑھتی جا رہی تھی بس

جی میرا نام روبا ہے میں میں نئی نئی اس کالج میں آئی ہوں کیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں عندلیب نے اپنے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھا جو کہ بڑی حیرت زدہ اور تجسس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا عندلیب نے اپنے بھائی کی بے حسی اور تجسس کو توڑتے ہوئے گلا کھنکارا۔

جی جی بیٹھئے محترمہ کاشان نے بڑے دھیرے سے اور نرم لہجے میں کہا۔

روبا نے اپنا تعارف کرایا۔ میرا نام روبا ہے اور میں پہلے کسی اور کالج میں پڑھتی تھی وہاں پڑھائی ٹھیک نہیں ہوتی تھی تو ادھر ایڈمشن لے لیا میں بھی سیکنڈ ائیر کی سٹوڈنٹ ہوں کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گے ابھی اس کے منہ سے یہ بات نکلی ہی تھی کہ کاشان نے شوخی سے ہاتھ آگے کر دیا عندلیب نے بھائی کو حیران کن اور غصہ سے دیکھا اور اس کنے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ روبا نے دبے لفظوں میں کہا مجھے آپ سے یہی امید تھی اسی خوشی میں آپ لوگوں کو میں کافی پلاتی ہوں اور پھر سب خوش گپیوں میں مشغول ہو گئے۔

کاشان کا دل روبا کے ساتھ لگ گیا اور وہ ایک دوسرے کے بہت نزدیک آ گئے حتیٰ کہ ایک دوسرے کے بنا ایک پل بھی نہیں رہتے تھے کلاس روم ہو یا کینٹین پارک ہو یا ہوٹل وہ ایک ساتھ رہتے اور ان میں بہت سی کلوزنگ ہو گئی کاشان کا دل روبا کے بنا نہیں لگتا تھا اور شاید روبا کی بھی یہی کیفیت تھی دونوں جب اپنے اپنے گھر جانے لگتے تو اداسی ان کے چہروں پر پھیل جاتی اور وہ افسردہ اور بوجھل قدمون کے ساتھ ایک دوسرے کو الوداع کہتے۔

ایک دن کاشان نے روبا کو کہا کہ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے اور وہ بھی اکیلے میں شام کے وقت مجھے پارک میں ملنا روبا نے کہا ٹھیک ہے کاشان میں پہنچ جاؤں گی اور پھر مقررہ وقت پر روبا اور کاشان وہاں پہنچ گئے۔

روبا مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے اور میرا دل نہیں لگتا تمہارے بنا نہ کہیں چین آتا ہے نہ سکون ملتا ہے نہ کھانے کی فکر نہ سونے کا ہوش تم جب بھی مجھ سے جدا ہوتی ہو تو میرا دل بجھ سا جاتا ہے میں ٹوٹ سا جاتا ہوں بکھر جاتا ہوں تمہیں سامنے دیکھوں تو دل کی دھڑ کنے تیز ہو جاتی ہیں سانس بے حال ہو جاتی ہے روبا میں تمہیں پیار کرتا ہوں میں تمہارے بنا ادھورا ہوں میرا ہاتھ تھام لو اور میرے ہمسفر ہمراز بنا جاؤ۔ روبا میں ادھورا ہوں تمہارے بن بالکل ادھورا ہوں اور کاشان کے آنسو نکل آئے۔

نہیں کاشان روتے نہیں ہیں پاگل میں بھی تم کو دل و جان سے چاہتی ہوں تمہیں جنون کی حد تک پیار کرتی ہوں اور تمہاری تھی تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہوں گی چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے پر تمہارا پیار میرے دل سے کم نہیں ہوگا مجھے بھی شاید تم سے زیادہ محبت ہے میں تو یہی کہتی ہوں کہ میں تمہارے نام سے منسوب ہو جاؤں اور تمہاری ہی بن کے رہوں روبا نے اپنے دوپٹے سے کاشان کے آنسو صاف کئے اور پھر وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے رات کو کاشان واپس آیا تو عندلیب نے کہا۔

بھائی ایک بات کہوں۔

ہاں بولو کاشان نے جلدی سے جواب دیا۔

بھائی آپ بہت بدل گئے ہیں۔

ارے نہیں پاگل ایسی باتیں مت کر نہیں بھائی پہلے آپ مجھے بہت ٹائم دیتے تھے مگر اب تو آپ سے بات کرنے کو ترستی ہوں بھائی میں آپ کا پیار دیکھ کر آپ کے پاس آئی تھی یہ محل یا شان وشوکت یہ گاڑیاں بنگلے نہیں دیکھ کے آئی بھائی مجھے پہلے والا ہنستا کھیلتا کاشان چاہیے۔

عندلیب میری پیاری بہن میں تو پتہ نہیں کہ میں روبا کو کتنا پیار کرتا ہوں اور اس کے بنا دل نہیں لگتا جہاں جاتا ہوں اس کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے وہ میرے خیالات میں تصورات میں اور احساسات پر چھائی ہوئی ہے تمہارا شکوہ بھی درست ہے ٹھیک ہے گڑیا آئندہ تمہیں بھی ٹائم دیا کروں گا اب آرام سے سو جاؤ

صبح کالج بھی جانا ہے میں بھی سونے لگا ہوں کاشان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

مجھ سے وہ اکثر کہتی تھی
میری بس اتنی خواہش ہے
کچھ ایسی پہنچانی جاؤں
آپ کے نام سے جانی جاؤں

صبح عندلیب اور کاشان ایک ساتھ کالج گئے تو اچانک کلاس روم سے باہر لان میں روبا سے دونوں کی ملاقات ہوگئی۔

روبا مجھے ایک بات کرنی ہے کاشانے التجائیہ لہجے میں کہا اتنے میں عندلیب نے کہا۔

بھائی آج مجھے خود روبا سے بات کرنی ہے روبا مجھے پتہ ہے کہ آپ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور بے حد پیار کرتے ہو میں خود ممی ڈیڈی سے بات کروں گی اب چلو کلاس میں ایسے ہی خواہ مخواہ ٹائم ضائع کر رہے تھے آپ دونوں اور دونوں ہی عندلیب کی بات سن کر ہنس دیئے۔

رات کو عندلیب نے امی ابو کو بتایا۔

بھائی ایک لڑکی سے پیار کرتے ہیں اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں میں اس سے مل چکی ہوں بہت اچھی پیاری بھی ہے سلجھی ہوئی ہے کیا آپ بھائی کی شادی روبا سے کریں گے۔

ابو امی نے کہا بیٹا پہلے اس لڑکی کو دعوت دو پھر ہم دیکھیں گے اور پھر فیصلہ کریں گے عندلیب نے اگلے دن روبا کو یہ بات بتائی تو وہ بہت خوش ہوئی اور اس کے امی ابو سے ملنے کے لیے تیار ہوگئی۔

اگلے دن روبا بڑی سج سنور کے کاشان کے گھر آئی کاشان کے امی ابو روبا کو مل کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہم تمہارے والدین سے بات کریں گے چنانچہ کچھ دن بعد کاشان کے امی ابو اور عندلیب روبا کے گھر آ گئے ۔تا کہ دونوں رشتے کی بات کر سکیں۔ روبا کے ماں باپ نے انکی خوب خاطر تواضع کی اور رشتے کی ہاں کردی اور دونوں گھروں میں خوشیاں ہی خوشیاں رقص کرنے لگیں۔

روبا اور کاشان کے چہرے خوشی سے کھل سے گئے تھے وہ بہت جلدی ایک ہونے والے تھے انہیں زمانے بھر کی خوشیاں مل گئیں تھیں وہ بہت مانوس ہو گئے تھے ایک دوسرے سے ہر طرف ہنسی مذاق کرتے اور خوشیوں کی ریل پیل تھی سب جھومتے ناچتے گاتے مسکراتے اور خوشیاں بکھیرتے تھے انکے گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں عندلیب کو بے حد خوشی تھی کہ اس کی بھابی آنے والی ہے اس گھر کو چار چاند لگانے اور بھائی بھی خوش ہوگا دونوں خوب باتیں کریں گے خوب ہلہ گلہ ہوگا عندلیب اپنی بھابھی کو دینے کے لیے کبھی کوئی گفٹ لیتی تو کبھی کوئی روز شاپنگ کرنے جاتی اور بہت سے ڈریس شوز اور ڈھیر ساری چیزیں لاتی اور بھائی کو دکھاتی۔

گھر میں ایک ماہ پہلے لائٹنگ کی گئی ڈھولک بجنے لگی عندلیب کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ اس کا بھائی نہیں تھا اور اس نے کاشان کی شکل میں سچا بھائی پایا تھا اس نے تمام کالج میں بھی لوگوں کو شادی کی دعوت دے دی تھی عندلیب روز سہیلیوں کے ساتھ یہ گانا گاتی۔

چن توں میرے ویرا پنج سو سال وے
جیویں توں میرے ویرا پنج سو سال وے
منگے دعاواں تیری بہن وے
تیرے مکھڑے تے ہاسے صدا رہن وے

اور ساتھ ہی خوشی کے آنسو لیے رو پڑتی۔

کاشان کو کیا معلوم تھا کہ وہ جس کو جنون کی حد تک چاہتا ہے جس کی وہ دیوانوں کی طرح پوجا کرتا ہے اس کے دل میں کیا ہے کیا اسے بھی اس

سے اتنا ہی پیار ہے جتنا وہ اس سے پیار کرتا ہے وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور جاننے کی کوشش بھی نہ کی کیونکہ روبا اس کے سامنے خود کو یوں ظاہر کرتی تھی کہ وہ صرف اور صرف اسی کی ہے اس کی ہی رہے گی اس کے علاوہ کسی کا سوچ بھی نہیں سکتی لیکن اس کے دل میں جو وہ ہی جانتی تھی وہ کاشان سے نہیں اس کی دولت سے محبت کرتی تھی وہ اس کو خوب کھاتی جا رہی تھی اور کاشان بھی اس کو خوب کھلاتا جا رہا تھا وہ جو جو کہتی کاشان آنکھیں بند کر کے اس کی مان لیتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

شادی میں کچھ ہی دن باقی تھے کہ روبا ایک لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی اور گھر کا سارا زیور اور پیسے بھی لے گئی اور اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کا پامال کر گئی انکی خوشیوں انکے ارمانوں کا خون کر گئی اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ میری وجہ سے میرے گھر والوں پر کیا بیتے گی ان پر کیا گزرے گی وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے معاشرے میں وہ سر اٹھا کر نہیں چل سکیں گے انکا جینا دوبھر ہو جائے گا انکی ساری عزت خاک میں مل جائے گی لیکن روبا کو صرف اپنی خوشیاں عزیز تھیں وہ اپنی خوشیوں کی خاطر اپنے ماں باپ کی عزت کو روند کر چلی گئی اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ میرے بعد میرے ماں باپ میرے کاشان کا کیا بنے گا یا ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی سبھی اس واقعہ کی وجہ سے بہت پریشان تھے کاشان کے والدین نے کاشان کی بے حد بے عزتی کی اور کہا۔

تم ایسی لڑکی کو ہماری بہو بنانا چاہتے تھے جو عزت کے نام پر دھبہ تھی عندلیب کا بھی رو رو کر برا حال تھا کاشان کو بھی اس کے والدین نے گھر سے نکال دیا کہ تمہارا ہی قصور ہے کہ تمہیں لوگوں کی پرکھ نہیں کرنا آتی۔

بعد میں پتہ چلا کہ روبا انگلینڈ چلی گئی ہے اور اس نے وہاں اپنے عاشق کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ روبا کی والدہ کو فالج ہو گیا اور وہ بستر مرگ پر پڑ گئی اور اپنی بیٹی کی جدائی کے صدمے کو دل پر لے لیا اور اس دنیا میں سے ہمیشہ کے لیے چلی گئی۔

کاشان کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں گیا ہے لیکن اس کا بھی رو رو کر برا حال تھا بے حال سا چہرہ بکھرے بال گندے کپڑے شیو بڑھی ہوئی اور مجنوں جیسا حال بنا ہوا تھا کاشان تپتی دھوپ میں ایک بن پتوں کے درخت کے نیچے اپنی سوچوں میں مگن تھا اور اجڑی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ساتھ ہی یہی کہتا کہ روبا کاش تم لوٹ آؤ لیکن اس بے وفا ہرجائی نے نہ آنا تھا اور نہ ہی وہ آئی اور کاشان سڑک کنارے چلنے لگا کاشان اپنی یادوں میں غرق دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک زور زور سے ہنسنے لگا اور پھر جیسے خاموش ہو گیا ہو۔ عندلیب بھائی کے بچھڑنے کے غم کو دل پر لے بیٹھی اس کے پاس رونے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا جیسے اس کے اس گھر میں آنے اور اپنے مقصد ہی پورا ہو گیا ہو۔

ایک دن عندلیب نے اپنی امی ابو سے کہا۔

بھائی تو چلے گئے ہیں اجازت ہو تو میں بھی اپنی خالہ کے گھر ہمیشہ کے لیے چلی جاؤں تو فرحان علی اور انکی بیوی کے آنسو نکل آئے اور کہا۔

بیٹی ہم اپنے بیٹے کو تو کھو چکے ہیں اب بیٹی کو نہیں کھو سکتے کیونکہ اب تمہیں ہمارا سہارا ہو ہمارے جینے کا آسرا ہو بیٹی تم اپنا دل پڑھائی میں لگاؤ اور کالج جایا کرو۔ کاشانکے لاپتہ ہونے کے پانچ دن بعد عندلیب کالج گئی تو کالج میں ایک دیوار کے ساتھ لڑکیوں اور لڑکوں کی کافی عورتیں عندلیب بھی پاس گئی تو سب رو رہے تھے عندلیب نے اپنی ایک دوست سے پوچھا۔

کیا ہوا تو وہ عندلیب کے گلے لگ کر رونے لگی عندلیب نے بڑے اصرار سے پوچھا کہ آخر ہوا کیا ہے تم لوگ کیوں رو رہے ہو تو عندلیب کی دوست نے دیوار پر لگے ہوئے چسپاں اشتہار کی طرف اشارہ کیا۔

یہ دیکھو۔

دیوار پر ایک اشتہار لگا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا۔ضروری اعلان۔

سیکنڈ ائیر کے ہونہار باشعور شریف اور بہترین سٹوڈنٹ کاشان علی ولد فرحان علی روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے ہیں ان کا غیبی نماز جنازہ آج ہی صبح دس بجے کالج میں بڑے عزت واحترام کے ساتھ پڑھایا جائے گا شرکت کر کے ثواب دارین حاصل کریں عندلیب نے جونہی اشتہار پڑھا تو وہ بے ہوش ہو گئی اتنے میں پرنسپل نے کاشان کے امی ابو کا بلایا اور اظہار تعزیت کی عندلیب پاگل ہو گئی اس نے اپنے بھائی کو بھی کھو دیا اور اپنا ذہنی توازن بھی۔

روہا کو ایسا کر کے اپنی خوشیاں تو مل گئیں لیکن اس نے یہ کیوں نہ سوچا کہ میرے غلط قدم اٹھانے سے سب کچھ برباد ہو سکتا ہے ہم اپنے بارے میں اپنی خوشیاں پانے کا ہی کیوں سوچتے ہیں ہمارے ماں باپ کو ہم سے کتنی امیدیں وابستہ ہیں ہم ان امیدوں کو دو پل میں کچھ کچل دیتے ہیں ہم کیوں نہیں سوچتے کہ جنہوں نے ہمیں پال کر اتنا بڑا کیا ہمیں آرائش وزیبائش دی ہم انہی کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اولاد کے لیے ماں باپ کا دل کتنا نرم ہوتا ہے ہم اسی دل کو پتھر مار کر ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں ماں باپ تو اپنی اولاد کے لیے اپنی تمام زندگی جوانی بڑھاپا وقف کر دیتے ہیں تا کہ ہم اپنی اولاد کو خوشیاں دے دیں لیکن اگر ہم ہی ایسا کریں گے تو کے تمام والدین کا اعتبار اولاد سے اٹھ جائے گا خدارا ایسا غلط قدم اٹھانے سے پہلے کچھ تو سوچیں۔

وہ رات کا بے نوا مسافر
وہ تیرا شاعر وہ تیرا ناصر
تیری گلی میں تو ہم نے دیکھا
پھر نجانے کدھر گیا وہ
گئے دنوں کا سراغ لے کر
کدھر سے آیا کدھر گیا
عجیب مانوس اجنبی تھا
مجھے تو حیران کر گیا وہ۔

اپنی قیمتی آراء سے نوازیئے گا۔۔میں آپ کی رائے کا انتظار کروں گا۔

مانوس اجنبی

تم پھول ہو غضنفر اس جہاں کے لئے
اس پھول کی خوشبو ہے صرف عمران کے لئے
✪.................... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

محبت کی زنجیر سے ڈر لگتا ہے کچھ اپنی تقدیر سے ڈر لگتا ہے
مجھے تیرے نام سے جو جدائی کرتی ہے ان ہاتھ کی لکیروں سے ڈر لگتا ہے
✪.................... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

کچھ تو بات ہے اس کی فطرت میں عدنان
ورنہ اسے چاہنے کی خطا بار بار نہ کرتے
✪.................... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

ٹوٹ کر بھی قسمت کا ستارہ نہ ملا
ایسا بچھڑا کہ بچھڑ کر دوبارہ نہ ملا
✪.................... احسان سحر-میانوالی

اے میری مجھے اس کی کی بڑی محسوس ہوتی ہے
سنا ہے تنہائیوں میں بیٹھ کر اکثر روتی ہے
✪.................... احسان سحر-میانوالی

زندگی میں انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے احسان
اپنے تو اپنے سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے
✪.................... احسان سحر-میانوالی

بارہا مجھ سے کہا تھا میرے یاروں نے وصی
عشق دریا ہے جو بچوں کو نگل لیتا ہے
وصی شاہ.................... اے جی-حافظ آباد

سحر

---تحریر: سیف الرحمٰن زخمی۔ سیالکوٹ۔ 0336.7388641

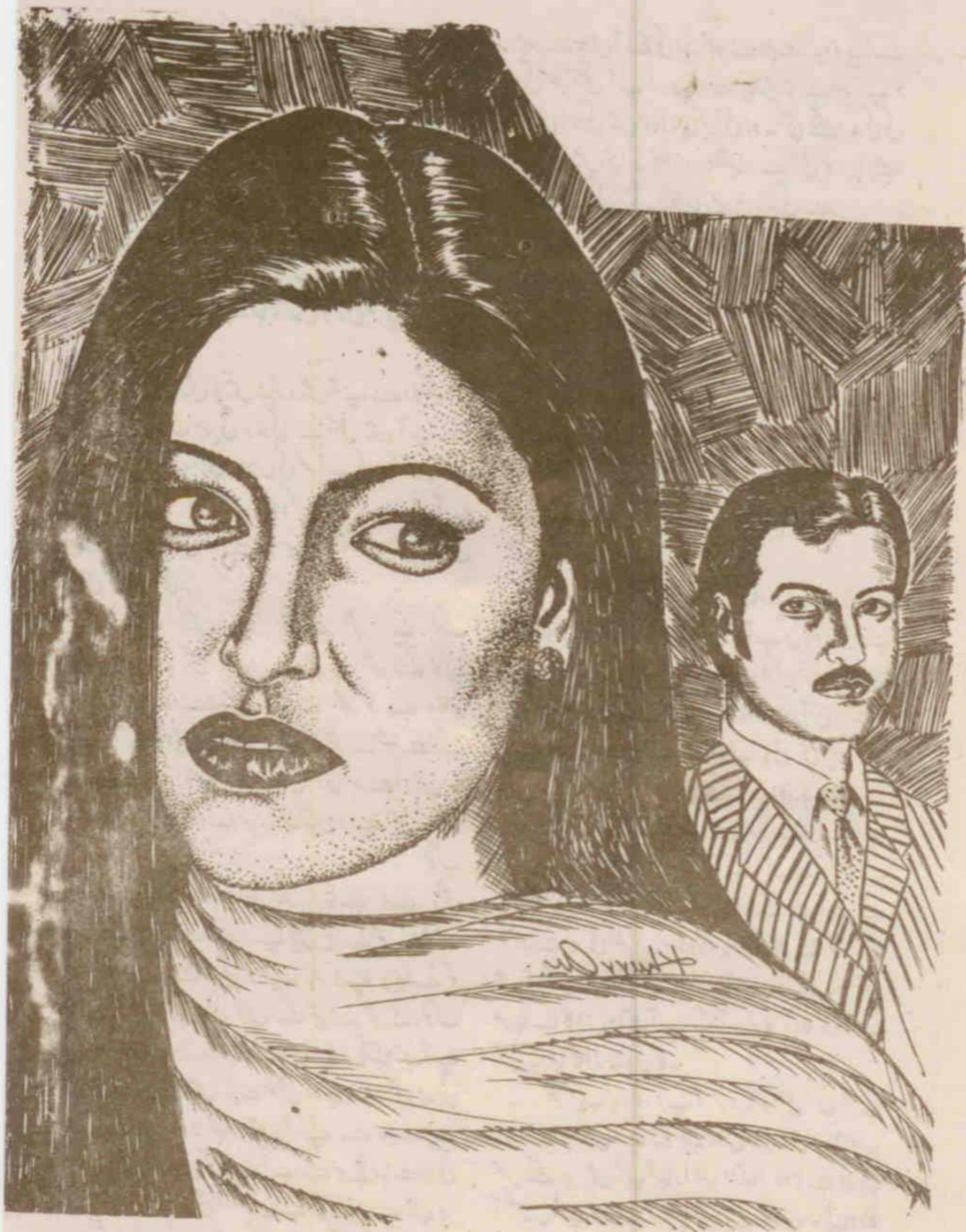
محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔ سحر۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

میں آج اپنی محبت پہ کھڑا ڈوبتے ہوئے سورج کا منظر دیکھ رہا تھا کہ کتنا پیارا وہ منظر ہوتا ہے جب سورج سارا دن کا سفر کر کے اپنی منزل کو پالیتا ہے مجھے یہ سورج ڈوبتے ہوئے کو دیکھ کر اپنی سحر کی یاد آنے لگی تھی جس کو یہ منظر بہت ہی پسند تھا میں جب بھی سحر کو کال کرتا تو کہتی سیفی یہ منظر کتنا پیارا میری زندگی کا سرمایہ تھا میں ایک بھی پل اپنی سحر کو اپنے سے دور نہ جانے دیتا تھا سحر بہت شیطان تھی آج بھی مجھے اس کی باتیں یاد آتی ہیں میں جب کبھی بھی اداس ہوتا تو وہ میرے پاس آتی اور پیار بھری باتیں کرتی میں اس کی باتیں سن کر مسکرا دیتا وہ دن بھی کیا دن تھے جب کوئی چاہنے والا ہوا تو زندگی خوب صورت بن جاتی ہے میرا دل تو آج بھی سحر کو یاد کرتا ہے اگر میرے ساتھ سحر کا پیار نہ ہوتا تو میں کب کا مر گیا ہوتا اگر میری زندگی نے وفا کی تو سحر میری ہوگی بس میری محبت میری چاہت میری وفا میرا سب کچھ سحر کا پیار ہے میں تو آج تک وہ دن نہیں بھولا ہوں جس دن سحر کی کال آئی تھی میرے نمبر پر بہت پیاری آواز تھی۔ میں تو اس کی آواز میں کھو گیا تھا اتنی پیاری آواز میں نے پھر پوچھا جی آپ کون تو آگے سے سحر نے جواب دیا سوری رونگ نمبر میں نے جب آپ سے نام پوچھا تو آپ نے بتایا میرا نام سحر یقین جانو میرا دل بہت خوش ہوا تھا چلو اتنی پیاری آواز والی کا نام سحر ہے میرا دل کر رہا تھا آپ بات کرتی رہو اور میں سنتا رہوں پھر آپ کی کال کٹ گئی سحر میں پھر پریشان ہو گیا ہو سکتا ہے اب آپ کب کال کرو یا نہ کرو میں نے پھر رات کو کھانا بھی نہیں کھایا میرے گھر والے کہہ رہے تھے آپ کیوں پریشان ہو میں ان کو کیا بتاتا کہ میرا دل سحر کو چاہنے لگا ہے آج تو مجھے نیند بھی نہیں آ رہی تھی میرا دل آپ کا نام لے رہا تھا۔



اچانک سحر کی کال آ گئی میں نے جب آپ کا نمبر دیکھا تو میرا دل بہت خوش ہو گیا۔اور مجھے لگا کہ جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو سحر آپ کا بات کرنے کا انداز بہت ہی پیارا ہے آپ کی آواز میرے دل کو بہت پیاری لگتی ہے۔

آپ نے پیار سے پوچھا سیفی کیسے ہو۔

میں نے کہا سحر میں آپ کی دعا سے ٹھیک ہوں سحر کبھی مجھ سے دور نہ جانا نہیں تو میں مر جاؤں گا سحر نے کہا۔

سیفی ایسی باتیں نہ کرو میں آپ سے وفا کروں گی جب تک میری زندگی ہے سیفی میں آپ سے پیار کرتی ہوں کرتی رہوں گی سحر آپ کی پیاری پیاری باتوں نے تو مجھ پر ایسا جادو کر دیا کہ میں ہر پل آپ کے بارے میں سوچنے لگا میری آنکھوں میں تمہاری ہی تصویر رہتی۔

مجھے جینے نہیں دیتے تیرے شہر کے لوگ اب تو ملنے بھی نہیں دیتے تیرے شہر کے لوگ پیار کے بدلے میں ملی ہے مجھ کو بے وفائی وفا کرنے کا اچھا صلہ دیتے ہیں تیرے شہر کے لوگ تمہارے قدموں میں جان بھی دے دوں گا قدموں میں تو تیرے سر رکھنے نہیں دیتے تیرے شہر کے لوگ

جانے والوں کو کون یاد کرتا ہے اے زخمی سر تیرے نام کے طعنے دیتے ہیں تیرے شہر کے لوگ جانے سے پہلے دیکھ لو ایک بار اپنے دیوانے کو اب تو مجھ کو زخمی ہی کہیں گے تیرے شہر کے لوگ

اور میں ہر روز تمہارے ہی سپنے دیکھتا جب آپ سے بات ہوتی میں بہت خوش ہو جاتا سحر کبھی میری زندگی سے دور نہ جانا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں میرا دل کرتا ہے آپ سے ہر پل بات ہوتی رہے میری سحر میری آنکھوں کے سامنے رہے میں ہر روز تمہاری راہوں کو دیکھتا رہوں کبھی تو میری سحر میرے پاس آئے گی اور مجھ سے بہت زیادہ پیار کرے گی سحر سیفی آپ اسے بہت پیار کرتا ہے اور آپ تو میری زندگی میں بہار بن کر آئی ہو۔کبھی مجھے زندگی کی راہوں میں تنہا نہ چھوڑ دینا تمہارے سیفی کو دنیا جینے نہیں دے گی سحر آپ کا پیار میری زندگی ہے

چھوڑ ہے تھے ظالموں کے سر میرے پاؤں کے ساتھ کس قدر میں اونچا تھا سولی پر چڑھ جانے کے بعد پیار کر کے مول لے لی عمر بھی کی بے بسی دل نہ پھر قابو میں آیا آپ پر آجانے کے بعد

کیا سحر اسی کو پیار کہتے ہیں جب دل اداس ہو جاتا ہے جب کوئی بھی موسم دل کو پیارا نہ لگے تو سمجھ لو محبت ہو گئی ہے مجھے بھی اپنی سحر سے محبت ہو گئی ہے میری زندگی کی ہر خوشی سحر کے نام ہے میری آنکھوں میں تمہارے خواب ہوتے ہیں۔

سحر میں تو رات بھر تمہارے ہی خواب دیکھتا ہوں میرے ساتھ ہر پل سحر آپ کی یاد ہوتی ہے جب صبح آپ کا میسج آتا ہے تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے سحر میں تو آپ کی خوشی چاہتا ہوں اور آج رات کو بہت بارش ہو رہی ہے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے اور میرے دل میں بہت درد ہو رہا ہے۔

سحر میری زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں ہے کب میری زندگی کی شام ہو جائے آپ ایک بار تو میرے پاس لوٹ آؤ میرا دل آپ کو دیکھنے کے لیے بہت بے قرار ہے میری نظریں ہر روز تمہارے راستے کو دیکھتی ہیں سحر آپ کب آؤ گی میرے پاس جب آپ کا سیفی مر جائے گا اس وقت آپ کے آنے کا کیا فائدہ جب میں یہ دنیا چھوڑ جاؤں گا۔

سحر ایک بار تو آپ آ کر دیکھو سیفی کس طرح زندہ ہے سحر میں اب نہ تو جیتا ہوں اور نہ ہی مرتا ہوں سحر مجھے ہر پل بس تمہارا ہی انتظار ہوتا ہے میری آنکھیں آپ کا دیدار کرنا چاہتی ہیں وہ کون سا پل ہو گا جب ہم دونوں ایک ساتھ ہوں گے سحر میں آپ کی وفا

پر یقین کرتا ہوں آپ بس میری ہو کبھی مجھ سے دور نہ ہو جانا سحر آپ کا پیار میری روح مین سما گیا ہے جس طرح روح تو مرنے کے بعد نکلتی ہے اس طرح میں بھی مر کر آپ سے جدا ہوں گا۔

سحر آپ کا پیار پھول میں خوشبو کی طرح ہے جو ہر پل میرے ساتھ ہے میری ہر سانس میں تمہارا پیار سما گیا ہے میں بھی مرتے دم تک آپ وفا کرتا رہوں گا سحر آپ جیسے پیار کرنے والے اس دنیا میں بہت کم ملتے ہیں ہر دم آپ کی وفا کی باتیں اپنے دل سے کرتا ہوں۔

محبت کے بعد محبت ممکن ہے فراز
مگر ٹوٹ کے چاہنا صرف ایک بار ہوتا ہے

سحر وہ دن بہت حسین ہوگا جب ہماری ملاقات ہوگی ہر طرف پھول ہی پھول ہوں گے آپ کو تو گلاب کے پھول بہت پسند ہیں میں آپ کے لیے گلاب کے پھول کر آؤں گا اور سیفی ہمیشہ کے لیے آپ کا ہو جائیگا پھر ہمیں کوئی بھی جدا نہیں کر سکے گا ہم زندگی بھر ایک دوسرے سے پیار کریں گے پھر ہماری زندگی اور بھی پیاری بن جائے گی۔

تیرے پیار میں روز جیتے مرتے ہیں ہم
تیرے وصل کے خوابوں پر آہیں بھرتے ہیں ہم
ہر ایک چہرے میں تم کو تلاش کرتے ہیں صنم
تیری یادوں سے چھپ چھپ کر پیار کرتے ہیں ہم
تیرے بن مجھے ہر چیز اداس لگتی ہے سحر
تیرے پیار کی خاطر تڑپتے رہتے ہیں ہم

جب ہماری شادی ہوگی سحر میں سارے زمانے کی خوشیاں تمہارے قدموں میں ڈال دوں گا کیونکہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں تمہاری یاد میں میرا دن گزر جاتا ہے میری آنکھیں بہت جلد تمہارا دیدار کرنا چاہتی ہیں۔

سحر میں کبھی بہت اداس ہو جاتا ہوں دل کرتا ہے میں اڑ کر آپ کے پاس آجاؤں سحر تمہارا پیار سیفی کی جان ہے اور تمہاری یادوں کے ساتھی زندہ ہوں ورنہ کب کا مر گیا ہوتا۔

تمہاری یادوں کے سہارے ہم جیا کرتے ہیں
ہر گھڑی تم سے ملنے کی دعا ہم کیا کرتے ہیں
تنہائی میں مجھے اتنا کیوں ستاتی ہیں تیری یادیں
اب آنسو نہیں رکتے میری آنکھوں سے سحر
دن رات تمہاری جدائی میں رویا کرتے ہیں
تیرے ہی خوابوں میں رات گزر جاتی ہے اکثر
کوئی کسی سے جدا نہ ہو بس یہ التجا کرتے ہیں
زخمی کی زندگی کو ویران کر گیا ہے اے صنم
تجھے خدا خوش رکھے یہ دعا ہم کرتے ہیں

سحر تمہاری یادیں مجھے بہت سکون دیتی ہیں سحر میں آپ کی وفا کی قسمیں کھاتا ہوں۔

سحر آپ اس طرح مجھ سے پیار کرتے رہنا کبھی مجھ سے دور نہ جانا میں آپ کی وفا کو سلام پیش کرتا ہوں اور آخر میں یہ دعا کرتا ہوں دنیا میں سب آپ جیسا پیار کرنے والا ملے کوئی کسی سے جدا نہ ہو۔

تیری بے رخی کا شکوہ کریں گے کس طرح ہم
چاہتے ہیں تجھے آج بھی زندگی کی طرح ہم
بچھڑ کر تجھ سے لگتا ہے اب مر جائیں گے
کبھی جدا نہ ہو جانا ہم سے ساون کی طرح صنم

میں تمام قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ سب بہن بھائی دعا کرو کہ میری سحر مجھے مل جائے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
وہ ہزار سجدوں سے نجات دیتا ہے آدمی کو

✪ .... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

بہت سنا تھا تیری وفا کا تذکرہ
مر جاؤں بھی تو کفن بھی آ کر دیکھ لینا

✪ .... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

سفارش

---تحریر: ساحل ابڑو۔ڈیرہ اللہ یار۔ 0345.5913898

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔سفارش۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

ان دنوں میں بی اے میں پڑھتی تھی رضیہ نامی ایک عورت ہمارے گھر میں کام کرتی تھی اس کی شکل وصورت کافی اچھی تھی اتنی کہ اگر اس پر مفلسی کی گرد نہ جمی ہوتی تو وہ ایک حسین وجمیل دوشیزہ کہلاتی۔اس کی ہنسی اتنی خوبصورت تھی کہ وہ ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی موتیوں کی طرح سفید اور خوش نما دانت اس کے خوبصورت تراشیدہ ہونٹوں کے درمیان سے جھانکتے ہوئے بہت ہی پیارے لگتے اس کی عادتیں کچھ عجیب سی تھیں وہ کئی اور گھروں میں بھی کام کرتی تھی اور ہر جگہ جو بھی کھانے کی چیز بچی کھچی ہوتیں وہ کھا جاتی تھی اس نے باسی سے باسی اور خراب سے خراب کھانے کی چیز کو بھی یہ کہہ کر رد نہیں کیا کہ اس وقت اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے اور اسے کھانے کی خواہش نہیں ہے۔یہی وجہ تھی کہ اس کے خوب صورت چہرے کے نیچے ایک اڑھائی من کی بوری لٹکتی نظر آتی اس کے علاوہ کام بھی نہایت افراتفری میں جلدی جلدی بنٹروتی تمام مالکوں کو اس سے یہ شکایت رہتی کہ وہ برتن اچھی طرح نہیں مانجھتی تھی کپڑے بھی اچھی طرح نہ دھوتی تھی۔کمرے میں پوچا لگاتی تو کپڑا اسی طرح تھڑا ہوا دھوئے بغیر چھوڑ دیتی جن کی وجہ سے کمرے کے خوشنما فرش پر مٹی کی بدنما لکیریں ابھر آتیں پھر بھی اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود مالکنیں اس کی چھٹی نہ کراتیں اس میں شاید رضیہ کی بے انتہا خوش مزاجی اور اس کی خوبصورت ہنسی کا بڑا دخل تھا امی کی اس کی بدعملیوں پر جب بھی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتیں تو وہ پاس کھڑی اس طرح مسکراتی رہتی گویا امی اسے کوئی خوبصورت گانا سنا رہی ہوں مجھے رضیہ ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی اسے کوئی کام بھی بتایا جاتا کہ یہ بھی کرنا ہے تو جواب میں نہایت خوش مزاجی سے۔بسم اللہ کہہ دیا کرتی۔

امی تو بعض اوقات اس کی غلطیوں پر اس قدر سیخ پا ہو جاتیں کہ اسے کہتیں کہ آج سے تمہاری چھٹی تو اپنا حساب بے باق کر لے میں گھر میں گندگی برداشت نہیں کر سکتی۔ رضیہ سب کچھ سنتی اور ان کے جواب میں کسی طرح کی شرمندگی کا اظہار کیے بغیر اپنی مخصوص خوش مزاجی سے کہتی۔

میں بی بی تے صدقے آج واقعہ میرے تو غلطی ہو گئی میں ابھی صفائی کر دیتی ہوں۔ آپ جا کر کمرے میں بیٹھیں بس اب غصہ نہیں کرنا میں آپ کی خادمہ ہوں۔

میں نے اس روز بھی ایسی باتیں سنی تھیں جو امی اور رضیہ کے درمیان ہوئی تھیں مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ رضیہ کس مٹی کی بنی ہوئی ہے نہ اپنی روش چھوڑتی ہے اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کو برا مانتی ہے اس روز جب رضیہ واپس جانے لگی تو میں نے اسے آواز دی۔

رضیہ ذرا بات تو سن۔

بسم اللہ۔ میری چھوٹی بی بی نے کیوں مینوں بلایا ہے۔ کہتی ہوئی اپنی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ میرے سامنے آ کھڑی ہوئی ایک لمحہ میں اس کی مدھر مسکان سے لطف اندوز ہوئی اور پر اس سے پوچھا۔

رضیہ۔ تیری عادتیں اتنی اچھی ہیں تو پھر تو کام کیوں نہیں اچھی طرح کرتیں تجھے ہر ایک کی ڈانٹ ڈپٹ سنتے ہوئے برا نہیں لگتا۔

پہلے تو وہ اپنی عادت کے مطابق مسکرائی مگر پھر اس کی مسکراہٹ غائب ہوتی چلی گئی۔ مجھے ایسے لگا کہ جیسے پورنماشی کا چاند سیاہ بادلوں کی آغوش میں ڈوبتا چلا گیا ہو اور ہر سو اندھیرا پھیل گیا۔

رضیہ میرے قریب ہی فرش پر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی اور اس طرح بولی جیسے ایک لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو۔

چھوٹی بی بی میں رات دو بجے کی اٹھی ہوئی ہوں روٹیاں پکاتے ہوئے چار بجے گئے میں اس کی اس بات پر بے ساختہ ہنس دی۔

ہائے اللہ تم لوگ اتنی روٹیاں کھا جاتے ہو کتنے آدمی ہیں تمہارے گھر میں۔ میں نے پوچھا۔

گیارہ لوگ ہیں۔ سارے گھر میں اس نے سنجیدگی سے کہا۔ آج میں پہلی دفعہ اسے اس طرح سنجیدہ دیکھا تھا۔

ارے تیرے اتنے زیادہ بچے ہیں۔۔ میں نے خواہ مخواہ پوچھ لیا۔

نہیں جی میرے تو پانچ بچے ہیں۔ وہ بولی۔

پھر گیارہ کہاں سے آ گئے۔ پانچ تمہارے بچے دو تم میاں بیوی یہ تو کل سات ہوئے میں نے حساب لگا کر کہا۔

سات کہاں۔ رضیہ جزبز ہو کر بولی۔ ایک میری ساس ایک سسر اور چار میری نندیں ہیں۔

تمہارا شوہر تو کماتا ہوگا میں نے پوچھا۔

کہاں جی۔ وہ تو نکھٹو ہے اسے سوائے بچوں کی تعداد بڑھانے کے اور کوئی کام نہیں ہے سارا دن گھر پر پڑا چارپائی توڑتا رہتا ہے میں رات کو گھروں میں کام کرنے کے بعد جھوٹا سالن اور روٹیاں لے کر جاتی ہوں تو وہ سب مل کر کھاتے ہیں۔

یہ تو تمہارے ساتھ زیادتی ہے کہ تم کماتی ہو اور باقی لوگ کھاتے ہیں تم خاوند کو کہو ناں کہ وہ کمایا کرے۔

کہتی ہوں۔ ضرور کہتی ہوں مگر بدلے میں مجھے گالیاں اور گھونسے ملتے ہیں رضیہ روہانسی ہو کر بولی۔

تو پھر تم نے اس نکھٹو سے شادی کیوں کی تھی۔ میں نے پوچھا۔

میں کیا کرتی یہ تو میرے مرحوم باپ کا فیصلہ تھا میرا شوہر اس کی بہن کا بیٹا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے بہن کو زبان دی ہے اس کی دی ہوئی زبان کا خمیازہ میں بھگت رہی ہوں میرے ماں باپ دونوں اس دنیا

میں نہیں ہیں اب اپنا دکھڑا کس کے آگے بیان کروں میرے دو بھائی ہیں شادی شدہ اور اپنے گھر والے ہیں کھاتے پیتے ہیں مگر انہیں بہن کی کوئی پرواہ نہیں ہے کس حال میں ہے زندہ ہے یا مر گئی ہے میں لوگوں کے گھروں میں کام نہ کروں تو میرے بچے بھوکے مر جائیں۔

تمہارے خاوند کی صحت تو ٹھیک ہے ناں میں نے سوال کیا۔

ہٹا کٹا ہے اور کام بھی نہیں کرتا۔

حیرت ہے کیسا بے غیر مرد ہے کہ بیوی کی کمائی کھاتا ہے۔ میں غصہ سے بولی۔ میں اس کا بندوبست کرتی ہوں۔

آپ کیا کریں گی جی۔۔ بی بی جی۔ وہ بڑا ہی ڈھیٹ ہے کسی کی مانتا اور سنتا نہیں ہے۔ میرے بھائیوں نے اسے ایک بار کام پر لگایا تھا بس دو دن کام کیا اور بھاگ کر آ گیا۔

میری ایک کلاس فیلو اور سہیلی ہے اس کا باپ بہت بڑا افسر ہے میں اسے کہوں گی کہ وہ اپنے باپ کو کہہ کر اس کو نوکری دلائے۔

ایسا کر کے دیکھ لیں۔۔ اس نے مجھے چیلنج کرتے ہوئے کہا۔

مجھے رضیہ اور اس کے شوہر دونوں پر غصہ آ گیا اگلے دن میں اپنی سہیلی کے ہمراہ اس کے گھر چلی گئی اور اس کے ابو کو رضیہ اور اس کے شوہر کے بارے میں بتایا اور ان سے درخواست کی کہ رضیہ کے شوہر کو سیدھا کر دیں انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے شوہر کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔

انکل نے دوسرے ہی دن رضیہ کے شوہر کو اپنے دفتر بلا لیا انہوں نے اس کی خوب ڈانٹ ڈپٹ کی تو وہ نوکری کرنے پر تیار ہو گیا انہوں نے اسے اپنے ہی محکمہ میں بھرتی کر لیا۔ رضیہ اب بہت ہی خوش تھی کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے یوں کچھ عرصہ بعد جب رضیہ کی نندوں کی شادیاں ہو گئیں تو رضیہ نے لوگوں کے گھروں میں کام کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ اس کے نکمے شوہر کا حکم تھا رضیہ نے بھی سکھ کا سانس لیا اور گھر کی ہو کر رہ گئی۔

چند ماہ گزر گئے امی نے نئی کام کرنے والی رکھ لی اور ہم رضیہ کو بھول گئے تھے کہ ایک دن رضیہ ہمارے گھر آ گئی اور ہم نے اس کو دیکھ کر اور مل کر خوشی کا اظہار کیا مگر رضیہ نے رونے لگی امی نے اسے دلاسہ دیا اور کہا۔

رو کیوں رہی ہو کچھ بتاؤ تو سہی۔

وہ بولی۔ میرے خاوند نے دوسری شادی کر لی ہے اور مجھے طلاق دے دی ہے اور گھر سے نکال دیا ہے۔ اس نے مجھ سے شکوہ کیا۔ بی بی جی آپ اسے نوکری نہ دلواتی تو مجھے طلاق نہ ملتی۔ اب میں اپنے بچوں کے لیے پھر سے لوگوں کے گھروں میں کام کروں گی۔

رضیہ کا شکوہ جان کر میں اپنے کئے پر پچھتانے لگی کہ کاش میں نے اس کے شوہر کی سفارش نہ کی ہوتی اور نہ ہی وہ آج گھر سے بے گھر ہوتی نہ وہ روتی اور نہ ہی اپنوں سے دور ہوتی۔ لیکن میں نے اس کے بھلے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ میرے اس نیک کام کا غلط مطلب نکلے گا۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ اس کا شوہر بھی اس کا ساتھ دے گا اور اس کی زندگی بھی اچھی طرح بسر ہو چکے گی مجھے کیا پتہ تھا کہ کام کرنے کے بعد اس کے طور طریقے بدل جائیں گے اور اس کو الٹا گھر بسانے کے گھر سے نکال دے گا۔

وہ اب پھر لوگوں کے گھروں میں کام کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی ہے۔ باتوں میں وہی حلیمی ہوتی ہے لیکن چہرے پر مسکراہٹ نہیں ہوتی ہے کھوئی کھوئی سی رہتی ہے۔ اور کبھی کبھی تو روتی ہوئی بھی نظر آتی ہے مجھے اس کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے

لیکن میں اس کو ماسوائے دلاسہ کے کچھ بھی نہیں دے سکتی کیونکہ میں نے جو اس کے ساتھ نیکی کی تھی اس کو جواب غلط ملا تھا اور میری وجہ سے ہی اس کا گھر برباد ہوا تھا۔

قارئین کرام آپ مجھے بتائیں کہ میں نے اس کے گھر کو برباد کرنا چاہا تھا یا پھر بسانا چاہا تھا۔ میں نے اس کی خوشیاں چاہی تھیں یا پھر اس کی آنکھوں میں آنسو چاہے تھے۔ اس کا جواب آپ ہی مجھے دے سکتے ہیں کیونکہ مجھے اس کا شکوہ آج بھی یاد آ رہا ہے جو اس نے مجھ سے کہا تھا۔

بی بی جی آپ اسے نوکری نہ دلواتی تو مجھے طلاق نہ ملتی۔ اب میں اپنے بچوں کے لیے پھر سے لوگوں کے گھروں میں کام کروں گی۔

مجھے اس کے یہ الفاظ چین نہیں لینے دیتے ہیں اس کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں اور میں اس کے سامنے جانے سے بھی شرمندہ سی محسوس کرتی ہوں۔

سوچتے ہیں تجھے وضو کر کے
یوں تیرا احترام کرتے ہیں

✪ .... اے جی-حافظ آباد

جب وہ آیا تو کوئی در، کوئی کھڑکی نہ کھلی
اس نے آنے میں بہت دیر لگا دی ہو گی
دوش اپنا بھی ہے کچھ بات بگڑ جانے میں
اور لوگوں نے بھی کچھ اس کو ہوا دی ہو گی

✪ .... اے جی-حافظ آباد

دل کے بازار میں دولت نہیں دیکھی جاتی
ہو جائے محبت تو صورت نہیں دیکھی جاتی
ایک ہی انسان پر لٹا دو سب کچھ
کیونکہ جو چیز پسند آ جائے اس کی قیمت نہیں دیکھی جاتی

✪ .... محمد نوید-کنگن پور

دل رہی ہے کیوں آن تیری نظر ہم سے
کر رہے ہو بات کرنے میں درگزر ہم سے
دیدار دے کے تو مجھے جینے کی آس دے دے
ہوتا نہیں اب اور صبر ہم سے

✪ .... محمد نوید-کنگن پور

تجھے بھول کر ہم سے بھلایا نہ گیا
تیرے جانے کے بعد ہم سے گھر سجایا نہ گیا
نہ خاطر ہی تجھے سب سے ناطے
پھر کسی سے تم جیسا تعلق بنایا نہ گیا

✪ .... محمد نوید-کنگن پور

ترک تعلق کی اس نے کوئی معقول وجہ نہ بتائی مجھے ساگر
بس اتنا کہا محبت کے ساتھ دولت بھی ضروری ہے

✪ .... ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

وہ لڑکی کون تھی

۔۔۔تحریر:عابد شاہ۔جڑانوالہ۔0300.3938455

محترم بھائی شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔وہ لڑکی کون تھی۔کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

میں ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ میری چار بہنیں اور دو بھائی ہیں سب سے بڑا بھائی پھر چار بہنیں پھر میں پیدا ہوا جب میری پیدائش ہوئی گھر والوں نے بہت خوشیاں منائیں اور محلّہ بھر میں مٹھائی بانٹی کیونکہ چار سسٹر کے بعد میں آیا تھا میرے والدین پانچ وقت کے نمازی ہیں نیک پرہیز گار ہیں انہوں نے محنت کر کے ہمیں حلال روزی کما کے پالا پوسا تھا جب میں نے ہوش سنبھالا تو مجھے سکول میں داخل کرادیا گیا میرے والد صاحب کی خواہش تھی کہ میں پڑھ کر کوئی بڑا آدمی بن جاؤں میرے والد صاحب ایک مل میں کام کرتے تھے والد صاحب صبح آٹھ بجے کام پر جاتے شام چھ بجے کام سے واپس آتے تب ہم گاؤں میں رہتے تھے میں شروع ہی سے لائق تھا پڑھائی میں اس وجہ سے میرے والدین اور استاد مجھ پر بہت خوش تھے پرائمری پاس کی تو میرے ابو جی نے مجھے دوسرے گاؤں میں جو کہ دادا جی کے گھر کے پاس تھا وہاں مجھے داخل کروادیا شروع میں تو دل نہ لگا تھا میرا اسکول میں اور کافی دور بھی تھا پہلے تو ہم سب لڑکے پیدل جاتے تھے پھر ابو نے مجھے سائیکل لے کر دی پھر آسانی ہوگئی میں نے بھی دل لگا کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اور دوست بھی بنتے چلے گئے میں شروع ہی سے ہی شریر تھا صبح سکول جانا واپسی پر کھانا کھا کے کچھ دیر ریسٹ کرتا پھر نماز پڑھ کر جانوروں کا چارا لینے جاتا بس روٹین تھی میری بڑا بھائی جوب کرنے لگ گیا تھا اس لیے گھر کے آدھے کام مجھے کرنا پڑتے تھے گھر کا سودا سلف جانوروں کا چارا لانا انکو نہلانا وغیرہ میرے ذمہ داری تھی گرمیوں کی چھٹیاں ہوگئی میرا دل بڑا خوش ہوا کیونکہ ہم ہر سال گرمی کے



پھر ہم کشمیر چلے گئے بہت پیارا علاقہ تھا۔ہم نے بہت انجوائے کیا میرے کزن بہت تھے کچھ میری عمر کے کچھ مجھ سے بڑے تھے ہم سب کزن مل کر اونچے پہاڑوں پر بیٹھ کر انجوائے کرتے بڑا مزا آتا تھا ٹھنڈا پانی چشموں کا اتنا ٹھنڈا پانی تھا کہ پینا مشکل ہو جاتا تھا۔

تین ماہ رہنے کے بعد ہم واپس آ گئے دل نہیں کرتا تھا مگر مجبوری تھی چھٹیاں ختم ہو گئیں تھی اس لیے ہم واپس آ گئے دل نہیں کرتا تھا پھر سکول جانے کو۔اتنا انجوائے کرنے کے بعد دل نہیں کرتا تھا پھر سکول جانے لگے پھر ماسٹر صاحب کے پیغام بھی آنا شروع ہو گئے ابو نے سختی سے کہا۔

تم کل سے سکول جاؤ گے۔

پھر اگلے دن میں سکول گیا تو ماسٹر صاحب نے ڈانٹا میں نے انکی باتیں سنی ان سنی کر دیں پھر کلاس میں آیا سب دوست ناراض تھے پھر ان کو سوری کی اور منایا پھر میں اپنی پڑھائی میں مگن ہو گیا پھر پیپر ہونے لگے بورڈ کا امتحان تھا دل لگا کر محنت کی اور سر کی بھی کوشش تھی۔

خیر میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا۔خدا کا شکر ادا کیا پھر اگلی کلاس میں بھی محنت کی اور کامیابی حاصل ہوئی پھر میٹرک میں آ گئے میٹرک کا بھی بورڈ کا امتحان تھا۔

میٹرک کے پیپر دیئے تو ابو جی نے کہا کمپیوٹر لے کر دوں گا جب میرا رزلٹ آیا تو میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا اسی دن ابو جی نے مٹھائی بانٹی اور مجھے کمپیوٹر لے کر دیا کمپیوٹر کی خوشی تھی پاس ہونے کی بھی پھر سکول سے نکل کر کالج آ گیا تب میں نے سوچا کشمیر چلا جاؤں گا مگر گھر والوں نے نہیں جانے دیا اور مجبوراً مجھے کالج میں داخلہ لینا پڑا پھر میں نے سوچا پڑھ لوں گا تو زندگی سنور جائیگی اس وجہ سے میں ڈگری کالج میں داخلہ لے لیا۔کالج میں شروع شروع تو میرا دل نہ لگا مگر آہستہ آہستہ دل لگتا گیا کالج لائف بہت حسین ہوتی ہے کالج بہت بڑا تھا ایک پورشن میں لڑکیاں پڑھتی تھیں اور ایک میں لڑکے اوپر والے پورشن میں لڑکیاں پڑھتی تھی میں شروع سے ہی شریر ہنسی مذاق کرنے کا عادی تھا۔

جوانی کی دہلیز پر قدم قدم رکھ چکا تھا جب انسان ہر وقت ہنستا رہتا ہے پھر میری دوستی کالج کے دو لڑکوں سے ہو گئی لیاقت اور ثاقب ہم تینوں کا ہر وقت ہنسنے کے سوا کوئی کام نہ تھا وہ بہت اچھے تھے سچ پوچھیں تو لیاقت اور ثاقب سے کالج میں رونق تھی ہم تینوں کا آپس میں بہت پیار تھا۔انکے ساتھ میرا دل لگا تھا ورنہ میں تو ہر وقت بور ہوتا تھا جب میں کالج نہ جاتا تو میری جگہ اور ہمارے رول نمبر بھی اکٹھے تھے ایک دوسرے کی مشکل میں کام آتے تھے لیاقت اور میں ایک ہی روڈ کے تھے اور ثاقب جو میرے ساتھ بائیک پر بیٹھ کر آتا تھا شہر تک وہ بہت دور سے آتا تھا پڑھنے

۔

ہم کالج میں ایک گروپ تھے اگر چھٹی کرنی تو اکھٹے اگر پریڈ چھوڑنا تو اکھٹے اگر کالج جانا تو اکھٹے ہی روز کا معمول تھا ہمارا اچھی زندگی گزر رہی تھی لیاقت جو تھا وہ کسی کو پیار کرتا تھا ہمیں بتایا کرتا تھا۔

مجھے ان پیار وغیرہ سے کوئی مطلب نہ تھا وہ میرے آگے پیار کی باتیں کرتے مجھے غصہ آتا کہ کیا فضول باتیں کرتے ہو ثاقب بھی کسی کو پیار کرتا تھا مجھے ان دونوں پر غصہ آتا کہ اپنی زندگی فضول کاموں میں ضائع کر رہے ہیں میں ان کو

روکتا تو وہ مجھے کہتے عشق کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے۔
بیٹا جب تجھے ہوگا تب تجھے بھی پتہ چلے گا کہ فضول کام ہے کہ نہیں ابھی کر لو جتنا انکار کرنا ہے تو پھر ہنستے تھے اور میں بھی ان کا مذاق اڑاتا پھر وہ کہتے تم بہت بری طرح پھنسو گے پیار میں۔
ابو جی نے بائیک لے کر دی تھی مگر میں جان بوجھ کر بس پر جاتا تھا کیونکہ میرے دوست بھی بس پر آتے تھے شغل میلہ لگا رہتا تھا بس والوں کو تنگ کرنا مذاق کرنے اور کالج میں بھی بہت آزادی تھی کوئی روک ٹوک نہیں تھی نہ ڈر تھا اور آزاد لائف تھی کالج کی اس کے بعد ہم نے دسمبر ٹیسٹ کی تیاری شروع کر دی ٹیسٹ بھی بہت اچھا تھا ہم تینوں نے پھر ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا میں ثاقب اور لیاقت کو کہا۔
یار تم عشق اور محبت دفع کرو اور پڑھائی پر توجہ دو۔
میری باتیں سنکر وہ کہنے لگے ٹھیک ہے یار آج سے مکمل توجہ پڑھائی پر ہوگی ہماری۔
مجھے بہت خوشی ہوئی انہوں نے میری بات مان لی تھی اور ہمارے گھر والوں کو بھی مان لیا تھا کہ ہمارے بچے پڑھنے جاتے ہیں یار ہم نے بہت آوارہ گردی کر لی اب بس کسی کو تنگ نہیں کرنا پڑھنا ہے بس اور پھر ہم اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئے اور ہمارے ایگزائم آ گئے ایگزام کی تیاری بہت کی ہے اللہ کا کرم ہوا ہمارے ایگزام بہت اچھے ہوئے تھے۔
پھر ایگزام سے فری ہو کر ہم کو چھٹیاں تھیں اور گھر بیٹھ گئے اور ہم تینوں دوست میسج اور کال پر رابطہ ہوتا تھا میں بھی فارغ تھا سارا دن کمپوٹر پر سونگ سنتا تھا کبھی فلم لگا لی اور گھر کے کام بھی کرتا جانوروں کے لیے چارا لانا پھر انکی دیکھ بھال کرنا

بڑی مشکل سے دن گزرے پھر رمضان شریف آ گیا روزے رکھے خوب عبادت کی بڑے اچھے دن پھر ہر کوئی خدا کی عبادت میں مشغول تھا پھر چاند رات آ گئی جس کا ہر کسی کو انتظار ہوتا ہے پھر عید کی خوشیاں منائی عید بہت اچھی گزری کاش ہر روز عید ہوتی۔
عید کے بعد میں سیکنڈ ائیر میں کالج داخلہ لیا پھر پارٹ ٹو کی بک لی اور اپنی پڑھائی پر دل لگا کر توجہ دی اور بس پڑھتے رہنا یہ کام تھا مجھے یہ تھا کہ پڑھ کر دل کی ہر خواہش پوری کروں گا بڑا آدمی بنوں گا اور گھر والوں کی بھی مجھ سے یہ آرزو تھی کہ ہمارا بیٹا پڑھ کر بڑا آدمی بنے گا کچھ دن بعد فسٹ پارٹ کا رزلٹ آ گی امیری ایک کتاب انگلش کی رہ گئی اور لیاقت کی چار رہ گئیں اور ثاقب کی دو رہ گئیں افسوس بہت تھا مگر ہم نے ہمت نہ ہاری آگے پڑھنے لگ گئے۔
کوئی بات نہیں میری تیاری اچھی تھی انگلش میں فیل بھی نہیں ہونا تھی میں انگلش کے پیپر دینے جا رہا تھا راستے میں پہلے سرکاری ہوسپٹل آتا ہے وہاں سے گزرتے میں نے ایک لاش دیکھی میرا دل بہت خراب ہوا مجھے کر آرہے تھے لاش دیکھ کر میرا برا حال ہو گیا پھر میں نے جوس پیا تب جا کر کوئی سکون ملا مگر بار بار میرے ذہن میں وہ لاش آ رہی تھی اس لیے میں نے پیپر نہیں دیا اور گھر آ گیا۔
خیر کوئی بات نہیں ہار جیت ہوتی رہتی ہے پھر میں نے ہمت نہ ہاری دن رات محنت کر کے اور ٹیوشن بھی رکھی اور اپنی پڑھائی میں مگن رہا سردی کے دن تھے سردی بھی بہت تھی میں اپنی کلاس سے باہر آ گیا تھوڑی تھوڑی دھوپ تھی میں دھوپ میں آ کر بیٹھ گیا اور لیاقت اور ثاقب بھی میرے پاس آ کر بیٹھ گئے کہنے لگے۔

یار عابد کیا ہر وقت تم ہر وقت کتابی کیڑے بنے رہتے ہو جب دیکھو تمہارا سر کتابوں میں ہوتا ہے کبھی کبھار ادھر ادھر بھی دیکھ لیا کرو۔

میں نے کہا میں فضول کاموں میں اپنا ٹائم ضائع نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

وہ کہتے تو بہت بڑا پھنسے گا اور قہقہہ لگا کر ہنستے پھر لیاقت کہتا۔

عابد اوپر دیکھ جب میں نے اوپر دیکھا تو لڑکیاں کھڑی تھیں آپ کو بتاتا چلوں اوپر والے پورشن میں ایم اے انگلش پاٹ ون کی سٹوڈنٹ کھڑی تھیں میں نے اپنے دوستوں کی باتوں پر دھیان نہ دیا اور کلاس میں چلا گیا پریڈ اٹینڈ کیا تین پریڈ پڑھنے کے بعد میں نے بائیک سٹارٹ کی اور گھر آ گیا۔

سردی کے دن تھے بس لیٹ آئی تھی سو مجھے بائیک پر جانا پڑتا تاکہ ٹائم پر پہنچ سکوں پھر ہوا کچھ یوں میں اگلے دن ٹائم پر کالج پہنچ گیا ٹھنڈ بہت تھی بائیک پر تھا سردی کی وجہ سے کانپ رہا تھا گراؤنڈ میں دھوپ میں جا کر کھڑا ہوا گراؤنڈ میں اتنے میں لیاقت اور ثاقب بھی آ گئے وہ کہتے۔

آؤ یار ادھر چلیں وہاں لڑکیاں کھڑی ہیں ایم اے کی ان کو تنگ کرتے ہیں۔

میں نے کہا۔

بابا مجھے تم معاف کرو تم جاؤ مجھے نہیں جانا مگر وہ پاگل زبردستی میرا ہاتھ کھینچ کر لے گئے میں نے کہا۔

یار وہ ایم اے کی سٹوڈنٹ ہیں ہمارا حق نہیں بنتا ان کو تنگ کریں۔

وہ کہتے بس بس اب تقریر مت کرنا اور ہنسنے لگے اور ان کے سامنے ہم نیچے جا کر کھڑے ہو گئے وہ ہماری طرف ہی دیکھنے لگیں میں نے مذاق میں کہا۔

دیکھو یار ان لڑکیوں کو پڑھنے کا کیا فائدہ دھونے تو انہوں نے برتن ہی ہیں گھر میں پھر پڑھنے کا کیا فائدہ وہ لڑکیاں ہنسنے لگیں۔

پھر اچانک میری نظر ایک ایسی لڑکی پر پڑی جو الگ ایک سائیڈ پر پیلر سے سر لگا کر اپنے دھیان انگلش کے نوٹس پڑھ رہی تھی اور میں نے کہا۔

یہ دیکھو کیسے انگلش کے نوٹس پڑھے جا رہی ہے ہم سے تو ایک چھوٹی سی بک نہیں پڑھی جاتی۔

اس نے میری طرف دیکھا اور دھیمی سی مسکرائی اور وہ کیا مسکرائی کہ میری جان پہ بن آئی میرے ہاتھ سے کتابیں گر گئی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ مجھے کیا ہو گیا میں تو دل ہار گیا تھا پہلی ہی نظر میں وہ لڑکی کیا تھی ہیرا تھی خدا نے اسے فرصت میں بنایا تھا اس پر ایک شعر یاد آ گیا۔

یہ یاد نہیں کب پیار ہوا
بس یاد رہا مجھے پیار ہوا
جب پیار ہوا سب بھول گئے
ایک یاد رہا بس نام تیرا
ہم مسجد مندر سب بھول گئے
بس یاد رہا چہرہ تیرا
کچھ سالوں بعد وہ ہم سے ملیں گے
میں پوچھوں گا کیا حال ہے تیرا
وہ ہنس کر بولے گی ارے پاگل
کیا نام ہے تیرا تو یہ تو بتا

پھر میں اپنی کلاس میں چلا گیا اور وہ بھی چلی گئی سر کلاس لے رہے تھے مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی بس اس حسینہ کا چہرہ میری آنکھوں میں رہا تھا میرے یار مجھے کہتے عابد تجھے کیا ہو گیا ہے ہر وقت گم صم کھویا کھویا رہتا ہے۔

میں ان سے کہتا ایسی کوئی بات نہیں سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہماری کلاس گراؤنڈ میں لگنا شروع ہو گئی میں خوش تھا اس کا دیدار تو ہوگا

جب پریڈ ختم ہوتا میں اس کا ویٹ کرنے چلا جاتا ان کے بلاک کے نیچے کہ کب وہ ادھر آئے اور میں اس کا دیدار کروں۔

وہ بہت حسین تھی اس کو دیکھنے کے بعد تو میں یہی سوچتا رہا کہ وہ کوئی انگریز ہے اس کی آنکھیں بہت گہری تھیں اس کی تعریف کے لیے الفاظ کم ہیں۔

وہ حسن کی دیوی تھی چاندسی لڑکی بہت سندر تھی میں نے اپنی زندگی میں وہ پہلی لڑکی دیکھی جو اتنی حسین اتنی سندر تھی ساری دنیا سے زیادہ خوبصورت تھی خدا نے واقعی ہی اسے فرصت میں بنایا تھا لوگ سچ کہتے پیار کیا نہیں جاتا پیار ہو جاتا ہے جب پیار ہوتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ جینا کتنا مشکل ہے اس کے بن اس حسن کی ملکہ کا مجھے تو نام تک معلوم نہ تھا بس دل میں ہی اسے اپنی جان بنا بیٹھا تھا دن رات اس کو سوچتے گزر جاتے کوئی رات ایسی نہ تھی کہ اسے نہ یاد کیا ہو۔

میں نے اپنے دوستوں کو بتایا مجھے پیار ہو گیا ہے وہ بڑا ہنسے انہوں نے میری بات کا مذاق اڑایا پھر مجھے سیریس دیکھ کر کہنے لگے۔

کون ہے کیا نام ہے۔

میں نے کہا۔

وہ جو سامنے کھڑی ہے وہ میری مدد کرو مجھے اس کا نمبر لاکر دو بات کراؤ میری اس سے انہوں نے کہا۔

ہم تیری مدد کریں گے۔

اس کا نام میں نے مدھوری رکھا ہے وہ لڑکی مدھوری مجھے دیکھتی ہنستی اور نقاب کر لیتی وہ شرمانی بہت تھی میں جب بھی اس کی طرف دیکھتا اپنا آپ بھول جاتا اپنا تو اد کا دیدار کرنے کا معمول بن گیا کبھی کبھی تو میں اچانک اسے دیکھتا تو وہ پہلے سے ہی مجھے دیکھ رہی ہوتی اور مسکرا رہی ہوتی تھی شاید اسے بھی مجھ سے پیار ہونے لگا تھا تب تو مجھے دیکھ کر مسکرادیا کرتی تھی۔

اللہ جانتا ہے وہ جتنی شریف تھی اتنی ہی تعریف بھی نہیں کی میں نے الفاظ کہاں سے لاؤں اس کے حسن کی تعریف کے لیے۔ اس کے معیار کے مطابق کسی لڑکے سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا نہ ہنستے دیکھا تھا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ میں موبائل دیکھا لڑکیاں بہت تھیں کالج میں مگر اس کی ایک فرینڈ تھی جو مجھے دیکھ کر اس کا فیس میری طرف کرتی پھر وہ ہنس کر نقاب کر لیتی اس کا نقاب کرنے کا سٹائل سب سے الگ تھا۔

اے نقاب پوش تیرے نقاب کرنے کا کیا فائدہ

آنکھیں تو نظر آ رہی ہیں پھر منہ چھپانے کا کیا فائدہ

اس کی کلاس میں سب لڑکیوں کو خبر ہو چکی تھی کہ یہ لڑکا اسے چاہتا ہے صبح میں اس کے رکشے کا انتظار کرتا جب تک وہ اپنے محلے میں نہ چلی جاتی میں بائیک پر بیٹھ کر اسے جاتا ہوا دیکھتا رہتا وہ دور سے مجھے دیکھتی رہتی جب میں کچھ فاصلہ پر ہوتا تو مجھے دیکھ کر نگاہ نیچے کر لیتی اور ہنستی چھوٹی سی بات ذہن میں آتی ہے کہ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہوگی کہتی ہوگی پاگل ہے یا اس کو مجھ سے محبت ہے اللہ جانتا ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں دلوں کے بھید تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے میں تو صرف اندازہ لگا سکتا ہوں جو دل کہتا ہے کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے وہ حسینہ کون تھی کہاں کی ہے مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا یہ سٹوری بھی اس کی تلاش میں لکھ رہا ہوں کہ وہ مجھے مل جائے وہ مجھے پیار کرتی ہے بس یہ بات جب دل کہتا ہے تو میں خوشی سے جھوم جاتا ہوں اور اسے پانے کی ہر وقت دعا کرتا ہوں

وہ دلبر بھی جان بھی دھڑکن بھی سانس بھی روح بھی تھی میرا چین بھی سکون بھی وہ تھی وہ بہت بہت پیاری تھی معصوم تھی بہت نائس تھی۔

میرے دوست کہتے تو پاگل ہو جائے گا اتنا پیار نہ کرو کہ اگر وہ دور جائے گی تو جی نہ پاؤ گے میں ان سے کہتا کہ تم کیا جانو پیار کو اور ہر وقت اس کی یاد میں یہ اس کی یاد میں یہ سونگ سنتا تھا اور اس کے تصور میں کھویا رہتا تھا۔

چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتار کیجئے
مشورہ ہے یہ میری جاں گوارہ کیجئے
چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجئے
روشنی دن کی اندھیروں میں سمٹ جاتی ہے
گھر کے آنگن میں نہ یونہا لوسنوارا کیجئے
چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجئے
مشورہ ہے میری جان گوارہ کیجئے
ہم تو یہ جان ہتھیلی پر لیئے پھرتے ہیں
بس کسی دن ہمیں ہلکا سا اشارہ کیجئے
چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجئے
آپ تو محل نشین ملائم سے ہیں مدھوری
جھونپڑی ہے یہ غریبوں کی گوارہ کیجئے
چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجئے
مشورہ ہے یہ میری جان گوارہ کیجئے
ہم تو راہوں میں لیے پھرتے ہیں کا سادل
مال کیسا ہے کسی روز نظارہ کیجئے
چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجئے
مشورہ ہے میری جان گوارہ کیجئے

سچ بات ہے یہ سونگ اس پہ بنا ہے ہر وقت اس کی یاد میں سنتا ہوں وہ سندر دوشیزہ حوروں کی سردار تھی اس کے دیکھنے کی ادا کیا دلکش تھی الفاظ کم ہیں لکھنے میں اس کے حسن پر کیا کیا لکھوں وہ شہزادی تھی ملکہ تھی پریوں کی میری دھڑکن کاش وہ لڑکی مجھے مل جاتی کاش وہ میری ہو جاتی ہر وقت اسے سوچتا رہتا ہے دل کرتا ہے کہ بس وہ ہو اور میں ہوں ہر وقت اس کے سپنے دیکھنے لگا ہر وقت دن ہو یا رات اس کی حسین آنکھیں میرے سامنے آجاتیں جیسے آنکھیں بند کرتا نہ پڑھنے کو دل کرتا نہ کھانے کو جب میں اسے دیکھتا تو میری دھڑکن تیز ہو جاتی۔

ایک دن کی بات ہے ہم کالج گئے اور بارش شروع ہو گئی موسم بہت خراب ہو گیا جس کی وجہ سے پڑھائی نہ ہو سکی اور چھٹی ہو گئی سب چلے گئے مگر میں اور میرا الیاقت برآمدے میں کمرہ نمبر دس کے آگے کھڑے تھے پھر میں نے بک نکالی اور انگلش پڑھنے لگ گیا وہ نظر بھی نہیں آرہی تھی میں نے سوچا جب تک بارش رکتی تب تک اس نازنین کا انتظار کرتا ہوں جب بارش رکے گی تو جاؤں گا گھر پھر اچانک میرا چاند مجھے نظر آیا اور میں حیران بھی تھا پہلے کبھی بھی وہ ادھر نہیں آئی تھی سامنے والے بلاک پر کھڑی تھی ایم اے اسلامیات کی طرف میرا چاند کھڑا تھا وہ میری طرف دیکھ کر ہنس رہی تھی اس کی ایک دوست بھی ساتھ تھی جو اس کو چھیڑتی تھی میں جب بھی اس کے سامنے جاتا وہ اس کا فیس میری طرف کرتی خیر اس نے مجھے دیکھتے نقاب کرلیا پھر میں پڑھنے لگ گیا پھر وہ مجھے دیکھتی ہنستی اور نقاب کر لیتی جب میں دیکھتا تو ہنستی اور نقاب کرتی اس دن دل نے گواہی دی کہ وہ بھی مجھے پیار کرتی ہے مجھے اس دن یقین ہو گیا تھا کہ میں بارش کی وجہ سے اس کی طرف نہ جاسکا تو وہ ادھر آئی مجھے دیکھنے میرا دل باغ باغ ہو گیا تھا میں بہت خوش تھا کہ میری جان مجھے دیکھنے آئی ہے پھر وہ اپنے رکشے میں بیٹھ کر چلی گئی اور میں گھر آ گیا۔

اگلے دن جب میں کالج آیا تو چپڑاسی آیا اس کے پاس اور وہ اس کے ساتھ پرنسپل کے روم

میں چلی گئی میرا دوست بھی دیکھ رہا تھا وہ بولا۔
یار وہ گئی ہے پرنسپل کے روم میں تمہاری شکایت لگائے گی میرا دوست بہت ہی ڈر ہوا تھا میں نے اسے کہا۔
نہیں وہ ایسی نہیں ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی وہ ایسی لڑکی نہیں ہے میرا دل نہیں مانتا وہ ایسا نہیں کر سکتی تم ڈرو نہیں یار۔
تھوڑی دیر بعد وہ چپڑاسی اسے واپس چھوڑنے آ گیا اس کے بلاک میں پھر پانچ پریڈ کے بعد چھٹی ہو گئی اور میں اس کا انتظار کرنے لگا کہ کب رکشہ آئے اور میں جان کا دیدار کر لوں پھر میرے دل میں خیال آیا کہ جان جی کو لیٹر لکھوں اور اپنی محبت کا اظہار کروں سوچ سوچ کر دل میں پکا ارادہ کر کے لیٹر لکھنے بیٹھ گیا پھر خیال آیا کہ اس عزت پر حرف نہ آئے اس کی عزت کا سوال ہے کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے میں تو ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ بدنام ہو۔
پھر سوچتے سوچتے رات بیت گئی اور میں اگلے دن کالج چلا گیا اور دوستوں سے مشورہ کیا انہوں نے بھی کہا کہ یار ٹھیک ہے تم لکھو لیٹر پھر میں نے ان سے کہا یار ڈر لگتا ہے کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے اس کی عزت وآبرو کا سوال ہے پھر بھی انہوں نے کہا ہمت کرو کچھ نہیں ہوتا تم لکھو لیٹر میں نے پھر گھر آ کر بہت سوچا اور کالج کا کام ختم کیا اور لیٹر لکھنے بیٹھ گیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔
نظر عنایت جان
سلام عرض۔ سلام محبت
عرض ہے کہ میں ٹھیک ہوں خدا آپ کو ہمیشہ خوش اور آباد رکھے خدا سے دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اس فلک تلک سدا پھولوں کی طرح مسکراتی رہیں دیگر سوال یہ ہے کہ میڈم جی آپ کو جب سے دیکھا ہے تب سے اپنا دل کسی کام میں نہیں لگتا۔ آپ کو خدا نے فرصت میں بنایا ہے اور جان سچ ہے کہ آپ کا فین ہو گیا ہوں جب تک آپ کو دیکھ نہ لوں دل نہیں لگتا جب سے آپ کو دیکھا ہے چین سکون اڑ گیا ہے کچھ اچھا نہیں لگتا سوتے جاگتے آپ کا چہرہ نظر آتا ہے آپ کی یاد بہت آتی ہے میں نہیں جانتا کہ آپکے دل میں میرے لیے جگہ ہے کہ نہیں لیکن میں تو پوری طرح آپ کا ہو چکا ہوں یقین مانئے کہ آپ بہت خوبصورت ہو خاص طور پر آپ کی آنکھیں اور آپ کے دیکھنے کا انداز اس پر بھی قیامت۔ آئی لو یو جان آئی مس یو۔
مجھے سچ پوچھیں تو آپ کے نام کا بھی نہیں پتہ ہے اگر یہ لیٹر پڑھ کر آپ کا دل چاہے تو میرے نمبر پر کال یا میسج کر دینا اگر آپ کا دل چاہے میرے ساتھ دوستی کرنے کو تو پلیز ایک بار رابطہ ضرور کرنا میں آپ کا شدت سے انتظار کروں گا اگر آپ نے انکار کیا تو پھر میں آپ کو کبھی کالج میں نظر نہیں آؤں گا ویسے بھی یہ میرا اس کالج میں آخری سال ہے آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا
۔
فقط آپ کا دل سے دیوانہ عابد۔
یہ خط لکھ کر میں نے اپنی جیب میں رکھ لیا تاکہ صبح دیدار ہو اور میں اسے دوں پھر جان کا دیدار کیا مگر موقع نہ ملا کہ لیٹر دوں پھر اگلے دن بھی موقع نہیں ملا ایسے کرتے کرتے ایک ہفتہ گزر گیا میرا دل بہت پریشان تھا۔
پھر اللہ نے ایک دن میری سن لی اور موقع مل گیا میں نے لیٹر اپنی پاکٹ سے نکالا اور آس پاس ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا اور پھینک دیا اس کے آگے تو اس کی دوست نے جلدی سے نیچے پھینک دیا مجھے بہت دکھ ہوا پھر وہ لیٹر اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور گھر آ گیا بہت

روبا کہ کاش وہ ایک بار پڑھتی تو وہ اپنی فرینڈ سے
لے بھی سکتی تھی مگر افسوس اس نے نہیں لیا اور پھر
میں دو دن کالج نہیں گیا مجھے بہت تیز بخار ہو گیا تھا
بس پڑا رہا بھوک پیاس مٹ گئی میں بہت ٹوٹ گیا
دل کے ٹکڑے ہو گئے مجھے بہت دکھ تھا کہ اب کیسے
ملے گی کیا کروں۔

پھر نہ چاہتے ہوئے تیسرے دن کالج گیا تو
دل نہیں لگ رہا تھا پڑھائی میں اور اس کو دیکھے بغیر
نہیں رہ پا رہا تھا پھر سارا دن بور گزرا صبح اس کا
دیدار کیا تھا اس کو دیکھتے ہی میں نے منہ نیچے
کرلیا۔ پھر سارا دن اس کے سامنے نہیں گیا پھر
ایک دن وہ اکیلی جا رہی تھی میرے دوست نے
مجھے بہت مجبور کیا۔

وہ اکیلی جا رہی ہے تم جاؤ اسے لیٹر دو اور با
ت کرو موقع اچھا ہے اس کو ہاتھ سے نہ جانے دو
جاؤ جلدی جاؤ۔ میں نے کہا۔

نہیں اس کی عزت کا سوال ہے۔

اس کی عزت کا سوال ہے لیکن تمہاری محبت
کا سوال بھی تو ہے جاؤ وہ مجھے مجبور کرنے لگے۔

لیکن میں نہیں گیا دوسرے دن وہ کالج آئی
ہماری پارٹی تھی اس دن بھی وہ اکیلی تھی وہ مین
گیٹ پر اتری اور پرنسپل کے دفتر چلی گئی میں دیکھ
رہا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ شاید وہ میری
شکایت لگانے گئی ہے میں ادھر سے گزرا پرنسپل
کے دفتر کے آگے سے وہ مجھے دیکھ رہی تھی اور میں
برآمدے کے بیچ کھڑا ہو گیا جب وہ میرے پاس
سے گزری تو اس نے مجھے بہت گہری نگاہ سے
دیکھا اور چلی گئی پھر ہماری پارٹی تھی ہم نے خوب
دیدار کیا ہمارا وہ دن کالج میں آخری تھا میں اپنی
بدقسمتی سمجھوں یا کیا وہ دن اس کا بھی آخری تھا
کالج میں پارٹی کے بعد بھی میں روزانہ جاتا کالج
میں مگر وہ نہیں آتی تھی۔

ہم فری ہو گئے تھے اس لیے روزانہ آتا کالج
میں اسے دیکھنے کے لیے مگر وہ نظر نہیں آتی تھی میں
ایک ہارے ہوئے انسان کی طرح لوٹ آتا
اور دعائیں کرتا رہتا کہ کب ملے گی پتا نہیں کہاں
گئی ہے کدھر گئی ہے مجھے ایک بار بتا تو جاتی تنہا
کر گئی تھی مجھے وہ چلی گئی میرا چین سکون لوٹ کر
خدا اسے خوش رکھے آمین۔

ابھی تک میں کالج میں جاتا ہوں روز شاید
وہ کبھی آ جائے کالج میں اپنی دوست کے ساتھی پتہ
نہیں وہ کہاں چلی گئی ہے بس یہی
سوچتا رہتا ہوں۔ کئی بار تو آنکھوں میں آنسو بھی
آ جاتے تھے آنکھیں اس کو تلاش کرتی رہتی تھیں۔
بحر حال وہ بہت یاد آتی ہے دن رات یاد آتی ہے
وہ کہتے ہیں ناں کہ۔

بچھڑا کچھ ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اس کے بعد میں نے اس کے محلے میں ہر جگہ
اس کو تلاش کیا مگر کہیں وہ نظر نہیں آئی ہر روز بازار
آتا ہوں کہ شاید وہ شاپنگ کرنے آ جائے مگر نہیں
۔وہ نظر نہیں آتی ہے۔

ایک سال ہو چکا ہے میں اس کو تلاش کر رہا
ہوں لیکن وہ ایک دن بھی دکھائی نہیں دی ہے میں
بہت پریشان ہوں اس کی وجہ سے ایک بار وہ مجھے
مل جائے تو پوچھوں کہ اتنا ظلم کیوں کیا کیوں ایسی
سزا دی مجھے نہیں پتا کہ وہ کہاں گئی ہے کم از کم اسے
ایک بار تو آنا چاہیے تھا۔ کیا پتہ وہ مجھے پیار کرتی
ہے کہ نہیں بس یہی کہتا ہے دل وہ مجھے پیار کرتی
ہے اسے یاد کر کے یہ سونگ سنتا رہتا ہوں۔

ہولے ہولے سادے کولوں دور ٹر گئی اے
ایسا ابدی زندگی وچ کون آ گیا اے
کر کے او دل ساڈا چور ٹر گئی اے
کر دے ساں پیار سانوں اودھے تو بڑا مان سی

جنی سوہنی لگدی سی اونی بے ایمان سی
توڑ ساڈے مان تے غرور ٹر گئی اے
ہولے ہولے ساڈے کولوں دور ٹر گئی
ایسا اہدی زندگی وچ کون آ گیا اے
ساڈیاں وفاواں دا وی رکھیا خیال نہ
جیوندے کہ مرے کدی پچھیا وی حال نہ
کہدے لئی ہو کے مجبور ٹر گئی اے
ہولے ہولے سادے کولوں دور ٹر گئی اے
ہولے ہولے سادے کولوں دور ٹر گئی اے۔

مرحلے شوق کے دشوار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
صرف ہاتھ ہی نہ دیکھو کبھی آنکھیں بھی پڑھو
کچھ سوالی بڑے خوددار ہوا کرتے ہیں
.... اے جی - حافظ آباد

اس شہر غم کو دیکھ کے دل ڈوبنے لگا
اپنے پہ ہی کوئی ہنستا دکھائی دے
احمد فراز .... انیلہ غزل - حافظ آباد

اپنے سوا ہمارے نہ ہونے کا غم کسے
اپنی تلاش میں تو ہی ہم ہیں دوستو
احمد فراز .... انیلہ غزل - حافظ آباد

تری نگاہ کرم ہے وگرنہ اے غم دوست
زمانہ کیا تیرے شیدائیوں سے خالی ہے
حسن اختر جلیل .... انیلہ غزل - حافظ آباد

تم تو غم دے کر بھول جاتے ہو
مجھ کو احسان کا پاس رہتا ہے
فیض احمد فیض .... انیلہ غزل - حافظ آباد

تیرا ملنا تو خیر مشکل تھا
تیرا غم بھی جہاں نے چھین لیا
ناصر کاظمی .... انیلہ غزل - حافظ آباد

جب بھی کسی نے ہنس کے مروت سے بات کی
دل سے تمام عمر کے غم دور ہو گئے
سید عبدالحمید عدم .... انیلہ غزل - حافظ آباد

اک غم کے سوا دل میں ہے بھی کیا
ہم گھر چلا رہے ہیں متاع قلیل سے
احمد جاوید .... انیلہ غزل - حافظ آباد

جو غم ملا جبیں کے شکن میں چھپا لیا
دل سے گداز چیز کو پتھر بنا لیا
ظفر اقبال .... انیلہ غزل - حافظ آباد

کاش تو آ کے مجھے آواز دے کہیں سے
میری ڈوبتی ناؤ کو ساحل کی آس دے کہیں سے
پل پل اسے دیکھنے کا جنون اس پہ مر مٹنے والی تمنا
اے خدایا مجھے پھر سے ایسی پیاس دے کہیں سے
.... رئیس عثمان - کھوئی رٹہ

نہ کسی خوشی کی آس رکھتے ہیں
بس غم کو اپنے پاس رکھتے ہیں
کوئی دل کو آوارا سمجھ نہ بیٹھے
اس لئے ذرا چہرہ اداس رکھتے ہیں
.... رئیس عثمان - کھوئی رٹہ

کیا چاہت کے وعدوں کو ایسے ہی نبھایا جاتا ہے
دکھا کے سپنے منزل کے پھر دل کو دکھایا جاتا ہے
دیکھا ہے ہم نے محبت میں کچھ ایسے بے حال ہوتے ہیں
جو لے کے غم خوشی دے اس کو ہی رلایا جاتا ہے

.... رئیس عثمان - کھوئی رٹہ

کیسی یہ کس طرح عاشقی کی اس نے
ہر خوشی لوٹ کے جینے کی دعا دی اس نے
برسوں سے پرو رہے تھے ہم خوشیوں کی لڑیاں
ایک ہی بچی تھی باقی جو غم سے ملا دی اس نے
بڑی مشکل سے بجھا پائے تھے دل کی آگ
وہ گزرا اس گلی سے پھر چنگاری کو ہوا دی اس نے
.... رئیس عثمان - کھوئی رٹہ

صرف تجھے اتنا کہنا چاہتا ہوں
میں تیرے بغیر تنہا نہیں ادھورا ہوں
.... واجد محمود - اٹک

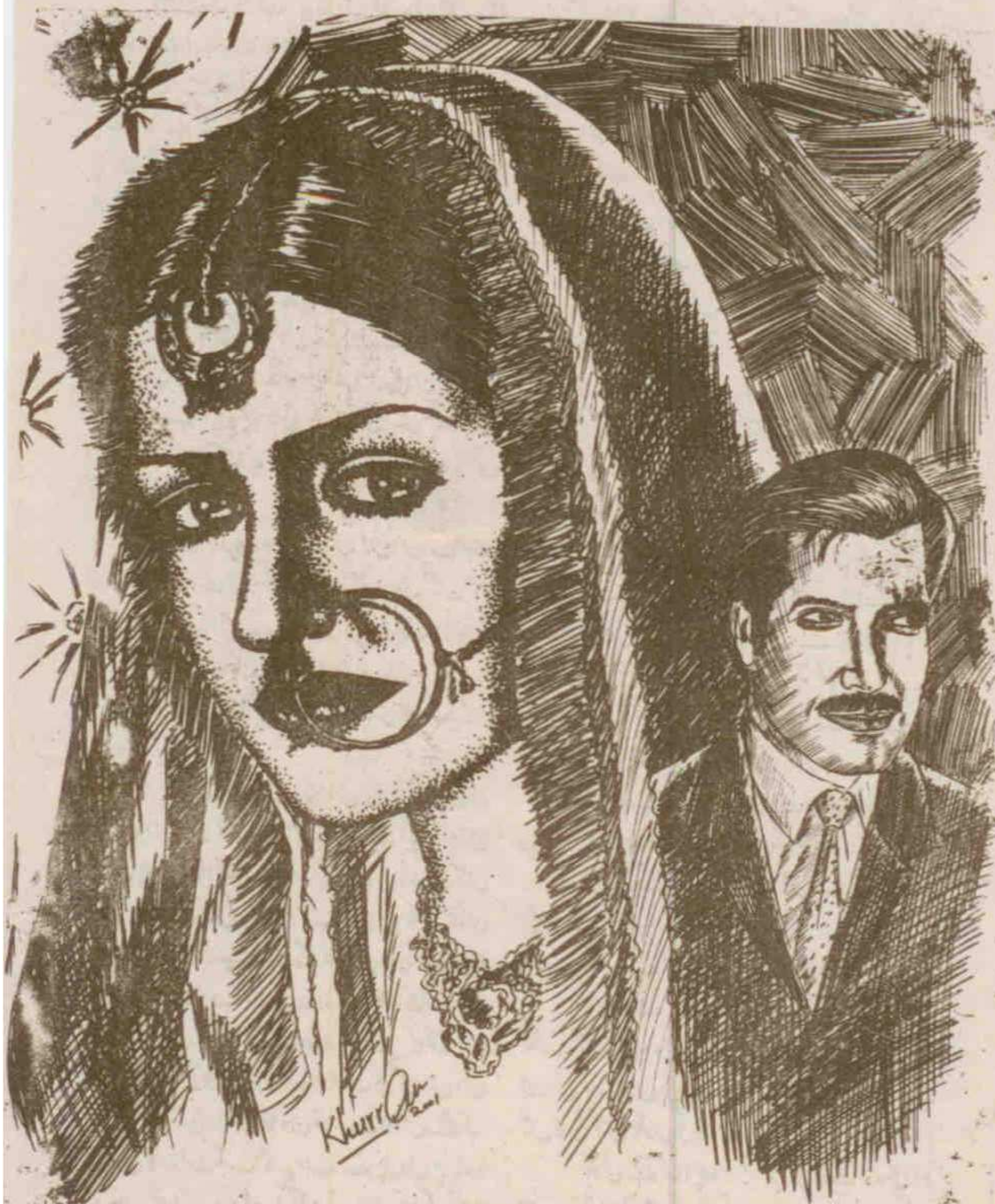
پلکوں کی حد توڑ کر دامن پہ آن گرا
اک آنسو میرے صبر کی توہین کر گیا
.... واجد محمود - اٹک

صدا ٹوٹے دل کی

۔۔۔تحریر: محمد ندیم زنگلانی۔ڈی جی خان۔0333.8188218

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔صدا ٹوٹے دل کی۔ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔آخر میں سب کو خلوص بھرا اسلام۔

کیا محبت صرف ایک کھیل ہے جو انسانوں سے کھیلی جاتی ہے محبت صرف ایک مذاق ہے جو انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔محبت کے نام سے مجھے ڈر لگتا ہے محبت کرنے والوں سے مجھے ڈر لگتا ہے یہ کیوں ہے محبت آخر کیوں ، کیوں انسانوں کو تڑپانے کے لیے بنی ہے محبت ہم اپنے والدین کو نہیں دیکھتے اپنے وطن کو نہیں دیکھتے اپنی قوم کو نہیں دیکھتے بس محبوب کی نظر کو دیکھتے ہیں اور تو اور ہم اپنے مالک اپنے خالق اپنے رازق کو بھی بھول جاتے ہیں محبت صرف ایک شیشے کے محل کے مانند ہے جو بننے سے پہلے ہی ٹوٹ جاتا ہے نہ لو محبت کا نام نہ لو محبت کا نام سمیر ایک سیدھا سادہ لڑکا تھا وہ بی اے کر رہا تھا اس کی خواہش تھی کہ وہ ایک پروفیسر بنے گا وہ بس پر کالج آیا جایا کرتا تھا ایک دن وہ بس شاپ پر کھڑا بس کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک ایک لڑکی اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی سمیر نے اس کی طرف بہت دیکھا مگر وہ اسے نہیں جانتا تھا وہ لڑکی اتنی خوبصورت تھی کہ سمیر اپنے دل کو قابو نہیں کر رہا تھا سمیر کا دل بہت کر رہا تھا کہ وہ اس لڑکی سے بات کرے لیکن بعد میں اس کے ذہن میں خیال آیا کہ چھوڑو سمیر کیوں ایسے انجان لڑکی سے بات کریں اسی طرح بس آ گئی اور سمیر کالج چلا گیا۔اسی طرح دوسرے دن بھی دوبارہ وہی لڑکی سمیر کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس وقت سمیر نے دل میں بہت کچھ محسوس کیا لیکن کیا کرتا وہ قوم کے ہاتھوں مجبور تھا اس لیے وہ کچھ نہ کر پا رہا تھا دو تین دن ایسے گزرے پھر چوتھے دن دوبارہ ایسا ہوا سمیر اسے دیکھ کر چلا گیا جب بھی سمیر جا کر کلاس میں بیٹھا اس نے اپنے دوستوں کو سلام کیا اور پڑھائی کی تیاری کرنے لگا اچانک سے دروازے کی طرف سے آواز اس کے کلاس فیلو کنول کی تھی۔



کنول کے ساتھ وہ لڑکی بھی تھی جو سمیر کو بس سٹاپ پر ملی تھی کنول نے کہا۔

ہیلو ایوری باڈی۔ یہ ہماری کلاس نئی کلاس فیلو ساجدہ ہے اب سے یہ ہمارے ساتھ پڑھائی کر رہی ہے یہ سن کر سمیر کا دل بہت خوش ہوا کہ جس لڑکی سے بات کرنے کی خواہش تھی وہ آج ہمارے ساتھ پڑھنے آرہی ہے اسی طرح دو تین دن تو خاموشی کی طرح گزرے لیکن بعد میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل گئے۔

ایک دن ساجدہ کے پاس انگلش کی بک نہیں تھی اس نے کنول کو بتایا اور کنول نے سمیر کے دوست وقار سے انگلش کی کتاب لے کر دی اس طرح دن گزرتے گئے اور سب اپنی پڑھائی کی تیاری میں لگ گئے امتحان نزدیک آرہے تھے اس طرح امتحان بالکل قریب آگئے۔

سمیر نے ساجدہ کو خط لکھا خط میں اس کے محبت کا اظہار اور بہت سی اچھی باتیں لکھی ہوئی تھیں سمیر نے وہ خط لکھ کر کنول کے ہاتھ میں دیا اور کہا۔

یہ خط ساجدہ تک پہنچا دینا۔

کنول نے کہا ٹھیک ہے سمیر میں ضرور یہ کام کر دوں گی۔

لیکن کسی بھی وجہ سے یا پھر اس کے ہاتھ سے خط گر گیا یا اس نے خود نہیں پہنچایا سمیر نے ایک دو دن خط کے جواب کا انتظار کیا سمیر یہی سمجھا کہ وہ مجھے نہیں چاہتی اس لیے اس نے جواب نہیں دیا پھر امتحان شروع ہو گئے امتحان ختم ہو گئے اور دس دن بعد ان کا رزلٹ تھا سب لوگ خوشی سے رزلٹ کا انتظار کرنے لگے خاص طور پر فیصل ساجدہ اور سمیر کیونکہ ان تینوں نے پوری کلاس سے زیادہ محنت کی تھی دس دن گزر گئے اور آج رزلٹ کا دن تھا سب اداس تھے کہ کیسے کس کا رزلٹ آئے گا یہ سب کے چہروں پر بارہ بج رہے تھے ایک پروفیسر اسٹیج پر آئے اور کہا کہ جس چیز کا آپ سب کو بے صبری سے انتظار ہے وہ میں کہنے جا رہا ہوں رزلٹ کا اعلان ہو گیا سمیر پہلے نمبر پر فیصل دوسرے نمبر اور ساجدہ تیسرے نمبر پر آئی اس سے ساجدہ رونے لگی اور اپنی سہیلی سے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا محنت تو میں نے کی لیکن ایسا کیوں سمیر ساتھ کھڑا تھا یہ سب باتیں سن رہا تھا وہ نہ رہ سکا بولا اپنے آپ کو اتنا اونچا مت سمجھو اور محنت کرنے والی صرف تم ہی نہیں اور بھی بہت ہیں اسی طرح اس بات پر ساجدہ کو بہت زیادہ غصہ آیا اور اس نے کالج آنا بند کر دیا۔ ایک دن گزرا وہ نہیں آئی دوسرا دن گزرا وہ نہیں آئی ایسے وہ کئی دن نہ آئی تو سمیر نے کنول سے پوچھا کہ ساجدہ کالج نہیں آرہی ہے پتہ نہیں کیوں تمہیں پتہ ہے کنول نے جواب دیا نہیں مجھے بھی پتہ نہیں ہے شاید اس نے بکیں نہیں لی ہوں گی اس لیے نہیں آرہی ہو گی سمیر نے کہا چلو آجائے گی پھر اس طرح اوپر آٹھ دن گزر گئے لیکن ساجدہ کا کچھ پتہ نہیں پھر سمیر نے کنول سے کہا اب ساجدہ کیوں نہیں آرہی ہے اب تو بتاؤ کہ کیوں نہیں آرہی ہے کنول نے جواب دیا کہ کیوں نہیں آرہی ہے مجھے پتہ نہیں تو تم جا کر اس کے گھر پتہ کرو کہ وہ کیوں نہیں آرہی ہے۔ ٹھیک ہے میں پتہ کروں گی کنول نے کہا اور پھر دوسرے دن وہ ساجدہ کے گھر چلی گئی جا کر اس سے پوچھا۔

تم ساجدہ کالج کیوں نہیں آرہی ہو۔

ساجدہ نے کہا بس ویسے میں نے اب سٹڈی چھوڑ دی ہے۔

کنول نے کہا کیوں سٹڈی چھوڑ دی تم نے۔

ساجدہ نے جواب دیا کہ ہماری کلاس میں سب لوگ مطلبی ہیں وہ ایک دوسرے کا دھیان نہیں رکھتے اور دل توڑنا ان کی بہت بڑی خاصیت ہے اب میں کالج نہیں چلوں گی۔

کنول نے کہا اچھا تو تم سمیر کی بات کر رہی ہو۔ اس نے تو مذاق میں کہا تھا تم اس کی بات کا برا مان گئی

ساجدہ نے جواب دیا مذاق ہو یا سچ میرا دل توٹوٹ گیا اب مجھے کالج نہیں جانا تم چلی جاؤ۔

کنول نے کہا دیکھو ساجدہ تمہاری مرضی ہے میں نے تو تمہیں بہت سمجھایا ہے اب یہ بات تم پر ہے کہ تم چلو یا نہ چلو اب میں چلتی ہوں۔

اسی طرح کنول اپنے گھر چلی گئی اور ادھر سمیر کو کل کا بے صبری سے انتظار تھا وہ اس بات کے خیال میں تھا کہ کل کب ہوگی اور وہ ساجدہ سے ملے گا کل ہوگئی تو سمیر نے کالج کی تیاری کی اور بس سٹاپ جا کر کھڑا ہو گیا بس آ گئی اور وہ کالج چلا گیا جب سمیر کالج پہنچا تو اس وقت کالج میں کوئی نہ تھا کیونکہ وہ سب سے پہلے آ چکا تھا اب وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اور اپنی کلاس کا انتظار کرنے لگا آہستہ آہستہ اس کی پوری کلاس اکٹھی ہوتی چلی گئی اور کنول بھی آ گئی۔ لیکن ساجدہ کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔

سمیر نے کنول سے پوچھا بتاؤ کنول کیا کہا ساجدہ نے۔

کنول نے سمیر کو جواب دیا وہ کہہ رہی تھی کہ میری کالج سے بس ہے اب میں نہیں پڑھنا چاہتی۔

سمیر نے کہا لیکن کیوں۔

کنول نے جواب دیا کہ تم نے اس دن ایک بات کہی تھی ساجدہ کو اس کی وجہ سے۔

سمیر کو اس بات کا بہت افسوس ہوا اور اس نے ساجدہ کو خط جس میں لکھا تھا کہ سوری ساجدہ میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔ میں تو تم سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں میں نے پہلے بھی خط لکھا تھا اس کا تم نے جواب نہیں دیا اب تم جواب دو یا نہ دو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تم ہی میرا پیار ہو میرے اس خط کا تمہیں ضرور دینا ہوگا۔

خط ساجدہ کے پاس پہنچ گیا ساجدہ نے خط کھولا تو اسے پڑھنے لگی اور پھر اس نے خط کا جواب دیا کہ میں بھی تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور پہلے جو خط تم نے لکھا تھا وہ مجھ کو نہیں ملا تھا۔ اب میں کل سے کالج ضرور آؤں گی۔

اب ساجدہ پھر سے کالج جانے پر راضی ہوگئی اس طرح پھر فیصل نے اپنے ماں باپ کو ساجدہ کے گھر رشتے کے لیے بھیج دیا فیصل کے ماں باپ بہت پیسے والے تھے اور ساجدہ کے ماں باپ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کسی اور سے پیار کرتی ہے انہوں نے رشتے کے لیے ہاں کر دی اور شادی کی تاریخ پکی ہوگئی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ساجدہ کا کالج جانا بند ہوگیا سمیر پھر بہت پریشان ہوگیا۔

شادی سے دو دن پہلے سمیر کو پتہ چلا کہ یہ سب ہو رہا ہے کہ اس کی شادی فیصل ہو رہی ہے تو اس سے ساجدہ کی جدائی برداشت نہ ہو سکی وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا اس نے اسی رات نشہ آور گولیاں کھا لیں جس سے اس کی جان چلی گئی جب ساجدہ کو اس کی موت کا پتہ چلا تھا یکدم اس کا دل بند ہو گیا اور وہ بھی سمیر کے پیچھے چلی گئی دو گھروں میں کہرام مچ گیا تھا لیکن کسی کو بھی کچھ معلوم نہ ہوا کہ دو چاہنے والے کیوں دنیا سے منہ موڑ گئے ہیں ہاں فیصل جان گیا تھا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے وہ تو تنہا ہو گیا اس نے بعد میں سوچا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ آج بھی سوچتا ہے کہ وہ ساجدہ سے شادی کرنے کا پروگرام نہ بناتا اور یوں اس کے دونوں ساتھی اس کے سامنے زندہ موجود ہوتے لیکن اب ماسوائے پچھتاوے اور کیا کر سکتا تھا۔

ساجدہ اور سمیر کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جگہ دے آمین۔

کتابوں میں رکھ کر سلا گیا ہم کو
آنکھ بند کی اور بھلا گیا ہم کو
کوئی عجیب مصور تھا جو بارشوں کے موسم میں
کچی دیواروں پہ بنا گیا ہم کو

بے خبری کا سکھ

۔۔۔تحریر: محمد شہزاد کنول۔شارجہ۔00971.569852716

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی۔صدا ٹوٹے دل کی۔۔کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔میسج کے لیے رابطہ نمبر۔0333.0649416

اماں جی تسبیح پڑھتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی تو انابیہ اور صابرہ کو مصروف دیکھ کر واپس پلٹنے لگیں آج فائزہ یعنی کہ فائز کے اماں اپنے بیٹے کو فائز کی بجائے فائزہ کہہ کر بلاتی تھیں فائز کے کچھ کولیگ رات کے کھانے پر آ رہے تھے وہ دونوں اس کی تیاری میں لگی ہوئی تھیں۔
کوئی کام تھا اماں جی۔۔۔انابیہ نے اماں جی کو چپ چاپ واپس پلٹتے ہوئے دیکھ کر ناگواری سے پوچھا۔
بس بیٹی کچھ خاص نہیں صابرہ شام کی چائے دینے نہیں آئی تو دیکھنے چلی آئی سب خیر تو ہے تم دونوں کو کام میں مصروف دیکھ کر اندازہ ہو گیا۔وہ دھیرے سے بولیں جیسے کوئی جرم کر لیا ہو۔
آپ کو پتہ ہے کہ فائز ابھی آفس سے نہیں آئے اور میں شام کی چائے پیتی نہیں ہوں اس لیے ابھی تک چائے نہیں بنائی انابیہ نے اماں جی کو وضاحت دی لہجے کی بے زاری کو اماں جی نے واضح طور پر محسوس کیا اور وہ چپ چاپ لاؤنج پر رکھے صوفے پر جا کر بیٹھ گئیں۔
آج کل کے بوڑھے بھی ناں کسی کام میں ذرا دیر سویر ہو جائے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں کچن سے اپنے بیڈروم کی طرف واپس جاتے ہوئے انابیہ کی آواز بخوبی لاؤنج تک آ رہی تھی اماں جی بوڑھی آنکھیں نم ہو گئیں۔
تھوڑی دیر بعد صابرہ بھی کچن کا کام ختم کر کے جا چکی تھی اور جاتے ہوئے وہ بھی چائے بنانا بھول گئی تھی ملازم بھی تو گھر کے افراد کو مالک کی منشا کے مطابق اہمیت اور عزت دیتے ہیں اس میں بھلا صابرہ بے چاری کا کیا قصور سدا کی بھولی اماں یہ سوچتے ہوئے خود ہی اپنے لیے چائے بنانے کچن میں چل دی



دراصل اماں جی کو چائے پینے کی عادت تھی اورشام کی چائے پیئے بنا عجیب سی بے چینی کا احساس ہوتا تھا اس لیے پوچھنے چلی آئیں ورنہ وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی تھیں ماسٹر جی کے ہوتے ہوئے اماں بی نے بڑا اچھا وقت گزارا تھا اپنی مرضی سے کھایا پیا اچھا پہنا سب کام احسن طریقے سے کئے اب ماسٹر جی نہ رہے وہ اچھا وقت دیگچی میں پانی کب سے کھول رہا تھا اماں بی نے اس میں چائے کی پتی ڈالی اوردوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرنے لگیں انابیہ کسی کام سے کچن کی طرف آئی تو اماں بی کو چائے بناتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

اماں اگر آپ چائے بنا رہی ہیں تو ایک کپ میرا بھی بنالیں پلیز ویسے میں تو شام کی چائے پیتی نہیں ہوں پر صبح سے اتنا کام تھا کہ اب سر میں درد ہونے لگا ہے اماں بی نے چپ چاپ چائے کے پانی میں ایک کپ کا اضافہ کردیا ابھی فائز دس سال کا تھا کہ ماسٹر جی اللہ تعالی کو پیارے ہوگئے اماں بی نے جوانی میں ہی بیوگی کا داغ ماتھے پر سجائے بڑے کٹھن حالات کا نہایت صبروشکر سے مقابلہ کیا ماسٹر جی کی پنشن آتی تھی کچھ گھر میں سلائی کڑھائی سلائی کا کام کیا ایک ہی بیٹا تھا رات محنت مشقت کر کے اسے اعلی تعلیم دلوائی اور پھر اماں بی کی دعاؤں سے ایک فرم میں اچھی جاب پر ملازمت مل گئی اماں بی اسے دیکھ کر ہی جیتی تھیں ہر ماں کی طرح اب انکی بھی آرزو تھی کہ گھر میں بہو آئے اور گھر کا خاموش آنگن ننھے منے بچوں کی قلقاریوں سے گونج اٹھے اماں بی نے فائز سے بات کی تو انہوں نے کچھ ہچکچاتے ہوئے اماں بی کو انابیہ کے بارے میں بتایا انابیہ کی ملاقات فائز سے آفس کی طرف سے ہونے والی ایک کانفرس میں ہوئی تھی وہ خوبصورت اور پڑھی لکھی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک الٹرا ماڈرن گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور پھر ہمیشہ دعائیں دینے والی ماں کو کیا اختلاف ہوسکتا تھا وہ تو اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش تھیں اور یوں انابیہ کراچی سے بیاہ کر لاہور آ گئیں۔

صبح کاذب کا وقت تھا سورج کی ننھی ننھی کرنیں اندھیرے کو شکست دے کر روشنی پھیلانے کو بے تاب تھیں اماں بی نماز فجر سے فارغ ہو کر لان میں بیٹھی رنگ برنگی چڑیوں کو اپنے پروردگار کی حمدوثنا کرتے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں کہ اتنے میں امل کے کمرے میں سے عجیب بے ہنگم شور کی آوازیں سنائی دینے لگیں اماں بی کی تسبیح پر چلتا ہوا ہاتھ تھم گیا اور وہ آہستہ روی سے اوپر پوتی کے کمرے کی سیڑھیاں چڑھنے لگیں کئی بار دروازہ کھٹکھٹایا مگر شور کی وجہ سے امل نے کافی دیر بعد دروازہ کھولا تو سامنے دادی کو دیکھ کر ناگواری کا ایک احساس چہرے پر واضح تحریر کی طرح ثبت ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے گرینڈ مام آپ نے صبح صبح تکلیف کی۔ وہ ماں باپ کے رنگ میں پوری طرح رنگ چکی تھی۔

بیٹا اس کان کا پھاڑتی ہوئی آواز کو بند کرو تو کوئی بات یا آواز سنائی دے۔

امل نے بڑبڑاتے ہوئے میوزک کی سسٹم کو آف کیا۔ اور دروازے پر کھڑی دادی کے سامنے پھر سے کھڑی ہوگئی نہ اس نے اماں بی کو اندر آنے کا کہا نہ وہ اندر آئیں۔

بیٹا ہم مسلمان ہیں صبح صبح یہ ناچ گانا ہم کو زیب نہیں دیتا صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے رب کے آگے سجدہ ریز اور پھر کلام الہٰی سے فیض یاب ہونا چاہیے اور اس کی نعمتوں میں شکر ادا کرنا چاہیے اور پھر صبح کی سیر تو انمول نعمت ہے۔

گرینڈ مام آپ اتنا اچھا اسلامک لیکچر دیتی ہیں آپ کو مدرسہ جوائن کر لینا چاہیے آپ کا ٹائم بھی پاس ہوجائے گا اور چرچہ بھی عام ہوگا آپ کا اور ساتھ ساتھ خرچہ بھی نکلتا رہے گا اتنے نایاب مشورے کے

بعد وہ دروازہ کھٹ سے بند کر چکی تھی۔اماں وہیں
سکت ہو کر رہ گئیں لفظوں کی گونج اور میوزک کا شور
اعصاب پر ہتھوڑے برسانے لگا تھا اور اماں بی
بوڑھے قدموں کے ساتھ دھیرے دھیرے سیڑھیاں
اترنے لگیں۔

اماں بی نے بہو کے سارے چاؤ پورے کیے
ایک مہینے تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیا سونے
آنگن میں جب انابیہ کی چوڑیاں کھنکتی آنچل لہراتا
اور فائز ڈھیر ساری محبت آنکھوں میں سموئے اسے
دیکھے جاتا تو اماں بی نہال ہو جاتیں مہینے بعد اماں نے
اس کے ہاتھ سے کھیر پکوانی چاہی تو اس نے دوٹوک
لہجے میں منع کر دیا کہ مجھ سے یہ گھر داری کے کام نہیں
ہوتے نہ تو مجھے یہ کام آتے ہیں اور نہ مجھے ان
کاموں کے لیے فرصت ہے اس نے لاہور آفس
میں تبادلہ کروالیا تھا سو اماں جو سوچ رہی تھیں کہ اب
سب کچھ بہو کی نگرانی میں دے کر بڑھاپا اللہ اللہ
کرتے گزاروں گی مزید کاموں کے بوجھ تلے دب
کر رہ گئیں انابیہ اور فائز صبح سویرے آفس چلے جاتے
شام کو واپسی کے بعد تیار ہوتے اور کہیں نہ کہیں
گھومنے نکل جاتے اور اکثر رات گئے تک واپسی
ہوتی رات کا کھانا وہ باہر ہی کھا لیتے تھے اماں بی
دسترخوان پر کھانا سجائے بھوکی ہی سو جاتیں اماں بی کی
تنہائی میں اب بیٹے اور بہو کی بے رخی کا دکھ بھی شامل
ہو گیا تھا مگر ہمیشہ کی طرح اماں بی کو شکوہ
کرنا تو آتا ہی نہیں تھا وقت گزرتا گیا ایک دن ایک خبر
نے اماں بی کی تنہائی اور اداس زندگی میں خوشیوں کے
ڈھیروں پھول کھلا دیے شادی کے تین سال بعد
انابیہ نے انہیں خبر دی کہ وہ دادی بننے والی ہیں اس
دن کا تو وہ گن گن کر انتظار کر رہی تھیں اماں بی نے
انابیہ کو ہتھیلی کا چھالہ بنالیا وہ اسے چل کر پانی بھی نہیں
پینے دیتی تھیں سارا دن گھن چکر بنی رہتیں فائز نے
انہیں ایک جز وقتی ملازمہ رکھ دی کبھی انابیہ کے لیے
بکرے کے پائے کا سوپ بنتا تو کبھی لال لال
اناروں کا جوس جو وقت بچتا وہ اپنی بوڑھی انگلیوں میں
سلائیاں پھنسائے آنے والے ننھے ننھے مہمان کے
لیے سویٹر بننے لگتیں۔بالآخر انتظار ختم ہوا انابیہ کے
ہاں ایک خوبصورت اور صحت مند بچی کی ولادت ہوئی
اماں بی کو تو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی بچی کا نام اماں بی
نے امل رکھا اماں ہی امل کے ننھے منے کاموں میں
الجھ کر ساری تنہائی اور اداسی بھول بیٹھی تھیں کبھی وہ اس
کی زیتون کے تیل کی مالش کرتیں اور کبھی اس کی بڑی
بڑی غلافی آنکھوں میں گھر کا پسا سرمہ لگاتیں کبھی اللہ
اللہ ہو کی لوری سے روتی ہوئی امل کو چپ کرواتیں
اماں بی بنا تھکے سب کچھ کیے جاتیں حالانکہ ان کی عمر
اب آرام کرنے کی تھی انابیہ کو بچی سے کوئی خاص
انسیت نہیں تھی وہ پھر سے آفس جانے لگی تھی وقت
کے پنچھی نے ایک اور اڑان بھری امل پاؤں
پاؤں چلنے لگی تھی انابیہ کے آزادانہ طرز زندگی اور آفس
کے باس کے ساتھ دوستی کی وجہ سے فائز کی ترقی ہو گئی
گھر بیچ کر بنگلہ لے لیا گیا گھر سے شفٹ ہوتے
ہوئے اماں بی بے تحاشہ روئیں یہ گھر ان کے مرحوم
شوہر نے بہت چاہ سے بنوایا تھا مگر اب یہاں انابیہ
اور فائز کا دم گھٹتا تھا اور پھر یہ کوئی اسٹیٹس ایریا بھی نہیں
تھا امل سکول جانے لگی تھی گھر میں حرام کمائی آنے لگی تو
گھر سے برکت اٹھ گئی گھر بڑا مگر دل چھوٹے ہو گئے
انابیہ نے امل کے لیے ایک آیا رکھ لی تھی بقول اس
کے اماں ہی کی پرورش دقیانوسی طریقے سے کر رہی
ہیں اس طرح میری بیٹی دب کر رہ جائے اور بڑے
ہو کر ہماری سوسائٹی میں موو نہیں کر سکے گی۔

اماں بی اب تمام کاموں سے فارغ تھیں وہ
اک عضو معطل کی طرح بس اپنے کمرے میں پڑی رہتی
تھیں ایک بار پھر تنہائی اماں ہی کا مقدر ٹھہری تھی عشاء
کی اذان کانوں میں پڑی تو اماں بی نے یادوں کا البم
دل کے طاق پر سنبھال کر رکھا اور وضو کرنے چل دی

امل ڈارلنگ جلدی سے تیار ہو کر نیچے آجاؤ دیر ہو رہی ہے تمہارے پاپا پارٹی میں تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے انابیہ نے مختصر سے شیفون کے بلاؤز کے ساتھ نیٹ کی ساڑھی پہن رکھی تھی اپنی ساڑھی کے خال ٹھیک کرتے ہوئے وہ نیچے کھڑی امل کو آوازیں دے رہی تھیں اماں بی عشا کی نماز پڑھنے اور کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھیں جب امل اپنے بیڈروم سے برامد ہوئی بغیر آستینوں کی قمیض حد سے زیادہ باریک کپڑے کا پاجامہ کافی کھلا گریبان اور گلے میں ڈوپٹے کی زحمت بھی نہ گئی تھی لڑکی ذات کم عمری کا حسن اور اتنا کھلا دعوت نظارہ اماں بی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔

بیٹا اگر باہر جا رہی ہو تو کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہن لیتیں اماں بی نے عادت سے مجبور ہو کر مشورہ دے ڈالا۔

فار گاڈ سیک گرینڈ ماما یہ فیشن ہے اور پاپا نے چند دن پہلے میری اسکولنگ ختم ہونے پر یہ ڈریس مجھے گفٹ کیا ہے وہ کھٹ کھٹ کرتی حیا اور شرم کو اپنی ہائی ہیل کے نیچے روندتی ہوئی سیڑھیاں اتر گئی۔

اب ساری پارٹی بور گزرے گی گرینڈ ماما کو کتنی بار کہا ہے کہ مت ٹوکا کریں ماما مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہم جیل میں رہتے ہیں اور ایک پہرے دار آل ٹائم ہمارے سروں پر سوار رہتا ہے۔

کمرے کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے ہر بار کی طرح اماں بی نے دل دکھانے والے چند جملے ضرور سن لیے تھے یہ وہی امل تھی جس کے لیے اماں بی بڑھاپے میں جوان ہو گئی تھیں مگر والدین نے بچی کو جو ماحول دیا جیسی تربیت کی یہ سب اس کا ردعمل تھا لیکن مغربی معاشرے کی اندھی تقلید نے انسان کو اتنا بے ہمت کر دیا ہے کہ اسے باپ بیٹی کے رشتے کے تقدس کا پاس بھی نہیں تھا ایسے کپڑے امل کو فائز نے دلائے تھے اماں بی نے فائز کی تمام ضرورتیں بطریق احسن پوری کی تھیں یا پھر یہ انابیہ کی صحبت کا اثر تھا اماں بی ساری رات فائز انابیہ اور امل کی سلامتی اور راہ راست پر آنے کی دعائیں کرتی رہیں

فائز مجھے ایک بات کرنی ہے انابیہ نے بیڈ ٹی بناتے ہوئے فائز کو پکارا۔

رات پارٹی میں بہت دیر ہو گئی تھی اور اب تقریباً بارہ بجے سب کی صبح ہوئی تھی۔

فرمایئے بیگم صاحبہ بندہ ایک عرصہ سے آپ کی ہی سن رہا ہے فائز نے شیشے میں اپنے بال سنوارتے ہوئے خوش گوار موڈ میں کہا۔

رات والی پارٹی بڑی شاندار رہی تھی انابیہ اور امل کی وجہ سے فائز ہر سین میں آگے آگے رہا تھا اور اب ترقی کی ایک اور سیڑھی چڑھنا اس کے لیے آسان ہو گیا تھا۔

وہ دراصل فائز۔ انابیہ نے ایک لمحے کے لیے رک کر بات کرنے کے لیے صحیح الفاظ کا چناؤ کیا اماں بی کی وجہ سے امل گھر میں کافی ان ایزی فیل کرنے لگی ہے وہ اسے ہر کام میں ٹوکتی ہیں بلاوجہ کی نصیحتیں کرتی ہے مجھے ڈر ہے یہ روک ٹوک بچی کے ذہن پر برا اثر ڈالے گی ان کا حلیہ اور لائف اسٹائل بھی کافی بیک ورڈ ہے امل کے دوست باتیں بناتے ہیں انابیہ نے کیو ٹکس کو گھورتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کے کہا۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو انابیہ صاف صاف کہو۔ فائز نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

فائز ہم تینوں اپنی اپنی مصروفیات میں مصروف ہیں اپنی اپنی لائف ہے ہم راتوں کو دیر سے گھر آتے ہیں ایسے میں اماں بی اکیلی گھر میں پڑی رہتی ہیں انکی دوائیاں کھانا کچھ بھی انہیں وقت پر نہیں ملتا صابرہ سے کتنی بار کہا ہے کہ شام کے بعد بھی رک جایا کرے مگر وہ مانتی نہیں ایسے میں اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک مشورہ دوں۔ ہاتھوں پر لوشن لگاتے ہوئے کن انکھیوں سے فائز کو دیکھتے ہوئے انابیہ نے بات آگے بڑھائی

مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہنا چاہتی ہو فائز نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے انابیہ کو دیکھتے ہوئے کہا میری ایک بہت ہی اچھی دوست ہے مسز نایاب انہوں نے ایسے تنہا بوڑھوں کے لیے ایک اولڈ ہوم کھولا ہے وہاں کا نظام بہت اچھا ہے بالکل گھر جیسا ماحول ہے میں خود وہاں ہو کر آئی ہوں ہم اماں بی کو وہاں بھیج دیتے ہیں وقت پہ کھانا وقت پر دوائی اور سب سے بڑھ کر اپنی عمر کے لوگوں میں رہیں گی تو ان کا دل بہلا رہے گا اور پھر ویک اینڈ پر ہم انہیں لے آیا کریں گے اور پھر دیکھا جائے تو یہ سب ہم ان کے بھلے کے لیے تو کر رہے ہیں مجھے بھی ان کی تنہائی کا خیال رہتا ہے مگر کیا کروں وقت ہی نہیں ملتا۔

بات تو تمہاری کسی حد تک ٹھیک ہے مگر وہ اس بات پر کیسے راضی ہوں گی انہیں دکھ ہوگا فائز نے پرسوچ لہجے میں کہا۔

ارے آپ فکر نہ کریں میں نے اسکا حل سوچ لیا ہے اماں بی کو پتہ ہی نہیں چلے گا اور پھر ہم دیگر لوگوں کی طرح انہیں ہمیشہ کے لیے تھوڑی بھیج رہے ہیں ہر ویک اینڈ پر ہم انہیں گھر لایا کریں گے تم دیکھنا انکا دل جلدی ہی وہاں لگ جائے گا۔

اور پھر انابیہ فائز کو دھیرے دھیرے کچھ سمجھانے لگی اور وہ نا سمجھ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنی جنت گنوا رہا ہے ان دعاؤں سے محروم ہونے جا رہے جو ہزاروں گناہوں اور غلطیوں کے باوجود اس پر ہمہ وقت سایہ فگن رہتی ہیں وہ اس جھریوں سے بھرے دست شفقت کو کھو رہا ہے جس کے لمس میں سوائے بے لوث پیار کے اور کچھ نہیں ہے۔

اماں بی۔ فائز نے کمرے میں داخل ہو کر انہیں آواز دی جو آنکھوں کو بند کیے چپ چاپ گھڑی کی سوئیاں کی ٹک ٹک سن رہی تھیں انہوں نے چونک کر فائز کی آواز پر آنکھیں کھول دیں آج وہ جانے کتنے دنوں بعد انکے کمرے میں آیا تھا انہوں نے جلدی سے اٹھ کر اس کا ماتھا چوم لیا اور اسے صحت و ترقی اور نیکی کی ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں ان سے خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی

اماں بی آپ سے ایک بات کرنی ہے فائز نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بول بیٹا بول میں تو تیری باتیں سننے کو ترس گئی ہوں جب تو چھوٹا ہوتا تھا اپنی ہر بات مجھے بتاتا تھا میں سن سن کر تھک جاتی تھی مگر تیری باتیں ختم نہیں ہوتی تھیں انہوں نے نم ناک لہجے میں کہا۔

وہ دراصل اماں بی گھر میں کچھ تعمیراتی کام کروانا ہے امل اور انابیہ تو آنٹی کے پاس چلی جائیں گی آپ اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتیں اور شہر میں کوئی ایسا عزیز نہیں ہے کراچی جس کے پاس آپ ٹھہر سکیں اگر آپ برا نہیں مانیں تو میرے تو فائز نے بات ادھوری چھوڑ دی اماں بی کہنے لگیں۔

بول بیٹا خاموش کیوں ہو گئے ہو۔

وہ اماں میرے ایک دوست کی بیوی نے ایسے ہی کاموں کے لیے چند دنوں رہنے والوں کے لیے ایک گھر بنایا ہوا ہے بہت اچھا ماحول ہے آپ کو وہاں کوئی پریشانی نہیں ہوگی اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں چند دنوں کے ۔ وہاں چھوڑ آؤں تاکہ آرام سے کام کروا سکوں فائز نے جلدی سے بات مکمل کی وہ ضمیر کی عدالت میں کھڑا نہیں ہونا چاہتا تھا۔

ہاں ہاں بچے تم بے فکر ہو کر مجھے وہاں چھوڑ آؤ چند دن کی تو بات ہے کوئی بات نہیں کام کے دوران میں اکیلی بوڑھی جان یہاں کہاں رہ پاؤں گی انابیہ اور امل کب جا رہی ہیں انہوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

بس اماں انکی کل کی فلائٹ ہے آپ اپنا سامان پیک کر لیں میں آپ کو کل شام وہاں چھوڑ آؤں گا یہ کہہ کر فائز جلدی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اماں بی کو اولڈ ہوم میں آئے آج تیسرا دن تھا

کافی سارے بوڑھے اور بیمار تھے اداس پریشان اور زندگی سے ہارے ہوئے مگر ان تین دنوں میں انہوں نے یہ بات ضرور نوٹ کی تھی کہ ان لوگوں کو کسی کا انتظار نہیں تھا اماں بی بھی کسی سے زیادہ بات چیت نہیں کرتی تھیں اور زیادہ تر وہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں انہیں انتظار تھا کہ کب کام ختم ہو کب فائز آئے انہیں لے جائے یہاں انکی ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا تھا مگر گھر تو پھر گھر ہوتا ہے ایک مہینہ گزر گیا تھا فائز صرف ایک بار ان سے ملنے آیا تھا اور ابھی کام ختم نہیں ہوا یہ کہہ کر چلتا بنا تھا انہوں نے دبی دبی سرگوشیوں میں سنا کہ یہاں جو آتا ہے وہ کبھی گھر واپس نہیں جاتا یہاں اسے صرف موت لینے آتی ہے مگر اماں بی کو پورا یقین تھا کہ انکا فائز ایسا نہیں کر سکتا وہ کس طرح مشکل اور تنگدستی کے دن بھول سکتا ہے جب اماں بی نے بھری جوانی میں کسی کسمپرسی کے عالم میں اس کی پرورش کی خود بھوکے رہ کر اس کو کھلایا انہیں پتا تھا کہ کام ختم ہوتے ہی وہ انہیں لے جائے گا مگر ان کا دلان سب بوڑھوں کو دیکھ کر بہت کڑھتا تھا جنکے بچے کسی نہ کسی وجہ سے انہیں چھوڑ گئے تھے جیسے ان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو کیا ماں باپ انگلی پکڑ کر بچوں کو اس لیے چلنا سکھاتے ہیں کہ جب وہ زمانے کے ہم قدم ہو جائیں دوڑنا سیکھ لیں تو ماں باپ کو لے کر اولڈ ہوم کے رستے پر چل پڑیں۔

فائز میں سوچ رہی ہوں اماں بی کو واپس لے آئیں گھر وہ گھر سے گئیں تو مجھے احساس ہوا گھر میں ایک بزرگ کا ہونا بہت ضروری ہے ان کے بغیر گھر بہت ویران لگتا ہے اور کل تو امل بھی انہیں یاد کر رہی تھی انابیہ نے آفس سے لوٹتے ہوئے فائز سے کہا خود فائز کے دل پر اتنے دنوں سے ایک بوجھ تھا جو انابیہ کی بات سن کر ہٹتا چلا گیا مگر انابیہ کی کایا پلٹ پر اسے حد درجہ حیرت ضرور تھی اور پھر شام کو ہی وہ دونوں اماں بی کو لینے چلے گئے اولڈ ہوم۔ انابیہ اور فائز کو دیکھ کر اماں بی پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی انہیں لگا وہ ان سب لوگوں کے سامنے سرخرو ہو گئیں انہوں نے جلدی جلدی اپنا سامان بیگ میں ڈالا بچپن میں جب بھی فائز حد درجہ تنگ کرتا اور اماں بی عاجز آجاتیں تو ماسٹر جی سے ان کی شکایت کرتیں اور وہ ہنس کر کہتے نیک بخت آج کی یہ کھلن کل کو یہ بچے ہیں آرام دے کر اتاریں گے وارڈن سے ملتے ہوئے انہیں مرحوم شوہر کی بات یاد آگئی تو لب خود بخود مسکرانے لگے انابیہ کا رویہ بھی اچھا تھا وہ گاڑی میں سارے راستے اماں بی سے باتیں کرتی رہی گھر میں واپس آکر اماں بی کو کافی حیرانی ہوئی گھر جوں کا توں ہی تھا کوئی کمی بیشی ہوتی تو فائز کام کرواتا تا مگر انہیں ان چیزوں سے کیا فرق پڑتا تھا ان کے شکر کرتے اور خوش ہونے کے لیے یہی وجہ کافی تھی کہ ان کا بیٹا اور بہو انہیں گھر واپس لے آئے تھے صبح نماز فجر کے بعد اماں بی ایک کپ چائے بنانے کچن میں گئی تو لاؤنج کچن سب کچھ ابتر حالت میں تھا سامان بکھرا ہوا تھا جا بجا کچرا پڑا ہوا سنک میں گندے برتنوں کا ڈھیر چائے پینے کے بعد وہ ڈھیرے ڈھیرے سب کچھ سمیٹنے لگیں شاید کل صابرہ نے چھٹی کر لی ہو تبھی اتنا بکھیرا ہو رہا ہے یہ سوچتے ہوئے انہوں نے جھوٹے برتن بھی دھونے شروع کر دیئے انہیں گندگی بالکل پسند نہیں تھی انہوں نے اپنی زندگی شروع سے اصول پسندی سے گزاری۔

انابیہ دیر سے اٹھی اس نے خود ناشتہ بنایا اماں بی کو بھی دیا کھانے کی ٹیبل پر امل بھی محبت سے ملی اماں بی بار بار اس تبدیلی کے لیے شکر ادا کرتیں پھر فائز آفس اور امل کالج چلی گئی اور انابیہ اپنے کمرے میں چلی گئی آج پھر صابرہ نے چھٹی کر لی تھی تبھی تو سارے کام انابیہ نے خود کئے تھے خدا خیر کرے صابرہ کے یہاں سب خیر ہو وہ دعائیں دیتی بوڑھے ہاتھوں سے لاؤنج کا بکھیرا سمیٹنے لگیں دوپہر کے دو بج چکے تھے انابیہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی سب کچھ

سمٹ کر اماں بی کھانے اور صابرہ کے بابت پوچھنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف چل دیں وہ وہ کمرے میں دستک دینے والی تھی کہ انہیں انابیہ کی آواز آئی وہ فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں وہ چپ چاپ واپس پلٹنے لگیں مگر انابیہ کے منہ سے کہے گئے جملے نے ان کے قدم جکڑ لیے۔

یار نایاب تمہیں تو پتہ ہے کہ کتنا دماغ لڑا کر اماں بی کو اولڈ ہوم بھیجا تھا لگتا ہے قسمت میں اماں بی کا دم چھلا جدا ہونا لکھا ہی نہیں ہے کم بخت صابرہ کے میاں کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور وہ اس کی دیکھ بھال کے لیے دو مہینے کی چھٹی لے کر چلی گئی ہے تمہیں تو پتہ ہے آج کل بھروسے والی ماسیاں کہاں ملتی ہیں اور پھر چوکیدار کی بیوی بھی امید سے ہیں۔دوسری طرف سے کچھ کہا گیا انابیہ چند لمحوں کے لیے چپ ہوئی۔

نہیں یار۔صابرہ سے بہت ہی مل گئی ہے اور نئی کام والی رکھ لو تو پرانی کے مزاج خراب ہو جاتے ہیں اس لیے دو مہینے تو گزارنے تھے سو اماں بی کو واپس لانا پڑا مجھے تو ٹائم نہیں ہے اور امل کو کچھ آتا نہیں ہے ہاں ہاں وہ اس عمر میں بھی کافی چاق و چوبند ہیں گھر کا کافی کام سنبھال لیں گی اور باہر کے کام کے لیے چوکیدار کا لڑکا رکھ لیا ہے وہ مہینے بعد پھر کچھ سوچیں گے یہ کہتے ہوئے انابیہ نے قہقہہ لگایا اماں بی کو اپنے پیروں پر کھڑا رہنا محال ہو رہا تھا ان کے کانوں میں وارڈن کے الفاظ گونجنے لگے اماں تم پہلی خوش نصیب ہو جسے اولڈ ہوم میں چھوڑنے کے بعد اس کے اپنے واپس لینے آئے ہیں ورنہ یہاں سے تو لوگ قبرستان جاتے ہیں آگے کیا باتیں ہوئی انابیہ نے کب فون رکھا اماں بی اپنے کمرے تک کیسے پہنچی انہیں کچھ پتہ نہیں تھا وہ بس اتنا ہی جانتی تھیں کہ انابیہ کے کمرے تک جا کر انہوں نے بے خبری کا سکھ گنوا کر آگہی کا عذاب خرید لیا تھا۔۔

قارئین کرام کیسی لگی میری یہ کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گا۔

میں شہر کی اس بے رونق گلی میں رہتا ہوں
جہاں لوگ بے وفا کو کثرت سے یاد کرتے ہیں
✪ .... واجد محمود-اٹک

کیا چھپائے گا نقاب اس کے چہرے کو غالب
نگاہ عشق سے پتھر بھی ٹوٹ جاتے ہیں
✪ .... واجد محمود-اٹک

رو پڑا وہ شخص آج مجھے الوداع کہتے کہتے
میری شرارتوں پہ دیتا تھا دھمکیاں جو جدائی کی
✪ .... واجد محمود-اٹک

عمر رواں گزر رہی ہے یاد خدا سے غافل
اے دل ناداں سمجھ جا کہ موت کا کوئی وقت نہیں ہوتا
✪ .... واجد محمود-اٹک

نام تو لکھ دوں تیرا ہر جگہ لیکن یہ خیال آتا ہے
معصوم ہے میرا صنم کہیں بدنام نہ ہو جائے
✪ .... واجد محمود-اٹک

ہر لفظ کتابوں میں تیرا عکس لئے پھرتا ہے
تیرا اک معصوم سا چہرہ مجھے پڑھنے نہیں دیتا
✪ .... نامعلوم

چاند کے حسن پہ ہر شخص کا حق ہے
میں اسے کیسے کہوں کہ رات کو نکلا نہ کرے
✪ .... نامعلوم

ابھی تو خشک ہے موسم بارش ہو تو سوچیں گے
کہ ہم نے اپنے ارمانوں کو کس مٹی میں بونا ہے
✪ .... نامعلوم

کس طرح ہوتے ہیں لوگ جدائی سے بے خبر
مجھ سے تو ابھی تک اک شخص بھلایا نہ گیا
✪ .... نامعلوم

اپنے ہیں جو شوق پرواز رکھتے ہیں
یقین دلوں میں آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں
✪ .... نامعلوم

وہ شخص قیامت تھا

۔۔۔تحریر: محمد اشرف زخمدل ۔بچیکی ۔ننکانہ۔ 0301.4761974

محترم بھائی شہزادہ التمش۔
سلام عرض ہے۔ میں آج پھر آپ کے جواب عرض میں ایک کہانی ۔وہ شخص قیامت تھا۔ کے ساتھ حاضر ہورہا ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے اور اس میں ایک سبق ہے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اگر کسی ایک نے بھی اس پر عمل کیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میری کہانی کے لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اگر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں لکھتا رہوں گا میرے پاس بیشمار کہانیاں ہیں بس مجھے آپ کی طرف سے اجازت ملنی چاہیے امید ہے کہ میری یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔
جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کے دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔

ہر شب اسے جلنے کی عادت سی ہوگی
اسے جلتے ملتے مجھے محبت سی ہوگی
خود کو سجا سنوار کر رکھنے کا شوق تھا
پھر اپنے آپ سے وحشت سی ہوگی
وہ بچھڑا تو پھر مل نہ سکے کسی سے ہم
کانچ کا دل ٹوٹا قیامت سی ہوگی
وہ شخص محبت تھا محبت ہی رہتا
وہ بچھڑا تو دل پہ قیامت سی ہوگی

یہ ایک خوبصورت حقیقت ہے کہ انسان کو محبت ہو جاتی ہے محبت کی نہیں جاتی یہ وہ جذبہ ہے جو خود بھڑک اٹھتا ہے بھڑکایا نہیں جاتا اور یہ بھی حقیقت ہے انسان کی زندگی میں محبت ہو جانے کا وقت ضرور آتا ہے محبت ہو جانے کے لیے کسی موسم اور خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ محبت کا کوئی ٹائم نہیں ہے کہ کب انسان کو کہاں کس سے محبت ہو جائے۔ محبت میں رنگ نسل ذات پات امیر غریبی نہیں دیکھی جاتی بس اتنا چاہا تھا ہے انسان جس سے محبت ہے بس وہ شخص اسی کا ہو اسی سے بات کرے اسی کی باتیں کرے اسی کے تذکرے کرے انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر کوئی چیز نظر نہیں آتی صرف اور صرف اس انسان کی صورت نظر آتی ہے جس سے انسان محبت کرتا ہے محبت تو ایک پاک جذبہ ہے اس میں ملاوٹ جھوٹ بے ایمانی ہے مگر آج اس ہوس کے دور میں ایسا لگتا ہے جیسے کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا سارے لوگ ہوس اور حسن کے پجاری ہیں آج کی محبت کیسی ہے ایک انسان کی نجانے کتنی ہی محبتیں چل رہی ہوتی ہیں اور وہ ہر بار ہر شخص سے یہی جھوٹ بولے گا کہ تم میری پہلی محبت ہو تم میری جان ہو تم سے میری زندگی ہو تم میری راتوں کی نیند ہو تم میرے خوابوں کی تعبیر ہو۔



میرا جیون تم ہو میری دلکشی تم ہو یہ وہ باتیں ہیں
یہ وہ الفاظ ہیں جو آج ہر دوسرا انسان بولتا ہے اپنی
محبت سے۔

مجھے بہت افسوس ہوتا ہے جب کوئی محبت
کرنے والے آپس میں جھوٹ بولتے ہیں اگر کوئی
کسی کی محبت کا بھرم نہیں رکھ سکتا تو کم از کم اس کو بتا تو
دے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا اور نہ آپ کو کسی غلط
فہمی میں رکھ سکتا ہوں آج کل کی لڑکیاں اور لڑکے پتہ
نہیں کیوں سمجھ نہیں پاتے کہ محبت ہے کیا کیا فون پر
بات کرنے سے محبت ہو جاتی ہے کیا ایک میسج کرنے
سے انسان کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے ایسی محبت محبت
نہیں ہوتی ہے صرف اور صرف ڈرامہ ہوتی ہے دھوکہ
ہوتی ہے جھوٹ ہوتی ہے آج کل ہر کوئی محبت محبت تو
کرتا ہے مگر محبت کوئی نہیں کرتا سب جھوٹ بولتے ہیں
پیارے قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی
داستان سنانے لگا ہوں جس کا ایک ایک لفظ حقیقت
پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی داستانیں
روز جنم لیتی ہیں مگر ہم کبھی دیکھ نہیں پاتے کبھی محسوس
نہیں کر پاتے ایک ایسی داستان جس کو پڑھ کر آپ کو
ضرور احساس ہوگا کہ اب اس دور میں محبت کا نام
بدنام ہو گیا ہے اس محبت کے نام پر کتنے گناہ کتنے جرم
روز ہوتے ہیں آیئے میرے ساتھ میں آپ کو ایک
ایسی داستان سناتا ہوں جس کا نام میں نے وہ شخص
قیامت تھا رکھا ہے میری یہ سٹوری آپ تمام محبت
کرنے والوں کو بہت پسند آئے گی۔

ہے دعا یاد مگر حرف دعا یاد نہیں
میرے نغمات کو انداز نوا یاد نہیں
میں نے پالکوں سے در یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں جس کو صدا یاد نہیں
آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں
زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں
میں کب سے آنکھ میں آنسو سجائے پھرتا ہوں
سنا تھا کہ اس کو نگینوں کی جستجو ہے بہت

میں نے بہت عرصہ لاہور کی سڑکوں گلیوں
اور بازاروں میں گزارا لاہور کی یادیں اور باتیں ہمیشہ
میرے ساتھ ہیں اور میرے ساتھ رہیں گی پھر لاہور
شہر سے کسی شخص نے ایسا درد دیا کہ لاہور شہر کو چھوڑ کر
میں ہمیشہ کے لیے اپنے شہر ننکانہ آ گیا اور میں ایک
سرکاری ملازم ہوں ننکانہ سے میرا گاؤں تقریباً تیس
کلومیٹر کی دوری ہے پر میں ہر روز آتا ہوں اور روز
شام تک واپس چلا جاتا ہوں آپ لوگ میری تحریریں
کو اکثر پڑھتے تو رہتے ہیں کیونکہ میں ایک شاعر
ہوں رائٹر ہوں۔ روز میرا سامنا بہت سارے لوگوں
سے رہتا تھا میرا مقصد ہمیشہ اسی تلاش میں رہتا تھا کہ
کوئی نئی بات ملے کوئی نئی سٹوری ملے اس لیے
میں جس گاڑی سے واپس آتا تھا وہ گاڑی اکثر ایک
سٹاپ پر آ کر کھڑی ہو جاتی اس سٹاپ پر کوئی نہ تو
سواری اترتی تھی اور نہ ہی سوار ہوتی تھی مگر پھر بھی بس
روز سٹاپ کرتی تھی ایک دن دیکھا تو ایک نوجوان
شخص جس کی حالت دیوانوں جیسی تھی جس کی حالت
فقیروں جیسی تھی وہ روز بس کے آگے آ جاتا اور مجبوراً
بس کو رکنا پڑتا تھا اور پھر ایک شخص اس کو آگے سے
ہٹاتا اور پھر گاڑی چلتی ہرو رز اس کا کام تھا اس
دیوانے فقیر کا جس کی وجہ سے روز بس رک جاتی تھی
آج موسم بہت خوبصورت تھا گرمیوں کی وہ
خوبصورت شام تھی میں واپس آنے کے لیے گاڑی
میں سوار ہوا تو آہستہ آہستہ گاڑی نے چلنا شروع
کر دیا شہر سے نکلتے ہی گاڑی میں میوزک چل پڑا
میڈم نور جہاں کا گیت یہ تو وہی جگہ ہے گزرے تھے
ہم جہاں سے یہ تھے اس گیت کے بول میں اپنی سیٹ
کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑکی سے باہر موسم کو انجوائے
کر رہا تھا کہ آج پھر اچانک گاڑی رک گئی گاڑی رکی

ہی تھی کہ پھر اسی فقیر اور دیوانے نے ایک پتھر اٹھا کر مجھے دے مارا جس کھڑکی میں میں بیٹھا تھا وہ پتھر سیدھا میرے بازو پر لگا میرے بازو سے خون بہنے لگا لوگ اس فقیر کو پکڑ کر مارنے لگے میں نے ان کو روکا کہ اس کو مت مارو میں نے بازو پر پٹی بندھی اور گاڑی میں بیٹھ گیا دوسرے دن پھر وہی شخص وہاں پتھر لے کر کھڑا تھا میں اس دن گاڑی سے اتر گیا اور اس پاگل شخص کے پاس چلا گیا اور میں نے اس سے بات کرنا چاہی مگر وہ مجھ سے دور بھاگنے لگا اس کو شاید اس بات کا ڈر تھا کہ میں اس کو ماروں گا وہ ایک جگہ رک گیا اور میں نے اس کو بڑے پیار سے کہا۔

آپ ایسا کیوں کرتے ہیں کیا آپ واقعی پاگل ہیں کہ ایسا جان بوجھ کر کرتے ہیں۔ آخر آپ کی اس دیوانگی کے پیچھے کیا راز ہے کیا وجہ ہے آپ کی ایسی حالت کیوں ہے پہلے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک برسات جاری ہوئی اور پھر اس نے ایک لمبی اور ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔

آپ کون ہیں۔ اور کیا کریں گے میری زندگی اور میری دیوانگی جان کر۔

میں نے کہا۔ میں ایک رائٹر ہوں میں آپکی کہانی سننا چاہتا ہوں اور پوری دنیا میں سب کو بتا دوں گا کہ پلیز تم مجھے اپنی داستان تو بتاؤ کہ تم ایسی حالت میں کس کی وجہ سے ہو کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ تم ایسے ہو گئے ہو۔

اگر سننا چاہتے ہو تو سنو دوست۔ اس فقیر نے اپنی کہانی مجھے کچھ یوں سنائی۔

آج پھر شہر میں آئینے ٹوٹیں گے
آج پھر شہر میں دیوانہ نظر آیا ہے

میرا نام شاہ زیب ہے اور میں لاہور میں رہتا ہوں ہماری ایک بہت ہی خوبصورت فیملی تھی ہم بہت خوش حال تھے میں سکول سے کالج تک پہنچ گیا میری فیملی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی کیونکہ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا۔ ہمارا اپنا کاروبار تھا اور ایک مارکیٹ دو کانوں کی ہماری تھی زندگی بہت ہی خوبصورت گزر رہی تھی میرے چاروں جانب خوشیاں ہی خوشیاں تھیں مجھے صرف اور اپنی تعلیم پر توجہ دینی تھی کیونکہ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ میری زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا کہ میرا سب کچھ برباد ہو گیا میری زندگی جو بہت ہی پیاری تھی اجڑ گئی ہوا کچھ یوں کہ ننکانہ میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا تھا میرے چند دوست جو ننکانہ میں رہتے تھے انہوں نے مجھ سے کہا شاہ زیب آؤ اس بار آپ ہمارے ساتھ ہمارے شہر چلو آپ کو میلہ دکھاتے ہیں میں کبھی میلوں وغیرہ پر نہیں جاتا تھا اور نہ ہی مجھے ایسے کاموں کا شوق تھا مگر دوستوں کی ناراضگی مجھے گوارہ نہیں تھی اس لیے میں نے ہامی بھر لی اور یوں ہم چند دوست ننکانہ صاحب ہنستے مسکراتے ایک دوسرے کو مذاق کرتے پہنچ گئے۔

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح
صرف ایک بار ملاقات کا موقع دے دو

ہمارے دوست جو ہمارے ساتھ کالج میں پڑھتا تھا اس کا نام حنین رضا تھا اور ہم چھ دوست رضا کے گھر والوں نے ہم سب کو بہت عزت اور احترام دیا ہماری بہت خدمت کی اور پھر پورے شہر ننکانہ صاحب کی سیر کرائی بہت مزہ آیا ہم کو اور پھر وہ میلہ بھی ہم نے دیکھا سچی بات ہے سارے ننکانہ صاحب شہر میں لوگوں کا انتشار تھا کہ تل دھرنے کے لیے جگہ نہ تھی ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے گلیوں میں بازاروں میں دکانوں پر پارک میں ہر جگہ ایک رات ہم شہر میں ایسے ہی پھر رہے تھے کہ ایک لڑکی سے ٹکر ہو گئی یعنی وہ لڑکی مجھ سے ٹکرا گئی اس نے سوری بھی کی مگر وہ خوبصورت اور سندر اتنی تھی کہ قیامت تھی دل چاہا کہ یہ لڑکی مجھ سے بار بار ٹکرائے مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تھی مگر وہ لڑکی مجھے کیوں اتنی پسند آئی

مجھے خود بھی معلوم نہیں تھا بس میں اس کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس نے مجھ سے سوری کی اور اس کے ساتھ ہی اس کی امی جان تھی اس نے بھی سوری کی میں نے کہا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے پلیز آپ مجھے سوری کر کے شرمندہ نہ کریں شہر میں اتنی بھیڑ ہے رش ہے ایسا تو ہو جاتا ہے وہ جاتے ہوئے ہمیں اپنا کارڈ دے گئی کہ کبھی وقت ملے تو رابطہ کرنا وہ تو چلی گئی مگر میرے ہوش اڑ گئے ایسے لگا کہ جیسے دل بھی اپنے ساتھ لے گئی ہو میری ساری دنیا بھی اس کی محبت ہو پھر جب کچھ ہوش ٹھکانے آئے تو دیکھا اس کا نام نازیہ تھا اور وہ کسی پرائیویٹ سکول میں پرنسپل تھی یوں کہنا بجا ہوگا کہ وہ سکول کو چلا رہی تھیں اس کے کارڈ کے اوپر اس کا نام بھی اور ساتھ سکول کا ایڈریس بھی اور آفس کا نمبر اور ایڈریس لکھا تھا۔ اور پھر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ ہمت کر کے دل پر بہت بڑا حوصلہ رکھ کر میں نازیہ کو فون کر دیا۔ آگے سے ایک بہت ہی خوبصورت آواز میں نازیہ نے کہا کون ہے میں نے کہا جس کے ساتھ بھیڑ میں بازار میں ٹکر ہوئی تھی اور جس کو آپ نے اپنی عنایتیں کے لیے کارڈ بھی دیا تھا شاہ زیب بول رہا ہوں۔ جی جی شاہ زیب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے شاہ زیب صاحب مجھے پورا یقین تھا کہ آپ مجھے ضرور فون کریں گے۔

ہجوم میں تھا شاید وہ کھل کر رو نہ سکا ہوگا
مگر یقین ہے کہ وہ شب بھر سو نہ سکا ہوگا
لرزتے سے ہاتھ شکستہ ڈوری سانسوں کی
وہ خشک پھولوں کو کہاں تک پرو سکا ہوگا

میں نے کہا میڈم جی ویسے ہی دل چاہا آپ سے بات کرنے کو سو فون کر دیا پھر نازیہ نے مجھ سے پوچھا شاہ زیب صاحب آپ کہاں رہتے ہیں میں نے بتایا کہ میں لاہور میں رہتا ہوں اپنا ہمارا بزنس ہے اور میں بی اے کر رہا ہوں ادھر میں میلہ دیکھنے اپنے دوستوں کے ساتھ آیا ہوں اور راستے میں آپ مل گئی تھیں نازیہ جی شاید میں آپ کے لیے ہی ادھر آیا تھا آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا مجھے اور آپ سے بات کر کے بھی بہت اچھا لگا نازیہ نے میرے جاب کا جواب بڑے پیارے سے دیا اور پھر دوسرے دن ہم لاہور واپس چلے آئے مگر میرا دل نہیں لگ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ ہماری فون پر گھنٹوں لمبی باتیں ہونے لگیں ساری ساری گزر جاتی فون پر بات کرتے ہوئے نازیہ بہت خوبصورت اور دلکش باتیں کرتی تھیں وہ ایسی پیاری باتیں کرتی تھی کہ اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنے کو دل کرتا تھا اور پھر ایک دن نازیہ نے مجھ سے کہا شاہ زیب میں نے لاہور آنا ہے مجھ سے ملو گے مجھے اور کیا چاہیے تھا میں نے فوراً ہاں کر دی اور کہا جی ضرور دل میں محبت کا ایک طوفان تھا دل کر رہا تھا کہ ابھی سے وہ آ جائے میں نے اس سے پہلی ملاقات تھی بہت تیاری کی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اظہار محبت کے لیے اداکاری کی یہ بات کہوں گا وہ بات کہوں گا میں نے بہت ساری باتیں سوچی تھیں اور میں بہت اچھے اور خوبصورت انداز سے تیار ہوا پینٹ کوٹ ٹائی لگائی اور گاڑی لے کر نازیہ کا انتظار کرنے لگا نازیہ جسے ہی آئی وہ بھی کسی گاڑی پر ہی آئی تھی وہ منظر میری آنکھوں میں ہمیشہ کے لیے بیٹھ گیا جب نازیہ بہت ہی خوبصورت سی ساڑھی میں میرے سامنے آئی اونچا قد لمبے لمبے بال اور خوبصورتی اور دلکشی کا وہ شہکار لگ رہی تھی سلام دعا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہم ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے ٹیبل پہلے سے میں نے بک کروایا ہوا تھا۔ ہم آمنے سامنے تھے پہلی بار کسی لڑکی کو اتنا قریب سے اور اتنی محبت کے ساتھ دیکھا تھا میں نے نازیہ سے اپنی محبت کا اظہار کچھ یوں کیا تھا۔

تم نے جو پہن رکھا ہے

بہت ارزاں یہ لہنگا ہے
تمہارا حسن تو انمول ہے
تمہارا حسن تو مہنگا ہے
تمہیں کس بد بخت نے کہا تھا
کہ اس کو پہن لو
اگر میری جان تم کو
تمہارے دشمنوں کی نظر لگ گئی تو
میں کس کو الزام دوں گا
تم تو عام سے لباس میں بھی
بہت خاص لگتی ہو
یاقوت و زمرد الماس لگتی ہو
تمہیں کیا ضرورت ہے
اس طرح کی آرائش کی
تمہارا حسن
تمہاری یہ جوانی
توقیر بڑھاتے ہیں
زیبائش کی
آئندہ سے تم ایسا مت کرنا

میری جان
تم چیز نہیں ہو
نمائش کی

نازیہ جی میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہو مجھے آپ سے پہلی نظر میں پیار ہو گیا ھا اور اب مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی ہے صرف آپ کے خواب آتے ہیں میری نیندوں میں تم ہو میرے خوابوں میں تم ہو اب تم میری زندگی ہو مجھے تم سے محبت ہے اور میری محبت ایک لازوال محبت ہے تم میری پہلی محبت ہو اس لیے میں ہمیشہ آپکے ساتھ رہنا چاہوں گا امید ہے آپ میری محبت کا بھرم رکھیں گے کیونکہ میں نے آپ کی آنکھوں میں اپنی محبت کا عکس دیکھا ہے اور پھر نازیہ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا شاہ زیب۔

ہجر کے موسموں کی کہانی ہم نہ لکھیں گے
کوئی بھی بات پہلے سے پرانی ہم نہ لکھیں گے
ٹھٹھرتے سرد موسم تو سدا دل ہی دکھائیں گے
بکھرتے دنوں کی زبانی ہم نہ لکھیں گے
یہ بس ایک شام جو اپنی تمہارے ساتھ گزری ہے
کوئی بھولی ہوئی نشانی ہم نہ لکھیں گے

مجھے بھی پہلی نظر میں تم سے محبت ہو گئی تھی اس لیے آپ سے جان بوجھ کر ٹکرائی تھی میں اور جان بوجھ کر آپ کو کارڈ دیا تھا تا کہ آپ مجھے فون کر سکیں میں کافی دیر سے آپ کو اس رات دیکھ رہی تھی اس لیے میں تم سے ٹکرائی اور آج آپ کے پاس ہوں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوں میں آپ کی محبت کی قدر کرتی ہوں اور آپ کے سچے جذبات کا احترام کرتی ہوں ہم نے بہت ساری باتیں کیں مستقبل کے خواب دیکھے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور پھر نازیہ نے کہا آپ سے بچھڑنے کو دل نہیں کر رہا مگر مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے اس لیے میں نے کہا چلو اکٹھی شاپنگ کرتے ہیں اور یوں ہم نے اکٹھی شاپنگ کی میں نے نازیہ کو بہت ساری ڈھیڑوں شاپنگ کروائی اور یوں ہماری پہلی ملاقات ختم ہو گئی رات کو فون پر روز بات ہوتی تھی اور پھر ایک دن میں نے نازیہ کو پرپوز کر دیا نازیہ بہت خوش ہوئی پھر ہماری اکثر ملاقاتیں ہونے لگیں دوسرے تیسرے دن روز ہماری ملاقاتیں ہونے لگیں میں نے اس کو اتنی محبت دی کہ اپنا سارا جیون اس کے نام کر دیا اس کو ہر بار اتنی شاپنگ کرواتا کہ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی ایک دفعہ میں نے ساتھ ایک آدمی بھیجا جو سارا شاپنگ کا سامان اس کے گھر چھوڑ کر آیا پھر ایک دن نازیہ نے کہا شاہ زیب مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے میں آپ کو واپس کر دوں گی میں نے کہا۔کیسی باتیں کرتی ہو تم میری محبت ہو اور میرا سب کچھ آپ کا ہے میں

نے اس کو دو لاکھ روپے کا چیک دے دیا اور پھر آہستہ آہستہ نازیہ کی محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے ملتی تھی تو اس کی حرکتیں بدلنے لگیں پہلے جب ہم ملتے تھے تو اس کی باتوں میں پاکیزگی کا رنگ نمایاں ہوتا تھا مگر اب وہ کچھ بدل سی گئی تھی اس کی محبت میں ہوس کا رنگ اُمڈ آیا تھا وہ ایسا چاہتی تھی کہ میں اس سے اپنے جسم کی پیاس بجھاؤں مگر میں نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا آہستہ آہستہ اس کی باتوں میں محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے بدلنے لگی میں نے کہا نازیہ تم مجھ سے دور ہوتی جا رہی ہو

بہت قریب آتے جا رہے ہو
بچھڑنے کا ارادہ کر لیا ہے کیا

وہ اتنا بدل گئی کہ میرا فون بھی نہیں سنتی تھی اور اکثر اس کو فون دوسری کال پر مصروف رہتا تھا اور میں نے اس کو ایک دن کہہ دیا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پہلے تو وہ بہت خوش ہوئی مگر پھر کہا شاہ زیب آپ کہاں اور ہم کہاں۔ آپ کے گھر والے کبھی بھی نہیں مانیں گے میں نے گھر والوں سے بات کی مگر وہ نہ مانیں میں نے نازیہ سے کہا اگر گھر والے نہیں بھی مانتے تو میں تم سے محبت کرتا ہوں تم سے شادی کے لیے تیار ہوں بس اس دن کے بعد نازیہ کی کچھ خبر نہ ملی مجھے میں روز فون کرتا تھا مگر فون بند ہوتا تھا کافی دن ہو گئے اس کا نمبر بند رہا میں دیوانے کی طرح رہنے لگا کچھ کھانے نہ پینے کا ہوش رہتا بس لب پر صرف اور صرف ایک ہی بات تھی کہ نازیہ اور جب کچھ پتا نہ چلا تو میں سیدھا ننکانہ صاحب آیا جہاں سے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ نازیہ کی کچھ خبر ہے تو مجھے بہت سارے لوگوں نے بتایا کہ تم کس نازیہ کا پوچھتے ہو پھر میں نے ان کو بتایا تو ان لوگوں کی باتیں سن کر میرا دماغ پھٹنے لگا دل چاہا کہ ابھی سے خودکشی کر لوں وہاں کے چند دوستوں نے مجھے بتایا کہ وہ تو بہت غریب سی لڑکی تھی اور اک سکول میں ٹیچر تھی مگر خوبصورت بہت تھی اور وہ اپنی خوبصورتی کا فائدہ اٹھاتی تھی وہ خوبصورت لوگوں سے ایسے ہی کرتی تھی اور اس کا تو لوگوں کو اپنی محبت اور خوبصورتی کے جال میں پھنسا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹنا تھا نجانے اس شہر میں اس کی محبت کے کتنے قصے مشہور ہیں پھر مجھے میرے دوستوں نے اس کا گھر دیکھایا ایک عام سا گھر تھا جتنے پیسے میں نے اس کو دیئے تھے ان سے تو وہ ایک بہت اچھا گھر خرید سکتی تھی مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ یہ گھر بھی بیچ کر چلی گئی ہے اور پھر یون مجھے ایک دو لوگوں نے اس کی مجھے بہت بہت غلط اور عریاں قسم کی تصویریں بھی دکھائی اور اایک شخص نے بتایا کہ اس کی شادی بھی ہوئی تھی ایک بچہ تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر اور لوگوں سے اپنی جھوٹی محبت کے ایسے ڈرامے کر کے لوگوں سے بہت ساری دولت کما کر امریکہ چلی گئی ہے وہاں سے مجھے پتہ چلا کہ وہ نازیہ کی حرکتیں ایسی تھیں وہ پہلے کسی اور شہر میں رہتی تھی کچھ عرصہ پہلے ہی وہ جہاں آئی تھی وہ اکثر خوبصورت لڑکوں کو اور اچھی گاڑی والے لڑکوں کو کسی نہ کسی طرح ٹکرا جاتی یہ اس کا کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا اپنا سٹائل تھا مجھے بہت افسوس ہوا کہ نازیہ اس قسم کی لڑکی تھی اتنی غلط لڑکی تھی اتنی بے حس ہرجائی بے وفا تھی مجھے کبھی اتنا احساس تک نہ ہوا تھا کہ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں نازیہ نے مجھے ایک مذاق کے طور پر لیا تھا مجھے ابھی بھی لوگوں کی کسی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا مجھے ایسا لگتا تھا کہ سب لوگ جھوٹ بول رہے ہیں میری محبت سچی تھی میری چاہت سچی تھی میری عقیدت اعلیٰ تھی مگر جو سچ تھا وہ تو سچ تھا کیونکہ سچ سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا میری محبت مجھے دھوکہ دے چکی تھی میری محبت مجھ سے بچھڑ چکی تھی میں ایک دیوانہ بن چکا تھا کتنے خوبصورت اور دلکش انداز میں نازیہ نے مرے ساتھ محبت کا ڈرامہ کیا تھا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے ساتھ نازیہ اس حد تک میرے ساتھ ایسا

کرے گی میری سوچ بھی میں نہیں تھا میں اکثر سوچتا تھا کہ شاید میری محبت میں کمی ہی تھی۔

پلکوں پر سجائے ہوئے زخموں کے نگینے
گزریں گے کسی روز تیرے شہر سے ہم بھی
ایک عمر جسے ذہن نے پوجا ہے بہر طور
محسن وہ ستم کیش خدا بھی تھا صنم بھی
ایک لمحہ تو دم لینے دے آغوش سکوں میں
اے گردش حالات کسی موڑ پر تھم بھی

مجھے اس بات کا دکھ نہیں تھا کہ میرے بہت سارے پیسے وہ لے کر چلی گئی مجھے صرف اور صرف اس بات کا افسوس تھا کہ میری پہلی محبت تھی وہ اور اتنی کمزور محبت تھی کہ میری اتنے کمزور جذبات تھے میرے مجھے اپنے آپ پر افسوس ہوتا تھا کہ کاش وہ جو چاہتی تھی میں ایسا کر لیتا وہ مجھ سے ڈرامہ کرتی رہی مگر میں نے نازیہ سے سچی محبت کی تھی اور ابھی بھی کرتا تھا کیونکہ میری محبت میں کوئی ملاوٹ یا بناوٹ نہیں تھی میرے ملنے میں یا باتوں میں کوئی فرق نہیں تھا میری باتوں میں میری چاہتوں میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی کوئی بناوٹ نہیں تھی میرے دل سے میرے دل سے نازیہ کی صورت مٹتی نہیں تھی ہر وقت دل کرتا تھا کہ نازیہ کی باتیں ہوں نازی کی یادیں ہوں اسی کے تذکرے ہوں میری آنکھوں سے نازیہ کی صورت کسی وقت بھی نہیں ہٹتی تھی میرے چاروں جانب صرف اور صرف نازیہ کی پرچھائیاں تھیں

میرے مزاج کا دشمن میری گواہی دے
کہ تیرا نام بھی لیتا ہوں میں دعا کی طرح
ہزار تہمتیں دنیا نے بخش دیں مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

میرا دل نہیں کرتا تھا کہ کوئی کام کرنے کو میں سچ میں پاگل ہو گیا تھا گھر والے بہت دفعہ آئے مجھے لینے کے لیے مگر میری حالت پھر ویسی کی ویسی ہو جاتی اور میں گھر سے بھاگ کر یہاں آجاتا اور پھر گھر والے بھی تنگ آ گئے انہوں نے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا اور میں یہاں اسی شہر میں جہاں نازیہ کی یادیں وابستہ تھیں میں ادھر ہی رہتا تھا اگر کوئی کھانا دے دیتا تو لے لیتا ورنہ بھوکا ہی ان شہروں کی گلیوں میں بازاروں میں کسی فٹ پاتھ پر رات گزار لیتا اب تو میری نازیہ کے عشق میں ایسی حالت ہو گئی تھی شہر کے لوگ گلی کے بچے مجھے پتھر مارتے تھے اور سارے لوگ مجھے پاگل دیوانہ اور مجنوں بنا کر پتھر مارتے تھے اب بھی یہ لوگ مجھے پتھر مارتے تھے پاگل کہتے ہیں میں اس کو تلاش کر رہا ہوں وہ جیسی بھی تھی میری محبت تھی اور میری محبت ہے وہ جہاں بھی ہے میرا دل ضرور کہتا ہے کہ وہ ایک دن ضرور لوٹ کر آئے گی میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ جب میری محبت میری نازیہ مجھے آکر گلے لگائے گی اور مجھ سے معافی مانگ لے گی اور کہے گی شاہ زیب مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی میں نے آپکے سچے پیار کی قدر نہ کی میں نے آپ کے ساتھ مذاق کیا پلیز مجھے معاف کر دو اور میں اس کو معاف کر دوں گا۔

قارئین کرام یہ تھی اس کی سچی کہانی جب سے لوگوں نے اس کو مارنا شروع کیا ہے وہ بھی لوگوں کو مارتا ہے تا کہ کوئی اس کو نہ مارے کبھی ہوش میں ہوتا ہے تو کبھی مدہوشی میں ہوتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا اس کو اسی وجہ سے اس نے مجھے اس روز پتھر مارا تھا اور ہر بس کو روک کر اس لیے سامنے آتا ہے کہ شاید نازیہ ہو شاید نازیہ ہو۔ وہ اب مجھے کچھ نہیں کہتا ہے بس اپنی محبت کا انتظار کرتا ہے اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے صرف نازیہ کا انتظار ہے اگر نازیہ نامی یہ کہانی پڑھ رہی ہو تو پلیز اس سے رابطہ کرے اس کی زندگی کو بچا لے اسے آپ کا انتظار ہے آپ اس کا انتظار ختم کر دیں۔ وہ سچا پیار کرنے والا ہے اس کے دل میں صرف آپ کا ہی پیار ہے۔۔۔۔۔۔۔

عشق سزا ہے

تحریر: ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال | 0322-5494228

محترم شہزادہ صاحب!

السلام علیکم! امید کرتا ہوں کہ جواب عرض کا سٹاف خیریت سے ہوگا۔ سر آج اس بزم میں معاشرے کی عکاسی کرنے کے لیے ایک داستان لے کر حاضر ہوا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ قارئین اس کو ضرور پسند کریں گے۔ مجھے قارئین کی رائے کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا۔ میری پہلی سٹوری غموں کے باغات پر بہت سے قارئین نے محبت اور چاہت بھرے لیٹر ارسال کیے جن کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہ قارئین کی محبت ہے جو آج پھر بزم میں حاضر ہوا ہوں اور امید کرتا ہوں ہمیشہ اسی طرح ہی ساتھ دیں گے اپنے چاہنے والے دوستوں کے نام ایک غزل

اداس جاگتی آنکھوں کے خواب لایا ہوں
میں پتھروں میں چھپا کر گلاب لایا ہوں
جو ہو سکے تو تنہائیوں میں پڑھ لینا
تمہارے واسطے دل کی کتاب لایا ہوں
وہ اک سوال جو تم نے کبھی نہیں پوچھا
سجا کے پلکوں پہ اس کا جواب لایا ہوں
تجھ کو مجھ سے نہیں میری محبت سے گلہ ہو گا
لے دیکھ میں خلوص اجناب لایا ہوں
دل پہ لگے زخم تو سبھی مٹا چکا ہوں دوستو
یہ تو روح کی چوٹوں کا حساب لایا ہوں

ادارے کی پالیسی کے مطابق نام اور مقامات سب فرضی ہیں کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

بہت ستایا ہے کسی کی بے بس یادوں نے اے زندگی
اب تو ختم ہو جا کہ اور رویا نہیں جاتا

دوست علی نے کہا جو صبح صبح ہی میرے پاس آ چکا تھا۔ کاشف چلو سیر کرنے چلتے ہیں۔ مجھے میرے لیکن مجھے نیند سے بیدار ہونا بڑا مشکل لگتا تھا وہ بھی خاص کر صبح صبح۔



سوری میں اپنا تعارف کروانا تو بھول گیا جی قارئین میرا نام کاشف ہے اور علی میرا بہت ہی اچھا اور بچپن کا دوست تھا میرے والدین غریب تھے لیکن پھر بھی وہ مجھے تعلیم حاصل کروا رہے تھے محنت مزدوری کر کے اس بات کا مجھے بھی احساس تھا کبھی کبھی جب میں اپنے ابو کو کام سے واپس آتے ہوئے دیکھتا تو بہت دُکھ ہوتا۔ میں اپنے والدین سے جب کہتا کہ میں کام کرتا ہوں شام کو، پہلے ٹائم تعلیم حاصل کرتا رہوں گا اور ساتھ ساتھ شام کو کام بھی اس طرح ابو جان کو بھی کم محنت کرنی پڑے گی لیکن والدین روک دیتے کہ تم بس اپنی تعیم پر توجہ دو اور دیکھو بیٹا ہم یہ سب آپ کے لیے ہی کر رہے ہیں۔ یہ سب تمہارا ہی ہے۔ بڑی عمر پڑی ہے نوکری کرنے کے لیے انشاء اللہ میرا بیٹا بڑا ہو کر آفیسر بنے گا پھر ہماری تمام مشکلات ختم ہو جائیں گی۔ میرے والدین بہت ہی پیار کرنے والے تھے۔ میرے والدین دنیا کے عظیم ترین انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین جیسا سب کو پیار، محبت کرنے والے والدین دے۔ پر افسوس کہ اللہ نے والدین تو اتنے محبت اور پیار کرنے والے دیئے پر میرا نصیب بھی اتنا اچھا دیتا تو کیا بات تھی۔ زندگی تو نام ہے دکھ سکھ کا ہے۔ کاشف بھائی چلو بھی گئے کہ نہیں بھئی جاتے ہیں کچھ دیر انتظار کرو۔ میں نے جلدی جلدی منہ دھویا۔ علی تھا کہ صبح صبح ہی جگا دیتا تھا ای بھی بڑی کوشش کرتی پر اتنی جلدی نہیں بیدار ہوتا تھا۔ دراصل میں نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا تھا اس لیے سکول، کالج وغیرہ کی تو کوئی ٹینشن نہیں ہوتی تھی اور کاشف تم کیا کرنے لگا، میں نے واش روم کے اندر سے ہی آواز دے دی۔ میں دیر کر رہا تھا کیونکہ سردی تھی لیکن وہ مجبور کر رہا تھا کہ جلدی کرو۔ مجبوراً جلدی جلدی تیاری کی تیاری کیا تھی اپنے آپ کو ایکٹو کیا تھا۔ چلو جی صبح صبح دماغ کھا لیتے ہو میں نے گھر سے نکلتے ہوئے اپنے پیارے دوست علی کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔ آئندہ نہیں آؤں گا میرے دوست نے غصے سے کہا۔ میں نے پھر کہا اتنا غصہ کیوں کرتے ہو یار مذاقاً کہا ہے اور آپ ہو کہ منہ بنا لیا ہے۔ اچھا اس بات کو چھوڑو میں نے بھاگتے بھاگتے اس سے پوچھا کہ وہ ہمارا میٹرک کا رزلٹ کب آئے گا؟ او یار یاد آ گیا وہ ہمارا کلاس فیلو سلیم کہہ رہا تھا کہ آج بارہ بجے آنا ہے۔ میں نے علی کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کہ سچ میں یار آج آ رہا ہے۔ مجھے پتہ بھی نہ چلا اور پارک کے چوک کے دوسری طرف سے بھاگتی ہوئی لڑکی مجھ سے ٹکرا گئی۔ شاید اس کا دھیان بھی دوسری طرف تھا۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں اپنے آپ کو قصور وار کہنے لگا اور اس سے معافی مانگنے لگا۔ وہ بڑے نرم لہجے میں بولی کوئی بات نہیں غلطی میری تھی۔ میں اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ کوئی بات نہیں وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اتنے میں اس کے پاس ایک چھوٹا سا بچہ بھاگتا ہوا آیا اور بولا آپی گھر چلیے بھوک لگی ہے۔ وہ بچے کو اٹھا کر چل پڑی۔ شاید وہ بچہ اس کا بھائی تھا اور وہ اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ تو چلی گئی میرے پاس کھڑے میرے دوست علی نے کہا۔ میں نے کہا تو میں کیا کروں۔ پھر ہم کافی دیر سیر کرتے رہے علی بار بار مجھے تنگ کر رہا تھا کہ وہ لڑکی کتنی خوبصورت تھی وغیرہ لیکن میں نے علی کو منع کر دیا کہ پلیز لڑکیوں کی باتیں میرے سامنے مت کیا کرو۔ مجھے ان چکروں کا کچھ نہیں پتہ بس یہ سب فضول ہے اچھا بابا جب تم کو ہو گا پھر آپ سے پوچھوں گا فی الحال تو گھر چلیں۔ مجھے کبھی نہیں ہو گا لڑکی سے پیار اور گھر چلو۔ واپسی کے سفر میں ہم رزلٹ کے بارے میں سوچتے آئے کہ پاس ہو گئے تو کس کالج میں ایڈمیشن وغیرہ لینا ہے۔ میں نے کہا کہ علی یار پلیز تم اسی کالج میں داخلہ لینا جس میں میں لوں اس نے کہا ہاں اسی میں ہی لوں گا پر ایک شرط ہے شرط کیسی بھائی وہ یہ کہ تم میرے ساتھ صبح صبح سیر کیا

کروگے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اوکے جان کیا
کروں گا۔ اتنے میں میرا گھر آ گیا میں نے کہا اچھا
علی بھائی پھر دوپہر کو ملاقات ہوگی۔ وہ چلا گیا اور
جاتے ہوئے بولا کہ اس لڑکی کو یاد رکھنا۔ اوئے جاتا
ہے کہ توں نہیں۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
میں آپ قارئین کو بتاتا چلوں کہ علی کے والدین بھی
محنت مزدوری کرتے تھے۔ وہ بھی چاہتے تھے کہ علی
پڑھ کر جب آفیسر بنے گا تو پھر ان کے دن بدل
جائیں گے میں نے گھر میں داخل ہوتے ہی ماں کو
آواز لگا دی۔ کیابات ہے بیٹا؟ امی نے دوسرے
کمرے سے ہی آواز لگادی امی وہ میرا آج رزلٹ آ
رہا ہے۔ دعا کرنا میں نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا
یہ سن کر میری جان میرے پاس آئی اور بولی بیٹا اللہ تم
کو ہر میدان میں کامیاب کرے گا۔ تمہاری ماں کی
دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر
ماں کو سینے سے لگالیا۔ امی بھوک لگی ہے۔ لو بیٹا بھوک
لگی ہے تو کھانا ابھی لے آتی ہوں۔ میری امی نے صبح
صبح ہی کھانا تیار کرلیا تھا میں کھانا وغیرہ کھانے کے بعد
چھت پر چلا گیا۔ ایسے ہی میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ
اچانک میری نظر ایک جگہ جاکر رک گئی ایک لڑکی وہی
جو پارک میں مجھ سے ٹکرائی تھی میری طرف ہی دیکھ
رہی تھی۔ وہ ہماری گلی سے پیچھے والی گلی میں رہتی تھی
ان کا گھر اتنا خوبصورت تھا کہ دل کرتا تھا دیکھتا ہی
رہوں۔ میں خیالوں میں ڈوبا ہوا کھڑا ہوا تھا کہ علی آ
گیا اور اچانک مجھے ڈرا دیا۔ میں ایک منٹ کے لیے
تو کانپ ہی گیا۔ علی نے کہا کہ یار میٹرک کا رزلٹ آ
گیا ہے۔ چلو جلدی کرو ہم بازار چلتے ہیں اور رزلٹ
معلوم کرتے ہیں۔ میں نے کہا چلو میں دل میں شکر ادا
کررہا تھا کہ علی نے اس لڑکی کو نہیں دیکھا تھا ورنہ میری
تو بربادی ہوگئی تھی۔ پھر ہم کچھ منٹ کے بعد بازار
میں تھے۔ پہلے علی کا رزلٹ معلوم کیا تو وہ پاس ہو گیا
پھر میرا چیک کیا تو میں بھی پاس ہو گیا تھا۔ میں نے یہ
خوش خبری جب اپنی امی کو سنائی تو میری ماں کا چہرہ
گلاب کی طرح کھلتا گیا۔ میری ماں میری کامیابی
کے لیے دعائیں کررہی تھی دوسری طرف علی کے
والدین کا بھی یہ ہی حال تھا۔ ہمارے گھر والے
بڑے خوش تھے۔ سارا دن ہم نے دوستوں کے ساتھ
گزار دیا شام کو میں گھر آیا تو میرے ابو نے مجھے پاس
بلالیا اور ماتھا چوما اور کہنے لگے بیٹا مجھے پتہ تھا کہ ہمیرا
بیٹا کبھی میری محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ یہ خوش خبری
سن کر میرے ابو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے
پوچھا ابو آپ رو رہے ہو۔

نہیں بیٹا بس وہ منظر یاد آرہا ہے جب میرے
سگے بھائیوں نے مجھ کو بری طرح مارا تھا اور رات کے
وقت گھر سے نکال دیا تھا۔ میں نے پوچھا ابو جان وہ
کیوں؟ اور آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ بیٹا
اس لیے نکال دیا تھا کہ میں نے تمہاری ماں سے محبت
کی تھی اور آپ کی ماں کے والدین ہماری شادی کے
لیے نہیں مان رہے تھے تب ہم نے بھاگ کر شادی کی
تھی۔ ہم دونوں کے ایک ہونے سے بیٹا آپ کے
چچا نے انکار کردیا اور فیصلہ کیا کہ اگر آپ اس کو اپنے
پاس رکھو گے تو تم اس گھر میں کبھی نہیں رہو گے۔ پھر
میں نے تمہاری ماں کو لے کر وہاں سے چل پڑا پھر
آپ کے تایا نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے گھر کا
سونا چوری کیا ہے اور ہم دونوں کو بہت مارا پھر دوسری
رات ہم دونوں وہاں سے بھی بھاگ آئے اور ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے وہ شہر چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ اور اپنی
محنت مزدوری سے یہ گھر بنایا۔ تمہاری پیدائش ہونے
کے بعد تمہاری ماں کو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ پھر کبھی ماں
نہیں بنوگی۔ بیٹا بس وہ سب منظر یاد کرکے بہت دکھ
اور تکلیف ہوتی ہے۔ عشق سزا ہے۔ محبت کرنا تو جرم
ہے اس کی سزا ملتی ہے ضرور لیکن وہ سزا اوپر سے اور
زمانے کی دربدر ٹھوکریں ہوتی ہیں بیٹا بس اب ہم
دونوں کا سب کچھ تم ہی ہو۔ میں نے اپنے ابو کو حوصلہ

دیا ساتھ ہی بیٹھی ہوئی میری ماں نے بھی کہا کہ خوشی کے موقع پر کیسی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو۔ چلو آؤ کھانا کھاتے ہیں پھر ہم تینوں امی، ابو اور میں نے مل کر کھانا کھایا۔ امی ابو دونوں باری باری مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے رہے۔ پھر ابو دن کے کام کر کے تھکے ہوئے تھے وہ سو گئے جلدی ہی امی بھی سو گئی میں ابو کی باتیں ذہن میں دوہرا رہا تھا اے عشق تو اتنی بڑی بھی سزا دیتا ہے۔ تو اپنوں کو اپنوں سے جدا کیوں کرتے ہو۔ تم بہت ظالم ہو بے درد ہو، اے عشق تو کتنوں کو اور برباد کرے گا مجھے اپنے والدین پر ناز ہونے لگا کہ ایسے حالات میں بھی مجھے انہوں نے ایک اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک اچھا ماحول دیا تھا کہ مجھے بھی اپنے رشتے داروں کی کمی ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ قارئین پلیز والدین کی قدر کیا کرو۔

والدین جیسی نعمت اگر ایک بار ہم سے جدا ہو جائیں تو پھر یہ ملتے نہیں پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جاؤ دوستو جو آج جدا ہیں اپنے والدین سے پلیز خدا کے لیے ان کو منا لو کبھی والدین کا دل مت توڑو۔ ان کی قدر ہم کو ان کے جانے کے بعد ہوتی ہے۔ پردیس میں بسنے والے اور اپنے والدین سے جتنے بھی لوگ ناراض ہیں پلیز آج ہی ان کو منا لو۔ والدین کو راضی کرنے کے لیے اپنی جان تک قربان کر دو مگر والدین کو ناراض مت کرو اگر والدین ناراض ہو گئے تو پھر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو پھر سوچو قارئین ہم کہاں جائیں گے۔ اس ذات کو ناراض کر کے ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی صرف والدین کی خوشی میں ہے۔ اگر والدین تمہارے تم سے خوش ہیں تو پھر وہ ذات بھی تم سے راضی ہے اگر وہ ذات تم سے خوش ہے تو پھر دنیا و آخرت دونوں تمہارے لیے جنت ہیں۔ اے انسان ذرا سوچو والدین کی قدر۔ ان سے پوچھو جن کے والدین اس جہاں میں نہیں ہیں ان سے پوچھو کہ والدین کیا چیز ہیں کیا قدر ہے والدین کی۔ بعد میں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہ جاتا۔ ابھی سے سنبھال لو اپنے آپ کو جب یہ وقت گزر گیا پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ ان کی قدر کیا ہوتی ہے وہ تم کو خود پتہ چل جائے گا بعد میں خدا کے لیے کبھی تنہائی میں سوچا کرو۔ کیا تم جو کرتے ہو کیا غلط ہے اور کیا ٹھیک۔

وہ ساری رات میں نے یوں ہی سوچتے سوچتے ہی گزار دی صبح اٹھا کر الو پھر روٹین کے مطابق کام پر چلے گئے۔ امی گھر کے کام کرتی رہی اور میں بھی کھانا کھا کر سو گیا۔ آج میرا دوست علی بھی نہیں آیا تھا پتہ نہیں کیوں۔ شام کے وقت وہ آیا اور بولا کہ کل ہم کالج میں داخلہ لینے جائیں گے۔ اوکے ٹھیک ہے میں نے بس اتنا ہی کہا۔ علی نے سیریس ہوتے ہوئے پوچھا بھائی خیریت تو ہے تم اتنے پریشان کیوں ہو۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ یار بس ویسے آپ کو محسوس ہو رہا ہے اچھا پہلے کبھی نہیں ہوا آج ہی محسوس ہوا ہے۔ میں نے غصے میں کہا کہ پلیز علی اچھا یار میں چلتا ہوں میں نے کہا ارے یار ناراض ہو گئے ہو۔ وہ غصہ کر گیا تھا میں نے اسے روکا اور مسکراتے ہوئے اسے کہا کہ یار سوچ رہا تھا کہ کس کالج میں داخلہ لیں۔ تب اس کا موڈ ٹھیک ہوا اور بولا یار میری مانو گے۔ کونسی بات میں نے اس کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ بات یہ کہ ہم دونوں جو وہ مدینہ چوک کے نزدیک کالج ہے گورنمنٹ کا ہم اس میں داخلہ لیں تو اچھا ہوگا ایک ہی کالج میں مل بھی جائے گا۔ اور دوسری بات ہم دونوں کے گھر بھی نزدیک ہیں۔ میں نے کہا کہ سوچتے ہیں اور کل صبح تیار رہنا میں گھر والوں سے رات کو بات کروں گا کہ کس کالج میں داخلہ لینا ہے پھر صبح ہم داخلہ بھی لے لیں گے۔ اوکے یار میں چلتا ہوں علی نے جاتے ہوئے کہا۔ خیریت تو ہے آج اتنی جلدی جبکہ پہلے کافی لیٹ جاتے تھے یار آؤ چائے پیتے ہیں۔ میں نے علی کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ نہیں

یار امی کی طبیعت خراب ہے مجھے جلدی چلنا چاہیے۔ کیا ہوا ہے خالہ کو میں نے چونکتے ہوئے پوچھا آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے کچھ نہیں تھوڑا سا بخار ہے۔ اچھا ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا اور سیدھا گھر جانا امی کو کام نہ کرنے دینا خود کر لینا۔ میں نے علی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ وہ چلا گیا۔ امی ابو سے رات کو بات کی تو انہوں نے یہ ہی کہا کہ جس میں آپ کا دل کرتا ہے داخلہ لے لو۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی وہ رات میں نے بڑی مشکل سے گزاری کیونکہ مجھے کالج میں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اور اب میں بڑی بے صبری سے اس دن کا انتظار کر رہا تھا کہ کب میں کالج میں جایا کروں گا۔ اللہ اللہ کر کے وہ رات میں نے گزاری صبح ٹائم سے پہلے ہی میں تیار ہو گیا تھا۔ گھر والوں کی دعاؤں کے سائے میں مجھے گھر سے رخصت کیا گیا کالج میں داخلہ لینے کے لیے علی مجھ سے پہلے ہی تیار ہو کر بیٹھا تھا شاید وہ میرا ہی انتظار کر رہا تھا

سلام دعا کے بعد علی نے پوچھا کہ کس کالج میں داخلہ لینا ہے میں نے کہا کہ جس میں آپ کی مرضی میری طرف سے اجازت ہے آپ کو آپ جس کالج بھی لے جاؤ ہم اسی میں ہی داخلہ لیں گے۔ اس نے کہا کہ میرے خیال میں گورنمنٹ کالج ہی بہتر رہے گا۔ پھر ہم گورنمنٹ کالج چلے گئے پرنسپل نے ہم کو بڑی خوشی سے داخل کر لیا۔ میں آپ سب قارئین کو بتاتا چلوں کہ علی اور میں ہم دونوں تعلیمی میدان میں اچھے تھے اور ہم دونوں کو دوسروں کی طرح کھیلنے کا شوق نہیں تھا ہم دونوں کو تعلیم سے بے حد پیار تھا ہم محنت کرتے تھے اور اس محنت کا پھل بھی ہم کو ملتا تھا

ہم (روٹین) کے مطابق کالج آنے لگے

ہم دونوں کے چرچے جلد ہی کالج میں ہونے لگے۔ ہر کوئی ہم سے دوستی کی خواہش کرنے لگا لیکن کسی سے بھی دوستی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں برے ہزار دوستوں سے ایک اچھا ہی بہتر ہے ہم دونوں صرف مطلب سے مطلب رکھتے تھے ہم کلاس میں کسی سے فری نہیں ہوتے تھے بس ہم دونوں آپس میں ہی ایک دوسرے کے دکھ سکھ سنتے تھے ایک روز ہم کالج کے صحن میں بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دو لڑکیوں نے ہمارے پاس آتے ہی کہا کہ کیا ہم آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہیں میں علی کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ کیا جواب دیتا ہے تو علی نے کہا کہ ضرور کیوں نہیں میں حیران ہو کر علی کی طرف دیکھ رہا تھا مجھے علی سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ ان کو یہ جواب دے گا۔

میں غصے سے وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف آ گیا جب میں اٹھنے لگا تو ایک لڑکی نے کہا کہ آپ بیٹھو ہم چلی جاتی ہیں لیکن میں جواب دیے بغیر ہی کمرے میں آ گیا تھوڑی دیر میں وہ تینوں باتیں کرتے رہے پھر وہ بھی کلاس روم میں آ گئیں کیونکہ کلاس کا ٹائم ہو گیا تھا علی ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا علی میرے پاس آتے ہوئے بولا کیا ہوا تھا یار تم اٹھ کر وہاں سے کیوں آ گئے تھے میں نے بس اتنا ہی کہا کہ پلیز علی ویسے مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ بھائی کیا ہوا ہے وہ پاس بیٹھ گئی ہیں تو کیا ہوا ہے تو جاؤ ان سے ہی باتیں کرو میں غصے میں کلاس چھوڑ کر گھر آ گیا امی نے کہا کہ بیٹا آج جلدی کیوں آ گئے ہو میں نے کہا کہ ویسے ہی سر میں تھوڑا درد تھا تو آ گیا۔ امی نے کہا کہ میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔ نہیں امی جان رہنے دو تھوڑی دیر میں آرام آ جائے گا آپ کام کریں میں آرام کرنا چاہتا ہوں میں سو گیا مجھے سو فیصد یقین تھا کہ علی گھر لازمی آئے گا لیکن وہ نہیں آیا۔ میں دوسرے دن کالج نہیں گیا میں نے کہا کہ وہ شاید آئے گا آج وجہ ضرور پوچھنے کہ میں کالج کیوں نہیں آیا پر وہ آج بھی نہیں آیا تھا تیسرے دن میں کالج گیا تو میں سیدھا کلاس روم میں چلا گیا وہ باہر صحن میں اسی لڑکی

کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لیکن دوسری لڑکی ان کے پاس نہیں تھی اس نے مجھے دیکھ لیا تھا لیکن اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا اور میرے ذہن میں پتہ نہیں کیوں یہ بات گردش کررہی تھی کہ علی اس سے زیادہ ہی فری ہوتا جارہا ہے جو مجھے پوچھنے بھی نہیں آیا میں کلاس میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے آپ کو بڑا تنہا اور اداس محسوس کررہا تھا کہ ایک لڑکی نے کہا کاشف میں نے آپ سے ایک بات کرنی ہے اگر ٹائم ہو تو پلیز لائبریری میں میرے ساتھ آسکتے ہو میں نے لڑکی کی طرف غور سے دیکھا تو یہ وہی لڑکی تھی جس سے میں ایک دن پارک میں ٹکرایا تھا جی خریت تو ہے میڈم۔ جی ہاں خیریت ہی ہے آپ چلیں میں آپ کو سب بتاتی ہوں میں اس وقت اس کے ساتھ چل پڑا پتہ نہیں کیوں مجھ میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ لڑکیوں سے اس طرح بات کروں گا اور پھر مجھے یہ سب عجیب سا لگ رہا تھا میں تنہا تھا سوچا چلو ٹائم اچھا گزر جائے گا اس کی بات تو سنو جب ہم لائبریری میں داخل ہوئے تو ایک طرف میں نے علی اور اس لڑکی کو دیکھا تو میں نے اس لڑکی کو کہا کہ ادھر آ جائیں۔ ہم دوسری طرف جا کر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا کہ جی بولیں کیا بات آپ نے کرنی ہے دیکھیں کاشف صاحب میں جانتی ہوں کہ علی اور تم بہت اچھے دوست ہو اور آج کل علی تم سے ناراض ہے یا پھر آپ اس سے ناراض ہو۔ اس کی وجہ وہ لڑکی ہے اس نے علی اور اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کاشف یہ وہ لڑکی ہے جس نے علی سے پہلے پتہ نہیں کتنے لوگوں کی زندگی برباد کی ہے۔ اور یہ میں آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ علی کو بچالو۔ میں آپ دونوں کے بارے میں سب جانتی ہوں آپ لوگ جیسے پڑھ رہے ہو یہ سب میں جان چکی ہوں اور اس دن جب آپ اٹھ کر کلاس میں چلے گئے تھے تو اس کے ساتھ میں ہی تھی شاید آپ نے غور نہیں کیا تھا اور ہماری پہلی ملاقات پارک میں بھی ہو چکی ہے شاید آپ کو یاد ہو کہ نہیں لیکن مجھے سب یاد ہے اور ہاں اس نے مجھے آپ کی زندگی کو برباد کرنے کا کہا کہ میں آپ سے جھوٹا پیار کر کے آپ کو برباد کروں لیکن میں ایسی لڑکی نہیں ہوں اور اس وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہے۔ کاشف صاحب پلیز علی کی زندگی کو بچالو اور ہاں اگر میری کسی بھی ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھے لازمی بتانا اچھا اب میں چلتی ہوں میری کلاس کا ٹائم ہو چکا ہے۔ وہ چلی گئی۔ میں وہاں پر بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ کیوں نہیں یہ لوگ سوچتے کہ دوسروں کو برباد کرنے سے ان کو کیا ملے گا۔ اسی وقت میرے ذہن میں علی کے گھر والوں کا خیال آ گیا کہ علی کی زندگی تباہ ہو گئی تو اس کے ساتھ ان کے گھر والوں کی تباہی ہو جائے گی۔ نہیں مجھے ہر حال میں روکنا ہو گا علی کو اس لڑکی سے بچانا ہو گا میں اسی وقت اٹھا اور دیکھا تو علی اور وہ لڑکی وہاں سے جا چکے تھے کلاس کا ٹائم بھی ہو گیا تھا میں نے کلاس میں جا کر دیکھا تو علی نہیں تھا پھر سیدھا کالج سے علی کے گھر گیا لیکن علی کے والدین نے مجھے بتایا کہ وہ تو چلا گیا ہے گھر آیا تھا کچھ دیر پہلے میں یہ سن کر پریشان ہو گیا اور پریشانی کی حالت میں گھر آ گیا۔ وہ لڑکی کی سب باتیں ذہن میں تھیں گھر میں تنہائی مجھے ڈس رہی تھی مجھے کوئی ترغیب نہیں سوجھ رہی تھی کہ علی کے دل لڑکیوں کے لیے نفرت پیدا کر سکوں آج میں اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کر رہا تھا۔

اندھیرا اس لیے چھایا ہوا ہے
میرا سورج ابھی سویا ہوا ہے
میری آنکھیں یہ مجھ سے پوچھتی ہیں
تجھے پہلے کہاں دیکھا ہوا ہے
کسی پتھر کو شاید چھو لیا تھا
بدن شیشے کا تھا ٹوٹا ہوا ہے
چھپایا دل میں تھا جو راز تو نے
تری آنکھوں سے وہ افشا ہوا ہے
تھکن آنکھوں کی یہ بتلا رہی ہے

مسافر رات بھر جاگا ہوا ہے
کہاں پر ہونٹ میں نے رکھ دیے تھے
میرا سارا بدن نیلا ہوا ہے
تری منزل ہے کاشف سچ کی منزل
تبھی تو راہ میں تنہا ہوا ہے

آخر کافی دیر سوچنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکی سے دوستی کر کے ہم چاروں کو مل کر رہنا ہوگا پھر ایک دن سب سچ ثبوت کے ساتھ علی کے سامنے پیش کر دیں گے لیکن یہ بات تھی کہ وہ لڑکی پتہ نہیں کیا کہے گی نہیں کاشف یہ بات ٹھیک نہیں میں نے خود سے باتیں کرتے ہوئے کہا خیر سوچتے سوچتے ہی مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا صبح بیدار ہو کر کالج چلا گیا لیکن علی آج کالج نہیں آیا تھا اس لڑکی سے دل نے کہا کہ بات کر کے دیکھوں میں نے اسے کہا کہ علی کا پتہ ہو آپ کو اس نے بتایا کہ وہ کل سے اپنی فرینڈ سے ناراض ہوا تھا اور اس نے زہر کی گولی کھالی تھی وہ ہسپتال میں ہے او نو میں سنتے ہی پریشان ہو گیا میں نے کہا کس ہسپتال میں تو لڑکی نے کہا کہ اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو ہم دونوں مل کر ہسپتال جا سکتے ہیں میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ جیسے فریاد کر رہی تھی وہ بھی چاہتی تھی کہ علی کی زندگی بچ جائے کیوں کہ ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا۔ وہ احساس رکھتی تھی دوسروں کے لیے دل میں مجھے اس کی باتیں بہت اچھی لگنے لگیں۔ میں سمجھ گیا تھا وہ کیوں میرے ساتھ جانا چاہتی تھی وہ علی پر سچ ثابت کرنا چاہتی تھی اور میں بھی یہ ہی چاہتا تھا میں نے کہا جی چلیں اس نے کہا کہ آپ کار چلا لیں گے میں نے کہا کہ مجھے کار چلانی نہیں آتی اچھا او کے بیٹھو ہم دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ وہ کار چلانے کے ساتھ ساتھ میرا انٹرویو لے رہی تھی اس نے اپنا نام صدف بتایا تھوڑی دیر کے بعد ہم ہسپتال تھے۔ علی کی یہ حالت دیکھ کر مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ میں کچھ نہ کر سکا مجھے اپنے دوست سے ناراض نہیں ہونا چاہیے تھا اس کو بلکہ غلط راستے سے روکنا چاہیے تھا میں اپنے آپ کو قصور وار تصور کرنے لگا میں نے معافی مانگی علی سے لیکن وہ بولا بھائی غلطی تو میری تھی لیکن معافی آپ کیوں مانگ رہے ہو پلیز بھائی شرمندہ نہ کرو۔ اتنے میں اس کی فرینڈ بھی آ گئی۔ وہ صدف سے پوچھنے لگی کہ کالج میں کسی کو تو پتہ نہیں چلا اور ہاں تم علی کا خیال رکھنا مجھے ضروری کام ہے میں شام کو واپس آؤں گی میں یہ سب باتیں سن رہا تھا اچھا علی جان میں چلتی ہوں اپنا خیال رکھنا اور آئندہ ایسی حرکت مت کرنا۔ او کے جان جلدی آنا علی نے اس لڑکی کو کہا صدف نے کہا انیلہ ایک منٹ۔ صدف دور جا کر پتہ نہیں کیا انیلہ سے گفتگو کرنے لگی تھوڑی دیر کے بعد انیلہ چلی گئی اور صدف ہمارے پاس آ گئی اور بولی علی بھائی کیسے ہو اور اچھی علی کی کلاس لی۔ پھر میں نے اچھی خاصی بے عزتی کر دی وہ شرمندہ ہو رہا تھا اتنے میں اس کے والدین آ گئے پھر صدف نے کہا کہ کاشف چلو ہم چلیں گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے علی کی ماں دعائیں مانگ رہی تھی پھر ہم دونوں نے اجازت لی اور وہاں سے آ گئے صدف نے مجھے پہلے میرے گھر چھوڑا پھر وہ اپنے گھر چلی گئی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی امی نے مجھ سے وجہ پوچھی کہ بیٹا آپ کچھ دنوں سے پریشان سے لگ رہے ہو پلیز بتاؤ کیا بات ہے کچھ بھی نہیں ہے میں اتنا کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔

امی ابو نے کہا کھانا کھا لو مگر دل نہیں کر رہا تھا کھانے کو، جب امی کو پریشان دیکھا تو مجبوراً اپنے پیٹ میں کچھ ڈالا کھانا کھانے کے بعد پھر اپنے بستر پر سوچوں کی دنیا میں غوطہ زن ہو گیا ہمارے دونوں گھروں کے جو خواب تھے مجھے وہ سب بکھرتے ہوئے نظر آ رہے تھے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ ہم برباد ہو چکے ہیں۔ میں بہت کمزور ہوتا جا رہا تھا میرے ذہن میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے علی کے

والدین کی حالت کیا ہوگی میرا دماغ پھٹ رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ میں اپنے دوست سے پیار کرتا تھا میں ہر حال میں علی کی زندگی کو روگ لگنے سے بچانا چاہتا تھا چاہے اس کے لیے میری جان ہی کیوں نہ نکل جائے اب مجھے صبر اور عقل سے کام لینا چاہیے کیونکہ علی اینلہ کے پیار میں بہت آگے جا چکا تھا میں رات ساری سوچوں میں گزر دیتا دن کو علی کے ساتھ ساتھ رہتا کہ وہ پھر کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے میں نے صدف سے بات کی کہ ہم کو کچھ ایسا کرنا چاہیے جس سے علی کو واقعہ ہی یقین ہو جائے کہ یہ لڑکی ٹھیک نہیں ہے اور وہ اس کو چھوڑ کر تعلیم پر توجہ دینی شروع کر دے صدف نے کہا کہ ایک طریقہ ہے وہ کیا طریقہ ہے جلدی بتاؤ میں نے بے صبری سے کہا کہ مجھے اینلہ کی سب سے اچھی فرینڈ بننا ہوگا اور وہ جس جس سے ملتی ہے اور کب ملتی ہے ساری تفصیل لینی ہو گی میں نے صدف کے آگے فریاد کی کہ پلیز کچھ کرو جو بھی کرنا ہے کرو چاہے تو میری جان لے لو مگر علی کی زندگی بچا لو۔ میں کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گیا تھا صدف نے کہا اگر آج کے بعد ایسی بات کی تو بہت برا ہوگا میں کہہ رہی ہوں ناں کہ میں ضرور کچھ نہ کچھ کروں گی پھر آپ کو جذباتی ہونے کا فائدہ آپ بھی اپنی تعلیم پر توجہ دو ایسا نہ ہو کہ دوسروں کو ٹھیک کرتے کرتے تم اپنا مستقبل خراب کر لو جی ضرور میں نے مختصر سا جواب دیا اچھا میں چلتی ہوں صدف چلی گئی آج پہلی بار دل نے کہا کہ میں صدف کو روک لوں اور اس سے باتیں کرو، مجھے اچھا سا لگتا تھا صدف سے باتیں کرنے والا ٹائم ایسا محسوس ہوتا جسے میری رگ رگ میں کوئی اپنے پیار کا احساس دلا رہا ہے۔

حاصل زیست مری جان بنا دی جائے
کیوں نہ اک شام تیرے نام سجا دی جائے
میں ہوں مجرم تو مجھے اس کی سزا دی جائے
گھر کے جل جانے پہ اب نالہ و شیون کیا ہے
اور کچھ ! آگ کے شعلوں کو ہوا دی جائے
اے میرے چاند ذرا سامنے میرے آ جا
آگ بہتے ہوئے پانی میں لگا دی جائے
تشنہ کاموں کا بھرم پل میں ابھی کھلتا ہے
یہ جو تپتے یہ ہے پابندی بتا دی جائے
یہ جو پھرتی ہے لہو چاٹتی قوم یا فوج
اس کے آگے کوئی دیوار اٹھا دی جائے
کہیں پتھر نہ بنا دے مجھے افسون سکوت
کسی جانب سے کوئی مجھ کو صدا دی جائے
یہ جو پھرتے ہیں سر آپ لیے خالی جام
راکھ آنکھوں سے برسنے لگی اب تو دوست
آگ جو دل میں لگی ہے وہ بجھا دی جائے

میں نے اپنے آپ کو قابو کیا کیوں کہ میں جانتا تھا کہ عشق ایک سزا ہے اگر اس عشق کے سمندر میں، میں ڈوب گیا تو پھر اپنی زندگی تو زندگی ساتھ ساتھ گھر والوں کی زندگیاں بھی برباد ہو جائیں گی۔ گھر والوں کا خیال آتے ہی مجھے ایک جھٹکا سا لگا پھر وہ سارا منظر میرے سامنے گردش کرنے لگا جو میرے ابو کے ساتھ ہوا تھا اف اللہ مجھے کیا ہو گیا ہے میں تو اپنے دوست کو ٹھیک کر رہا تھا مگر میں خود پیار کر شکار ہو رہا تھا نہیں نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا خود سے ہی باتیں کرتا ہوا گھر چلا گیا ساری رات پہلی راتوں کی طرح پریشان اور سوچوں میں گزار دی۔ راتوں کو جاگنے کی وجہ سے میری صحت خراب ہو گی جس کی وجہ سے میں کالج نہ گیا۔ صدف پریشان تھی کہ کاشف آج کالج کیوں نہیں آیا اس نے علی سے پوچھا تو علی نے بھی کہا کہ مجھے تو نہیں پتہ چلو اس کے گھر سے پتہ کر کے آتے ہیں ساتھ کھڑی اینلہ یہ سب سن رہی تھی ارے نہیں آیا میری جان تو کیا ہوا صبح آ جائے گا۔ چلو آج پارک چلتے ہیں۔ اینلہ نے علی سے کہا تو علی نے کہا نہیں ہم کو پتہ کرنا چاہیے کہ کیوں نہیں آیا اچھا پھر آپ پتہ کر آؤ میں گھر جا رہی ہوں۔ اینلہ وہاں سے چلی گئی میں نے

علی بھائی سے کہا کہ چلو ہم کاشف کے گھر چلتے ہیں پھر ہم لوگ تھوڑی دیر کے بعد کاشف کے دروازے پر تھے راستے میں، میں نے علی کو احساس تو کافی دلایا مگر اس کے ذہن میں کبھی بھی نہیں آیا مجھے لگ رہا تھا۔ کیونکہ وہ انیلہ کے پیار میں آندھا ہو گیا تھا۔ ویسے جب کسی کو جب کسی سے پیار ہوتا ہے تو پھر اس کی محبت چاہت ہی اس کے لیے سب کچھ ہوتا ہے مجھے صدف نے بتایا تھا سارا منظر کہ یہ ہوا ہے راستے والی باتیں اور جو کالج میں ہوئی کافی دیر علی اور صدف میرے پاس بیٹھے رہے پھر وہ چلے گئے ان کے جانے کے بعد امی نے مجھ سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون تھی؟ میں نے امی کو کہا کہ یہ میری کلاس فیلو ہے ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں۔ میری امی نے کافی مجھے سمجھایا کہ بیٹا دیکھنا کہیں ہماری عزت کو خاک میں مت ملا دینا میں نے امی کو یقین دلایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ پریشان نہ ہونا آپ کو اپنے بیٹے پر یقین نہیں ہے کیا۔ بیٹا یقین تو ہے مگر یہ زمانہ بڑا بے رحم ہے بے درد ہے یہ ہزاروں کی زندگی کو ایک پل میں برباد کر دیتی ہے۔ پلیز اپنے آپ کو اس زمانے میں کھونے مت دینا ہمارا تمہارے سوا اس جہان میں کوئی نہیں ہے۔ پتہ ہے بیٹا یہ عشق انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ بہت ظالم ہے یہ عشق۔

عشق ستاتا ہے عشق رولاتا ہے
عشق دیوانہ یہاں سب کو بناتا ہے
عشق بن کہیں چین نہیں آتا
دل کو روکیا بڑا وے، ٹوکیا بڑا وے
عشق نے دل کی نہ مانی ...... نہ مانی
عشق ہنساتا ہے عشق رولاتا ہے
عشق دیوانہ یہاں سب کو بناتا ہے
کوئی ہم کو صرف یہ بتا دے تنہائی کیوں ملے عشق میں
ایک چوٹ سی لگی دی میں پوچھ نہ کیا ہوا
آنکھوں میں ہیں چھپے آنسو ہونٹوں پہ بس ہے دعا
دل روکیا بڑا وے ٹوکیا بڑا وے
عشق نے دل کی نہ مانی نہ مانی
ہر پل رہتی بڑی بے قراری کوئی کیسے جیے یار بن
انجانے میں دیوانوں سے ہوتی ہے یہ خطا
منزل ملے گی کب کسی کو کس کو یہاں پتہ
دل روکیا بڑاوے ٹوکیا بڑا وے
عشق نے دل کی نہ مانی...... نہ مانی
عشق ستاتا ہے، عشق رولاتا ہے

ماں آپ بے فکر ہو جاؤ اور ہاں بھوک بڑی شدت کی لگی ہے کھانا تو بنا دو ہائے اللہ میرے لال کھانا ایک منٹ میں بنا کے دیتی ہوں تو آرام کر لو میری ماں کچن میں چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا میرے سامنے تھا اور میری ماں مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی تھی...... نہ جانے میری ماں کو کیا سوچ آئی اور اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی ماں ماں کیا ہوا ہے آپ کو آپ کیوں رو رہی ہیں کچھ نہیں بیٹا ویسے گزرا ہوا وقت یاد آ گیا ہے۔ گزرا ہوا وقت ماں مجھے بھی بتاؤ ناں کہ کیا بات آپ کو یاد آئی جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے ہیں۔ بیٹا ایک وہ ہمارے لیے قیامت کی صبح تھی جس نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا تھا میں ہنستی ہوئی ماں کی گود میں بیٹھ گئی پھر ماں نے خود اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلایا اور میں سکول چلی گئی جب سکول سے واپس آئی تو گھر میں لوگوں کا ہجوم دیکھا میرے تو ہوش ہوا اس ہی اڑ گئے تھے سامنے میری ماں کی میت پڑی تھی جس کو دیکھ کر میں گر گئی تھی ہر طرف رونے کی آوازیں تھیں جو میرے کانوں میں گونج رہی تھیں میں سب کچھ دیکھ رہی تھی مگر پاگلوں کی طرح کبھی ادھر تو کبھی ادھر بھاگتی گئی آخر کار ہم سب کا رونا دھونا ہماری ماں کو واپس نہ لا سکا وہ اس دنیا سے چلی گئی اس کے بعد میرے ابو نے دوسری شادی کر لی پھر میری نئی آنے والی ماں نے مجھ پر ظلموں و ستم کی حد کر دی پھر

تمہارے ابو میرے لیے فرشتہ بن کر آئے اور مجھے ان کی غلامی سے آزادی دلائی۔ مگر ساتھ ہی ہزاروں ہمارے دشمن بن گئے۔ میں ماں کی باتیں سن سن کر ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا اے اللہ تم نے کیسا یہ نظام بنایا ہے پل بھر میں یوں ہنستی بستی دنیا کو برباد کر دیتا ہے ساتھ ہی یہ عشق بھی بہت بڑی سزا دیتا ہے میری ماں تیری عظمت کو سلام۔ ساری رات بھی ہم ماں بیٹے نے یوں اپنے دکھ بھری داستان سن سنا کر گزاری ابو کام کے تھکے ہوئے تھے وہ تو جلدی ہی سو گئے اچانک اذان کی آواز آنے لگی ہم کو احساس تک نہ ہوا کہ رات گزر گئی ہے مجھے کیا پتہ تھا کہ آج کے بعد کبھی بھی میں ماں سے بات نہیں کر سکوں گا مجھے کیا پتہ تھا۔ میری بربادی کے دن شروع ہونے والے ہیں۔ میری زندگی بھی سزا بننے لگی ہے۔

ہوا کچھ یوں کہ صبح میری ماں نے مجھے کالج بھیجا اور جیسے ہی میں واپس آیا تو وہی منظر میرے سامنے آیا جو میری ماں نے مجھے سنایا تھا جسے میں ایک خواب سمجھنے لگا۔ میں چکرا گیا اور کچھ خبر بھی نہ رہی کچھ بھی نہ کر سکا میں اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی ماں کی قبر پر مٹی ڈالتا رہا اے میرے اللہ واہ تیری خدائی بچپن سے لے کر اب تک اپنی ماں سے یہ ہی سنتا آ رہا تھا کہ میرا بیٹا جوان ہو گا تو میری خوشیاں پھر سے واپس آ جائیں گی مگر جب میں جوان ہوا تو تم نے مجھ سے یہ حق بھی چھین لیا کیوں کیوں کیوں......

کاش کہ ماں تم لوٹ آؤ اور آ کر دیکھو کتنا بکھر گیا ہے تمہارا [illegible] تم ایک پل اپنے آپ سے دور نہیں کرنا چ[illegible] آج پھر کتنے عرصے ہو گئے ہیں کیوں چھوڑ کر گئی ہو ماں لوٹ آؤ ناں ماں لوٹ آؤ ناں ایسے ہی میں اپنی تنہائی میں خود سے اپنی ماں کو پکارتا رہتا مگر وہ وہاں چلی گئی تھی جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا مجھے اکیلا چھوڑ گئی تھی وہ آخر کب تک میں جیتا اس تنہائی میں میرے ابو بھی وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے تھے ان سے کام نہیں کیا جاتا آخر میں نے کالج چھوڑ دیا دوستوں نے کافی منع کیا کہ آپ پڑھو ہم ہر ماہ اپنی حیثیت کے مطابق آپ کو کچھ نہ کچھ دیتے رہیں گے تاکہ تمہارے گھر کا خرچہ چل سکے مگر مجھے شرمندگی ہو رہی تھی ایسی باتیں سن کر دل کرتا تھا کہ مر جاؤں مگر کیا کرتا اپنے ابو کا خیال آ جاتا حالات نے مجھے ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کر دیا تھا کہ میں خود کو فنا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا میں نے حالات کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشی کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی میرے ابو نے جب یہ سنا تو وہ پریشان ہوئے مجھے ان کے سامنے جانے سے شرمندگی ہو رہی تھی میرے ابو نے ہسپتال میں اپنے دل کی بھڑاس دل کھول کر نکالی میں بھی اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا سارا ہسپتال کا سٹاف ہماری طرف متوجہ تھا میرے دوستوں نے مجھے اور میرے ابو کو حوصلہ دیا کچھ دن بعد میری صحت کچھ بہتر ہوئی اور مجھے ہسپتال سے گھر لے آئے۔

اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے
اپنی بیکار تمناؤں سے شرمندہ ہوں میں
اپنی بے سود امیدوں پر ندامت ہے مجھے
میرا ماضی میری ذات کے سوا کچھ بھی نہیں
میری امیدوں کا حاصل میری کاوش کا صلہ
ایک بے نام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں

گھر آنے کے بعد باری باری میرے دوست آتے رہے علی بھی کبھی کبھی آتا وہ اپنے پیار کے ساتھ ہر وقت مدہوش رہتا تھا وہ ہماری دوستی کو بھول چکا تھا

صدف بھی مجھے ملنے آئی میرے گھریلو حالات سے سب واقف تھے صدف نے مجھے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں جی بولیں ضرور کیوں نہیں آپ بات کریں کیا بات ہے۔ دیکھو تمہارے گھریلو حالات کا مجھے سب پتہ ہے تمہارے ابو بھی اب بوڑھے ہو چکے ہیں کیوں نہ ہم آپ کی شادی کر

دیں۔ شادی نہیں میں شادی نہیں کروں گا پھر ویسے بھی مجھ سے کون شادی کرے گا نہ دولت۔ نہ کوئی جائیداد ہے، آجکل لوگ شادی نہیں تجارت کرتے ہیں سب سے پہلے یہ سوال ہوگا کہ سونا کتنا دو گے، اور دوسرے گھریلو استعمال کی چیزیں، موٹر سائیکل، گھڑی وی فریج وغیرہ میں شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔ پلیز میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اچھا اگر کوئی لڑکی یہ سب نہ مانگے تو پھر تو آپ کرو گے شادی صدف نے کہا تو میں نے کہا کچھ سمجھا نہیں۔ دیکھو کاشف ہم دونوں کا آپس میں کیا رشتہ ہے یہ تو مجھے پتہ نہیں مگر ہاں ایک بات اگر آپ چاہو تو میں آپ سے شادی کر سکتی ہوں۔ گھر والوں کو منانا میرا کام ہے صرف آپ کی ہاں کی ضرورت ہے ساتھ میرے ابو بھی آ گئے ابو نے کہا کہ بیٹا کاشف مان جاؤ میں نے ابو کی طرف دیکھا اور کہا جو آپ کی مرضی ابو میں کیا کہہ سکتا ہوں تو کب آؤ گے پھر ہمارے گھر صدف نے کہا جی جی وہ جب آپ چاہو میں نے ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

پارسائی کی قسم اتنا سمجھ میں آیا
حسن جب ہاتھ نہ آیا تو خدا کہلایا
جانے کیوں اب شب ہجراں پر بھی پیار آتا ہے
تیرا غم میری محبت کو کہاں لے آیا
میں تیری بزم سے اٹھ کر بھی تیری بزم میں ہوں
میں نے جب خود کو گنوایا تو تجھے اپنایا
رات کا شکر کہ اے صدف کہ دن ہوتے ہیں
تیرے پیکر سے اچٹ آئے کا تیرا سایہ
ابر کے چاک سے جب رات ستارے جھانکے
اے میرے بولنے والے تو بہت یاد آیا
بیچ دوں کیوں اسے اک نان جویں کے بدلے
میں نے جس کے لیے ایک جہاں ٹھکرایا
اس توقع پر کہ شاید کبھی انسان سنبھلے
ہر نئے ظلم نے جینے پر مجھے اکسایا

اچھا کاشف میں چلتی ہوں کل پھر ملنے آؤں گی صدف چلی گئی میرے ابو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے بیٹا لگتا ہے اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحم آ گیا ہے اس لیے تو صدف کو فرشتہ بنا کر بھیجا ہے کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا حالات نے پھر ایک دفعہ مجھے بدل کر رکھ دیا۔ ہر طرف خوشیاں کا سما آنے لگا روز صدف اور میں ملتے اور نئے نئے خواب دیکھتے ہزاروں سپنے ہم دل ہی دل میں بنا رہے تھے صدف نے کہا کہ مجھے غزل کوئی سناؤ پھر میں نے صدف کو یہ غزل سنائی تھی۔

چلو کسی کے نام سے بدنام تو ہوئے
ہم زمانے میں عام تو ہوئے
ہر زبان پہ چرچا میری سادگی کا
کسی بدنامی کا پیام تو ہوئے
زمانہ کیا جانے میری حقیقت کو
ہم کسی برائی کا انجام تو ہوئے
شراب کی طرح ہم بھی ہو گئے بدنام
ہر اک بزم میں لطف جام ہو جائے
جو رنجش تھی کہہ دی سب سے
اس طرح ہم دوستوں میں بدنام تو ہوئے
مجھ سے کوسوں دور تھے جو غم
دوست آج وہ بھی میرے نام تو ہوئے

ہم دونوں ہر وقت پیار کے گیت گاتے رہتے تھے۔ علی اور انیلہ بھی اب ہمارے ساتھ ہوتے تھے ایک دن ہم سب بیٹھے ہوئے تھے کہ انیلہ کا فون آیا اور وہ ہم لوگوں سے دور جا کر بیٹھ کر فون سننے لگی ہم لوگوں کو اتنا پتہ چلا کہ وہ بول رہی تھی کہ میں نہیں آ سکتی مگر دوسری طرف شاید کوئی ضد کر رہا تھا کہ لازمی آنا تھا کچھ دیر تو انیلہ یونہی باتیں کرتی رہی تھی پھر بولی کہ او کے آتی ہوں اور کال ڈراپ کر کے ہمارے پاس آ گئی اور بولی کہ سوری میں گھر جا رہی ہوں لازمی کام ہے۔ پھر وہ چلی گئی ہم لوگ باتوں میں مصروف ہو

گئے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر صدف نے کہا کہ آج آپ کو میں نے اپنے والدین سے ملانا ہے اوکے جیسے آپ کی مرضی جناب پھر ہم تینوں مسکراتے ہوئے صدف کے گھر کی طرف چل پڑے تھوڑا سا سفر کرنے کے بعد صدف کا گھر آ گیا گھر کیا وہ تو محل تھا اتنا حسین گھر بہت پیارا گھر تھا صحن میں لگے ہوئے پھول گھر کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہے تھے خیر ہم دونوں کو صدف صحن میں چھوڑ کر کمرے میں چلی گئی کچھ دیر کے بعد واپس آئی اور بولی میرے والدین بازار گئے ہیں کچھ دیر آرام کرو۔ پھر تب تک وہ بھی آ جائیں گے اور شام کا کھانا بھی مل کر کھائیں گے علی نے کہا کہ نہیں مجھے تو جلدی ہے میں اتنا انتظار نہیں کر سکتا اچھا انتظار نہیں کر سکتے اگر اپنیلہ کہتی تو صبح تک بھی بیٹھے رہتے۔ صدف نے کہا تو ہم تینوں مسکرانے لگے۔نہیں مجھے لازمی کام ہے گھر جانا ہے مجھے۔ اوکے جیسے آپ کی مرضی جناب میں نے کہا تو علی پھر واپس آ گیا علی کے جاتنے کے بعد صدف نے مجھے اپنا سارا گھر دکھایا دیکھو صدف آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دو گی آپ کے بنا کوئی میرا نہیں ہے اب تم ہی میری زندگی ہو اگر تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تو میں اس زندگی کو......

اتنا ہی کہا تھا کہ صدف نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس سے آگے کچھ مت کہنا میں آج وعدہ کرتی ہوں میں ہمیشہ تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہوں گی کبھی بھی تمہاری محبت کو دکھ نہیں دوں گی مر جاؤں گی مگر کبھی دوسرے کی نہیں ہوں گی اس وعدے کو عمر بھر یاد رکھنا میں نے کہا اگر میں نہ بولتا تو پتہ نہیں وہ اور کیا کیا کہے جاتی۔ آج مجھے احساس ہوا کہ پیار کیا چیز ہے پیار انسان کو اندھا کر دیتا ہے کچھ بھی ہوش نہیں رہتا جب یہ پیار کسی سے ہوتا ہے مجھے فخر ہو رہا تھا کہ صدف جیسی پیار کرنے والی لڑکی مجھے ملی ہے مگر آج کے دور میں سچی محبت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ زندگی میں اگر کمی رہ گی تو صرف اپنی ماں کی رہے گی مجھے انتظار تھا کہ ماں لوٹے گی کبھی کبھی تو یونہی اپنی ماں کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے آواز لگاتا کبھی بستر پر کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھتا کبھی کھانا جلدی لانے کی آواز دیتا۔ ہر پل ہر لمحہ میں انتظار سا کرتا کہ ابھی لوٹ آئے گی میری ماں جیسے ابھی وہ آئے گی بازار سے سامان لے کر اور آتے ہی بولے گی کاشف گلی میں لڑکی دیکھی بڑی خوبصورت تھی تمہارے لیے لوں گی وہ مذاق سب پھر سے یاد آتا کہ کوئی کرے۔ ہر لمحہ انتظار اف اللہ وہ تو اس جہاں میں چلی گئی جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا مگر پھر بھی دل ماننے کو تسلیم ہی نہیں کرتا بس ضرور آئے گی میری ماں ہاں ضرور آئے گی بس میں مرتے دم تک انتظار کروں گا ضرور کروں گا وہ لوٹے گی ہاں لوٹے گی۔

کاشف کدھر کھو گئے ہو ہاں ہاں میں خیالوں کی دنیا سے چونکا بس امی جان کی یاد آ رہی تھی اور ماضی یاد آ گیا۔ دیکھو کاشف آپ کا یوں پریشان اور اداس رہنا مجھے اچھا نہیں لگتا پلیز اپنی زندگی کو برباد مت کرو نہیں تو ہماری محبت کا خیال کرو اپنے ابو کا خیال کرو اگر تم خود کمزور ہو گئے ہو تو تمہارے ابو کو حوصلہ کون دے گا آپ کے علاوہ ان کا کون ہے بتاؤ اگر تم یونہی ماضی کو سوچتے رہے تو تم اپنا مستقبل خراب کر لو گے اور اپنی زندگی کو عذاب بنا لو گے اس سے پہلے کہ آپ کا مستقبل خراب ہو تم کو چاہیے کہ ماضی کو بھول جاؤ مرنے والوں کا دکھ بھلایا تو نہیں جا تا پر ان کے ساتھ مرا تو بھی نہیں جا سکتا پلیز پلیز کاشف تم سن رہے ہو یا نہیں میں کیا بکواس کر رہی ہوں، میں سر کو اپنے ہاتھوں میں چھپا کر سن رہا تھا جب صدف نے میرے سر کو اوپر کیا تو مجھ پر برسنے لگی کیوں کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع تھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی آنسوؤں کو نہ روک سکا صدف نے مجھے کچھ حوصلہ دیا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے رومال کے ساتھ میرے آنسو صاف کیے جب میں نے صاف

کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے صدف کے آنسو صاف کیے پھر ہم دونوں صحن میں سے گیٹ کی طرف چل پڑے کیوں کہ میں نے صدف کو کہا کہ مجھے دیر ہو رہی ہے ابو پریشان ہوں گے میں پھر مل لوں گا آپ کے والدین سے مگر وہ ضد کر رہی تھی گیٹ کے پاس ہی پہنچا تھا کہ صدف کے والدین آ گئے پھر صدف اور میں ان کے پاس آئے اور صدف نے میرا تعارف اپنے والدین سے کروایا سلام دعا کے بعد ہم سب لوگ حال میں چلے آئے وہاں کافی سوال صدف کے والدین نے کیے کیسے گزرا ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ کچھ باتوں کا مجھے دکھ بھی ہوا مگر صدف کو حاصل کرنے کے لیے مجھے کسی بھی دکھ کی کوئی پرواہ نہیں تھی خیر کھانا کھانے کے بعد ان لوگوں سے اجازت لے کر واپس گھر کی طرف چل پڑا صدف نے گیٹ پر آ کر مجھے کہا کہ ٹینشن مت لینا میں گھر والوں سے بات کرلوں گی امید ہے وہ ہمارے رشتے کے لیے انکار نہیں کریں گے صدف نے میرے بارے پہلے گھر والوں کو بتایا ہوا تھا صدف کے والدین نے میرے اور صدف کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا تھا بس وہ میرے گھر والوں اور میری لائف کے بارے میں پوچھتے رہے خیر میں گھر آ گیا گھر آتے ہی ابو کو دیکھا تو ابو کی صحت کافی خراب تھی ابو کو کہا کہ ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں مگر ابو نے انکار کر دیا کہ بیٹا پیسے تو ہمارے پاس ہیں نہیں اللہ پر چھوڑ دو مجھے ہسپتال ڈاکٹر کے پاس چلے بھی گئے تو پھر بھی کیا ہونا ہے میرے والدین اداسی اور مایوسی والی باتیں کرنے لگے میں نے ابو کو کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مایوس نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ سب بہتر کر دے گا آپ اللہ پر اعتبار کرو واہ ارے زندگی تو بھی کمال کرتی ہے۔ کبھی خوشیاں اور کبھی غم یہ زندگی کا اصول ہے مگر ہم کو خوشیاں کم ملی تھیں غم ہی غم ملے تھے۔ میرے ابو کہنے لگے بیٹا مجھے لگتا ہے میں نے اور تمہاری ماں نے جو اپنے والدین، بہن بھائیوں کو دکھ دیا تھا مجھے لگتا ہے یہ اسکی سزا مل رہی ہے مجھے اس لیے تو کبھی خوشی دیکھی نہیں ہے اگر دیکھی بھی ہے تو ایک دو پل کے لیے کیوں کیا تھا میں نے ایسا کیوں اس عشق کا شکار ہوا تھا میں نے عشق کیا تھا یہ مجھے عشق کی سزا ملی ہے عشق تو ہے ہی سزا بیٹا عشق بہت ظالم ہے مجھے اپنے والدین کی آہ نے برباد کر دیا قصور صرف اتنا ہے بیٹا کہ میں نے عشق کیا ہے اور عشق کرنے والے کبھی خوش نہیں رہتے ابو آپ ایسی کیوں باتیں کرتے ہو میرے ابو باتیں کرتے رہے اور میں پاس بیٹھا سنتا رہا ابو یونہی باتیں کرتے کرتے سو گئے مگر میں ساری رات یونہی بیٹھ کر ابو کے پاس گزار دی اور ساری رات چاند کو دیکھتا رہا مجھے اب پھر احساس ہو رہا تھا کہ کاش ابو بھاگ کر شادی نہ کرتے اپنے عشق کو قربان کر دیتے تو شاید ابو خوش رہ سکتے مگر اب کیا ہو سکتا ہے ساری رات جاگنے کی وجہ سے میری آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں

عجیب مقام پر آ کے ٹھہرا ہے قافلہ ... کا
سکون ڈھونڈنے نکلے تھے نیندیں بھی گنوا بیٹھے

اکثر صبح کھانا صدف لے کر آتی تھی آج بھی صدف کھانے لے کر آئی اور ساتھ میں یہ خوش خبری بھی دی کہ ابو مان گئے ہیں شادی کے لیے اور ابو نے کہا ہے کہ کاشف کو کہو کہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو اور اپنے ابو کو بھی گھر بھیجنا میرے ابو ملنا چاہتے ہیں

ابو کی صحت ٹھیک نہیں ہے جب صحت ٹھیک ہو گی تو ضرور آپ کے گھر لے کر آؤں گا کیا ہوا ہے آپ کے ابو کو اور کدھر ہیں وہ میں نے دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ادھر ہیں اچھا تم کھاؤ کھانا میں انکل کو کھلا دیتی ہوں صدف ابو کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی صدف نے کہا کہ انکل کی صحت تو بہت زیادہ خراب ہے آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں لے گئے میں نے نظروں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو صدف سمجھ گئی کہ میں کیوں نہیں لے گیا اس

نے کہا کہ مجھے فون کر دیتے او کے اب دیر مت کرو آپ کھانا آرام سے کھاؤ میں گھر سے پیسے اور کار لے کر آتی ہوں پھر ہم انکل کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں مگر میں نے کہا تو صدف نے کہا کہ اگر مگر کچھ نہیں مجھے تم پر بہت غصہ آ رہا ہے انکل کی اتنی صحت خراب ہے اور تم کو خیال نہیں ہے اچھا میں آتی ہوں آپ انکل کو بھی کھانا کھلاؤ وہ کمرے سے باہر چلی گئی میں نے ابو کو کھانا دیا اور خود کیا کھانا تھا مجھے بہت شرمندگی ہو رہی تھی میرے ابو نے بھی منع کیا کہ آپ صدف کو روک دو مگر صدف کچھ منٹ بعد کار پر واپس آ گئی اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی ابو اور میں کار میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کی مسافت کے بعد ہم لوگ ہسپتال کے سامنے کھڑے تھے ہسپتال کی طرف دیکھا تو یہ تو بہت ہی زیادہ قیمتی ہسپتال ہے اس کیا دویات تو بہت زیادہ اور ڈاکٹر کی فیس بھی بہت زیادہ ہے یہ آپ مجھ پر چھوڑ دو صدف نے کہا میں شرمندہ ہو رہا تھا صدف نے کہا کہ میری جان آپ پریشان نہ ہوں آپ کو بولا نہ کہ ٹینشن نہیں لینی ہے اور ہاں یہ لو پیسے کیوں کہ دوائی وغیرہ آپ نے لے کر آنی ہے صدف نے دس ہزار روپے میرے ہاتھ میں تھما دیئے اتنے پیسے صدف مگر میں...... یہ کیا میں میں لگا رکھی ہے کیا تم میں اور مجھ میں کوئی فرق ہے تو بتاؤ اب تم نے ایک لفظ بھی کہا نہ کوئی الٹا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ او کے ٹھیک ہے میں نے کہا صدف میری طرف دیکھنے لگی آئی لو یو جان۔ چلو اوپر چلتے ہیں اب پھر ڈاکٹر نے ابو کو چیک کیا اور بولا کہ کچھ دوائی لے آؤ آپ کے ابو جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے ڈاکٹر نے جو دوائی لکھ کر دی تھی میں وہ دوائی لے کر آ گیا مگر پھر ابو کو چیک کرنے ڈاکٹر نہ آئے ابو درد کی وجہ سے بول رہے تھے کہ درد ہو رہی ہے مگر اب انجکشن تو ڈاکٹر نے لگانا تھا وہ شاید بزی ہو گئے تھے صدف غصے ہونے لگی کہ تم جا کر پتہ کرواؤ ہسپتال کا یہ کوئی نظام ہے مریض کو تکلیف ہو رہی ہے اور ڈاکٹر نے مڑ کر خبر بھی نہیں لی جبکہ فیس تو پہلے ہی جمع کر چکے ہیں میں نے ڈاکٹر کو بتایا تو ان کے پاس کوئی ان کا دوست شاید آیا ہوا تھا وہ ان کے ساتھ محو گفتگو تھے آپ چلو میں آتا ہوں مجھے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ میں پھر ابو کے پاس آ گیا۔ وہاں صدف غصے ہو رہی تھی کہ تم ان کو ساتھ کیوں نہیں لے کر آئے میں نے کہا کہ میں نے ان کو بولا ہے وہ آتے ہی ہوں گے کافی دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب آئے انجکشن وغیرہ دیا اور پھر چلے گئے وہ مریض کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہے تھے صدف تھی کہ غصے سے لال پیلی ہوتی جا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد صدف کے ذہن میں پتہ نہیں کیا آیا اس نے کہا کہ انکل کو یہاں سے لے چلو ہم انکل کا کسی پرائیویٹ ہسپتال میں علاج کرواتے ہیں اس سرکاری ہسپتال کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے ان کو اپنی تنخواہ سے ہوتی ہے وہ تو ان کو مل جاتی ہے بس ان کو کیا پتہ کہ مریضوں کے دکھوں اور دردوں میں کتنی داستان چھپی ہوتی ہے پھر ہم دونوں ابو کو لے کر ایک پرائیویٹ ہسپتال لے کر آ گئے جہاں کچھ دن ابو کا علاج کروایا تو ابو کی صحت ٹھیک ہو گئی ادویات وغیرہ کا سب خرچہ صدف نے دیا تھا صدف نے ہر مشکل لمحے میں میرا ساتھ دیا۔ مجھے اپنے پیار پر ناز ہو نے لگا مگر کمی مری زندگی میں تھی تو اپنی ماں کی ماں کے پیار کی تھی جو میں زندگی کے ہر لمحہ محسوس کرتا تھا میرا دوست علی تو مجھے بھول ہی گیا تھا اس نے میرے ابو کا حال تک نہ پوچھا مجھے کافی افسوس ہوا مگر اب میں ہمت ہار چکا تھا میں اپنے دوست کے لیے کچھ بھی ن ہیں کر سکتا تھا کیونکہ میرے حالات کچھ ایسے ہو گئے تھے خیر حالات انسان کوشش کرے تو ٹھیک ہو سکتے ہیں مگر اپنوں کی دوری کبھی نہیں ختم ہوتی علی اپنے دوست کو میں کافی مس کرتا مگر وہ تو شاید مجھے بھول ہی گیا تھا ایک دن اچانک بازار میں میری ملاقات علی سے ہو گئی جبکہ علی کو دیکھتے ہی میں حیران ہو گیا کیونکہ

یہ وہی علی تھا جس کے پاس کالج میں میری طرح کھانے کے لیے ایک روپیہ نہیں ہوتا تھا جس کے ابو محنت مزدوری کرتے تھے آج اس کے پاس کار اور گھر کے بارے سن کر حیران ہوا ایک لمحے کے لیے خوشی بھی ہوئی کہ میرے دوست کے پاس رقم آئی ہے وہ خوش ہے مگر دوسری طرف میرے ذہن میں یہ سوال گردش کر رہا تھا کہ اتنی جلدی کیسے آج کے دور میں تو ایک روپیہ کمانا بہت مشکل ہے جبکہ وہ تو بہت زیادہ دولت کما چکا ہے میں نے پوچھا تو میرے پوچھنے پر میرے دوست نے جو داستان سنائی۔ میری روح تک کانپ گئی کہ یہ جو سب اس نے اتنے کم دنوں میں کمایا ہے وہ حلال کی نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کا خون کر کے جمع کیا ہے مجھے بے حد افسوس ہوا کہ اس لڑکی نے اس کو کیا بنا دیا ہے وہ انیلہ سے مل کر چوری اور ڈاکے مارنے لگا تھا جس میں انیلہ کے دوسرے دیوانے بھی اس کے ساتھ تھے میں اپنے دوست کو اس حال میں دیکھ کر پریشان ہو گیا وہ گناہ کی دنیا میں داخل ہو چکا تھا کیسے اس کو اس گناہ کی دنیا سے نکالا جائے میں نے صدف کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ بھی سن کر پریشان ہو گئی۔ ہم نے سوچا کہ کیوں نہ علی کے والدین سے بات کی جائے جب علی کے والدین سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ سب دولت انیلہ کے ابو نے علی کو دی ہے جو کہ علی اور انیلہ نے ان سے جھوٹ بولا تھا ہم دونوں کافی پریشان ہو گئے علی کے والدین کو کچھ بھی نہ بتایا اور واپس آ گئے مجھے میرا دوست اپنے آپ سے دور ہوتا محسوس ہوا ایسے لگ رہا تھا جیسے میرا دوست بھی مجھ سے بچھڑ رہا ہے میرے اوپر پھر سے اپنے دوست کے بچھڑنے کے ڈر سے اداسی چھا گئی۔

میری روح تک کانپ جاتی ہے جب مجھے خیال آتا ہے کہ علی بچھڑ جائے گا مجھ سے کیوں کہ جو اس راہ پر چل پڑا تھا اس کا انجام بہت ۔۔ مجھے نظر آ رہا تھا جو کہ ایسے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ ہونے والا ہے مگر میں ہر وقت دعا کرتا کہ اے اللہ میرے دوست کو سیدھے راہ پر لے آ اس کو اس گناہ کی دنیا سے بچا لے صدف بھی دعائیں کرتی تھی مگر ہونے کو کون ٹال سکتا ہے وہ ہوا جس سے ہم سب ڈرتے تھے علی اپنے دوستوں کے ساتھ چوری کرنے گیا اور وہاں گھر والوں کو پتہ چل گیا اور گھر والوں کی جوابی فائرنگ سے علی اور ایک دوست کو گولی لگ گئی جس سے وہ اسی وقت اس دنیا کو چھوڑ گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آرام کی نیند سو گئے جب مجھے پتہ چلا تو میری روح تک کانپ گئی میں نے صدف کو بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گئی ہم سب علی کے گھر گئے تو سامنے علی کے والدین رو رہے تھے ان کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی تھی ابھی تک لاش نہیں آئی تھی محلے کے بھی کافی لوگ جمع ہو گئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے گھر سارا لوگوں سے بھر گیا والدین کو لوگ حوصلہ دے رہے تھے مگر جن کا جواں بیٹا اس جہاں سے اچانک ان کو تنہا چھوڑ کر چلے جائے تو ان پر کیا گزرتی ہو گی میری آنکھوں کے سامنے بھی اندھیرا چھانے لگا صدف نے حوصلہ دیا مگر میں نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو قابو نہ کر سکا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی میرے سامنے وہ منظر کالج میں داخلہ، مل کر سیر کرنا، وہ سب میرے ذہن میں گردش کرنے لگے آسمان مجھے گھومتا نظر آنے لگا۔ صدف نے مجھے سمجھایا اور کافی حوصلہ دیا اور مجھے کہا کہ اس سے پہلے کہ انیلہ کسی اور لڑکے کی جان لے آپ نے انیلہ کو ختم کرنا ہے ہاں میں ہر حال میں انیلہ کو سزا دلواؤں گا انیلہ اب تمہارے دن بھی کم رہ گئے ہیں تم کبھی خوش نہیں رہو گی تم نے ایک ماں کو رولایا ہے ان کے والدین کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے قسم اٹھائی کہ اب کبھی میں کسی اور کی زندگی یوں انیلہ کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دوں گا اتنے میں لاش آ گئی

علی کی ماں لاش کی طرف بھاگتے ہوئے گر گئی اور بے ہوش ہو گئی میں لاش کی بجائے علی کی ماں کی طرف بڑھا اور کافی دیر کوشش کی ہوش میں لانے کی اور اس کی ماں کو ہوش آ گیا اور علی علی پکارنے لگی اف خدایا مجھے تو ایسے لگ رہا تھا جیسے قیامت آنے لگی ہو۔ پھر جنازے کی تیاری ہو گئی جنازہ پڑھانے کے بعد میں اپنے دوست کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں ڈال رہا تھا ساتھ ہی اشکوں کی برسات ہو رہی تھی سب دوستوں اور محلے والوں نے اپنے ہاتھوں سے قبر کے اوپر مٹی ڈالی میں سمجھتا تھا کہ میں اکیلا پریشان ہوں مگر یہاں ہر کوئی پریشان تھا۔

صدف بار بار ضد کر رہی تھی کہ اپنے ابو کو آپ جلدی ہمارے گھر بھیجو میں چاہتی ہوں کہ ہماری شادی جلدی ہو جائے میں نے کہا کہ میں جلدی ہی بھیجوں گا آپ بے فکر ہو جاؤ اور ہاں میرے لیے کوئی کام بھی ڈھونڈنا ہے ہم لوگوں نے ایک دو دن تلاش کرنے کے بعد مجھے ایک نوکری مل گئی جس سے میرے گھر کا خرچہ ٹھیک چلنے لگا پھر آہستہ آہستہ میرے گھریلو حالات ٹھیک ہو گئے ایک دن ابو نے کہا کہ بیٹا میں جاتا ہوں صدف کے گھر کیونکہ اب اور ہم لوگوں کو دیر نہیں کرنی چاہیے او کے جیسے آپ کی مرضی ابو۔ دوسرے دن ابو کو میں نے اپنے رشتے کے لیے صدف کے گھر بھیجا۔ ابو کا میں نے صدف کو بھی بتا دیا تھا کہ ابو آپ کے گھر آ رہے ہیں۔ وہ خوشی سے جھومنے لگی میں بھل دل ہی دل میں خوش تھا اور ابو کے واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ وقت ایک ایک لمحہ میرے لیے قیامت کا وقت تھا۔ جو گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا سوچ رہا تھا کہ اے اللہ اب میری خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگنے دینا ابو جب ان کے گھر گئے تو صدف کے ابو میرے ابو سے نہیں ملے تھے انہوں نے صدف کی ماں کو بھیجا اوپر والے روم سے کہ آپ ہاں کر دینا اور میرا کہنا کہ وہ گھر پر نہیں ہے صدف کی امی نے پوچھا کیوں تو صدف کے ابو نے کہا میں پھر بتاؤں گا ابو واپس آ گئے اور جب ابو نے یہ بتایا کہ انہوں نے ہاں کر دی ہے تو میرے لیے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی مگر جب دوسرے دن صدف سے بات ہوئی تو اس نے کہا کہ ابو نے کل اس طرح امی کو کہا تھا جو میں نے سنا تھا میں پریشان تھی کہ ابو نے ایسا کیوں کیا۔ میرے ذہن بھی سوچ میں پڑ گیا کہ کیوں ایسا کیا انہوں نے خیر میں نے کہا کہ چھوڑو جان صدف ہاں تو کہی ہے اب ہم کو کیا ضرورت ڈرنے کی اچھا یہ بتاؤ کہ اب کدھر چلیں آج میرا گھومنے کو بہت دل کرتا ہے میں نے کہا تو صدف نے کہا کہ فرید یہ پارک نہیں بلکہ نواز شریف پارک چلتے ہیں چلو ٹھیک ہے جسے آپ کی مرضی پھر دونوں نواز شریف پارک چلے گئے کافی ایک دوسرے سے پیار بھری گفتگو کی ہمیشہ ساتھ نبھانے کے وعدے یہاں تک کہ ہم نے اپنے بچوں کے نام تک رکھ لیے تھے۔ پھر میں نے کہا اچھا بابا جو دل کرے رکھ لینا مگر مجھے بھوک لگی ہے۔ او چلو کچھ کھاتے ہیں پھر ہوٹل سے ہم نے کھانا کھایا ہم اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو کھلا رہے تھے کہ وقت رک جاتا آج بہت عرصہ کے بعد میں خوش نظر آ رہا تھا جس کو صدف بھی محسوس کر رہی تھی صدف نے کہا کہ آپ ہمیشہ اس طرح خوش رہنا ہاں رہوں گا اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو تب رہوں گا میری جان میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں مجھے تم سے موت کے علاوہ کوئی جدا نہیں کر سکتا صدف موت ہی ہے جو ہم دونوں کو جدا کرے گی یہ دنیا والے ہم دونوں کو کبھی بھی جدا نہیں کر سکتے۔

ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں نظر آ رہی تھیں ایسے لگ رہا تھا جیسے میری زندگی میں بہار آنے والی ہے۔ یونہی صدف کے ساتھ وقت اچھا گزر جاتا ہم اکثر پارکوں میں پھرتے تھے ایک دن میں واپس صدف سے مل کر آیا تو سامنے گھر میں ابو بے ہوش

پڑے تھے میں نے صدف کا موبائل نمبر ملایا تو نمبر بند تھا میں اللہ کے آسرے پر ابو کو لے کر ہسپتال کی طرف چل پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا ابو راستے میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور مجھے اس بھری دنیا میں تنہا چھوڑ گئے میں روتا رہا ابو کو واسطہ دیتا رہا روتا تڑپتا رہا مگر میرا رونا تڑپنا کچھ بھی کام نہ آیا۔ حالات نے مجھے ایک بار پھر توڑ دیا تھا۔ میں پھر ایک بار ٹوٹ گیا تھا۔ ابو کو میرے دیکھتے ہی دیکھتے ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا ایک بات کا مجھے بے حد افسوس ہوا جو یہ کہ صدف میرے ابو کی وفات پر نہیں آئی اس کا نمبر بھی بند تھا۔

میں نے کافی بار نمبر ملایا مگر بند ہی ہوتا میں آپ لوگوں کو بتا تا چلوں کہ میرے ابو کا گلہ دبایا گیا تھا کسی چیز کے ساتھ اور جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہونے کے بعد فوت ہو گئے تھے میرے ذہن میں یہ آ رہا تھا کہ ابو کو کس نے مارنے کی کوشش کی اور کون تھے وہ لوگ میری سوچ بھی ایسی نہیں تھی میرے ساتھ ایسا کبھی ہو گا ابھی تو حالات کچھ بہتر ہوئے تھے اکثر دوست ملنے آتے اور پھر چلے جاتے میں علی کے والدین کے پاس رہنے لگا ایک دن میں صدف کے گھر گیا تو صدف کا گھر بند تھا ہمسایوں سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ تو بہت دن ہو گئے ہیں اس جگہ کو چھوڑ گئے ہیں اور پتہ نہیں کدھر گئے ہیں پھر میرے ذہن میں وہ باتیں آنے لگیں جو صدف نے کہی تھیں کہ ابو گھر میں گئے تھے اور سب کچھ میں سمجھ گیا تھا کہ شاید صدف کو ابو میرے والدین کے کوئی عزیز ہوں گے۔ حالات کے ساتھ میں نے سمجھوتا کر لیا اور علی کے والدین کے لیے اپنی زندگی کو قربان کر دیا میں ان کی خدمت کرنا چاہتا تھا مجھے صدف کی بے حد یاد آتی تھی میں دن رات بلکہ زندگی کے ہر لمحہ صدف کو یاد کرتا وہ پل وہ لمحے وہ خواب وہ سپنے جو ہم نے مل کر دیکھتے تھے۔ سب کے سب بکھر گئے۔

قارئین کوئی لمحہ ہو گا جب میں نے صدف کو یاد نہ کیا ہو تین سال گزر گئے اور صدف سے میری ملاقات نہ ہو سکی علی کے والدین کے مجبور کرنے پر میں نے مسکان سے شادی کر لی شادی کے بعد بھی میں صدف کو بہت یاد کرتا تھا پھر اللہ نے مجھے چاند جیسا بیٹا دیا جس کا نام میں نے عدیل رکھا اب جب بھی میں عدیل کو پکارتا ہوں تو میری آنکھیں نم ہو جاتی ہیں والدین کی کمی بھی بہت محسوس کرتا ہوں میری بیوی کو میری زندگی کے بارے میں سب پتہ ہے اس نے جو پیار دیا ہے وہ میں کبھی بھول تو نہیں سکتا مگر صدف میں آج بھی نہیں بھولا اور نہ ہی کبھی میں بھول سکتا ہوں جب تک سانس چلے گی میں اسے یاد رکھوں گا بھائی ندیم یہ تھی میری زندگی جو میں نے آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی ہے بھائی میرے والدین نے گھر سے بھاگ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اور اس کی سزا ان کے ساتھ ساتھ مجھے بھی ملی ہے عشق کرنا سزا ہے جو آج کل کا خصوصی عشق ہے لازمی یہ ہی ہوتا ہے کہ جہاں پیار ہو وہاں شادی ہوا پنے چند عرصے کے پیار کے لیے زندگی کا پیار لوگ کیوں بھول جاتے ہیں وہ پیار جو ان کے والدین ان کو دیتے ہیں میری تمام دوستوں سے ریکویسٹ ہے کہ کبھی بھی اپنے پیار کی خاطر اپنے والدین کے پیار کو نظر انداز مت کرنا ورنہ کبھی بھی تم خوش نہیں رہ پاؤ گے نہ تم بلکہ آپ کی آنے والی نسل بھی اس سے کافی حد تک متاثر ہو گی خدا کے لیے جذبات سے کام نہ لیں بلکہ جو بھی فیصلہ کرو وہ عقل اور سوچ کر کرو۔ دوسرے نمبر پر یاد کرنے والے لوگوں کو بتا دوں کہ آج کل کوئی بھی سچا پیار نہیں کرتا۔ آخر میں دوستوں کی رائے کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا۔ میں اس سٹوری کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں آپ کی رائے کا میں بڑی شدت سے انتظار کروں گا۔ میری پہلی سٹوریوں پر ہزاروں لیٹر موصول ہوئے جن کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔



میری فرمائشیں یا تیری

تحریر: اللہ دتہ مخلص، راولپنڈی کینٹ | 03338509231

محترم شہزادہ صاحب!

آج پھر ایک جواب عرض کی قاری بہن کی سٹوری لے کر آپ کے در پر بن بلائے دستک دے دی ہے امید ہے اس کو بھی پہلے کی طرح جلد شائع کرکے شکریہ کا موقعہ دیں گے اس کے بعد ان دوستوں کا بھی شکریہ جنہوں نے میری سٹوری میرا عشق پڑھ کر پسند کی خاص کر نئے لوگوں کا، حسن عسکری، حماد ظفر ہادی، ایم اشفاق بٹ، مجید احمد جائی، محمد اشرف زخمی، خالد فاروق آسی، ارمان سنگم، ندیم ڈھکو، ایم عامر، فرہاد جٹ، احمد مجی اور جن دوستوں کے نام نہ لکھ سکا ان کا بھی شکریہ مقصود بلوچ آپ آج کل غیب ہے کوئی رابطہ نہیں کیا ہوا تو استاد جی آپ نے بھی اس دفعہ اس گانے کو رولایا ہے جو کہ پہلے آصف سانول نے لکھا ہے خدا کے لیے ان لفظوں سے پیچھے ہٹ جاؤ جو کہ مسلمان ہونے سے خارج کرتا ہو آپ کی سٹوری انوکھے روپ میں یہ گانا ہے جو کہ انڈیا کا ہے لکھتے ہوئے تو جہ کیا کریں کہ میں کیا لکھ رہا ہوں باقی انشاء اللہ پھر سہی خدا حافظ

ادارے کی پالیسی کے مطابق نام اور مقامات سب فرضی ھیں کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

فروری کے شمارے میں میری ایک عدد سٹوری گم نام عورت شائع ہوئی تو ایک بہن نے اپنی سٹوری مجھے بھیجی ہے کہ یہ بھی اس کے ساتھ کافی ملتی جلتی ہے امید ہے میری سٹوری یہ سٹوری بھی آپ پڑھ کر ضرور شائع کروا دیں گے تو میں نے اپنی طرف سے درست کرنے کی کافی کوشش کی ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔ اب آپ اس کی زبانی سنئے میرا نام طوبیٰ ہے اور مجھ سے دو بڑے بھائی ہیں اور میں ان سے چھوٹی ہوں اور جب میں پیدا ہوئی تو گھر والوں نے کافی خوشی منائی ایک تو مجھ سے دو پہلے بڑے بھائی تھے اور پھر میں چار سال بعد بڑی دعاؤں اور منتوں کے بعد پیدا ہوئی اس وجہ سے میرے پیدا ہونے پر گھر والوں نے خوشی منائی اور میں اپنے آپ کو بڑی خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میرے گھر والوں نے مجھے اتنا پیار دیا ورنہ آج کل کے دور میں تو لڑکی پیدا ہونے پر ماؤں کو پتہ نہیں کیا کیا الفاظ سنائے جاتے ہیں یہ تو قارئین میرے سے بہتر آپ جانتے ہو جو آج کل کے دور میں ہو رہا ہے لیکن میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ برا منائیں لیکن جو حقیقت ہے وہ حقیقت ہی ہوتی ہے میں کون ہوتی ہوں پھر لکھنے والی۔ تو مجھے


Khurram
2001

اپنے آپ پر فخر ہے کہ میں اس گھر میں پیدا ہوئی کہ
جہاں پر مجھے ضرورت سے زیادہ پیار ملا اور میرے گھر
والوں نے میرے اتنے نخرے اٹھائے کہ میں اپنی
مان مانی کرتی تو میرے گھر والے بجائے روکنے کے
وہ میرے اوپر میرا ہر حکم آمین کرتے میں جو بھی
فرمائش کرتی وہ میری پوری ہو جاتی میں سوال بعد میں
کرتی اور میرے بھائی اور ماں باپ میرا جواب پہلے
تلاش کرتے اور پھر جب میں تھوڑی بڑی ہوئی تو
میرے گھر والوں نے مجھے سکول داخل کروایا اور
میں بھی دل لگا کر پڑھنا شروع کر دیا اور میری ہر سال
محنت رنگ لاتی اور میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ میری
عمر میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور میں پھر مڈل سے ہائی اور
پھر جا پہنچی کالج میں۔

یہ وہ دور تھا جب ہر کوئی میرے اوپر مرتا لیکن
میں اس کام کو فضول سمجھتی کہ میں تو گھر سے پڑھنے آئی
ہوں نہ کہ کوئی پیار کا چکر چلانے ویسے بھی میری گھر
والوں کو میرے اوپر بڑا اعتبار تھا اور پھر ایک دن
ہمارے کالج میں ایک ارشد نام کا لڑکا داخل ہوا اور
میری ہی کلاس میں تو مجھے وہ بڑا اچھا لگا کیونکہ وہ
انتہائی خوبصورت اور خوش شکل تھا جو عام طور پر شرمایا
شرمایا سا دکھائی دیتا اس کے اس انداز پر میری کلاس
روم کی لڑکیاں واری واری جاتیں ہر لڑکی اس کے
بارے میں ایک دوسری سے بات کرتی اور پھر کسی کی
زبان پر اس کے لیے اچھے الفاظ ہوتے کوئی کہتی کاش
یہ میرے ساتھ پیار بھری باتیں کرے لیکن وہ سوائے
میرے کسی کے ساتھ بات نہ کرتا اور وہ کیوٹ سا تھا
پہلے تو میں یہ سمجھ رہی تھی کہ بڑا مغرور ہے لیکن اب پتا
چلا تھا کہ وہ مغرور نہیں ہے بلکہ اس کی عادت ہے میرا
کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ شخص جس کے لیے پورے
کالج کی لڑکیاں پاگل ہونے لگی تھیں وہ میرے لیے
پاگل تھا ہمارے درمیان دوستی کی ابتدا ایک انمول
تحفے سے ہوئی تھی وہ اس طرح کہ ہماری کلاس کالج
میں دوسری منزل پر تھی اور ایک دن میں پریڈ اٹینڈ
کرنے کی غرض سے جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھ رہی
تھی اور وہ اوپر سے نیچے آ رہا تھا کہ میری ٹکر اس کے
ساتھ ہو گئی اور میری کتابیں میرے ہاتھ سے گر گئیں
اس کی بھی کتابیں ہاتھ سے گر گئی اور میں نے اس کی
اور اس نے میری کتابیں اٹھائیں اور ایک دوسرے کو
سوری بول کر دے دیں تو ایک میری اور ایک اس کی
کتاب ایک دوسرے کو چلی گئی اور وہ اپنے گھر چلا گیا
اور میں نے پیریڈ اٹینڈ کیا اور نہ مجھے پتہ چلا کہ اس کی
کتاب میرے پاس ہے اور نہ ہی اس کو خبر وہ تو کسی
گھریلو کام کی وجہ سے چھٹی لے کر گیا تھا اور میں نے
اپنا پورا ٹائم سکول میں گزارا وہ جب ہماری ایک
دوسرے کو ٹکر لگی تھی وہ اس وقت چھٹی لے کر جا رہا تھا
اور وہ اپنے گھر چلا گیا اور میں نے اپنا پیریڈ اٹینڈ کیا
اور پھر جب دو بجے چھٹی ہوئی تو میں گھر آئی اور کھانا
وغیرہ کھایا اور پھر جب کالج کا کام جو گھر سے کر کے
جانا تھا کو کرنے لگی تو میں نے جب اپنا بیگ کھولا تو وہ
بک نظر آئی تو میں گھبرا گئی کہ کہیں میرے گھر والے
اس کا نام نہ پڑھ لیں اس لیے میں نے جلدی جلدی
اپنی الماری میں چھپا دی اور پھر اپنا کام کیا تو رات کو
میں نے وہ بک نکالی اور میں نے ساری کتاب کا ایک
ایک ورق دیکھا کہ کیا وہ بھی کسی کے ساتھ پیار کرتا
ہے یا نہیں کیونکہ آج کل کے لڑکے اکثر اپنی محبوبوں
کے نام کے سپیلنگ لکھے ہوتے ہیں اپنی کتابوں پر
کیونکہ آج کے لڑکے نہیں بلکہ لڑکیاں بھی اپنی کتابوں
میں لکھتی ہیں جو کہ میرے دوستوں نے بھی اپنی
کتابوں میں اپنے عاشقوں کے نام کے سپیلنگ لکھے
ہوتے تھے لیکن قصہ مختصر یہ کہ میں اس کے ساتھ اور وہ
میرے ساتھ کتاب کی وجہ سے ایک دوسرے کے
قریب آئے اور پھر ایک دوسرے کا احترام ایک
دوسرے کے لیے بے قراری ایک دوسرے کے دکھ
درد کے شریک اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے گھر

والوں نے بھی میرے اور ارشد کے تعلق پر کوئی اعتراض نہ کیا وہ اعتراض کرتے بھی تو میں اپنی بات منوانا جانتی تھی لیکن میرے گھر والے تو میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا کہ میری کسی بات کا اعتراض نہیں کرتے تھے لیکن میں اپنی ان بہنوں سے ریکوسٹ کرتی ہوں کہ اگر ان کے گھر والے ان کا ہر کہنا مانتے ہیں تو میری طرح اپنے ماں باپ کو ذلیل نہ کرنا خدا کے لیے میں تو بڑی گناہگار ہوں۔ بس میری تحریر پڑھ کر میرے لیے ضرور دعا کرنا۔

میری خوشی میں میرے گھر والے بھی خوش تھے اور میرے گھر والوں نے بھی یہ سوچا کہ یہ رشتہ جلد زندگی بھر کا ہو جائے تو بہتر ہے بالآخر وہ دن بھی آ گیا جب ارشد نے اپنے گھر والوں کو میرے رشتے کے بارے میں بھیجا اور میرے گھر والوں نے ہاں میں جواب دیا اور پھر ہماری منگنی ہونے کے دن قریب آ گئے اور ہمارے کالج کے لڑکے اور لڑکیاں ہم دوستوں کو مبارکباد یں دیتے تھے اور ہم دونوں بھی بڑے خوش تھے کہ ہم دونوں صرف ایک دوسرے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا لیکن اس دن ساری صورت حال ہی بدل گئی ہوا یوں کہ میری ملاقات جب کالج میں ارشد سے ہوئی تو مجھے اس طرح لگا کہ جس طرح کہ یہ شخص تو بڑا قابل نفرت شخص ہے اس کے چہرے سے مجھے اس طرح لگا کہ یہ بڑا مکاری اور دھوکے باز ہے اور میرے اندر اس کے لیے اتنی نفرت یک دم پیدا ہوئی کہ میں نے ارشد کو کہہ دیا کہ تم آج کے بعد مجھے نظر مت آنا بلکہ میرے سامنے آنے کی کوشش بھی مت کرنا اور ارشد بولا کہ کوئی بات نہیں وہ ساتھ ساتھ ہنس کر بولا تھا کہ میں کسی اور سے مل لوں گا وہ میری بات کا مذاق سمجھ رہا تھا تو میں نے اس کو دوبارہ مخاطب کیا کہ دیکھو ارشد میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں میں تم سے نفرت کرتی ہوں نفرت آئی ہیٹ یو، تو ارشد بولا دیکھو طوبیٰ تم پاگل تو نہیں ہو گئی ارشد حیران ہو کر بولا کہ یہ تم کیا بولے جا رہی ہو تم ٹھیک تو ہو میں نے دوبارہ کہا کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ میں تمہارے ساتھ دو منٹ بھی گزار سکوں میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور اب میں کافی بلند آواز میں چیخ چیخ کر بول رہی تھی میں تمہاری صورت بھی دیکھنا گوارہ نہیں کرتی دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور اس دوران کالج کے کافی لڑکے اور لڑکیاں ہمارے اردگرد جمع ہو گئے وہ جو ہمیں مبارک باد دے رہے تھے اب وہ حیرت سے ہمارے پاس کھڑے ہمیں دیکھ رہے تھے جبکہ ارشد نے اپنی شرمندگی کی وجہ سے اپنا سر جھکا رکھا تھا اور میں نہ جانے کیا کیا بولتی جا رہی تھی بالآخر ارشد میرے سامنے سے ہٹ گیا اور وہ نجانے کہاں چلا گیا کہ وہ ہمارا کالج کا اتنا اچھا سٹوڈنٹ تھا جس کی میں نے اتنی بے عزتی کی کہ وہ کالج بھی چھوڑ گیا اب پتہ نہیں وہ کہاں گیا ہے اس کا مجھے کوئی پتہ نہ چلا پتہ نہیں اس بے چارے کا کیریئر بھی میری وجہ سے تباہ ہو گیا ہو لیکن مجھے تو اب اس سے نفرت ہونے لگی تھی اور پھر اس کے چلے جانے سے میری منگنی بھی نہ ہوئی اور میرے گھر والے بڑے پریشان ہوئے جب میں نے جا کر اپنی امی کو بتایا کہ میں نے آج ارشد کی بے عزتی کی ہے اور میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی تو میری ماں نے میرے اس رویے پر انتہائی حیران ہوئی اور بولی کہ طوبیٰ کیا ہوا ہے اب تم نے کیوں ایسا کیا ہے ارشد کے ساتھ تو میں نے جواب دیا کہ ماں میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی تو میری ماں بولی کہ جب شادی نہیں کرنی تھی تو پھر اس کو اتنی دور تک کیوں ساتھ لائی اور اتنا آگے جانے کی کیا ضرورت تھی اور میں نے صرف اتنا جواب دیا کہ مجھے نہیں پتہ بس اب وہ مجھے اچھا نہیں لگتا تو میری ماں بولی کہ تم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو تو میں نے پھر جواب دیا کہ نہیں ماں میں پاگل نہیں ہوں بس بات اتنی سی ہے کہ جب ایک آدمی دل

میں تو فرمائیں یا تیری

ہے، اتر جائے تو پھر اتر گیا تو میری ماں پھر بولی کہ آخر
تم کیوں گر گیا تو میں نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتی اور پھر
میری ماں کو بھی خاموش ہونا پڑا ظاہر ہے وہ اس کے
علاوہ اور کیا کر سکتی تھی زندگی اس طرح میری گزرتی
رہی شروع شروع میں تو محلے کے ساتھ ساتھ کالج میں
بھی اس بات کے چرچے ہوتے رہے پھر سب آہستہ
آہستہ اس بات کو بھول گئے اور ارشد بھی تو یہ کالج
چھوڑ کر چلا گیا تھا اس کی وجہ سے بھی کالج کے لڑکے
اور لڑکیاں یہ سب بھول گئے تھے اور پھر ایک دن مجھے
راستے میں جب ہمیں گھر سے کالج کی طرف آنے لگی
تو راستے میں اچانک میرے سامنے ایک لڑکا آیا یہ
ایک لڑکی کے ساتھ ساتھ فٹ پاتھ پر میں اپنی ہی مستی
میں جا رہی تھی نظریں ترچھی کر کے کہ جب میں نے
اپنی نظر اوپر اٹھائی تو سامنے سے ایک لڑکا جو مجھے گھور
گھور کر دیکھ رہا تھا میری نظر جب اس کے ساتھ ٹکرائی
تو وہ مجھے بڑا اچھا لگا اور مجھے اس طرح لگا جیسے میں اس
کو تلاش کر رہی تھی وہ ایک بہت ہی بدصورت شکل والا
تھا لیکن میرے دل کو بڑا اچھا لگا اور پھر میں نے بلا
جھجک اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام عامر
بتایا تو میرے منہ سے نکلا واہ کتنا پیارا نام ہے آپ کا
اور ساتھ ہی میں نے دوسرا سوال کیا کہ آپ پڑھتے ہو
یا کوئی کام شام کرتے ہو تو وہ ہنس کر بولا کہ میں تو آپ
کو جانتا نہیں ہوں اور آپ میرے ساتھ فری ہو رہی
ہو تو میرے منہ سے یہ نکلا کہ جو مجھے اچھا لگتا ہے میں
اس کے اس طرح ہی فری ہو جاتی ہوں تو وہ پھر بولا
کہ آپ پہلے اپنا نام بتایئے تو میں نے بلا جھجک اپنا نام
طوبیٰ بتایا میری عادت نہیں تھی کہ میں اپنا نام غلط بتاتی
لیکن اب میں تو اس کو پسند کر چکی تھی اس لیے نام غلط
بتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس لیے میں نے اپنا اصل
نام بتانا مناسب سمجھا تھا اور اس کی باتیں خوب
صورت تھیں یا مجھے خوبصورت لگی لیکن اس کی باتوں
کے علاوہ نہ ہی کوئی خوب صورت تھا اور نہ ہی اسے کوئی
پوچھتا ہوگا تو میں نے دوبارہ پوچھا کہ آپ نے
میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو وہ ہنس کر بولا کہ میں
ایک سرکاری ملازم ہوں اور بہت اچھے عہدے پر فائز
ہوں میرا خیال سچ ثابت ہوا کہ اس کا مستقبل بہت
شاندار ہوگا اور مجھے وہ بڑا اچھا لگا تو میرا بھی دل کرتا
اس کے ساتھ روز ملاقات ہو اور پھر ہماری ہر روز
ملاقات ہو جاتی اور پھر اس نے مجھے ایک دن یہ بھی
کہہ دیا کہ دیکھو طوبیٰ میرا خیال ہے کہ تمہاری نگاہ
بہت کمزور ہے میں نے کہا کہ وہ کیسے تو وہ بولا وہ اس
لیے کہ تم جیسی لڑکی نے مجھ سے دوستی کی ہے ورنہ میں
تو وہ ہوں کہ لڑکیاں تو لڑکیاں میرے ساتھ تو لڑکے بھی
میری صورت دیکھ کر کترا جاتے ہیں تو میں نے کہا کہ
یہ بے کار باتیں مت کرو میں نے تمہارے اندر کے
چھپے ہوئے انسان کو پہچانا ہے میں صورت پر نہیں بلکہ
سیرت پر مرتی ہوں وہ سیرت تمہارے اندر ہے جو
مجھے اچھی لگی اور تمہارے بدلے انداز بڑا پیارا ہے جو
مجھے بڑا اچھا لگتا ہے بس تم میرے ساتھ پیار بھری
باتیں کیا کرو تو عامر بولا کہ طوبیٰ یہ تم مجھے کن بلندیوں
پر پہنچا رہی ہو تو میں نے کہا کہ یہ تم نہیں میری باتوں کو
سمجھو گے تو اتنا جان لو کہ میری نگاہ میں تم میرے لیے
لاکھوں میں سے ایک ہو اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں
کہ میں نے آپ کو اپنانے کا فیصلہ بھی کر لیا ہے اور
ویسے یہ بات لڑکے کرتے ہیں لڑکیوں کے ساتھ لیکن
مجھے پتہ ہے آپ کبھی بھی ایسی بات اپنی زبان سے
نہیں کہو گے میں نے کر دی ہے اور اس وقت میرے
اوپر اس کی محبت کا جنون سوار تھا کہ میں نے گھر آتے
ہی اپنی ماں کو بتا دیا کہ میں نے ایک لڑکا پسند کر لیا ہے
اور میں جلد شادی کرنا چاہتی ہوں اور پھر میں نے اپنی
ماں کی ملاقات بھی عامر سے کروا دی تو میری ماں نے
عامر کو تو کچھ نہیں کہا بلکہ جب ہم ماں بیٹی گھر آ گئیں تو
میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹا تم پاگل تو نہیں ہو گئی کہ
ارشد جیسے اتنے خوبصورت جوان کو چھوڑ کر تم کو یہ ملا

اگر تو میں نے امی کو جواب دیا کہ امی جان آپ ارشد کا ذکر نہ کریں بلکہ اب مجھے عامر اچھا لگتا ہے اور میں اب عامر سے شادی کرنا چاہتی ہوں تو اس میں حرج ہی کیا ہے تو میری ماں بولی کہ تمہارا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے جو تمہیں عامر پسند آیا ہے تو میں نے کہا کہ ماں جی آپ جو بھی سمجھیں میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں نے شادی کی تو صرف عامر سے ہی کروں گی ورنہ نہیں اور پھر میری ماں نے میرے ابو سے بات کی اور پھر بھائیوں کو بھی پتہ چلا اور پھر تو گھر میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا اور میرے بھائیوں نے عامر کو دھمکی بھی دی تو مجھے جب پتہ چلا تو میں نے اپنے بھائیوں کو بھی کافی کھری کھری سنا دیں۔

تو قارئین ایک اور بات بتا دوں کہ یہ بھی سچ تھا کہ گھر والے اپنا سر پیٹ کر رہ گئے تھے لیکن یہ بھی حیرت والی بات تھی کہ مجھ جیسی لڑکی نے عامر جیسے شخص کا انتخاب کر لیا ورنہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں تھی میرے نزدیک اہمیت صرف عامر کی تھی میں اس کو خوش دیکھنا چاہتی تھی اور اب میں اس کے ساتھ اکثر آؤٹنگ پر چلی جاتی کبھی ساحل سمندر پر کبھی کسی ہوٹل میں تو کبھی کسی پارک میں کیونکہ اب میں نے اپنے بارے میں گھر والوں کو آگاہ کر دیا تھا اور میں جب ملاقات عامر کے ساتھ کرتی تو اس کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے میری زندگی اب تک ادھوری تھی اور اس ادھوری زندگی کے خلا کو اب عامر نے پورا کر دیا اب میں ہر روز عامر سے ملتی اور ملاقات کے بعد مجھے احساس ہوتا کہ کب ہماری دوبارہ ملاات ہو اور پھر ایک شام میں عامر کے ساتھ ایک ہوٹل پر کھانا کھا کر باتیں کر رہے تھے کہ عامر نے کہا کہ میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں اپنے آپ پر رشک کرنے لگا ہوں تو میں نے کہا کہ وہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اب آپ اپنی بدنصیبی پر ماتم بھی کرو گے تو عامر نے کہا کہ کیا مطلب ہے تمہارا وہ حیرا[illegible] پریشان ہو کر بولا اور میری طرف دیکھنے لگا مطلب یہ کہ تم نے کہا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے جو میں تم جیسے سے شادی کروں گی تو پاگل کیا ہو گیا ہے آپ کو تم کیا وہی ہو عامر صاحب جائیں پہلے آئینے میں اپنی صورت دیکھو پر مجھے اپنانے کی بات کرنا عامر بے چارہ حیران ہو کر میری طرف دیکھے جا رہا تھا میں نے ذرا سی دیر میں اس کی اتنی بے عزتی کر دی کہ میرا خیال ہے کہ عامر کی کبھی کسی لڑکی نے اتنی توہین نہیں کی ہو گی عامر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے لیکن مجھے اس کے آنسوؤں کی اب پرواہ نہیں تھی میرے جو بھی منہ میں آیا میں نے اس کو کہہ دیا اور پھر میں اس کو ہوٹل میں حیران پریشان چھوڑ کر گھر واپس آ گئی۔

گھر آ کر میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ میں نے عامر کو اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیا ہے اور میری ماں کو پھر ایک شاک لگا اور بولی کہ تو یا تم نے یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے میں نے کہا ماں اس اس میں تماشے والی کون سی بات ہے بس وہ مجھے اچھا نہیں لگتا اچھا نہیں لگتا تو پھر اتنا آگے جانے کی کیا ضرورت تھی حماقت کی تھی ماں میں نے اور اب ہوش آ گیا ہے تو میری ماں کے ساتھ ساتھ میرے گھر والوں نے میرے آگے کچھ نہ بولے اور میں ان کے نہ بولنے پر برابر فائدہ اٹھا رہی تھی جب دل کرتا کوئی پسند کرتی اور جب دل کرتا اس کو ٹھکرا دیتی اور پھر میرے گھر والوں نے میری اس روز روز کے واقع سے تنگ آ کر ایک دن میری ماں نے میری خالا کا بیٹا جو کہ ایک اچھی جگہ پر جاب کرتا اور وہ بڑا نفیس لڑکا تھا بلکہ ہمارے خاندان میں ایک ایسا لڑکا تھا جو پڑھ کر ایک ڈاکٹر بنا تھا ورنہ سب ہی کوئی مڈل تو کوئی میٹرک تو کسی نے ایف اے کیا ہو ورنہ سب ہی ہمارے خاندان میں زمیندار کرتے اور میری ماں نے جب پوچھا کہ تمہاری خالا یہ چاہتی ہے کہ تم اور عدنان ایک ہو جاؤ تو میرا دل زور زور سے دھڑک اٹھا کیونکہ میں عدنان کو اچھی طرح جانتی تھی

میری فر[illegible]شیر ،ماتھ،

میری اس کے گھر میں اور اس کی میرے گھر میں کافی تصویریں تھیں وہ بہت ہینڈسم اور وجیہہ نوجوان تھا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے امی نے دوبارہ پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی ہے میں نے دبی زبان میں جواب دیا اوہ امی خوش ہوگئی تھی امی کا تو خیال تھا کہ میں انکار کردوں گی جو کہ میری پہلے کی عادت تھی تو میری ماں کے ذہن میں وہی تھا لیکن ایسا کچھ نہ ہوا میرے جواب پر میری ماں خوش ہوگئی تو میری ماں نے کہا کہ تمہاری خالہ کو جواب ہاں میں دے دیں تو میں نے کہا جی دے دیں اور پھر امی نے اسی وقت خالہ کو فون کیا جو کہ مری میں رہتے تھے اور ہم حیدرآباد میں۔

میری خالہ اور ان کا پورا کنبہ چار پانچ دن میں ہمارے پاس مری سے حیدرآباد آگئے شادی کی غرض سے میرے گھر میں اب میری شادی کی تیاریاں شروع تھیں اور بڑی رونق ہوگئی تھی خالہ اور ان کے سب گھر والوں کے آنے سے اور سب ہی خوش تھے اور پھر پانچ دن کے بعد کی تاریخ رکھ دی گئی شادی کی اب تیاریاں اپنے زور پر شروع تھی اور ان کا قیام بھی ہمارے ہی گھر میں تھا اس وجہ سے میری تین چار بار اکیلے میں عدنان کے ساتھ ملاقات بھی ہوگئی تھی اور میری طرح وہ بھی بڑا خوش تھا اس رشتے پر اور پھر شادی سے دو دن پہلے مجھے مایوں میں بٹھایا گیا میں ان لمحات کی سنسنی اور ہیجان کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے کوئی نیا جنم لے لیا ہو یا میں کوئی حور کی شہزادی ہوں جس کی اتنی پذیرائی ہو رہی ہو مجھے بڑا سکون ہو رہا تھا کہ میں اب آپ کو کیا بتاؤں جتنا مجھے اس وقت سکون اور ہر کوئی میرے ناز اٹھا رہا تھا کہ ہر کوئی میری جانب بڑے پیار سے دیکھتا کہ میں اپنے آپ میں بڑی محسور ہو رہی تھی مجھے وہ وقت جب بھی یاد آتا ہے تو میری خواہش ہوتی ہے کہ کاش کبھی وہ دن وہ پل کبھی دوبارہ لوٹ آئے لیکن گزرے وقت کبھی لوٹ کر نہیں آیا کرتے اور ہمارے

خاندان میں ایک اور رسم ہے جو آج کل تو زیادہ ہی ہو گئی ہے وہ یہ کہ مایوں کے دن جب فنکشن ہوتا تو اس وقت مہندی کی رسم ہوتی اور پھر لڑکی اور لڑکے کو ایک ساتھ بٹھایا جاتا اور پھر دلہن اور دولہا راجہ ایک دوسرے کو مٹھائی کھلایا کرتے اور یہ ذرا سی دیر کی رسم ہوتی اور پھر اس کے بعد دونوں کو الگ کردیا جاتا ہے اور پھر اس رسم کو زندہ رکھنے کے لیے میرے کزن کو بلایا گیا اور وہ آیا اور جب عدنان نے مجھے تو مٹھائی کھلا دی اور پھر میری باری تھی اور جب میں لڈو اٹھایا تو وہی لڈو میں نے عدنان کے منہ پر زور کا مارا عدنان کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی بھونچکے ہوکر رہ گئے اور میری ماں بولی کہ توبا یہ کیا حرکت کی ہے تم کیا کر رہی ہو پاگل تو نہیں ہو تو میرے منہ سے یہ نکلا کہ جو مجھے کرنا چاہیے میں وہ کر رہی ہوں اگر میرے پاس اس وقت تیزاب ہوتا تو وہ میں تیزاب ہی اس کے منہ پر پھینک دیتی میں نے اپنا جب جواب دیا تو اس وقت میرے والد نے آگے بڑھ کر میرے چہرے پر ایک تھپڑ مارا اور ساتھ بولے کہ یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے تم نے تو میرے منہ سے نکلا کہ بے شک آپ مجھے جان سے مار دیں لیکن میں اس سے ہرگز شادی نہیں کروں گی میں غصے میں بولتی ہوئی اور اپنے پاؤں زمین پر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی۔

اس کے بعد شادی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا میرے گھر والوں نے غصے میں آکر مجھے اپنے کمرے میں بند کردیا اور میری ایک عزیز جو مجھے اپنے خاندان میں سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں اس کے ساتھ ہر ایک بات کرتی تھی وہ میرے پاس آئی اور آتے ہی اس نے مجھے پوچھا کہ طوبیٰ آخر بات کیا ہے تم یہ سب کیا کر رہی ہو اور کیا چاہتی ہو پہلے تم نے ارشد، عامر اور معلوم نہیں کتنوں کے ساتھ اس طرح کی حرکت کی ہے اور اب تم نے عدنان کے ساتھ تو یہ کردی ہے آخر کیوں کیا وجہ ہے اور پھر مجھے احساس

بری فرمائشیں یا تیری

ہوا کہ میں نے واقعی ہی زیادتی کی ہے ذہن جیسے کسی کی گرفت سے آزاد ہو گیا تھا تو میں نے اپنی کزن کو بتایا کہ میں خود نہیں جانتی کہ میں کیا کر رہی ہوں اور کیوں ہو رہا ہے تو وہ بولی کہ کیا مطلب میں نے کہا کہ تم میرا یقین کرو یہ سب میں خود سے نہیں کرتی بلکہ کوئی طاقت ہے میرے وجود میں جو یہ اچانک مجھے اس قسم کی حرکت کرواتی ہے تو وہ بولی کہ کیا بکواس ہے تو میں نے کہا کہ یہ سچ ہے ورنہ خود سوچو میں کوئی پاگل تو نہیں ہوں جو اس قسم کی حرکت کروں کوئی لڑکی اس طرح اپنی زندگی برباد کرتی ہے تو میری کزن بولی کہ یہ ہی تو ہم سب سوچ رہے ہیں کہ بار بار اس طرح کیوں کر رہی ہے آخر چاہتی کیا ہو تم تو میں نے جواب دیا کہ تو پھر آپ میرا یقین کرو کہ میں خود اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتی کوئی بھی شخص مجھے اچانک برا لگنے لگتا ہے اس سے اچانک بے زاری اور کوفت ہونے لگتی ہے انتہا یہ کہ میں جسے حد سے زیادہ چاہنے لگتی ہوں اور اپنے پیار کی انتہا کر دیتی ہوں اور پھر آخر مجھے اس سے سخت نفرت محسوس ہونے لگتی ہے یہ تو بہت عجیب اور خطرناک بات ہے میری کزن بولی تو میں نے کہا کہ ہاں اب مجھے اس کا احساس ہو رہا ہے میں نے اپنا سر تھام لیا اور سوچنے لگی کہ اس طرح میں تو کہیں کی نہیں رہوں گی تم خدا کے واسطے میرے گھر والوں کو بتا دو کہ میں یہ سب اپنی مرضی سے نہیں کرتی اور پھر میری کزن نے جا کر میری ماں کو بتایا اور پھر ہمارے سارے خاندان کو پتہ چلا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔

پھر ہمارے گھر میں ایک اور پریشانی شروع ہو گئی ابو نے اس وقت ایک عالم سے رابطہ کیا اور وہ جلد ہمارے گھر آ گیا وہ ایک بہت ہی بزرگ انسان تھے اور ان کا چہرہ مبارک بڑا نور سے پیارا لگ رہا تھا اور وہ اپنے چہرے مبارک سے لگ رہے تھے کہ وہ کوئی بہت بڑی ہستی ہے اور پھر انہوں نے مجھ سے کئی سوالات کیے ایک سوال انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے تو میں نے بتایا جی مجھے یاد آ گیا میں ایک خواب اکثر دیکھتی ہوں لیکن میں نے اس خواب کو کبھی اہمیت نہیں دی تھی وہ کیا تھا آپ کو کیا خواب آتا تھا تو میں نے بتایا کہ وہ یہ ہے کہ کوئی میرا ہاتھ تھامے مجھے دوڑائے لے جا رہا ہے میں نے جب بتایا تو وہ بزرگ بولے کہ کبھی اس کا چہرہ دکھائی دیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ نہیں تو وہ بزرگ میرے گھر والوں سے مخاطب ہوئے کہ آپ کی بچی پر بہت زبردست سایہ ہے عالم صاحب نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہی شادی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے تو میرے گھر والے گھبرا گئے کہ اب کیا بنے گا تو بزرگ بولے کہ دیکھو میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر کے دیکھتا ہوں آگے اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا اور پھر اسی رات اس نے مجھے اپنے ہونے کا احساس دلا دیا وہ مجھے دکھائی نہیں دیا لیکن ایسا لگا کہ کوئی میرے برابر میں آ کر بیٹھ گیا ہے انتہائی واضح احساس ہوا تھا مجھے میرے بدن میں ایک خوف کی لہر دوڑ گئی کسی کو آواز دینا چاہتی تھی میں مگر آواز میرے حلق میں دب کر رہ گئی میں آواز دینے کی پوری کوشش کرتی لیکن میری آواز نہیں نکل رہی تھی کوئی تھا کوئی غیر مرئی ہستی جو اس وقت میری بے بسی اور میرے خوف کا تماشا دیکھ رہی تھی یہ کیفیت چند لمحوں کے لیے رہی پھر ایسا لگا جیسے وہ وجود میرے برابر سے اٹھ گیا ہو صاف نظر آیا تھا مجھے وہ وہاں سے اٹھا تھا میں اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ اٹھا تھا میں اس کے اٹھ جانے کو محسوس کر سکتی تھی کیونکہ اس جگہ سے بستر کافی دب گیا تھا اور پھر اس کے اٹھنے پر بستر اپنی اصل حالت میں آیا خوف کے اس سحر سے جب میں آزاد ہوئی تو میں نے اپنے کمرے سے باہر دوڑ لگائی تو میری ماں نے مجھے دیکھا کہ پتہ نہیں کیا بات ہے اس طرح طوبیٰ کو کیا ہوا ہے کہ اتنی تیزی کے ساتھ میں جا کر اپنی ماں کے ساتھ لپٹ گئی اور پھر تیز

نے جب ساری صورت حال بتائی تو امی ابو دونوں بڑے پریشان ہوئے اور پھر اس کے بعد تو یہ سلسلہ چل نکلا کہ میں جب سونے کے لیے لیٹتی تو بستر کے برابر میرے پہلو میں بستر اس طرح دب جاتا جیسے کوئی اور آ کر لیٹ گیا ہو میں چیخنا چاہتی رونا چاہتی لیکن میں یہ سب کچھ بھی نہ کر پاتی خوف کی شدت میرے اعصاب کو اپنی گرفت میں لے لیتی کوئی تھا جو اس طرح میرے قریب آ رہا تھا وہ بزرگ بھی اپنی تدبیروں میں مصروف تھے اور میں یہ روز روز کے واقع سے ان کو آگاہ کرتی لیکن وہ بجائے مجھے کوئی تعویذ دیتے وہ اتنا کہہ دیتے کہ حوصلہ رکھو جلد کامیابی ملے گی اور پھر میرے گھر والوں نے اب میرے اوپر پابندی عائد نہ کی میں جو کرتی وہ میں اپنی مرضی سے کرتی جدھر میرا دل کرتا میں چلی جاتی میرے گھر والے مجھے کوئی منع نہ کرتے لیکن میں نے اپنی عزت پر ابھی تک کوئی ایسا داغ نہیں لگایا تھا جس کی وجہ سے میری عزت خراب ہوتی اور میں اپنی عزت کی اچھی طرح حفاظت کرنا جانتی تھی اور میرے گھر والوں کو اب پتہ چل گیا تھا کہ میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے اور پھر ہوا یوں کہ میں ایک دن مارکیٹ چلی گئی تو وہاں پر مجھے پھر ایک نوجوان مل گیا اور وہ مجھے صرف رات کو ملتا وہ جو میرے ساتھ واقع ہوتا تھا وہ صرف رات کو سونے کے وقت میرے ساتھ پیش ہوتا اور دن کو میرے ساتھ کچھ نہیں ہوتا وہ نوجوان مجھے ایک شاپنگ سنٹر میں ملا وہ بھی اس دکان سے کچھ لینے آیا تھا جس میں میں پہلے سے کھڑی تھی ذرا سی دیر کے لیے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ حیرت انگیز طور پر میری آنکھوں کے راستے دل میں اترتا چلا گیا اس نوجوان میں ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ پہلی ہی نظر میں میرے دل میں اتر گیا تھا اور میں زیادہ دیر اس کو دیکھنا چاہتی تھی لیکن اب میں اپنے آپ سے نہیں بلکہ مارکیٹ کے لوگوں سے پریشان تھی جو مجھے

اور اس کو گھور گھور کے دیکھ رہے تھے اس پر میں نے باہر نکلنے میں بہتر سمجھا اور میں دکان سے باہر آ گئی جبکہ وہ دکان ہی میں کھڑا رہا اور پھر اس رات حیرت انگیز طور پر میں پرسکون نیند سوتی رہی مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوا تھا یہ اور بات ہے کہ میں خواب میں اس نوجوان کو دیکھتی رہی لیکن وہ اب میرے پاس نہیں آیا تھا سوائے خواب کے تین چار دنوں کے بعد وہ لڑکا مجھے ایک پارک میں ملا اس کے بعد پھر وہ مجھے اب دن میں تین چار دفعہ نظر آنے لگا اور پھر وہ اکثر میرے گھر کے قریب روڈ پر کھڑا ہوتا اور مجھے اس طرح لگتا جیسے وہ صرف میرے لیے سڑک پر کھڑا رہتا ہے اور پھر میں نے ہی بولنے پر پہل کی کہ جناب کیا حال ہے آپ میرا کیوں روز پیچھا کرتے ہو میں نے یہ بات جان بوجھ کر کی کہ وہ کیا کہتا ہے تو وہ بولا معاف کیجئے گا کہ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ہم دونوں کے ستارے بہت جلد ملنے والے ہیں اس نے کہا تو میں نے جواب دے دیا کہ جی ہاں میں مسکرا دی اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ آپ شاید یہی سوچ کر میرا تعاقب کرتے رہے ہو تو وہ بولا کہ آپ یقین کریں کہ میں کوئی جان بوجھ کر نہیں کرتا بلکہ یہ ایک اتفاق ہے کہ ہم دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے لاتا ہے تو میں نے اس کے پوچھے بغیر ہی اپنا نام بتا دیا کہ میرا نام طوبیٰ ہے اور وہ بھی جھٹ سے بولا اپنا نام بتا دیا کہ میرا نام نبیل ہے اور پھر اسی ملاقات کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا وہ ان سب لڑکوں سے زیادہ سحر انگیز شخصیت کا حامل تھا جو اب تک میری زندگی میں آ چکے تھے اور بڑی خوب صورت باتیں کیا کرتا تھا یا مجھے اس کی باتیں اچھی لگتی کوئی بات ضرور تھی اس میں کہ میں اس پر مرمٹی تھی اور اس نے اپنے بارے میں بتایا کہ میں ایک دوست مند انسان ہوں بہت بڑا امیر اپنا کاروبار ہے اور اس کے علاوہ اس نے کچھ نہیں بتایا میں نے بھی زیادہ چھان بین نہیں کی ایک اور میرے لیے

سیری فرمائشیں یا تیری

بھی بات یہ تھی کہ میں نے جب سے نبیل کے ساتھ رابطہ بڑھایا اس کے بعد رات والا واقع پراسرار سلسلہ تقریباً بند ہوگیا اور پھر میں نے ایک دن باتوں باتوں میں نبیل کو بتایا کہ میرے ساتھ اکثر رات کو ایک واقع پیش آتا تھا اور آپ سے میں جب ملی ہوں اس وقت سے میرا وہ واقع تبھی ختم ہوگیا ہے میں نے اس کو ساری صورتحال بتائی تو وہ میری بات سن کر ہنس پڑا مجھے بڑا غصہ آیا کہ میری بات کا وہ مذاق اڑا رہا ہے کیا میری بات کا آپ یقین نہیں کر رہے ہو تو وہ بولا ایسی کوئی بات نہیں وہ اب سنجیدہ ہو کر بولا کہ اب میں تمہارے ساتھ ہوں اب وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو میں نے کہا کہ تم اس طرح کہہ رہے ہو جیسے تم بہت بڑے عامل ہو وہ بھی ہوسکتا ہے وہ بے حد سنجیدہ تھا خیر تم یہ سب بھول جاؤ اور ایک نئی زندگی گزارنے کی ابتدا کرو نبیل میں چاہتی ہوں کہ آپ ایک دفعہ میرے گھر والوں سے مل لو تو وہ بولا کہ وہ کیوں میں نے کہا کہ میں نہیں چاہتی کہ ہم اس طرح کب تک ایک دوسرے سے ملتے رہیں گے میرے گھر والے خود یہ چاہتے ہیں کہ میری فوری طور پر کہیں شادی ہو جائے تو وہ بولا کہ سوری طوبیٰ میں تم سے شادی نہیں کر سکتا تو میں نے کہا کہ کیوں آخر وجہ کیا ہے تو وہ بولا کہ میں مجبور ہوں میرے ساتھ مجبوریاں ہیں کیا آپ کے والدین کی طرف سے کوئی دباؤ ہے یا کسی اور کی طرف سے تو وہ بولا کہ نہیں دباؤ تو کوئی نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں میری پسند تو صرف تم ہو اس کے باوجود میں آپ سے نہیں شادی کر سکتا وہ اس لیے کہ ہم دو الگ مخلوق ہیں۔

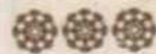
کیا؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہاں تو با میں وہی ہوں جو تمہارے پاس آیا کرتا تھا راتوں کو جس نے اب تک تمہارا رشتہ نہیں ہونے دیا یہ سب تم کہہ رہے ہو تو وہ یہ بولا کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ سچ کہہ رہا ہوں میں نے اسی وقت تمہیں پسند کر لیا تھا جب تم نے اپنے ماموں کی شادی پر ڈانس کیا تھا یاد ہوگا تم کو کہ تم نے اس وقت بلیک سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا جو کہ بڑا پیارا لگ رہا تھا اور بلیک سوٹ آپ کو بڑا اس وقت سوٹ کر رہا تھا میں اس وقت سے تمہیں چاہتا آیا ہوں حالانکہ یہ ایک غلط بات اور غیر فطری سی بات ہے ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوسکتا لیکن میں تم پر عاشق ہوگیا تھا وہ بولتا رہا اور میں خاموش کھڑی سنتی رہی ذہن سائیں سائیں کرتا تھا میرے ہوش گم ہو گئے تھے کہ کیا واقع ہی نبیل کوئی اور مخلوق ہے یا وہ میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے اور میں پھر اس کو بولا کہ نبیل کیا مذاق کر رہے ہو تو وہ بولا کہ تو با میں مذاق نہیں کر رہا بلکہ میں سچ کہہ رہا ہوں اور پھر اس کے چہرے اور باتوں سے بھی لگ رہا تھا کہ وہ مذاق نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہا ہے بلکہ وہ بولا کہ تو با اب میں تمہارے سامنے ہوں میں نے سوچا کہ تم سے انسانی روپ میں آ کر دوستی کروں لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے دکھ دیے ہیں تمہیں کیا فائدہ جب ہم ایک نہیں ہو سکتے تو تمہاری زندگی خراب کرنے سے مجھے کیا ملے گا جاؤ خوش رہو آج کے بعد سے تمہاری زندگی میں میری طرف سے اب کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی کوئی آج کے بعد تمہیں تنگ نہیں کرے گا تم کسی کو اب اپنے قریب نہیں محسوس کرو گی جاؤ خدا حافظ اور پھر میری نظروں کے سامنے سے ایک دم غائب ہوگیا اور پھر میں سکتے کے عالم میں کھڑی رہی۔

کیا اس دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے وہ تو چلا گیا لیکن نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگا جیسے میرا وجود اب ہلکا ہوگیا ہے اور میں اب نبیل کو پسند کرنے لگی تھی وہ جو بھی تھا تھا تو میرا پیار لیکن وہ اب کافی عرصہ گزر گیا ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق پھر نہیں آیا لیکن میری زندگی تو وہ تباہ کر کے چلا گیا اب میرے گھر جس جگہ بھی میرے رشتے کی بات کرتے ہیں وہ میری اس حرکت

میری زندگی ہائیں یاتیری

کی وجہ سے کوئی بھی اب میرے ساتھ شادی کرنے کو تیار نہیں میرے رشتے کے لیے تو کافی پرپوز آئے ہیں لیکن جب میرے ہمسائے میرے بارے میں بتاتے ہیں تو وہ انکار کر دیتے ہیں تو قارئین اب میری عمر تقریبا 40 سال ہو چکی ہے لیکن اب میں خود شادی نہیں کرنا چاہتی تو قارئین اب آپ بتائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے میں نے کوئی غلط کیا ہے یا یہ سب نبیل کی حرکت کی وجہ سے ہوا ہے یا میرے گھر والوں نے مجھے اتنا فری کیا تھا جس کی وجہ سے میں سر چڑھ کر بولتی تھی لیکن قارئین میرا قصور نہیں ہے نہ ہی میرے گھر والوں کی غلطی تھی لیکن جو بھی ہوا ہے اچھا نہیں ہوا لیکن اب وہ چلا گیا ہے میری زندگی سے لیکن اس کے بعد میرا دل نہیں مانا کہ میں شادی کروں اور نہ ہی کوئی میرے ساتھ اب شادی کرنا چاہتا ہے اس نے تو اپنا وعدہ وفا کیا وہ پھر نہیں آیا میری زندگی میں اور نہ ہی وہ کبھی خواب میں آیا ہے اور نہ ہی کبھی اس کے وجود سے مجھے کبھی احساس ہوا ہے سب کچھ نارمل ہو گیا لیکن شاید میرے لیے سب کچھ نارمل نہیں ہے۔ میں اب بھی اسے پیار کر کے روتی ہوں حالانکہ بہت عرصہ گزر گیا ہے لیکن مجھے اب بھی اس کی اکثر یاد آتی ہے میں اب بھی اس کی یاد میں جی رہی ہوں کہ کاش وہ ایک دفعہ آئے اور میری زندگی کو چار چاند لگ جائیں کیونکہ اب میری زندگی آدھی تو گزر گئی ہے پتہ نہیں اب کب موت کا فرشتہ آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے جائے میں اب بھی اس کی خواہش کرتی ہوں صرف ایک نظر دیکھنے کی اس کی آنکھوں کی جو بڑی پیاری تھیں کاش وہ صرف ایک بار اپنا چہرہ دکھا جائے بس میری یہ آخری خواہش ہے۔

شاید میری گود ہری ہو جائے جی قارئین کیسی لگی طوبیٰ کی سٹوری ضرور آگاہ کرنا اور میں اس کو لکھنے میں کتنا کامیاب ہوا ہوں۔ ضرور بتانا والسلام۔



غزل

اک سونا چاند میرے فسانے میں رہ گیا
میں دوسروں کی شمعیں جلانے میں رہ گیا

وہ آ کے میرے گاؤں سے واپس بھی جا چکا
میں تھا کہ اپنے گھر کو سجانے میں رہ گیا

واپس ہوا گھر میرا شعلوں کی زد میں تھا
میں مزاروں کے دیئے جلانے میں رہ گیا

ہر پل فریب کھائے اور مسکرا دیا
یہ رواج صرف میرے گھرانے میں رہ گیا

دنیا سے ساری عمر تعارف نہ ہو سکا
اب تک میں خود کو خود سے ملانے میں رہ گیا

(نرگس ناز، سکھر)

غزل آف وصی شاہ

کبھی ہم ان سے کبھی وہ ہم سے روٹھ جاتے ہیں
ہوا کچھ چلتی ہے اسی کنارے چھوٹ جاتے ہیں

سمندر کی گہرائی سے بھی ہوتے ہیں جو گہرے
پل بھر میں کیوں وہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

جن پہ ہوتا ہے بھروسہ اپنے آپ سے بڑھ کے
وہ لوگ دل کی دنیا سے کیوں لوٹ جاتے ہیں

تیر چلتے ہیں جب نفرت کے ان کی آنکھوں سے
دل کانچ کے ہوتے ہیں اکثر ٹوٹ جاتے ہیں

بڑا ناز ہے مجھے ان کی وفاؤں پر وصی
ذرا ذرا بات پر جو اکثر روٹھ جاتے ہیں

(یٰسین احمد، میانوالی)

نہ تم کو مہلت مزید دیں گے
وفا کے لالچ میں آ کے ہم نے
لہو بھی اپنا سکھادیا ہے
فریب ،او، مستی کے بدلے تم کو
سزا بھی سن لو شدید دیں گے
عروج پر ہے تمہارا موسم
خزاں میں تم کو خرید لیں گے
(سوہائی محمود)

غزل

نہ جانے کیوں وہ اقرار کر گئی کبھی کبھی انکار کر گئی
دیکھا کہ ایک ہی جلوہ اپنے حسن کا طلبگار کر گئی
تھا یقین ہے چاہت اس کے دل میں میرے لئے بھی لیکن
چرا کے نظریں میرے جسم سے نفرت کا اظہار کر گئی
کیا یہی لکھا ہے مقدر میں یہی ہے شاید قسمت میری
الفت جتانے گیا تھا اس سے وہ آگے تکرار کر گئی
دیکھ کے بدلا رویہ دل بیزار ہوا اس سے
الٹ کے نقاب کیوں میرے سوئے جذبات بیدار کر گئی
زبان پہ تیری شکوے مگر دل میرا ہے آمیں خلیل
میں نہ سمجھا مگر وہ شکووں میں پیار کی باتیں ہزار کر گئی
(خلیل احمد ملک،شیدانی شریف)

غزل

فرق صرف اتنا سا ہے
تیری ڈولی اٹھے گی
میری میت اٹھے گی
پھول تجھ پر بھی ہوں گے
پھول مجھ پر ہوں گے

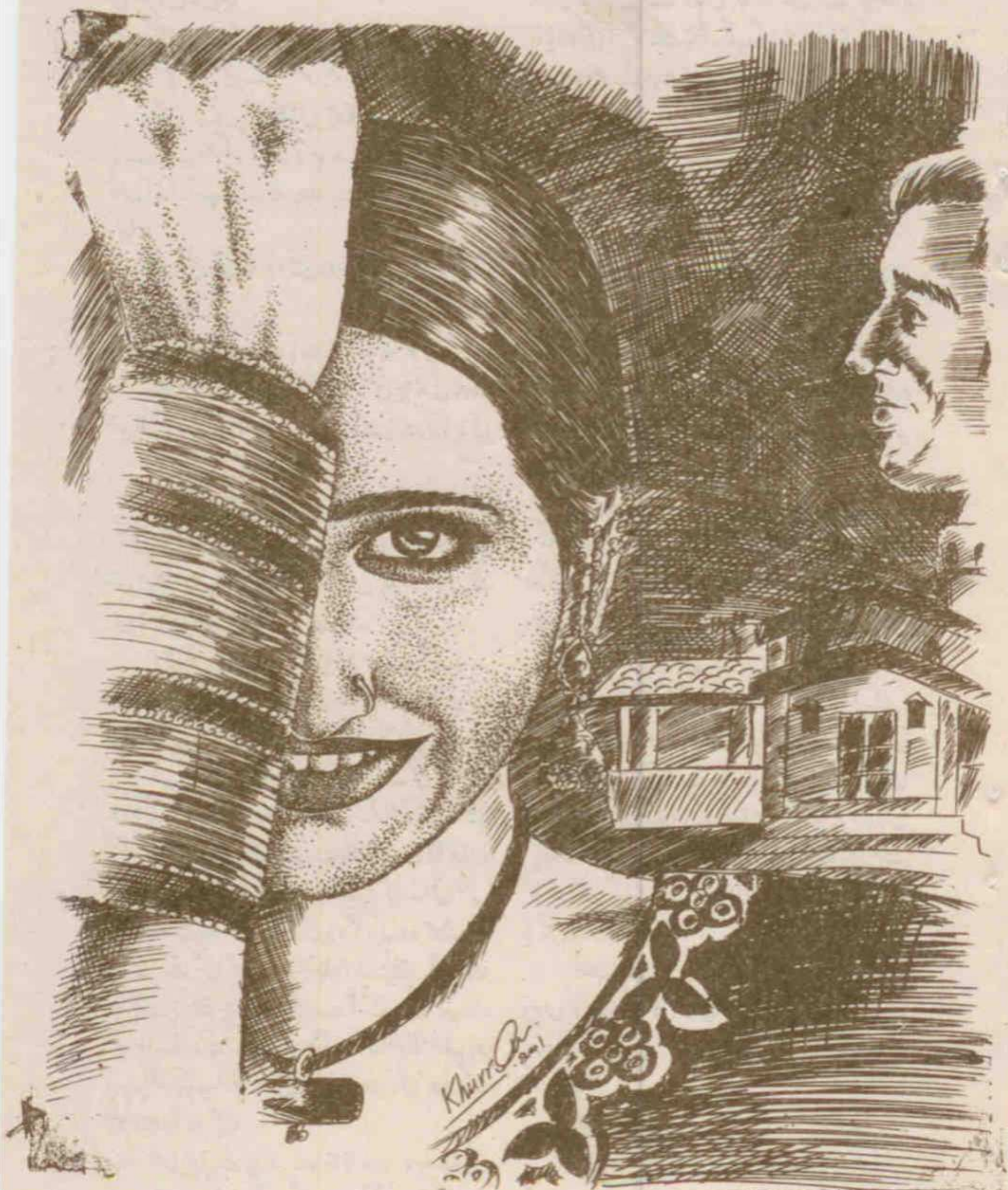
فرق صرف اتنا سا ہے
تو سج کے گئی
مجھے سجایا گیا
تو بھی گھر کو چلی
میں بھی گھر کو چلا
تیرا گھر تھا بڑا
میرا گھر تھا چھوٹا
تو اٹھ کر گئی
مجھے اٹھایا گیا
فرق صرف اتنا ہے
سکھیاں تیری بھی تھیں
دوست میرے بھی تھے
محفل وہاں پر بھی گ
لوگ یہاں پر بھی تھے
ان کا ہنسنا وہاں
ان کا رونا یہاں
قاضی ادھر بھی تھا
مولوی ادھر بھی تھا
فرق صرف اتنا سا تھا
دو بول تیرے پڑھے
دو بول میرے پڑھے
تیرا نکاح پڑھایا
میرا جنازہ پڑھایا
تجھے اپنایا گیا
مجھے دفنایا گیا
(ملک فضل الرحمن،رحیم آباد)

اپنی یاد کو روک پیا

---تحریر۔ مس فوزیہ کنول۔ ننگن پور۔

شہزادہ بھائی۔
آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گی اور میں تمام قارئین کی شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔ اپنی یاد کو روک پیار کھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھ۔ ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ آپ پر چھوڑتی ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

آج آج جو کہانی میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہی ہوں وہ ایک ایسی معصوم اور پیاری لڑکی کی ہے جس کو دیکھ کر کوئی بھی یہ کہے گا کہ اس معصوم چہرے پر اداسی نہیں بلکہ خوشیاں اچھی لگتیں ہے اور ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو نہیں بلکہ ہنسی اچھی لگتی ہے۔
وہ حقیقت میں ایک گول گلابی خوبصورت چہرا رکھنے والی معصوم سی لڑکی تھی
اس کی بڑی بڑی گول نشیلی آنکھوں نے اسکے چہرے کی خوبصورت اور بھی بڑھا دی تھی اور اس کا گورا رنگ دراز قد خوبصورت جسم اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کرتا تھا اور اس کی معصوم پائل تو کسی کو بھی دیوانا کر دیتی ہے میں سائرہ کی کہانی سن کر حیران راہ گی کہ کیسے پتھر دل ہوتے ہیں
وہ لوگ جو ایسے لوگوں کو دھوکا دے دیتے ہے ایسے معصوم اور پیار کرنے والوں کا دل توڑ دیتے ہے کتنی آسانی سے انکے جذبات کا گلا گھونٹ دیتے ہے سائرہ کی درد بھری کہانی سن کر میری تو آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔
قارئین آیئے آپ بھی سنیے سائرہ کی درد بھر کہانی سائرہ کی زبانی
اپنی یاد کو روک پیا آنکھ لگی ہے ابھی ابھی
بجھا کر اس دل کا دیا آنکھ لگی ہے ابھی ابھی
تیری یاد میں جاگ کر ہم نے اکثر راتیں کاٹی ہیں
رتجگوں کو خواب میں لا کر آنکھ لگی ہے ابھی ابھی
ہم کیا جانیں کون کس کے خواب میں کھویا ہے
دل میں تیرے خواب سجا کر آنکھ لگی ہے ابھی ابھی
میں سکول سے گھر آئی تو سارے گھر ایک ہی آواز گونج رہی تھی دادی جان مسلسل کہے جا رہی تھی کہ میرے ساتھ جائے گی تو صرف سائرہ ورنہ کوئی نہیں جائیگا دادی چلوں کہ ہم ضلع اوکاڑہ کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے



ہی نظروں میں کہا
اگر تمہیں میری چاہت کا علم ہو جائے
چھلک پڑیں تیرے آنسو گھر سمندر ہو جائے
میں نے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور ہم چل پڑے جب ہم گھر آگئے تو چاند کے گھر والوں نے فون کیا کہ آپ لوگ خیریت سے پہنچ گئے۔ہم نے کہا۔
جی پہنچ گئے پھر دو تین دن بعد چاند کا فون آیا چاند کہنے لگا۔
میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔
میں نے کہا میں بات نہیں کر سکتی چاند کی بہت ضد اور بار بار sms کرنے پر مجھے بات کرنا پڑی
میں نے پوچھا کیا بات ہے۔
چاند بولا کچھ نہیں بس ویسے ہی حال پوچھنا تھا کیسی ہو کیا کرتی رہتی ہو زندگی کیسی گزر رہی ہے بس ادھر ادھر کی باتیں کر کے فون بند کر دیا اگلے دن پھر کبھی میسج کبھی کال کرنے لگا۔
اسی طرح ہماری روز بات ہونے لگی۔اب مجھے بھی اس بات کر کے سکون ملتا تھا اک انجانی سی خوشی محسوس ہوتی اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا
اب تو مجھے چاند کی عادت ہونے لگی تھی اس کی کال کا انتظار لگا رہتا تھا اگر وہ کال نہ کرتا تو میں اسے میسج کر دیتی شاید مجھے اس سے لگاؤ ہونے لگا تھا وہ باتیں بہت اچھی کرتا تھا ہر وقت ہنسی مذاق اس ایک عادت جو مجھے پسند تھی وہ تھی کہ وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے کبھی جھوٹ کا سہارا نہ لیتے تھے مجھے اچانک پڑھتے پڑھتے چکر سے آنے لگے میرے گھر والے کہنے لگے کہ ہو سکتا ہے کہ نظر کا مسلہ ہو آپ نظر چیک کروا آئیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ چلو لاہور تو جائیں
اس بہانے چاند سے ملاقات ہو جائے گی میں نے چاند کو بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہو ہم سیدھا جنرل ہاسپٹل گئے وہاں جا کر میں نے چاند کو بتایا وہ بھی آگیا مجھے چشمہ لگ گیا جو کہ چاند کی اس کے بعد ہم نے بہت سی باتیں کیں۔
ہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت اظہار محبت کرتے کرتے رہ گئے نہ چاند ہمت کر سکا نہ میں ہمت جتا سکی ہمارے فون کا گھر والوں کو پتہ چل گیا
چاند رات گئے تک مجھ سے بات کرتا رہتا ہمارے گھر والے نہائت ہی اچھے تھے اپنے بچوں کے جذبات کو سمجھنے والے تھے ابو۔امی ۔دادا۔دادی نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر چاند اور سائرہ کی خوشی اسی میں ہے تو ہم ان کا رشتہ کر دیں گے یہ خبر میں نے سنی تو پھولے نہ سمائی
یہ بات میں نے چاند کو ابھی بتانا مناسب نہ سمجھی چند دن گزرے تو چاند کے نانا کی death ہو گئی جو رشتے میں میرے دادا لگتے تھے ہم سب وہاں گئے بہت پریشانی کا عالم تھا تیسرے دن ان کی فیملی اور ہماری فیملی کے درمیان کھانے کی وجہ سے لڑائی ہو گئی جس کی وجہ سے ہم واپس گھر آگئے
ہمارا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا بند ہو گیا مگر ہم بچے پھر بھی آتے جاتے رہے اور فون پہ بھی بات ہوتی رہتی فون بات کرنا میرے چاچو کو بالکل اچھا نہ لگتا تھا چاند کے گھر والوں کو بھی ہماری محبت کا پتہ چل گیا دونوں فیملیوں ہمارے رشتے کی باتیں ہونے لگیں
سب کہنے لگے کہ لڑائی جھگڑے اپنی جگہ مگر بچوں کی زندگی کا سوال ہے لڑائی سے ہمیں کیا لینا دینا۔ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ایک سال گزر گیا
عیدالفطر قریب آرہی تھی چاند کہنے لگا۔
سائرہ میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں عید پر میں آرہا ہوں۔

ہمارا گھرانہ ایک مذہبی گھرانہ تھا سب نماز کے پابند ہے ایک بہت بڑی حویلی تھی جس میں میرے چاچو چاچیاں دادی اور ہم سب مل کر رہتے تھے رات ہو گئی ہم سو گئے۔

اگلی صبح میری پھوپھو کا دادی جان بار بار یہی بات دہرائے جا رہی تھی کہ میرے ساتھ بس سائرہ جائے گی کیوں کہ دادی جان مجھ بہت پیار کرتی تھی میں نے بستہ رکھا دادی جان کے پاس گئی اور پوچھا کیا کہ رہی ہیں کون جائے گا کدھر جائے گا کس نے کہاں جانا ہے تو دادی کہنے لگی۔

سائرہ بیٹا کل ہم لاہور جائیں گے

تم جانے کی تیاری کرو دادی جان کا کہنا تھا میں تیاری کرنے لگی۔

اگلی صبح ہم لاہور پھوپھو کے گھر تھے وہ لوگ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے کیوں کہ ہم کافی دیر بعد وہاں گئے تھے۔

اس سے پہلے جب میں وہاں گئی تو بہت چھوٹی تھی مگر اب میری عمر پندرہ سال تھی اور آٹھویں جماعت تھی میری پھوپھو کا بیٹا جو میرا ہم عمر تھا اور وہ نہم جماعت میں پڑھتا تھا میں نے چاند کو کافی دیر بعد دیکھا تھا رات ہو گئی ہم سو گئے

اگلی صبح میری پھوپھو کے بیٹے چاند کے بھائی کی منگنی تھی سب اپنی اپنی تیاری میں مصروف مگر میں نے محسوس کیا کہ کوئی نظر چوری چھپکے میرا پیچھا کر رہی ہے

کوئی چپکے چپکے مجھے دیکھ رہا ہے خیر میں اپنی تیاری میں مصروف رہی جب میں تیار ہو کر باہر آئی تو دروازے میں مجھے پھوپھو مل گئی پھوپھو دیکھ کر کہنے لگی کہ سائرہ تمہارے ایک ہاتھ میں چوڑیاں ہیں ایک میں نہیں میں نے کہا۔

پھوپھو بس یونہی پاس ہی چاند کھڑا تھا کہنے لگا کہ یہ کون سی بات ہے

میں ابھی چوڑیاں لے آتا ہوں چاند فوراً بازار گیا اور چوڑیاں لے آیا جن کا رنگ بلیک تھا جو بہت ہی پیاری تھیں میں بہت خوش ہوئی

مگر میں یہ نا جانتی تھی کہ میرا اتنا خیال کیوں رکھا جا رہا ہے مجھے ایک انجانی سی خوشی محسوس ہونے لگی نجانے کیوں اچھا لگنے لگا۔ میں سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ کون سا جذبہ ہے یہ کون سی نئی چیز ہے جو میرے اندر جنم لے رہی ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میری آنکھوں میں کوئی سمانے لگا ہو منگنی بڑی دھوم دھام سے ہوئی رات ہو گئی دن بھر کی تھکن سے میرا سر چکرانے لگا تھا چاند کے ابو ایک مشہور حکیم تھے

اور میرے چاچو ان کے پاس حکمت سیکھتے تھے جو ان کے پاس ہی رہتے تھے میں رات کو اپنے چاچو کے پاس سو گئی میں نے چاچو سے کہا۔

چاچو میرا سر درد کر رہا ہے زرا میرا سر دبا دیں پاس ہی چاند کھڑا تھا چاچو نے چاند سے کہا کہ چاند سائرہ کا سر دبا دو چاند میرا سر دبانے لگا

اس نے جلتی ہوئی پیشانی پہ ہاتھ رکھا جب روح تک پھیل گئی تاثیر مسیحائی کی

جس وقت چاند نے میرے ماتھے پہ ہاتھ رکھا تو مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ کب نیند نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور میں سو گئی جب صبح ہوئی تو ہم گھر آنے کی تیاری لگے مگر چاند بار بار محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھے جا رہا تھا۔

مگر کچھ کہ نہ سکا جب ہم آنے لگے تو سبھی پریشان تھے مگر چاند کی آنکھوں میں آنسو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی مجھ سے بچھڑنے کا غم اس کی آنکھوں میں صاف دکھائی دے رہا تھا اندر ہی اندر سے تو میں بھی اسے چاہنے لگی تھی ایک انجانی سی تڑپ مجھے بھی محسوس ہو رہی تھی اس سے دور جانے کو تو دل میرا بھی نہیں کر رہا تھا میں نے نظروں

میں نے کہا کہ چاند کہیں ایسا نہ ہو کہ گھر والے ناراض ہو جائیں
مگر چاند کہنے لگا چاہے جو بھی ہو میں ضرور آؤں گا تمہیں دیکھنے کو میرا جی چاہ رہا ہے نجانے تم کیسی ہوگئی ہوگی ٹھیک سات دن بعد عید تھی دل ہی دل میں تو میں چاند کا wait کر رہی تھی
مگر اندر ہی اندر میں ڈر بھی رہی تھی آخر کار وہ دن بھی آگیا کہ میرا انتظار ختم ہوا اور وہ رات بھی آگئی جو چاند رات تھی لیکن مجھے تو اپنے چاند کا انتظار تھا میں نے تو اپنے چاند کے آمد کی بہت سی تیاری کر رکھی تھی اس کی راہوں میں پلکیں بچھائے اسکا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی
مجھے کسی کی کوئی خبر نہ تھی آخر میرے انتظار کے لمحات کو مات دیکر وہ گھڑی بھی آگئی کہ چاند میری آنکھوں کے سامنے تھا مجھے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا
دنیا جہان کی روشنیاں میرے چاند کے آگے ماند پڑ گئی ہیں اور آسماں کا چاند تو میرے چاند کے آگے کچھ بھی نہیں اس کی چاندنی میرے چاند کا مقابلہ نہیں کر سکتی
میرے دل میں رہنے والی اک انجانی سی خواہش بولی
تجھ کو دیکھا تو پھر اس کو نہ دیکھا ہم نے
چاند کہتا ہی رہا میں چاند ہوں میں چاند ہوں
چاند آگے بڑا۔
سائرہ کیسی ہو مین نے کہا جی میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں میں بھی ٹھیک ہوں ہمارے گھر والوں نے میری امیدوں سے بڑھ کر چاند اور اس کے بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا بہت مزا آیا
ہم نے بہت سی باتیں کی چاند اور اس کے بھائی ہمارے پاس ایک دن رکے اگلے دن وہ واپس جانے لگے تو میرا جی نہ چاہا کہ چاند مجھ سے دور جائے میرا دل چاہتا تھا کہ چاند ہمیشہ کے لیے ہی رک جائے اور میرے سوا یہ چہرا کوئی نہ دیکھے بس چاند میرا ہی میرا ہو اس طرح بھی ملنا بھی بچھڑنا ہماری محبت کو تین سال بیت گئے۔
چاند میٹرک کر کے اپنے ابو کے ساتھ حکمت سیکھنے کے لیے جانے لگا اور میں فسٹ ائیر کے پیپر دینے کے لیے پھوپھو کے پاس آئی تھی
میں نے چاند کو فون کر کے بتایا تو چاند پھوپھو کے گھر آیا ہم نے بہت سی باتیں کی
چاند کی کچھ عادتیں جو کہ مجھے بہت پسند تھیں
وہ ذہن کا بہت آچھا تھا اسکے ذہن میں کبھی برائی نہ آئی تھی ہمیشہ سچ بولنا اسکی عادت تھی شائد چاند کی یہی عادت میرے گھر والوں کو بھی بھا گئی تھیں
پیپروں کے بعد میں گھر واپس آگئی گھر واپس آنے کے بعد ہم فون پر ہر روز باتیں کرتے مگر چاند مجھے ہمیشہ شکوہ کرتا رہتا کہ سائرہ تم مجھے ٹائم نہیں دیتی
ہر وقت پڑھتی رہتی ہو کیا کرو گی اتنا پڑھکر تمہارے پاس میرے لیے وقت ہی نہیں ہے مگر میں سوری کر لیتی قارئین بتاتی چلوں کہ چاند اکثر مجھے پیار سے سونو کہتا تھا۔
ایک دن چاند مجھے کہنے لگا۔
سونو میں تم سے ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں۔
میں کہا کہ بولیں کیا مشورہ لینا چاہتے ہے تو چاند بولا۔
سونو ابو مجھے لاہور میڈیکل سٹور بنا کر دیدیا گیا ہمارے دن ہنسی خوشی گزر رہے تھے راتیں تو ختم ہو جاتی مگر باتیں ختم نہ ہوتیں میرا دل چاہتا کہ مجھ سے میرا کوئی بس چاند کی باتیں کرے یا چاند کی گفتگو کرے

مئی کی ایک گرم رات تھی مئی کی انتیس تاریخ تھی رات دس بجے کا وقت تھا جب میں اور چاند آپس میں پیار بھری باتیں کر رہے تھے کہ اچانک چاند کہنے لگا

سونو میں تمہیں ایک بات بتاؤں۔

میں نے کہا جی بتائیں۔

چاند کہنے لگا۔ میری لاہور میں ایک دوست بنی ہے مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

میں پھر پوچھا تو۔

چاند نے کہا کہ ہاں میری لاہور میں ایک نئی دوست بنی ہے جس کا نام شبنم ہے میں نے کچھ بھی جواب دیئے بغیر طنزیہ لہجے میں کہا۔

دیکھنا چاند آج تمہاری دوست ہے کل تمہاری جان اور پرسو تمہاری زندگی کا حصہ نہ بن جائے

مگر چاند کہنے لگا پگلی کیا کہہ رہی ہو تم تو میری زندگی ہو اور تمہاری جگہ کون لے سکتا ہے وہ صرف ایک اچھی دوست ہے میں نے پوچا۔

وہ تمہاری دوست کیسے بنی۔

ایک دن وہ میرے میڈیکل سٹور پر آئی میڈیسن ختم تھیں تو شبنم کہنے لگی۔

مجھے اپنا نمبر دے دو میں کال کر کے پوچھ لونگی اور پھر لے جاؤں گی

پھر اس نے کچھ دنوں بعد کال کی اور پوچھا کہ میڈیسن آگئی ہے۔

میں نے کہا جی آگئی ہیں وہ آئی اور میڈیسن لے گئی پھر کچھ دن بعد اس نے مجھے میسج کیا۔

آپ مجھ سے دوستی کرو گے۔

مگر میں نے انکار کر دیا لیکن سائرہ شبنم نے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتایا تو مجھے اس پر ہمدردی ہونے لگی اس نے بتایا۔

میرے ماں باپ سوتیلے ہیں اور وہ ایک ذہنی مریض ہے اسکے گھر والے اس پر بہت ظلم و ستم کرتے ہیں مجھے شبنم پر ترس آنے لگا میں نے شبنم سے دوستی کر لی سائرہ تم ناراض تو نہیں

مجھے دکھ تو بہت ہوا مگر میں نے چاند کو محسوس نہ ہونے دیا اور کر کہا۔

کوئی بات نہیں مگر اتنا خیال رکھنا کہ دوستی صرف دوستی ہی رہے۔

چاند بولا کیسی باتیں کرتی ہو تمہارے علاوہ میں کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتا اور اور پھر ہم تو بنے ہی اک دوسرے کے لیے ہیں شبنم صرف میری ایک اچھی دوست ہے اور میں شبنم کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتایا ہے

اور مجھے امید ہے کہ شبنم ایسا سوچے گی بھی نہیں مجھے چاند کی باتوں پر پورا اعتماد تھا کیوں کہ چاند کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا اگر اس کے دل میں کچھ ہوتا تو وہ مجھے یہ سب بتاتا کیوں یہ سوچ کر میں خاموش ہوگئی

کبھی کبھی میں اکیلی بیٹھتی تو مجھے ابلیس اسکی باتوں پر ہمیشہ اکساتا کہ تمہارا پیار کوئی چھین رہا ہے کوئی تمہیں اس سے دور لے جا رہا ہے اور تم اسے چپ چاپ دیکھ رہی ہو بلکہ اسکا حوصلہ افزائی کر رہی ہو اور دشمن کو اپنی منزل کا پتہ دے رہی ہو روکو اپنے چاند کو کہ اس لڑکی سے بات نہ کرے وہ لڑکی خطرناک ہے

نجانے مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ شبنم مجھے نقصان دے گی وہ مجھ سے میرا چاند چھین لے گی لیکن ایک طرف مجھے اپنے چاند پہ اعتماد تھا اور میں ہمیشہ اپنے شیطانی خیالات کو جھٹک دیتی لیکن چاند جب بھی کال کرتا شبنم کا ہی ذکر کرتا کہتا۔

سونو شبنم بیمار ہے وہ بہت پریشان رہتی ہے وہ روز مجھے کال کرتی ہے پلیز اس کے لیے دوا کیا کرو میں اندر ہی اندر تو ریزہ ریزہ ہو جاتی مگر چاند سے مسکرا کر کہتی کہ ٹھیک ہے مگر مجھے چاند کی باتوں میں

شبنم کا یوں ذکر وا ذ کا را چھا نہ لگتا
مجھے تیرے خلاف چلنے کا کوئی شوق نہیں ہے
مگر تیرے ساتھ کوئی اور چلے مجھے اچھا نہیں لگتا
چاند کی باتوں میں روز شبنم کا ذکر کا اضافہ ہوتا جارہا تھا جب بھی چاند شبنم کی بات چھیڑ لیتا تو میرا دل بجھ سا جاتا مگر چاند شبنم کی باتیں کر کے بہت خوشی محسوس کرتا اس لیئے میں چپ رہتی میں چاند کی باتیں کرتی
نوٹ
رہتی چاند جب بھی کال کرتا شبنم کا ہی ذکر کرتا اب تو مجھے چاند پر بھی شک ہونے لگا تھا کیوں کہ مجھے چاند کی باتوں سے شبنم کے پیار کی خوشبوں آنے لگی تھی میں چاند کو تو کچھ نہ کہتی مگر یہ بات ہمیشہ میرے دماغ میں گھومتی رہتی کہ شبنم کیسی ہوگی خوب صورت ہوگی کوئی جنت کی شہزادی ہوگی کوئی آسماں کی پری ہوگی یا پھر مقدر پہ راج کرنے والی کئی خوبصورت شہزادی جس نے چار مہینوں میں ہی اپنا بنا لیا ہے جب کے ہم تو چار سالوں میں اسے نہ جیت سکے
برسوں سجاتے رہے ہم کردار کو مگر
کچھ لوگ بازی جیت گے صورت سنوار کے
تمنا دید کی کرے موسیٰ اور جل جائے طور
عجب دشوار الفت ہے کرے کوئی بھرے کوئی
میں اپنے دل پے پتھر رکھ کر چاند کی باتوں کا جواب رہی اور کبھی کبھی تو چاند کی باتیں سن کر میری آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور چاند کے پوچھنے پر مسکرا دیتی اس دوران مجھ پر دکھوں کے بہت سے پہاڑ ٹوٹے ایک دن ہم بات کر رہے تھے کہ شبنم کی کال آ گئی تو چاند کہنے لگا سونو شبنم کی کال آ رہی ہے میں بعد میں کال کرتا ہوں چاند نے یہ کہہ کر میری کال کاٹ دی مجھے بہت افسوس ہوا کہ میری اہمیت کم ہوگئی ہے اور شبنم کی زیادہ مگر پھر میں نے یہ سوچ کر اپنے دل کو سمجھا لیا کہ اس میں چاند کی خوشی ہے اور جس میں چاند کی خوشی ہے اس میں میری خوشی ہے شبنم سے بات کر کے فری ہوتو مجھے کال کی اور کہا کہ سونو شبنم بہت پریشان ہے اور اس کی وجہ سے میں بھی پریشان ہوں میں نے یہ نہ سوچا کہ چاند کیوں پریشان ہے بلکہ میں خود بھی پریشان ہوگئی اور دعائیں کرنے لگی کہ اے اللہ اس لڑکی کو صحت عطا فرما اگر وہ ٹھیک ہوگئی تو میرا چاند خوش ہوگا اور اگر میرا چاند خوش ہوگا تو میں خوش ہوں گی اب تو ہروقت چاند بس شبنم کی باتیں کرتا شبنم کی تعریف کرتا میں ان کی خوشی کے لیے ہاں میں ہاں ملاتی رہتی ایک دن مجھے چاند کہنے لگا کہ سائرہ مجھے شبنم کہتی ہے مجھے تم اچھے لگتے ہو تم سے مجھے پیار ہونے لگا ہے مجھ سے رہا نہ گیا میں نے کہا کہ چاند تم یہ کیا کہہ رہے ہوں میں رونے لگی مگر چاند کہنے لگا کہ پگلی تم کیوں رو رہی ہو تم نے کیا سمجھ لیا کہ اگر شبنم کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے تو کیا مجھے بھی اس سے محبت ہوگئی ہے وہ چاہے لاکھ محبت کرے مجھ سے مگر میں تو صرف تمہی کو چاہتا ہوں ناں
تم ہی میری زندگی ہو تمہارے سوا میرا کوئی نہیں آ سکتا سونو چاند صرف تمہارا ہے چاند کی باتوں نے اور پیار بھری تسلیوں نے میری ہمت بڑھا دی اور شبنم کی تمام باتیں بھلا دیں لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میں دشمن کو کمزور سمجھ رہی ہوں چاند کہنے لگا کہ جانو فکر نہ کرو اب ہم بہت جلد ہی ایک ہو جائیں گے میں پگلی یہ بات چاند کے منہ سے پھولے نہ سمائی مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ اس کی ہنسی پیچھے آنسو کا کتنا بڑا ایک طوفان چھپا ہے یہ ہنسی مجھے مہنگی پڑے گی آہستہ آہستہ شبنم چاند کے قریب آتی گئی اور میں دور ہوتی گئی پہلے تو مجھے چاند کی باتوں سے شبنم کی خوشبو آتی لیکن مگر اب چاند کی باتوں سے بیوفائی کی خوشبو آنے لگی تھی میں چاند کی ہاں میں ہاں ملاتی گئی چاند کئی بار روٹھ جاتا تو میں اسے منا لیتی مجھے چند کی ایک بات اچھی لگتی کہ وہ اپنی غلطی ضرور مان لیتا تھا

اور سوری بھی کر لیتا چلو جو بھی ہے وہ ہے تو میرا
لوٹ تو آتا ہے

وہ جہاں بھی گیا لوٹا تو میرے پاس آیا
بس ایک یہی بات اچھی ہے میرے ہرجائی کی

اک دن بیٹھے بیٹھے چاند کا فون آ گیا میں نے بہت خوشی سے فون اٹینڈ کیا تو چاند بڑے غصے میں تھا کہ تم نے شبنم کو کس سے کال کروائی کہ چاند کی زندگی سے نکل جاؤ تمہارے سوا یہ کام کون کرسکتا ہے یہ سن کر میری آواز حلق میں اٹک گئی مگر میں بڑی ہمت اور حوصلے سے بات کی میں نے کہا کہ چاند دیکھو پہلی بات تو میرے پاس اس کا نمبر ہی نہیں دوسری بات مجھے کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی میں نے چاند کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ کسی طرح نہ مانا اور فون بند کر دیا میں بہت روئی آج مجھے چاند کی باتیں بیگانی سی لگیں لیکن اس بات سے میں اتنا تو سمجھ گئی کہ شبنم کوئی عام لڑکی نہیں ہے وہ چاند کو مجھ سے دور کر رہی ہے میں بہت پریشان تھی مگر کچھ نہ کر سکی کیوں کہ چاند ہمیشہ شبنم کی ہی باتیں کرتا تھا کیوں کہ وہ جب بھی کال کرتا اس کا سارا دھیان شبنم کی طرف تھا شبنم کی کال یا ایس ایم ایس آجاتا تو چاند میری کال کاٹ دیتا مجھے چاند کی کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ چاند شبنم کو کیا سمجھتا ہے دوست یا کچھ اور کہیں وہ چاند کی زندگی کا حصہ تو نہیں بن چکی کہیں چاند مجھے دھوکا تو نہیں دے رہا مگر پھر میں سوچتی ہوں پگلی تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا میں نہیں جانتی کہ چاند کیا کر رہا ہے ہمیشہ اسی کشمکش میں رہتی کہ چاند کس کا ہے اگر میرا ہے تو شبنم کے ایسا کیوں اگر شبنم کا ہے تو مجھ سے اور میرے دھوکا کیوں مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

کبھی اس کا کبھی اس کا کبھی میرا ہوا وہ شخص
اس نے حسن گنوا دیا تھا تجارت کرتے کرتے

کچھ ہی دنوں بعد مجھے خبر ملی کہ ایک کزن کی شادی ہے جس میں چاند کی فیملی بھی شرکت کر رہی تھی میں نے چاند سے کہا کہ آپ ضرور آنا مجھے بہت خوشی ہوئی کہ شادی پر چاند اکیلا ہی آیا مگر ہم سب ہی گئے تھے

سب گھر والوں نے چاند کو بڑے اچھے طریقے سے دیکھا تو مجھے بہت اچھا لگا ایک طرف تو مجھے اپنے محبوب سے ملنے کی خوشی تھی اور دوسری طرف اپنے چاند کے چھن جانے کا غم بھی تھا لیکن اپنے چاند کو سامنے دیکھ کر میں زمانے کے غم بھول گئی میرے چارسو بہاریں لگیں پنچھی گنگنانے لگے مجھے اپنے دل کے موسم کے سب موسم دل فریب لگنے لگے اس کے دیدار کا اثر تھا کہ میرا دل اس قدر مسرور ہو گیا میرے چہرے پر ہمیشہ رہنے والی سنجیدگی رخصت ہو گئی اور اس کی جگہ مسکراہٹ نے لے لی لیکن میں کیا جانتی تھی کہ میری محبت پر زوال آنے والا ہے کس قدر عجیب ہوتے ہیں یہ محبت کے لمحات بھی کچھ دیر بعد چاند میرے پاس آیا اور کہنے لگا

کیسی ہو سائرہ میں نے کہا میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں میں بھی ٹھیک ہوں ہم سب مل کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے شام کو چاند نے ہمارے ساتھ ہی ہمارے گھر آنا تھا ہم بائیک پر بیٹھنے لگے تو چاند کہنے لگا سائرہ ذرا یہ موبائل میں میں نے ابھی موبائل پکڑا ہی تھا کہ شبنم کا میسج آ گیا کہ میری بہن کہتی ہے تم تو اتنی موٹی اور تمہارا رانجھا تو بہت سمارٹ ہے میں میسج پڑھ کر حیران رہ گئی میں نے اس کے بعد اس کے کئی میسج آتے رہے میں اوپن نہیں کیئے گھر پہنچ کر میں نے چاند سے کہا کہ آپ کی ہیر کے میسج آ رہے ہیں میں نے موبائل چاند کو دیا اور خود کمرے میں جا کر دروازہ بند کر دیا اور رونے لگی مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ چاند میرے ساتھ ایسا کر سکتا ہے

جس شخص کی میں نے روح سے عبادت کی جس کو میں نے محبت کا دیوتا بنا کر پوجا کی وہ مجھے دھوکا دینے کی سوچ بھی کیسے سکتا ہے کیا چاند ایسا کر سکتا ہے سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہورہا تھا لیکن مجھے اپنی محبت پر پورا بھروسہ تھا

اپنی محبت پہ فقط اتنا بھروسہ ہے مجھے
میری وفائیں اسے کسی اور کا ہونے نہیں دیتی

تھوڑی دیر بعد چاند میرے کمرے میں آیا اور کہنے لگا سائرہ تم نے شبنم کے سبھی میسج پڑھ لئے میں نے کہا تم نے تو کہا تھا شبنم صرف میری دوست ہے

بولا سائرہ ایسی کوئی بات نہیں ہے بس کرو چاند کب تک کرو ایسا کب تک دو گے مجھے دھوکا کب تک بناؤ گے مجھے بیوقوف میں زور زور سے رونے لگی نجانے چاند کے دل میں کیا آیا بہت پریشان ہوا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا سائرہ مجھے معاف کردو

چاند کا میرے آگے ہاتھ جوڑنا میں اپنی محبت کی توہین میں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہ کرسکی میں نے سوچے سمجھے بغیر چاند کے ہاتھ تھام لئے میرے آنسو بے ختیار نکلے جارہے تھے چاند نے میرے آنسو صاف کئے اور کہنے لگا کہ سونو تم میری پہلی اور آخری محبت ہو میری ندگی ہو اگر میں چاند ہوں تو تم کرن ہو اا اگر میں پھول ہوں تو تم خوشبو ہو اگر میں دل ہوں تو تم اس میں دھڑکنے والی دھڑکن ہو تمہارے بغیر میری زندگی بالکل ادھوری ہے بے ذائقہ ہے سونو ہم بہت جلد ایک ہوجائیں گے

مجھے چاند کی باتیں سن کر شبنم کا دیا ہوا ہر دکھ بھول گیا ٹھیک ہے چاند اب تم سو جاؤ اگلی صبح چاند نے واپس گھر جانا تھا ہم صبح باتیں کررہے تھے چاند کہنے لگا سونو میں تمہیں اک سرپرائز دینا چاہتا ہوں اپنی آنکھیں بند کرو میرے الفاظ چاند کے کانو تک جا پہنچے شبنم کی تصویر دیکھانا وہ بولا تمہیں کیسے پتہ مجھے میرے دل نے بتایا اس پر چاند مسکرادیا

اور کہنے لگا سائرہ میں تمہیں وہ اس پر چاند مسکرا دیا چاند کہنے سائرہ میں تمہیں وہ پیار نہیں دے پایا جو دینا چاہئے تھا اور سائرہ کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے جیسے مجھ سے زیادہ تو مجھے جانتی ہے میں خاموش رہی چاند نے مجھے شبنم کی تصویر دیکھائی شبنم ایک خوبصورت لڑکی تھی چاند نے پوچھا کہ کیسی ہے میں نے کہا بہت اچھی آپ کو اچھی لگتی ہے تو مجھے بھی اچھی لگی میں خاموش ہوکر اندر چلی گئی

چاند خاموش ہوکر بیٹھ گیا مگر اس نے میرے اندر بھڑکنے والی آگ اٹھنے والا طوفان اور بہنے والے نہ دیکھے میں بہت کوشش کی مگر یہ ناسمجھ آنکھیں کب سمجھتی ہیں

کسی نے ہم سے کہا تیری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں
ہم نے کہا تیز بارش کے بعد موسم پیارا ہو ہی جاتا ہے

شام کو چاند نے واپس گھر جانا تھا چاند کا میرے بھائی سے ملتے وقت بھائی نے مذاق میں کہا دیکھ میری بہن کو رولانا مت اسکو کبھی دکھ نہ دینا وہ مجھے بہت پیاری ہے اگر تم نے اسے دکھ دیا تو میں تمہاری جان لے لوں گا یہ بات سن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے اے کاش میری زندگی بھی میرے بھائی کو لگ جائے

کس قدر خیال ہے اس کو میری خوشیوں کا خیال تو میرا سبھی کرتے ہیں لیکن چاند نے میرے بھائی کی بات کو مذاق سمجھا ایک بھائی نے تو اپنا فرض نبھادیا لیکن جب پیار کی باری آئی تو چاند اپنی تیاری میں لگ گیا میں نے چاند کو بالکل محسوس نہ کروایا کہ میں چاند سے خفاء ہوں کیوں کہ میں نہیں

چاہتی تھی کہ چاند یہاں سے پریشان ہو کر جائے
چاند رخصت ہونے لگا تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات چھڑ گئی ایک وہ دن تھا جب ہم لاہور سے آرہے تھے تو چاند کی آنکھوں میں آنسو تھے چاند کو مجھ سے بچھڑنے کا غم تھا
آج اس کی جدائی کا غم مجھے اندر ہی اندر کھائے جارہا تھا میرا دل چاہتا کہ چاند میری آنکھوں سے دور نہ ہو مگر چاند کو مجھ سے بچھڑنے کا ذرہ بھی غم نہ تھا یہ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے چاند ہمارے گھر سے رخصت ہو گیا وہاں جا کر چاند نے مجھے کال کی اگلے دن پھر کی پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا
ہر روز شبنم کی باتیں چاند باتوں ہی باتوں میں ایسی بات کر جاتا کہ میں ٹوٹ کر رہ جاتی مگر برداشت کرتی چاند کو محسوس نہ ہونے دیتی اور کبھی کبھی اپنے موبائل پہ دکھی دکھی سونگ لگا کر سنتے سنتے سو جاتی یہ دو گانے جو میں اکثر چاند کی یاد میں سنا کرتی

ا۔ چنا دور ہونداہوندا یویں دور ای نہ ہو جاویں
۲ نااک ہی ہو سکدے نہ وکھ ہی رہ سکدے
کتھے سانوں تیراانکار لے کہ آ گیا
کیہو جئے موڑ اُتے پیار لیکے آ گیا

ایک رات میں سونے ہی والی تھی کہ چاند کی کال آ گئی رات کے دس بج چکے تھے سائرہ میں مشورہ لینا چاہتا ہوں میں نے کہا۔
جی بولیں کیا بات ہے میں کیا جانتی تھی کہ یہ میرے خوبوں میری خواہشوں میرے جذبات کا سودا کرے گا میری محبت کی آزمائش تھی میرے پیار کا امتحان تھا چاند کے لب کھلے تو بولا سائرہ میں شبنم کو اپنانا چاہتا ہوں
مجھے ا[illegible] ایسا لگنے لگا کہ جیسے میرے اندر کچھ ٹوٹ گیا ہو جس کی کرچیاں میری آنکھوں میں گھٹا بنکر چھانے لگیں چاند کا عکس میری آنکھوں میں دھندلانے لگا
مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا میں نے چاند سے کہا کیا تمہیں بھی شبنم سی محبت ہو گئی ہے تو چاند کہنے لگا ہاں سائرہ شبنم مجھے اچھی لگتی ہے مجھے اس سے ہمدردی ہے میں اسے اپنانا چاہتا ہوں میں نے کہا چاند جو وعدے ہم نے مل کر کیئے ہیں جو کسمیں ملکر کھائی ہیں جو محبت تم نے مجھ سے کی تھی چاند بولا وہ میری بھول تھی میرا دل چاہا میں دھاڑیں مار مار کر روؤں مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ چاند نہیں اسکے اندر کوئی اور بول رہا ہو اور وہ شبنم کی محبت تھی
اس سے پہلے چاند کچھ اور کہتا میں نے فون کاٹ دیا مگر میرے کانوں میں مسلسل ایک آواز گونجے جا رہی تھی
کہ چاند میرا چاند میرا ہے مگر کب تک مجھے شبنم کی محبت جیتتی ہوئی نظر آرہی تھی اور اسکی قسمت بھی شاید جیت گئی میں حیران تھی کہ میں چاند کو اتنا پیار دینے کے بعد بھی جیت نہ پائی اور شبنم نے کچھ ہی دنوں میں چاند کو پالیا

ہم سے ساری عمر ہی غلطیاں ہوتی رہیں
دھل چہرے پہ تھی اور ہم آئنہ صاف کرتے رہے

میں ہمیشہ سوچتی کہ شبنم نے ایسا کون سا جادو چاند پر کیا ہے جو چاند اسی کے گیت گاتا ہے
میں سوچنے لگی کہ اگر چاند کی نظر میں میری محبت میرا پیار اسکی بھول تھی تو میں کیوں کر اس سے بات کرتی ہوں دوبارہ جب چاند کا فون آیا تو میں نے کہا اگر تیری نظر میں میرا پیار بھول ہے تو کیوں کرتے ہو مجھے کال کیوں بیتے لمحے یاد دلاتے ہو کیوں میرے دل کے زخموں کو ہوا دیتے ہو

دوبارہ رابطہ نہ کرنا پلیز میں بھی کوشش کروں گی کہ تمہیں بھول جاؤں

میں اسے بھول جانے کی کوشش کروں گی
وعدہ نہیں کرتی مسکرانے کی کوشش کروں گی
اسکا ذکر ہو محفل میں اور آنکھ نم نہ ہو
رک نہ سکیں گے آنسو مگر روک پانے کی کوشش کروگی

اے آنکھ چلو خوابوں کی دنیا میں چلیں
میں سو تو نہیں سکتی مگر سو جانے کی کوشش کروں گی

یہ میرے بس کی بات نہیں کہ اسے بھول جاؤں
کنول پھر بھی خود کو آزمانے کی کوشش کروں گی

میں نے چاند سے بات کرنا چھوڑ دی پورا ایک مہینہ گزر گیا اس دوران چاند کی کئی بار کال آئی مگر میں رسیو نہ کرتی وہی آواز جیسے سنے بغیر مجھے چین نہیں آتا تھا راتوں کو نیند نہ آتی آج مجھے اس آواز سے نفرت سی ہو گئی تھی

میں سوچتی کہ وہ چاند جس سے میں نے اتنی محبت کی اپنے دل میں اپنے لئے بھی محبت نہ چھوڑی اس نے یہ صلہ دیا میری محبتوں کا یہ سوچ سوچ کر میرے دل سے بس ایک ہی آواز نکلتی

وہ کتنا مہربان تھا کہ ہزاروں غم دے گیا
ہم کتنے خود غرض تھے جو کچھ نہ دے سکے محبت کے سوا

چاند اب مجھ سے بالکل بیگانہ ہو چکا تھا میں نے اب بھی اس کی کال رسیو نہ کی تھی

میرا دل تو چاہتا تھا کہ چاند سے بات کروں مگر میں اپنے دل کو روک لیتی رو رو کر اپنا سارا غبار نکال لیتی اور یہی سوچ کر اپنے دل کو تسلی دیتی کہ شاید چاند میرے ہاتھوں کی لکیروں میں نہیں شائد چاند میرا مقدر نہیں اور اپنے دل کو سمجھاتی کہ اے دل ہر خواب تعبیر نہیں پاتے کچھ خواب آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ بھی جایا کرتے ہیں

نہ رو میرے دل ہر خواب تعبیر نہیں پاتا
جسے ملنے کو دل چاہے وہ ملنے نہیں آتا
دل کو کھلونا سمجھ کر توڑ دیتے ہیں
دل توڑنے والوں کو کوئی نہیں سمجھاتا
تمہارا چاند سا چہرہ مجھے بھول نہیں پاتا
تمہیں دیکھے بن دل کو چین نہیں آتا
زخم دل اتنے گہرے ہیں گہرے ہیں کہ بھرتے نہیں
جیسے تونے خنجر چلائے کوئی چلا نہیں سکتا
تم سے محبت کی تمہیں اپنا بنانے کے لیے
تم نے تنہا چھوڑ دیا غم اُٹھانے کے لیے

ہر وقت سنجیدہ سا رہنا میری عادت سی بن گئی کوئی کچھ پوچھے تو جواب دینا ورنہ خاموش رہنا اس دوران ہمارے گھر میں اچھے اچھے رشتے بھی آئے مگر میرے گھر والے یہ سوچ کر انکار کر دیتے کہ یہ چاند کو پسند کرتی ہیا ور میں شادی سے انکار کر دونگی لیکن مجھ سے کسی نے مشورہ لینے کی زحمت ہی نہ کی اگر کوئی مجھ سے پوچھتا تو میں پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی

پتھر تراشتے تراشتے کٹ گئیں انگلیاں میری
جب مجسمہ یار بنا تو خریدار آ گئے

میری آنکھوں میں آنسو کا طوفان چھپا رہتا میں اس انتظار میں رہتی کہ کوئی چاند کی بات چھیڑے اور کب میری پلکوں کا بوجھ ہلکا ہو کب میرے دل کے اندر اٹھنے والے طوفان تھمیں مگر مجھ سے کسی نہ پوچھا اور میری اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کسی کے سامنے اپنے لب کھول سکوں میں نے کئی بار کوشش کی

کتنا آسان ہے کسی کو اپنا کہنا اے دوست
جب تقدیر فیصلے سناتی ہے رویا بھی نہیں جاتا

میں نے کئی بار سوچا کہ ماں سے کہہ دوں کہ ماں میری محبت کی کشتی تو ساحل پر پہنچنے سے پہلے ہی

ڈوب گئی ہے ماں میں نے اپنی منزل کھو دی ان پاگل آنکھوں سے کئی بار کہا کہ ماں کے سامنے برس جاؤ مگر یہ اندر ہی اندر آنسوؤں کا طوفان لئے بیٹھی ہیں کئی بار ان بیکار حسرتوں سے کہا کہ نکل جاؤ اب بھر چکا ہے میرا دل

ان حسرتوں سے کہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ نہیں ہے دل داغدار میں

میرا یہ پاگل دل ہمیشہ کہتا یہ نقش مٹائے نہیں جاتے کئی بار اس پگلی آنکھوں سمجھا اس کے خوابوں کو چھوڑ دے مگر میں چاند کو بھولنے میں ناکام تھی۔

پندرہ نومبر کی اک منحوس شام تھی کہ مجھے خبر ملی کہ چاند کی منگنی شبنم سے ہوگئی میرے گھر والوں کو یقین نہ آیا وہ حیران رہ گئے کیوں سب جانتے تھے کہ چاند میرا ہے مگر میں تو جانتی تھی کہ وہ کب کا کس کے لبوں کی مسکراہٹ بن چکا ہے کس کی حنا کا رنگ بن چکا ہے سب حیران تھے مگر مجھے یقین تھا کہ میرا چاند خاش ہے میرا جی چاہا کہ آج اتنا روؤں کہ میرے دل کا سارا غبار دھل جائے۔

میں وقت کی دہلیز پہ اک کھٹ پتلی کی طرح کھڑی ہوئی تھی زندگی کا تماشا دیکھتی رہی میں پاگل دنیا سے بیگانی تھی مجھے کچھ خبر نہ تھی کون آیا کون گیا آج خودکشی حرام نہ ہوتی تو میں چاند اور شبنم کی زندگی سے کب کی دور جا چکی ہوتی میرے گھر والوں نے مجھے سنبھالے رکھا میرا بہت خیال رکھا مگر میں چاند کو اک پل کے لیے بھی نہ بھولا سکی

جس طرف بھی دیکھوں تیرا عکس میسر ہے آنکھوں کو
یہ ہر کوئی تم جیسا ہے یا سارا جہاں تم ہو

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ چاند کی کال آئی کہتا کہ تم لوگ کیوں شبنم کو کالز کر کر کے تنگ کرتے ہو یہ کام تم لوگوں میں سے کوئی کر سکتا ہے یہ سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکنے لگی۔

چاند یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں نہیں جانتی کون کرتا ہے مگر چاند کسی طرح نہ مانا کہتا۔

تمہاری فیملی میں سے کرتا ہوگا کوئی یہ بات سن کر مجھے بہت غصہ آیا میں نے کہا۔

دیکھو چاند تم نے اور شبنم نے مجھے بہت دکھ دیے ہیں میں نے برداشت کیے مگر میں اپنی فیملی کے متعلق اک لفظ بھی نہیں سن سکتی اگر میں ایسا کرنا ہوتا تو بہت پہلے کر چکی ہوتی تمہیں تمہاری شبنم مبارک ہو اور دوبارہ کبھی کال نہ کرنا یا میسج کر کے یہ احساس مت دلانا کہ کوئی چاند میری زندگی میں آیا تھا یہ کہہ کر میں نے فون تو بند کر دیا میرا دل اشکوں کا سمندر ہو گیا

جن میں چمکتے تھے کبھی وفا کے موتی
یقین مانو وہ آنکھیں بے وفا نکلیں

اس کے بعد چاند نے تو کبھی کال نہ کی مگر میں چاند کی جدائی میں دن رات سلگتی رہی تڑپتی رہی میں کبھی کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر چاند کو میسج بھی کر دیتی مگر وہ کوئی جواب نہ دیتا آج میں نے ایف اے کر لیا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھر میں ٹیوشن پڑھاتی ہوں ان کے ساتھ دل لگا ہوا ہے اگر چاند اور شبنم میرے سامنے آئیں تو میرا ان سے ایک ہی سوال ہوگا کہ شبنم تم بھی ایک لڑکی ہو تمہارے سینے میں دل ہے اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا شخص آئے جس کی تم نے روح سے عبادت کی ہو جس سے تم نے دل سے محبت کی ہو بچپن سے کفالت کی ہو اور جب وہ جوان ہو جائے تو کوئی تم سے اسے چھین لے تو تم پر کیا گزرے گی

شبنم مجھے جواب ضرور دینا اور چاند سے میرا یہی سوال ہوگا کہ چاند میری میں کون سی کمی تھی جو تم نے مجھے آنسوؤں کے سمندر میں انجان لہروں کے حوالے کر دیا لیکن چاند میری پھر بھی ایک ہی دعا

ہے کہ تم صدا خوش رہو اپنی شبنم کے ساتھ صدا مسکراتے رہو

جانے وہ کون سی مجبوریوں قیدی تھا
وہ چھوڑ گیا تنہا تو اسے بیوفا نہ کہو

قارئین یہ تو تھی میری درد بھری داستاں آج چاند اپنی زندگی میں بہت خوش ہے لیکن چاند کی یادیں مجھے ایک پل کے لیے بھی اکیلا نہیں ہونے دیتی میرے لبوں پر ایک ہی صدا گونجتی ہے کہ

اپنی یاد کو روک پیا۔ اپنی یاد کو روک پیا
اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی میں چاند کو نہیں بھلا سکی وہ ہر وقت میرے آس پاس ہوتا ہے

قارئین دوعا کیجئے گا کہ میں چاند کو بھولنے میں کامیاب ہو جاؤں

میں کیسے مان لوں کہ میری آنکھوں میں کوئی عکس نہیں
میں جب بھی روتی ہوں تو کسی کے ہنسنے آواز آتی ہے

قارئین یہ تو تھی تحریر معصوم سائرہ کی آپ نے سنی قصور کس کا تھا غلطی کس کی تھی شبنم کی جس نے سب کچھ جاننے کے باوجود بھی چاند کو پیار کی دعوت دی۔ یا چاند کی جس نے شبنم اور سائرہ دونوں کو دھوکے میں رکھا۔ یا پھر سائرہ کی جس نے چاند پر اندھا اعتماد کیا اور بے پناہ محبت کی جس کے بدلے میں اسے بیوفائی تحفے میں آنسو آہیں اور یادوں کی سوغات ملی

آپ کی رائے کا بے چینی سے انتظار رہے گا

جھلسے ہیں کبھی سپنے آسماں سے پوچھ لو تم
سب چھوڑ گئے اپنے اس جہاں سے پوچھ لو تم
مرجھائے ہیں قسمت کے گلشن کے
کبھی پودے
نہیں شکوہ بہاروں سے بوستاں سے پوچھ لو تم

مشکل ہے میرا جینا ہر سانس اٹکتی ہے
مجھ میں میرا کچھ بھی نہیں بت بیجاں نے پوچھ
لو تم
جس نے بدلی دنیا میرا جیون بدل دیا
ان سارے سوالوں کو مہرباں سے پوچھ لو تم

کشور کرن۔ پتوکی۔

اپنے چہرے کو اپنے ہی اشکوں سے دھو لیتے ہیں
ہو جائے دیر تو منزل کو کھو دیتے ہیں
اپنے جیون میں نہیں پایا کبھی کوئی سایا
ہر بار آس کے پودے کو بو دیتے ہیں
آج تک کچھ نا دیا مجھ کو ان عزیزوں نے
جو مانگوں ملتا نہیں جو نہ مانگوں تو دیتے ہیں
اب تو حیران ہوں میں جیون کے نرالے کھیلوں پہ
کہیں جھکایا کہیں گرا وہ دیتے ہیں
کرن بھلاؤں میں کیسے گزرے ماضی کو
یاد آتے ہیں وہ لمحے تو رو دیتے ہیں

کشور کرن۔ پتوکی۔

جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا۔

سفیان۔ پتوکی

ان اونچی عمارتوں نے میرے گھر کو چھپا لیا
لوگ میرے حصہ کا سورج بھی کھا گئے

شاہد پتوکی

ماں سے پیار کا اظہار

❖ ...... میری امی جان بہت اچھی ہے اور مجھے ان سے بہت زیادہ پیار ہے خدا ان کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔ (عبارت علی، ڈی آئی خان)

❖ ...... میری ماں دنیائے عظیم کی بہترین ماؤں میں سے ایک ہے میرا سب کچھ ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میں پردیس میں رہ کر اپنی ماں کو بہت یاد کرتا ہوں۔ (عبدالرشید صارم اوڈ، سعودی عرب)

❖ ...... ماں ایک جنت کا دروازہ ہے اگر کوئی دروازے کو راضی کر لے جنت خود بخود آواز دے گی۔ (اللہ دتہ، مری کینٹ)

❖ ...... ماں ایک ایسی ہستی ہے کہ دنیا کے تمام قلم کاغذ لے کر تعریف لکھی جائے کم پڑ جائے گی۔ (ڈاکٹر سجاد، پشاور)

❖ ...... ماں سے تو پیار کا اظہار کرنا بہت مشکل ہے خدا کی سب سے بڑی دی ہوئی دولت ہے اور بیٹوں کا سہارا ہے ماں۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

❖ ...... ماں تو ماں ہوتی ہے۔ (محمد نعیم کروڑہ، شانگلہ)

❖ ...... ماں کے بارے میں جتنا بھی لکھوں کم ہے کیونکہ ماں جیسی ہستی کوئی نہیں ہے ماں تجھے سلام او ماں۔ (نوید ملک، گولارچی)

❖ ...... مجھے اپنی ماں سے دینا کی ہر چیز سے بڑھ کر پیار ہے کیونکہ ماں کا رشتہ سب رشتوں سے پیارا رشتہ ہے۔ (مولانا عبدالغفور نقشبندی، حافظ آباد)

❖ ...... ماں جیسی ہستی اس دنیا میں کہاں مجھے اپنی ماں سے بہت پیار ہے میں اپنی ماں سے جدا ہوں تو وہ مجھے شدت سے یاد آتی ہے۔ (رخسانہ صادق، بستی جلیل)

❖ ...... ماں میں ساری عمر بھی اگر آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں آپ کا احسان نہیں اتر سکتا ماں جی۔ (جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

❖ ...... ماں کی مثال ایک پھول جیسی ہے جس کی خوشبو سارے گھر کو مسحور کر دیتی ہے میری ماں بھی پھول ہے میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

❖ ...... ماں ایک عظیم ہستی ہے جو دسمبر کی سرد راتوں اور جون کے سخت گرم دنوں میں اپنی اولاد کے لیے جان نچھاور کرتی ہے اور انہیں سکون فراہم کرتی ہے۔ (عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

❖ ...... میری ماں بہت اچھی ہے ماں جب گھر میں نہیں ہوتی تو گھر ویران سا ہوتا ہے ماں تو دل کی دھڑکن ہے میری دعا میری ماں سدا خوش رہے۔ (کومل آفریدی، سرگودھا)

❖ ...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ ماں دنیا کا سب سے حسین پھول ہے جس کی خوشبو پورے گھر میں مہکتی ہے۔ (ایم وکیل عامر جٹ، ساہیوال)

❖ ...... ماں وہ عظیم شخصیت ہے جو اپنی اولاد سے بغیر کسی لالچ کے پیار کرتی ہے اللہ تعالیٰ سب کی ماؤں کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ (رانا

نذیر عباس زخمی، منڈی بہاؤالدین)

❖ ...... تو ہی تو جنت میری تو ہی میرے دل کا قرار ماں میرا جہاں ماں میرا پیار میری ماں جنت کا پھول ہے۔ (شہزاد سلطان کیف، بھمبر AK)

❖ ...... کی اپنی ماں اور باپ کو دنیا کی سب سے بڑی ہستی سمجھتا ہوں اللہ کے بعد میرے لیے وہ ہی میرا آسرا ہیں، وہ ہی سب کچھ۔ (محمد قاسم لاشار بلوچ، گنداواہ)

❖ ...... اے میری پیاری امی جان بے شک تجھ سے دور ہوں لیکن جسم میں دوڑتا خون کا اک اک قطرہ تیرے لیے ہے یہ جان تجھ پر نثار ہے، سدا مسکراتی رہو۔ ماں جی۔ (مجید احمد جائی، ملتان)

❖ ...... ماں ایک پھول ہے جس کی خوشبو ہر وقت محسوس ہوتی ہے۔ (نامعلوم)

❖ ...... دعا کرنا میری ماں کو اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ عطا فرمائے میرے دوستو میری ماں دنیا میں نہیں اور میں نے آخری بار ان کا چہرہ بھی نہیں دیکھا آئی مس یو ماں۔ (حسین ہاشمی)

❖ ...... میں اپنی ماں سے بے حد پیار کرتا ہوں لیکن میری ماں اس دنیا میں نہیں ہے۔ (ایس دکھی، دوکوٹہ)

❖ ...... میں لکھ ہی نہیں سکتا کہ ماں سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ (ایم عاصم، چوک متیلا)

❖ ...... جواب عرض کے دوستوں سے گزارش ہے کہ ماں کی زندگی میں ماں سے پیار کریں تا کہ ماں کے مرنے کے بعد افسوس نہ ہو۔ (فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

❖ ...... اے ماں تیرے ہی دم سے میں ہوں میری کل کائنات میری ماں ہے میں جب تنہا ہوئی تو ماں کی محبت نے آغوش میں لے لیا۔ (عشقیا، اٹک)

❖ ...... میں اپنی والدہ سے والہانہ محبت کرتا ہوں۔ میری ماں نے بیماری کی حالت میں بھی ہم بچوں یعنی بہن بھائیوں کی خاطر محنت کی۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

❖ ...... میری پیاری ماں آج نیا سال 2013ء لگا آپ کو ہم سے بچھڑے ہوئے ایک اور سال بھی گزر گیا کاش ماں آپ ہمارے ساتھ ہوتیں۔ (سونیا آفریدی، گجرات)

❖ ...... ماں سے پیار کا اظہار کیلئے انسان ساری عمر لکھتا تو بھی کم ہے اس کام میں اظہار کر سکتا ہے کوئی ہم دعا کر سکتے ہیں ماں کیلئے۔ (عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

❖ ...... ماں کا پیار سمندر کی گہرائی سے بھی زیادہ ہے ماں گھر میں نہ ہو تو گھر ویران لگتا ہے۔ (ڈاکٹر سجاد، پشاور)

❖ ...... میری ماں میری کامیابی کا ذریعہ ہے میری ماں کی دعاؤں سے میں آج بہت خوش زندگی بسر کر رہا ہوں اللہ میری ماں کو ہمیشہ تندرست رکھ۔ (منظور اکبر تبسم، جھنگ)

❖ ...... ماں کے بارے میں کیا لکھوں جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے اس لیے خدا نے ماں کے قدموں میں جنت کا نام دیا ہے۔ (مدثر احمد ولد بشیر احمد، نیلم نگدر)

❖ ...... میری ماں اور سب دوستوں کی ماں آپ سب کو سلام ماں جنت کی ہوا میری قلم میں طاقت نہیں ہے ماں تو ماں ہے آئی مس یو ماں۔ (ولی اعوان گولڑوی، لاہور)

❖ ...... ماں محبت کا وہ پیکر ہے جس کی ہم ساری زندگی بھی خدمت کرتے رہیں تو پھر بھی اس کی محبت کا احسان نہیں دے سکتے۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

❖ ...... ماں نہ ہوتی۔ دنیا میں پیار نہ ہوتا، شفقت نہ ہوتی، چھاؤں نہ ہوتی، قدم نہ ہوتے اور ان قدموں تلے جنت نہ ہوتی۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست حماد ظفر سے جو میرے کلاس فیلو ہیں میں کلاس میں ان کو اپنا جو شعر سناتا ہوں وہ پسند نہیں کرتے ہادی بھائی خدا کیلئے میرے جذبات سمجھا کریں۔ (رانا نند عباس زخمی۔ (منڈی بہاؤالدین)

مجھے شکوہ ہے انور ساجد سے کہ وہ میرا کام نہیں کرتے مجھے آپ کی اشد ضرورت ہے خدا کیلئے میرا کام جلدی جلدی کر دیں۔ (انعم نذیر چاند، وہاڑی)

مجھے شکوہ ہے رانی سے رانی تم نے کیوں مجھے بھلادیا تم تو کہتی تھی کہ عامر تم ہی میری زندگی ہو پھر کیوں بے وفائی کی۔ (ایم وکیل عامر جٹ، ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے میرے خان جی سے جو مجھے بات بات پر ستاتا ہے اور میرے ساتھ بات بہت کم کرتا ہے خان جی ایسا کرو گے تو تمہاری سویٹی مر جائے گی آئی لو یو۔ (کومل آفریدی، سرگودھا)

مجھے شکوہ ہے گردش ایام سے تقدیر سے اپنے قصور سے جس نے مجھے چھوٹی سی عمر میں اپنی تمام تر تلخیوں سے آشنا کر دیا۔ (مظہر نظیر، مانسہرہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو موبائل پر گندے گندے ایس ایم ایس لکھتے ہیں نماز نہیں پڑھتے، والدین کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (ایس انمول، بھابھڑہ)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں اور نہ ہی کسی سے شکوہ کرنا چاہیے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے گزر بسر کرنی چاہیے۔ (مٹھو محمد رشید تنہا، چنیوٹ)

مجھے شکوہ ہے کبھی کبھی اپنے آپ سے کیوں اپنے سے گلے کرتا رہا اب جو نصیب میں تھا مل گیا ہے اب شکر اس ذات کا۔ (شہزاد سلطان کیف، بھمبر AK)

مجھے شکوہ ہے میں کسی سے بھی شکوہ نہیں کرتا اگر آپ کو مجھ سے کوئی بھی شکوہ ہے تو آپ کر سکتے ہو میرا کیا ہے میں تو شکوہ نہیں کرتا آپ کو اجازت ہے۔ (محمد لقمان اعوان، شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے شکوہ کسی سے نہیں جو انسان شکوے کرتا ہے وہ میرے خیال میں زندہ دل نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سجاد، پشاور)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی سے پیار کے وعدے کر کے بھول جاتے ہیں۔ (اشفاق دکھی، 139)

مجھے شکوہ ہے مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو محبت کے نام پر کسی کی زندگی برباد کرتے ہیں۔ (ایم عاصم، چوک متیلا)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو اپنے دوستوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ پلیز دھوکہ نہ کریں۔ (فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

مجھے شکوہ ہے مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے محمد فیاض غوری سے جس نے فوجی بستی سے سبزی کا کام چھوڑ کے اسلامی کالونی میں ٹی سٹال پر کام شروع کر دیا ہے۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

مجھے شکوہ ہے ثناء مانا والا والی سے جو چار دن دوستی کر کے اب اپنا نمبر بند کر دیا ہے خدا را اپنا نمبر کھولو اگر دوسرا نمبر ہے تو وہ دے دو۔ (محمد قاسم لاشار بلوچ، گنداواہ)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکوں سے جو خدا سے شکوہ کرتے ہیں پلیز خدا سے شکوہ نہ کیا کریں خدا جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ (پرنس عبدالرحمٰن، نمین رانجھا)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو وقت برباد کرتے ہیں اور آوارگی بے ہودگی میں لگے رہتے ہیں ہوس پرستی کو محبت کا نام دیتے ہیں اور معصوم کلیوں کو مرجھا کر بدنامی کا طوق پہناتے ہیں۔ (مجید احمد جائی، ملتان)

مجھے شکوہ ہے انکل جی آپ میرے کام میں دیر کر رہے ہو آپ کی بیٹی کو آپ کی بہت زیادہ ضرورت ہے میرا کام جلدی کریں دیر ناں لگائیں آپ کی بیٹی کو اس وقت آپ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ (انجم نذیر چاند، وہاڑی)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو میرے بتانے پر بھی میری سالگرہ پر نہ آئے کیوں غزالہ جبرائیل فرح عمر دراز، آمنہ آکاش ناراض ہیں۔ (سونیا آفریدی، گجرات)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو کسی کے سچے جذبات کی قدر نہیں کرتے آخر کیوں ایسا کرتے ہیں کیا ان کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

مجھے شکوہ ہے ارمان سنگم سے جس نے مجھ سے رابطہ ختم کر دیا ہے پلیز میری زندگی میں لوٹ آؤ میں نے کبھی کسی سے آپ کا گلہ نہیں کیا دنیا فریبی ہے۔ (منظور اکبر تبسم، جھنگ)

مجھے شکوہ ہے پیار میں بیوفائی کرنے والوں سے اور جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہیں کرتے۔ (ولی اعوان گولڑوی، لاہور)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کتابوں کے درمیان سے صفحے پھاڑ کر کتابوں کو نامکمل کر کے پڑھنے والوں کا مزہ قرقرہ کر دیتے ہیں۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

مجھے شکوہ ہے ان رائٹرز سے جو میری مجبوری ہیں سمجھ رہے دوستو اگر میں پاکستان ہوتا تو آپ دوستوں کی ہر خواہش پوری کرتا میرے ادنیٰ سے انعام کو اعزاز سمجھو۔ (عبدالرشید صارم اوڈ، سعودی عرب)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں دوست ہی نہیں تو شکوہ کیسا۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو محبت کا دعویٰ کر کے چھوڑ جاتے ہیں اپنے دوستوں کو پریشان اور غمگین کرتے ہیں۔ (مولانا عبدالغفور نقشبندی، حافظ آباد)

مجھے شکوہ ہے آمنہ لاہور، راحیلہ فرح حنا، سونیا آفریدی، چندہ نازیہ سے جو رات بھر تنگ کرتی ہیں۔ (جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

مجھے شکوہ ہے صدف ناز سے پتہ نہیں کہاں غائب رہتی ہے۔ (محمد نعیم کروڑہ، شانگلہ)

مجھے شکوہ ہے اے سے کہ وہ میری باتوں پر یقین نہیں کرتا اور ایک بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کے مجھے بھولاتا جا رہا ہے اے ایسا مت کرو وقت آنے پہ سب ٹھیک ہو جائے گا انشاءاللہ ابھی وقت نہیں ہے۔ (انجم نذیر چاند، وہاڑی)

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

✦ ...... میرا بہترین دوست غلام مصطفیٰ ہے مگر آجکل رابطہ ذرا کم ہے وہ اور میں دس سال ایک ساتھ پڑھتے رہے۔ وہ اچھی ذہانت کا مالک ہے ایم فل کیمسٹری کر چکا ہے۔ (عبدالسلام آرائیں بہاؤ لنگر)

✦ ...... میرا دل ہے میں اسے جو سمجھاتا ہوں یہ سمجھ لیتا ہے جہاں سے روکتا ہوں رک جاتا ہے میرا کہنا مان لیتا ہے مجھے رسوا نہیں کرتا اسی وجہ سے میرا دل میرا بہترین دوست ہے۔ اے دل سانول تجھے سلام۔ (آصف سانول، بہاؤ لنگر)

✦ ...... میرا سب کچھ مدھو جی ہے جب سے ان سے ملاقات ہوئی ہے کسی اور سے بات کرنے کو دل نہیں کرتا مجھے ناز ہے اپنی جان پر سدا خوش رہو آمین۔ (ایم وائی سچا، جدہ)

✦ ...... میرا بہترین دوست جواب عرض ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نہ صرف میرے علم میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس کی وجہ سے مجھے کافی اچھے دوست ملے ہیں۔ (ایم اکرم، حسن پیر بلوچستان)

✦ ...... میری بہترین دوست ایس وریام ہے اس نے بہت زیادہ مجھ کو خوشی دی بہت اچھی دوست ہے اس کی آواز بہت اچھی ہے اس سے بات کرتے بہت اچھا لگتا ہے ایک بار اس سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ (عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

✦ ...... میرا بہترین دوست کوئی بھی نہیں ہے سب مطلب کے دوست ہوتے ہیں کام کوئی نہیں آتا۔ (ثوبیہ حسین، کھوٹہ)

✦ ...... کئی دوست ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف دولت کے لیے دوستی کرتے ہیں اپنے آپ کو وہ بہترین دوست کہتے ہیں مگر جب پیسے نہ ملیں وہی دوستی جس پر ناز کیا جاتا ہے صرف پیسے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ (محمد آفتاب شاد، کوٹ ملکہ دوکوٹہ)

✦ ...... میرا بہترین دوست محمد اعجاز گوندل ہے جو بہت اچھا اور نیک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بہترین دوست دے آمین۔ (ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

✦ ...... میرا بہترین دوست عمر دراز فیصل آباد والے ہیں جو بہت اچھے دوست ہیں اور ان کی دوستی پر مجھے فخر ہے اللہ سب کو ایسے دوست دے اور میرے دوست کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین۔ (عمران بلوچ، حب ڈیم)

✦ ...... میرا بہترین دوست میری جان مدھو ہے وہ اس لیے اچھی ہے کسی کی باتوں میں نہیں آتی اور بہت پیاری ہے بولتے ہوئے اور بھی اچھی لگتی ہے اس جیسی کوئی نہیں۔ (نامعلوم)

✦ ...... میرا بہترین دوست قادر تھا لیکن وہ مجھ سے بچھڑ گیا آخر کیوں اچھے دوست جلدی چلے جاتے ہیں اس کی یاد مجھے بہت آتی ہے مگر وہ اب لوٹ کر نہیں آ سکتا۔ (رانا بابر علی ناز، لاہور)

✦ ...... میرے بہت سے دوست ہیں میں دوستی میں ہر وعدہ پورا کرتا ہوں مگر میرے ساتھ سب دوست وفا نہیں

کرتے آج کل صرف پیسہ ہیں اور پیسے سے دوست بھی خریدے جا سکتے ہیں۔ (ایگل محسن علی جٹ، ساہیوال)

←......میرا بہترین دوست مجید ہے جو مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑتا اور میں جان دے کر بھی اس کی حفاظت کرتا ہوں آج تک اس نے جو بھی مانگا میں اسے دیا اور وہ مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھتا ہے۔ (رانا بابر علی ناز، لاہور)

←......میرا بہترین دوست لیاقت علی وٹو ہے کیونکہ ہم بچپن سے اکٹھے پڑھتے رہے ہیں اس کا کردار بہت اچھا ہے اور بہت ذہین لڑکا ہے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

←......میرا بہترین دوست منظور اکبر تبسم ہے جو کہ اس کا عمر ابھی عشق کرنے کا نہیں بلکہ کرکٹ کھیلنے کا ہے پلیز پڑھئے یا کرکٹ میں چھکے چوکے لگائیں۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

←......میرا بہترین دوست صرف ایک ہی حاجی نصیر تھا جس نے مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ اسے آباد رکھے آمین۔ (محمد صفدر دکھی، کراچی)

←......میرا بہترین دوست ثاقب پنڈی وال ہے اس لیے کہ میرے اور اس کے خیالات بہت ملتے جلتے ہیں اور وہ پورے خلوص سے دوستی نبھانا جانتا ہے۔ (مظہر نظیر، کیوائی)

←......میری بہترین دوست کتابیں ہیں کیونکہ کتابیں ہمیں علم سکھاتی ہیں اور علم ہی کی وجہ سے ہمیں اچھے اور برے کام کا پتہ چلتا ہے۔ (ایس انمول، بھابڑا شریف)

←......میرا بہترین دوست میری ماں تھیں خداوند ان کو جنت نصیب کرے جس کی بے لوث محبت اور شفقت سے آج میں محروم ہوں تنہا ہوں سب رشتے ناطے مطلب کے ہو سکتے ہیں مگر ماں کی دوستی محبت جیسا کچھ نہیں۔ (شازیہ چوہدری، شیخوپورہ)

←......جی دوستو تو کہتے ہیں کہ آپ اچھے دوست ہو خاص کر سحر کہتی اس آپ وہ بہت اچھے ہو اور وہ میری سب سے اچھی دوست ہے اس سے کال پر بات کرتے بہت اچھا لگتا ہے جس دن بات نہ ہو دن بہت بور گزرتا ہے۔ (پرنس عبدالرحمٰن گجر، گاؤں نین رانجھا)

←......میرا بہترین دوست جواب عرض ہے کیونکہ اس دور میں جواب عرض جیسا دوست ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے اس لیے میں نے جواب عرض کو ہی اپنا بہترین دوست بنالیا ہے آئی لو یو جواب عرض۔ (جبرائیل آفریدی، کمرمشانی ناصر آباد)

←......میرا بہترین دوست وہ ہے جس کے دل میں قوت برداشت زیادہ ہو اس لیے کہ وہ زندگی میں شکست نہیں کھاتا اور زندگی میں پریشانیوں سے بچ جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنے گھر کے لیے اور پورے معاشرے کے لیے اچھا انسان بن جاتا ہے اور ایسی وجہ سے میرا بھی پسند ہوتا ہے۔ (فنکار شیرزمان پشاوری، پشاور)

←......میرا بہترین دوست میری کتاب ہے جو نہ ناراض ہوتی ہے نہ مجھ سے کوئی گلہ شکوہ بس اب تو ایک میں ہوں اور میری کتاب ہے میرے ساتھ میرے دوستو! (امداد علی عرف ندیم عباس تنہا، میرپور خاص)

←......میرا بہترین دوست میرے دل میں ہے۔ (نعیم احمد دکھی، کروڑ اشانگلہ)

←......میرا بہترین دوست وہ ہے جو اچھا انسان بن جاتا ہے اس لیے وہ گھر میں بھی خوش ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ ہمارے معاشرے کے لیے ایک اچھا انسان بن جاتا ہے اور اسی وجہ سے میرا بھی بہترین دوست بن جاتا ہے۔ (فنکار شیر زمان

ملاقات

غلام مصطفیٰ عرف موجو
عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا جواب عرض پڑھنا
پتہ: کورنگی قیوم آباد، گلی مکان 168 کراچی

ریاض احمد
عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: ماں کی تلاش کوئی ماں ہے جو مجھ کو بیٹا کہہ کر پکارے
پتہ: ضلع رحیم یار خان تحصیل صادق آباد، ڈاک خانہ رحیم آباد بستی محمد ابراہیم بلوچ۔

غلام فرید جاوید
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: وفا کرنا اور دھو کے کھانا
پتہ: چونیاں روڈ حجرہ شاہ مقیم

ایم یعقوب
عمر: 17 سال
مشغلے: سچے دوستوں سے سچی دوستی کرنا
پتہ: تحصیل کوٹ چھوٹہ ضلع ڈیرہ غازی خاں چوٹی روڈ جامپور چوک پیرانگ)

عبدالغفار تبسم
مشغلے: ہمسفر کی تلاش ہے
پتہ: فلیٹ نمبر 229 سی این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

شہزاد سلطان کیف
عمر: 30 سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری، سیر و تفریح
پتہ: الکویت، (بھمبر آزاد کشمیر)

عاشق حسین طاہر
عمر: 35 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا دکھی لوگوں کی خدمت کرنا
پتہ: منڈی نوناںوالی، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

عثمان غنی
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض میں لکھنا
پتہ: ڈاک خانہ الجامعہ اسلامیہ تحصیل عارفوالہ ضلع پاکپتن، قبولہ شریف)

ایم وائی سچا
عمر:
تعلیم:

مشغلے: ہر وقت مدھو کو مس کرنا اس کے لیے دعائیں کرنا اللہ قبول کرے آمین۔
پتہ: ص ب 690 جدہ السعودیہ

سردار اقبال خان مستوئی
عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں سے دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص سردار گڑھ تحصیل و ضلع رحیم یار خان

تمریز اعوان ارمانی
عمر: 27 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، کسی کو یاد کرنا
پتہ: ضلع و تحصیل ہری پور ہزارہ، ڈاک خانہ کھیری گاؤں ماڑی ہزارہ

مجید احمد جائی ملتانی
عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: باوفا مخلص لوگوں سے دوستی اور لکھنا پڑھنا
پتہ: ریکٹ بینکرز 37 کلومیٹر ملتان روڈ نزد مانگا منڈی لاہور

رفاقت علی

عمر:30 سال
تعلیم:
مشغلے:با وفا لوگوں سے قلمی دوستی کرنا
پتہ:بمقام گاؤں بمب کی ملیاں ڈاک خانہ خاص منوں پور تحصیل و ضلع شیخوپورہ

محمد عبداللہ

عمر:19 سال
تعلیم:
مشغلے:لڑکوں سے دوستی کرنا
پتہ:مرحبا ریسٹورنٹ عبدالحکیم کبیر والا خانیوال

آصف سانول

عمر:22 سال
تعلیم:
مشغلے:فوک شاعر اینڈ رائیٹر
پتہ:کھر کالونی مین حاصلپور روڈ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر

اللہ دتہ بے درد

عمر:
تعلیم:
مشغلے:صرف جواب عرض میں لکھنا
پتہ:CMH مری کینٹ NCB اللہ دتہ

محمد صفدر دکھی

عمر:
تعلیم:
مشغلے:اچھے اور خلص دوستوں کی تلاش
پتہ:معرفت غرناطہ مسلم اسکول نزد مدینہ مسجد خالد بن ولید روڈ گلستان کالونی کراچی نمبر 53

محمد قاسم لاشار بلوچ

عمر:20 سال
تعلیم:
مشغلے:قلمی دوستی کرنا اور ملک کی خدمت کرنا
پتہ:شہر گنداواہ تحصیل و ڈاک خانہ گنداواہ ضلع جھل مگسی بلوچستان

عمران فنا

عمر:20 سال
تعلیم:
مشغلے: SMS کرنا جواب عرض پڑھنا
پتہ:شاہ نورانی روڈ تحصیل حب ڈاکخانہ حب ضلع لسبیلہ بلوچستان

راشد لطیف صبرے والا

عمر:32 سال
تعلیم:
مشغلے:کام کرنا اور جواب عرض پڑھنا
پتہ:ضلع ملتان تحصیل جلال پور پیر والا بستی صبرے والا

بشیر احمد بھٹی

عمر:51 سال
تعلیم:
مشغلے:جواب عرض پڑھنا قلمی دوستی، مطالعہ
پتہ:مکان نمبر CD52 نزد جامع مسجد غوثیہ فوجی بستی غربی بہاولپور

فنکار شیر زمان پشاوری

عمر:30 سال
تعلیم:
مشغلے:جواب عرض پڑھنا، پاکستانی فلمیں دیکھنا
پتہ:توحید کالونی نمبر 1 گلی نمبر 4 شاہین مسلم ٹاؤن نزد توحید ماڈل پھندو روڈ پشاور

محمد لقمان اعوان

عمر:21 سال
تعلیم:
مشغلے:جواب عرض میں لکھنا پڑھنا
پتہ:گاؤں سریانوالہ پوسٹ آفس بکس مالووال تحصیل و ضلع شیخوپورہ

ایگل محسن علی جٹ

عمر:21 سال
تعلیم:
مشغلے:بندہ بندی سے دوستی کرنا کہانیاں پڑھنا لکھنا
پتہ:فرید ٹاؤن ساہیوال

ممریز بشیر گوندل

عمر:23 سال
تعلیم:
مشغلے:ایس کو یاد کرنا
پتہ:ضلع منڈی بہاؤالدین تحصیل ملکوال شہر گوجرہ

حسین ہاشمی

عمر:26 سال
تعلیم:

مشغلے: اچھے لوگوں سے پیار کرنا
پتہ: سنٹرل جیل گوجرانوالہ بیرک نمبر 2 ضلع حافظ آباد تھانہ ونیکے تارڑ

اشفاق دکھی

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں کی عزت کرنا
پتہ: تحصیل میلسی ضلع وہاڑی ڈوکوٹہ 139/WB

ایم عاصم بوٹا دکھی

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: مخلص دوستوں کی تلاش
پتہ: چوک متیلا ڈاک خانہ خاص تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

محمد رمضان چانڈیو

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: موٹر مکینک اور کرکٹ کھلینا
پتہ: بستی کالیوالی پل موضع نور احمد آباد، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

ملک ولی اعوان

عمر: 16 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور لکھنا
پتہ: طفیل روڈ صدر کینٹ لاہور

عبدالسلام

عمر: 25
تعلیم:

مشغلے: مطالعہ کرنا
پتہ: پوسٹ آفس لالیکا موضع پنڈی لالیکا تحصیل وضلع بہاولنگر

ایم مظہر نظیر

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری ومصوری اور مطالعہ کرنا
پتہ: تحصیل بالا کوٹ ضلع مانسہرہ ڈاک خانہ کیوائی

جبرائیل آفریدی

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: حسین لوگوں سے دوستی
پتہ: کمر مشانی ناصر آباد

محمد سلیم

عمر: 23 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور لکھنا
پتہ: گاؤں محمد رفیق پروہس دیدہ 107 میرپور خاص

رانا ظفر عباس زخمی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: نئے دوست بنانا جواب عرض پڑھنا
پتہ: چک نمبر 26 ڈاک خانہ خاص تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین

عمر دراز آکاش خیالی

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: افسانے پڑھنا اور تنہا رہنا
پتہ: چک نمبر 377 گ ب پوسٹ آفس 376 گ ب گورنمنٹ پرائمری سکول تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

وسیم سلطان صابر خٹک

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی لوگوں کا مدد کرنا
پتہ: ضلع وتحصیل کرک ڈاک خانہ کرک گاؤں دوڑ خیل

ایم وکیل عامر جٹ

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: سب کی مدد کرنا اور مطالعہ کرنا
پتہ: چک نمبر 152/9-L تحصیل وضلع ساہیوال

رانا نذر عباس زخمی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: شعر پڑھنا اور شاعری کرنا
پتہ: چک نمبر 26 ڈاک خانہ خاص تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین

محمد قدیر

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی لوگوں کے کام آنا محبت

کرنا
پتہ: ضلع و تحصیل ہری پور ڈاک خانہ خان پور بمقام مڈل سکول کھوئی میرا

ایم افضل کھرل

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: مخلص دوستوں کی تلاش میں
پتہ: گاؤں عظیم والا ڈاک خانہ واربرٹن تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب

شکیل تنہا

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا کرکٹ کھیلنا
پتہ: گاؤں ڈاک خانہ مسلم آباد ضلع کوہاٹ

نوید ملک

عمر: 21 سال
تعلیم: FA
مشغلے: جواب عرض پڑھنا دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 26 تحصیل گولارچی ضلع بدین

مٹھو محمد رشید تنہا

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور لکھنا ایس ایم ایس کرنا
پتہ: تحصیل و ضلع چنیوٹ محلہ فیروز کالونی نزد الیاس کریانہ سٹور

ساجد عدیل

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: گلوکاری کرنا، شاعری قلمی دوستی
پتہ: ساجد عدیل سٹائل میوزیکل گروپ البدر بلڈنگ گوجرانوالہ

محمد افضل اعوان

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: کراٹے کھیلنا
پتہ: محلہ طارق آباد گلی نمبر 5 مکان نمبر P450 پسترہ روڈ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

مدثر احمد

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور بے وفاؤں سے وفا کرنا
پتہ: ضلع نیلم تحصیل آٹھ مقام ڈاک خانہ پامین لوات خاص مقام نگدر کناری نکہ

وقاص عامر

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا اور H کو یاد کرنا
پتہ: ضلع و تحصیل چکوال ڈاک خانہ ڈھڈیال بمقام جھاپلے

مولانا عبدالغفور نقشبندی

عمر: 44 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے اور باوفا لوگوں سے دوستی کرنا
پتہ: خطیب جامع مسجد اعظم گارڈن محلہ ڈی پی ایس سکول نزد مدھریانوالہ بائی پاس حافظ آباد

رائے اطہر مسعود آکاش

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض لکھنا اور پڑھنا
پتہ: چک نمبر 214/9R ڈاک خانہ 227/9 تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر

سید عبارت کاظمی

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے دوست بنانا
پتہ: سید مرید عباس ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آفس جی پی او ڈی آئی خان

محمد سہیل جگر راجپوت بھٹی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے:
پتہ: چک نمبر 387 گ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

منیر احمد

عمر: 22 سال
تعلیم: B.ED
مشغلے: لطائف اور جمپنگ کرنا
پتہ: بدوکی گوسائیاں ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری

شاعری یوں ہے جیسے کوزے میں دریا کو بند کرنا بعض اوقات پورا مضمون شعر کے ایک مصرعے میں سمو جاتا ہے اور کبھی پورا ناول شعر کی کیفیات کو رقم کرتا ہے اور کبھی افسانے کی بنیاد محض ایک شعر ٹھہرتا ہے۔
بہت کم لوگ واقف ہیں سخن آثار لمحوں سے
کہ جو محسوس ہوتا ہے وہی لکھا نہیں جاتا
مگر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاعری ہر کسی کا پورا سچ ہے ہوسکتا ہے کہ کسی کا پورا سچ کسی دوسرے کا آدھا سچ ہو۔
مثنوی مولانا روم میں شاعری کی تعریف:
جزویست از پیغمبری قرار دی گئی ہے
اقبالؒ شاعری کے بارے میں کچھ یوں عرض کرتے ہیں۔
فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرف تمنا جسے کہہ نہ سکیں روبرو
وہ بہار کی اولیں صبح ہو یا محبوب سے جدائی کی پہلی شام کرب ذات کا کوئی جاں شکن لمحہ ہو یا شعور حیات کا دل کشش منظر، علم و آگہی کا کوئی لمحہ ہو یا ضبط آرزو کی کوئی نازک گھڑی سبھی لمحے تخلیق شعر کے لمحے ہو سکتے ہیں شاعری اک سچ ہے، سچ بولتی ہے اور سچ تخلیق کرتی ہے۔

(ایم مظہر نظیر منتظر، بالاکوٹ)

پرنس کی زندگی کی ڈائری

میں اپنی ڈائری S وریام کے نام کرتا ہوں آپ نے میری زندگی بدل دی جب سے آپ سے رابطہ ہوا ہول میں میں نہیں رہا تم ہو کیا ہول آپ کی آواز بہت خوبصورت ہے آپ نعت بہت اچھی پڑھتی ہو آپ آجکل کی لڑکیوں سے ایک ہو یہ ادا آپ کی مجھ کو بہت اچھی لگی ہے آج کل آپ سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے امید ہے جلدی آپ رابطہ کرو کہ آپ سے ملاقات ہمیشہ یاد رہے کہ جس میں صرف ایک دوسرے کو دیکھا بات کرنے کا موقعہ نہیں ملا چلو فون پر تو بات ہو جاتی ہیں پلیز خوش رہا کرو اپنا خیل رکھا کرو خدا کیلئے آپ کی نظر سے یہ تحریر گزرے تو رابطہ ضرور کرنا میں بہت اداس ہوں روز دعا کرتا ہوں آپ کی کال کا نمبر دیکھتا ہوں جو کہ بند ہوتا میں بہر حال ہوتا رہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے پلیز آپ کے رابطے کا انتظار رہے گا میری دعا آپ کے ساتھ ہے جہاں رہو خوش رہو اللہ آپ کو ہر خوشی دے کوئی غم نہ ملے تم کو۔

(پرنس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں تو صرف اس بے وفا کی یادیں محفوظ ہیں جنہیں چاہ کر بھی میں بھلا نہیں سکتی بہت کوشش کے باوجود بھی میں اسے اپنی زندگی سے الگ نہیں کر پاتی زندگی میں صرف اس کو چاہا اور سب سے بڑھ کر چاہا لیکن افسوس اتنے مشکل وقت میں وہ میرا ساتھ نہیں دے سکا میرے لیے کچھ بھی نہ کر سکا اور یوں ہی میں اپنوں کے ہاتھوں کسی اور کا مقدر بن گئی شاید یہی تھی میری قسمت ہاں یہی ہوتی ہے ہم لڑکیوں کی قسمت جسے ہم اپنی قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیتی ہیں وہ اصل میں ہمارے اپنوں کی ہم پر زیادتیاں ہوتی ہیں جنہیں ہم بخوشی قبول کر لیتی ہیں اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا اور شاید یہی ہمارے حق میں ٹھیک فیصلہ ہوتا ہے لیکن زندگی دوبارہ سے جنم لیتی ہے کسی اجنبی کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے کر اسے ہمارا بنا دیا جاتا ہے چاہے ہم سے سلوک اچھا کرے یا نہ کرے کیسی ہوتی ہے۔ہم بیٹیوں کی قسمت۔

(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

افضل اعوان گوجرہ کی ڈائری

اگر دوستوں کے ایک دوسرے سے خفا ہونے کی وجوہات پر کامیاب ریسرچ کی ہے اب پتا نہیں وہ کس حد تک کارآمد ہے اور کس کی سمجھ میں حصار پیدا کرتی ہے۔ باقی قارئین کی رائے اس مرحلے میں فیصلہ کن ثابت ہو گی اور میں امید کروں گا جلد میرے انتظار پر نزع کا عالم ہو گا اور شہزادہ صاحب سے امید کروں گا کہ وہ نوکری کی دلدل سے نکال کر قابل اشاعت بنائیں گے سو فیصد بات ہے کہ انسان زندگی میں خود کو تلاش کرتا ہے مگر ناکام رہتا ہے مطلب واضح کر دوں کہ اپنے مطابق انسان اپنے ذہن کے مطابق اپنی سوچ کے مطابق اس کو کوئی ایسا نہیں ملتا جو اسے مطابقت ہو۔ اکثر یہ فقرات ہماری سماعت سے ٹکراتے رہے کہ اس کا ذہن مجھ سے نہیں ملتا، اس کا ہم نے کامیاب حل نکالا ہے کہ انسان کو اپنے اندر سے ایک پہلو کو ختم کرنا ہو گا منفی یا مثبت بہتر تو ہے کہ منفی پہلو کو ختم اور مثبت کو اجاگر کر کے ثابت قدمی رکھیں پھر مجھے بتائیں کہ ذہن ملا یا نہیں۔ امید ہے مل جائے گا۔ مگر اگر کوئی منفی اور مثبت کو ملانا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ یہ شعر اگر گہرائی میں جا کر پڑھا جائے تو اسی بات کا ہی تعریف ہے۔

یا اپنا کسی کو کر لو، یا خود کسی کے ہو جاؤ

(محمد افضل اعوان، گوجرہ)

ایم جبرائیل آفریدی کی ڈائری

یادوں کے کچھ جگنو ایسے ہوتے ہیں جو کھلی ہتھیلیوں سے بھی نہیں اڑتے کچھ تتلیوں کے رنگ انگلیوں کو بار بار جھٹکنے پر بھی نہیں چھوٹتے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو داستان ہوتے ہوئے امر ہو جاتے ہیں ایسے لوگ جو ذہنوں پر نقش ہو جاتے ہیں ان کی آواز لوگوں کو ہمیشہ اپنے ارد گرد گونجتی محسوس ہوتی ہے ان ہی لوگوں میں میری سویٹی کا بھی شمار ہوتا ہے۔ یہ غزل جو میری ڈائری میں سویٹی کے نام سے درج ہے۔

میں اپنی ہر سانس تیرے نام کرتا ہوں
اپنا دل اور اپنی جان تیرے نام کرتا ہوں
بس میری جان تم خوش رہو سویٹی
میں اپنی سب محبت تجھ پر قربان کرتا ہوں

(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

آفریدی کی ڈائری

آج بڑے دنوں بعد اس نے مجھے اس نے مجھے کال کی میں نے سوچا بھی نہیں تھا میں آج بھی اسے یاد ہوں میرے بغیر اس کا ایک لمحہ سکون سے نہیں گزرا ہے پھول سا چہرہ مرجھا گیا ہے یہ کہتے ہوئے اچانک خاموشی سی ہو گئی خاموشی چھائی ہی میں نے موبائل کو دیکھا تو کال کٹ گئی تھی جب بھی میری یاد اس کے دل کو گھائل کرے وہ میرا نمبر ڈائل کرے۔ مجھے پھر سے اپنی طرف مائل کرے، یہ سوچ کر میرا نمبر ڈائل کرے۔

(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)

بادشاہ کی ڈائری

بادشاہ کی ڈائری میں کیا ہے کچھ نہیں۔ بادشاہ کے دل کی سلطنت تو کافی وسیع ہے لیکن اس میں کوئی ابھی تھا حکومت نہیں کر سکا۔ بادشاہ کی سلطنت میں دکھوں، آنسوؤں، مصائب اور تنہائیوں کا ہر سال بجٹ ہوتا ہے اور ہر سال یہ اک شدت کی شرح سے بڑھتا ہے بادشاہ کی حکومت اچھے اضافے کی باوجود بہت دشواریوں سے لاچار ہے۔ آنسوؤں کی بے انتہا بارش بہت زیادہ نقصانات کی ذمہ دار بن رہی ہے۔ بادشاہ کو کسی ایسے وزیر کی تلاش ہے جو حکومتی امور سے نبٹنے کے لیے اچھا اور پائیدار ساتھ فراہم کر سکے۔ اک شعر آپ کی نظر۔

حالات زندگی ایسے تو نہ تھے بادشاہ
اپنوں نے نظر انداز کر کے خاک میں ملا دیا

(ایم عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

رائے اطہر کی ڈائری سے

اکثر یہ کہتی تھی محبت کچھ نہیں ہوتی
ہجر کا خوف بے مطلب وصل کے خواب بے معنی
کوئی صورت نگاہوں میں کہاں دن

رات رہتی ہے
اسے کیوں خاموش کہیے کہ جس میں
بات رہتی ہے
یہ آنسو بے زباں آنسو بھلا کیا بول
سکتے ہیں
کہاں دل میں کسی کی یاد سے طوفان
اٹھتے ہیں
کہاں پلوں کے سائے میں نمی دن
رات رہتی ہے
کہاں ہوتیں ہیں وہ آنکھیں جہاں
برسات رہتی ہے۔ مجھے اکثر یہ کہتی
تھی محبت کچھ نہیں ہوتی
مگر جب آج برسوں بعد میں نے
اس کو دیکھا ہے
کہ اس کی جھیل سی آنکھوں میں ہجر کا
خوف رہتا ہے
وصل کے خواب رہتے ہیں وہاں
برسات رہتی ہے
یوں لگتا ہے کئی راتوں سے وہ سوئی
نہیں شاید
یوں لگتا ہے کسی یاد اب دن رات
رہتی ہے
اور اس کی نرم پلکوں کے حسین سائے
بھی گیلے ہیں
اور اس خامشی ایسی کہ جس میں بات
رہتی ہے
مجھے اب وہ نہیں کہتی محبت کچھ نہیں
ہوتی
کہ اب شاید محبت کی وہ سب رمزیں
سمجھتی ہیں
(اطہر مسعود آ، 214-19R)

سانول کی ڈائری کا ایک ورق

چاندنی رات تھی اور میں خوش ہونے کے بجائے افسردہ تھا کس بات سے بات دراصل یہ ہے کہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں اپنوں کے ساتھ اپنے پیاروں کے ساتھ لیکن میری ذات میں تو کوئی ایسا شخص تھا ہی نہیں جو مجھے خوشیاں کی طرف لاتا میں افسردگی کی حالت میں بیٹھا بیٹھا ماضی کے جھروکوں میں چلا گیا میں کتنا خوش رہتا تھا اسم الفت سے جب ناآشنا تھا کتنی خوشیاں ملتی تھیں عید کے موقع پر پھر آہستہ آہستہ جب الفت کی دنیا میں قدم رکھا تو بہت مشکل لگا لیکن پھر دل عادی ہو گیا میں تو سمجھا تھا کہ الفت کی ایسی خوشگوارگیاں صدا رہیں گی لیکن نہیں وہ تو صرف عارضی تھیں ایک شخص آیا تھا میری زندگی میں کتنی خوشیاں دی اس نے کتنا سکون ملتا تھا اس کی آغوش میں عجیب شخص تھا وہ کیسے کیسے سپنے دکھایا کرتا تھا کبھی نہ چھوڑنے کی قسمیں کھاتا تھا کتنی سنجیدہ باتیں کرتا تھا لیکن اس کے دل میں شاید کچھ اور تھا وہ سوچتا کچھ اور تھا بتاتا کچھ اور تھا اور تھا میں کتنا دیوانہ ہوا تھا اس کی الفت میں اور وہ بھی کتنا شاطر تھا اس نے پوری طرح مجھے پیار کے جال میں پھنسا کر ایسا بھٹکایا ایسا بھٹکایا کہ میں آج منزل تک نہیں پہنچ پایا اور نہ ہی پہنچ پاؤں گا میں کتنا مصروف سا شخص ہوں لوگ مجھ سے بات کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جہاں میرا نام بولا جاتا ہے وہاں شوقین کی ایک کثیر تعداد جمع ہو جاتی ہے کیونکہ میں کوئی عام شخص نہ ہوتا میں ایک پنجابی شاعر ہوں اور عوامی سنگروں کو گیت لکھ کر دینا میرا مشغلہ ہے جو لوگ آپ آڈیو ویڈیو میں دیکھتے ہوں ان گیتوں کا لکھاری آج آپ کے گوش گزار رہا ہے اپنی داستان حیات اے میرے دوستوں کبھی بھی کسی سے پیار نہ کرنا میری طرف دیکھو مجھے کسی کے ہجر فراق نے کیسا جلا کر رکھ دیا ہے میری کیا حالت بنا دی اس عشق نے کیا خوب لکھا ہے گلفام حسن نے۔

ہوش نہیں رہتا دھیان نہیں رہتا
محبت میں انسان انسان نہیں رہتا
(آصف سانول، بہاولنگر)

سدا خوش رکھنا میرے خدا اس کو
تیرے فرشتے بھی دیں دعا اس کو
دنیا اس کو اس کی چاہت سے زیادہ،
مانگے قطرہ تو ملے دریا اس کو
☆ ——— منیر عباس-کراچی

ہمیں تم سے پیار ہے کتنا یہ ہم نہیں جانتے
مگر جی نہیں سکتے تمہارے بنا
☆ ——— قاضی ایوب خان-گاؤں بابیہ

کتنا ویران ہو چکا ہے میری ہستی کا جمال
فراز کس کے ستم کا گلہ کریں کس سے
تجھ سے بچھڑا ہوں تو آج آیا مجھے اپنا خیال،
کہ بے نیاز ہوئی خلق بھی خدا کی طرح،
☆ ——— عمران بٹ-ڈھوک ڈل

گلدستہ

اقوال زریں

☆ خوددار بن کر جیو گے تو کبھی بھی آنکھ میں آنسو نہ پاؤ گے۔
☆ کوئی اچھا نہیں کرنا تو جوانی میں مر جاؤ تاکہ لوگ تمہاری لاش کو دیکھ کر رو پڑیں اور کہیں بیچارہ اسی عمر میں مر گیا۔
☆ دنیا میں انسانوں کی نہیں انسانیت کی کمی ہے۔
☆ خلوص کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔
☆ بدنصیب ہے وہ جن کا کوئی دوست نہیں۔
☆ دوست بننا بہت آسان ہے مگر دوستی نبھانا بہت ہی مشکل ہے۔
☆ شرافت سے جھکا ہوا سر ندامت سے جھکے ہوئے سر سے بہت بہتر ہے۔

محمد ریاض خان۔ میانوالی

اچھی باتیں

☆ موت کو ہمیشہ یاد رکھو مگر موت کی آرزو مت کرو۔
☆ ہر مسکراتا ہوا چہرہ اندر سے خوش نہیں ہوتا۔
☆ جو درخت پھل نہ دے سکے وہ سایہ ضرور دیتا ہے۔

☆ عقل جیسی کوئی دولت نہیں اور جہالت جیسی کوئی غربت نہیں۔
☆ اپنی زندگی کو آنسو سے مت گنو بلکہ مسکراہٹوں سے گنو۔
☆ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔
☆ جو امانت دار نہیں اس میں ایمان نہیں۔
☆ اگر کسی کو حد سے چاہو تو وہ مغرور ہو جاتا ہے۔
☆ دل ایک ایسا آئینہ ہے اگر بدی سے پاک ہو تو اس میں خدا بھی نظر آتا ہے۔
☆ دوست کو اتنا مت آزماؤ کہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔

محمد ریاض خان۔ میانوالی

ہلاکت کا خطرہ کب؟

ترجمہ، ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کیا ہم ایسی حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے؟ فرمایا، ہاں جب (گناہوں) کی گندگی زیادہ ہو جائے گی (صحیح بخاری ج ۲ ص)۔

مکر و فریب کا دور دورہ اور نااہلوں کی نمائندگی۔ ترجمہ، لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکا ہی دھوکا اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، بددیانت کو امانت دار تصور کیا جائے گا اور امانت دار کو بددیانت اور رویبضہ (گرے پڑے نااہل لوگ) قوم کی طرف سے نمائندگی کریں گے۔ عرض کیا گیا رویبضہ سے کیا مراد ہے فرمایا: وہ نااہل اور بے قیمت آدمی جو جمہور کے اہم معاملات میں رائے زنی کرے (ابن ماجہ باب شدہ الزمان ص ۲۹۲)۔

ارشد منیر نکیانہ۔ عبدالحکیم

ارشاد نبوی ﷺ

ایک مرتبہ رسول مقبولؐ نے چند عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں پر پڑھا کرو کیونکہ انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور ان کو زبان دی جائے گی اور غافل مت ہو جاؤ ورنہ رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔

ارشد منیر۔ عبدالحکیم

نفس

ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں لسکام پہاڑ پر تھا وہاں انار دیکھ کر دل میں کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے ایک انار توڑ کر چکھا تو وہ ترش نکلا میں اسے پھینک کر چل دیا۔ چند قدم آگے جا کر دیکھا کہ ایک شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے اور اس سے بھڑیں چمٹی ہوئی ہیں میں نے اسے سلام کیا اور اس نے میرا نام لے کر سلام کا جواب دیا۔ میں نے حیرانی سے پوچھا، مجھے کیسے جانتے ہیں؟ اس نے جواباً کہا جو اللہ کو جانتا ہے پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں نے کہا تمہارا تو بہت مقام ہے تم بارگاہ رب العزت میں ان بھڑوں کے دور کئے جانے کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا، میں جانتا ہوں کہ اللہ کے ہاں تمہارا بھی بہت مقام ہے پھر تم نے یہ خواہش کیوں نہ کی کہ انار نہ ہوتے۔ بھڑوں کی دنیاوی تکلیف ترش انار کھانے کی آخرت کی تکلیف سے بہتر ہے۔ بھیڑیں تو جسم ڈستی ہیں مگر خواہش انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں۔

ارشد منیر چاند۔ عبدالحکیم

زندگی

زندگی ایک طویل اکتا دینے والی کہانی ہے اس کو وہی شخص کامیابی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے جس کی توجہ ہمیشہ کہانی کے اگلے پیراگراف پر لگی رہے۔ اکثر لوگ زندگی کی کتاب پڑھنا شروع کر دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے زندگی کی زبان سیکھی ہو۔ اجتماعی زندگی کا سب سے کم اہم لفظ میں اور زیادہ اہم آپ ہے۔ زندگی کے ایسے موڑ بھی آتے ہیں جب انسان کو اپنے جذبات کو روند کر دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا پڑتا ہے یہی وہ منزل ہے جہاں انسانیت تکمیل پاتی ہے۔

فیضان انصاری۔ چونالہ

اقوال زریں

☆ اگر تم کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو اسے غم بھی نہ دو۔
☆ محبت میں یادیں صرف سہارا بن کر رہ جاتی ہیں۔
☆ محبت ان کو ملتی ہے جن کے جذبے پاک صاف اور سچے ہوتے ہیں۔
☆ محبت میں خوشیاں کم اور غم زیادہ ملتے ہیں۔
☆ اپنے لئے سہارا مت ڈھونڈ بلکہ دوسروں کا سہارا بن جاؤ۔
☆ نصیحت کے لئے موت کافی ہے۔
☆ خلوص میں اتنی طاقت ہے کہ دشمن کو بھی زیر کر دیتا ہے۔

راشد محمود چوھدری

محبت کیا ہے

محبت کرنے والے تو عمر بھر روتے ہیں
محبت میں خوشیاں کم اور غم زیادہ ملتے ہیں
محبت ان کو ملتی ہے جن کے جذبے سچے ہوں
محبت میں وفا ہمیشہ غریبوں سے ملتی ہے
محبت امیروں کی نظر میں ایک کھیل ہے
محبت دور کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرتی ہے
محبت میں یادیں صرف سہارا بن کر رہ جاتی ہے
محبت بے وفاؤں کی محتاج نہیں ہوتی ہے

جاوید اقبال۔ احمد آباد

بے نمازی کے لئے حکم

☆ جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائیں گے۔
☆ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تحقیق اس نے کفر کیا۔
☆ بے نمازی کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔
☆ صالحین کی علامت بے نمازی کے چہرے سے ہٹا دی جائے گی۔
☆ بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہ

دیا جائے گا۔
☆ بے نمازی کی دعا قبول نہیں ہوگی۔
☆ بے نمازی بھوک اور پیاس کی حالت میں مرے گا اس کی پیاس نہیں بجھے گی اگرچہ دریاؤں کا پانی بھی پلایا جائے۔
☆ بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جائے گی اور آخرت میں سختی سے حساب لیا جائے گا۔
☆ بے نمازی کو قید میں ڈالا جائے گا تاوقتیکہ توبہ کرے۔
☆ ترک نماز کفر ہے۔

ہارون قمر۔ سیج پور ہزارہ

زندگی کی ڈش

سب سے پہلے غصے کی آگ سے چولہا جلائیں اگر غصے کی آگ سے چولہا نہ جلے تو گھبرائیں نہیں دل کی آگ سے چولہا جلائیں چولہا ضرور جلے گا اب چولہے پر زندگی کی ہانڈی رکھ کر غم کی کچھ مقدار اس میں ڈالیں اور حسب ذائقہ دشمنی، رقابت اور انتقام کا سفوف ڈالیں، تھوڑی دیر بعد فکر پریشانی، مایوسی، حسرتیں اور آہیں ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ اس کے بعد جلے ہوئے ارمان اور دم توڑی آرزوئیں ڈال کر خوب پکائیں جب اس میں سے غم اور خوشی کی خوشبو آنے لگے تو سمجھ لیں کہ ہانڈی پک گئی ہے اسے خواہش کی ڈش میں ڈال کر نفرت اور قوت کا بگھار دیں پھر ٹھنڈا ہونے کے لئے دماغ کے ڈیپ فریزر میں رکھ دیں ٹھنڈا ہونے کے بعد ناکامی کی پلیٹ میں ڈال کر کامیابی کے چمچے سے نوش فرمائیں بہت مزہ آئے گا۔

محمد عرفان۔ عباس پور

اچھی باتیں

☆ زندگی کے ہر قدم پر پھول بکھیرتے جاؤ ایک دن ہرا بھرا باغ پاؤ گے۔
☆ نیکی دل کو روشن کرتی ہے اور چہرے پر نور بن کر چمکتی ہے۔
☆ انسان اپنی خوبیوں کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے شکل سے نہیں۔
☆ تین چیزیں کبھی واپس نہیں آسکتیں والدین، زبان سے نکلی ہوئی بات اور گزرا ہوا وقت۔
☆ گرے ہوئے انسان کو ٹھوکر نہ ماریئے کیونکہ کبھی آپ بھی گر سکتے ہیں۔
☆ نیک دل انسان دشمنوں کے ساتھ بھی نیکی کرنے سے نہیں چوکتے، صندل اس کلہاڑے کا منہ بھی خوشبودار کر دیتا ہے جو اسے کاٹتا ہے۔

سکندر محمود بٹ۔ کوٹلی

معلومات

☆ پاکستان کا دارالخلافہ اسلام آباد یکم اگست 1940ء کو بنا۔
☆ پاکستان کے پہلے وزیر دفاع لیاقت علی خان تھے۔
☆ پاکستان کی واحد سائنس دان خاتون کا نام ڈاکٹر نسیمہ ترمذی ہے۔
☆ پاکستان کے سب سے پہلے کمانڈر ان چیف جنرل محمد ایوب خان تھے۔
☆ پاکستان کے پہلے مجاہد اول سردار عبدالقیوم ہیں۔
☆ پاکستان کا سب سے بڑا تفریحی پارک ایوب نیشنل پارک راولپنڈی ہے۔
☆ پاکستان پہلی بار 1940ء میں اولمپکس چیمپئن بنا۔
☆ پاکستان کی پہلی خبر رساں ایجنسی کا نام فیوز ٹرسٹ آف پاکستان ہے۔
☆ پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔
☆ پاکستان کا قومی پھول چنبیلی ہے۔
☆ پاکستان کے پہلے وزیر خزانہ غلام محمد تھے۔
☆ پاکستان کا قومی نعرہ پاکستان

زندہ باد ہے۔
☆ پاکستان میں جمعہ کی تعطیل پہلی بار یکم جولائی 1977ء کو ہوئی۔
ہارون قمر۔ سیج پور ہزارہ

مٹھاس

ایک دیوانے نے انگور کی بیل پر پتھر مارا ایک خوشہ زمین پر گر پڑا اس نے جھک کر اسے اٹھالیا اور پھر انگور توڑ کر کھانے لگ گیا انگور بے حد میٹھا تھا اس کی مٹھاس اسے بے حد پسند آئی اس نے شاخ سے پوچھا انگور کی مٹھاس کا سبب کیا ہے شاخ نے جواب دیا۔ دھوپ کی سختی صبر کی جھیل کر اپنا سر میں نے ہمیشہ جھکائے رکھا، اور پھر سردیوں کی طویل راتیں یونہی ٹھٹھرتے ہوئے گزار دیں۔
ہارون قمر۔ سیج پور ہزارہ

اقوال زریں

☆ صبر ایک ایسی سواری ہے جو بھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔
☆ جس شخص پر اس کی زبان حکمران ہو وہی اس کی موت اور بربادی کا فیصلہ کرتی ہے۔
☆ قابلیت محنت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ باپ دادا کی بوسیدہ ہڈیوں سے فخر کرنے سے۔
☆ دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کرو کیونکہ پانی کو آگ پر کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اسے بجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔
ہارون قمر۔ سیج پور ہزارہ

انمول

ہر وقت غموں کے غبار میں ہوتا ہے
دل میں یہ کس بازار میں ہوتا ہے
کیسے نہیں نبھا سکتے تم ساتھ میرا پھول بھی تو آخر خار میں ہوتا ہے اشک بہا میں بھی ہونا چاہتا اس کی جدائی میں پر کب میرے اختیار میں ہوتا ہے
سکون میسر ہوا سے مئے خانہ میں نشہ جیسے تیرے دیدار میں ہوتا ہے۔
محمد آفتاب شاد۔ دوکوٹہ

دوستی

دوستی ایک نازک سا پھول ہے جس نے اپنے پر فضا میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر احتیاط نہ کی جائے تو یہ نازک رشتہ پل بھر میں ٹوٹ جاتا ہے جب تم کسی کو اپنا دوست بناؤ تو اپنے دل میں ایک قبرستان بنالو جس میں اس کی برائیوں کو دفن کرسکو اس سے جنگ نہ کرو اس پر اپنی برتری کا اظہار نہ کرو اس کے متعلق دوسروں سے پوچھتے مت پھرو ہوسکتا ہے اس کا دشمن تمہیں کوئی غلط بات بتا دے اور یہ غلط فہمی تمہاری جدائی کا سبب بن جائے اور یوں تم ایک اچھے دوست سے محروم ہو جاؤ۔
خالد محمود ماڑو۔ اسلام گڑھ

معلومات

☆ وٹامنز میں سب سے پہلے وٹامن سی دریافت ہوا۔
☆ اگر انسانی جسم میں سے آدھا خون خارج ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔
☆ ہڈیوں کا سیمنٹ کیلشیم کو کہا جاتا ہے۔
☆ سیلائٹ ٹیلی فون کو پوری دنیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔
☆ دنیا کا پہلا تاریخی دستور میثاق مدینہ ہے۔
☆ چاند 28 دنوں میں اپنے محور کے گرد چکر پورا کرتا ہے۔
☆ قائداعظم کے آخری الفاظ اللہ پاکستان کے تھے۔
☆ مصر کے آخری بادشاہ فاروق تھے۔
امتیاز احمد۔ کمالیہ

☆ اگر اپنے دوستوں میں عزت چاہتے ہو تو اپنے راز دل میں رکھو۔
☆ اگر کسی کو کچھ دینا چاہتے ہو تو مسکراہٹ دو کیونکہ مسکراہٹ ایسی چیز ہے جو فاصلے مٹا دیتی ہے۔
ملک محمد فاروق۔ کوٹلی

پسندیدہ اشعار

حسرت تو تھی تیری آنکھوں کا آنسو بن جائیں چاہت
پر تو روتے یہ ہم کو گوارا نہیں رانی

✪............ رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلا

روشنی ہو تو دیا جلتا ہے شمع ہو تو پروانہ جلتا ہے
محبت ہو تو دل جلتا ہے آپ جیسا دوست ہو تو زمانہ جلتا ہے

✪............ A.H.C.-سیت پور

مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیوار کی طرح منیر
اپنی جان سے بھی زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں

✪............ محمد منیر سحری-کراچی

مجھے یقین کیوں نہیں ہوتا میری چاہت پر ساگر
میں نے کس کس کو نہیں چھوڑا فقط تیرے لئے

✪............ رئیس ارشد-خان بیلہ

میری زندگی تاش کے پتوں کی مانند ہے انعام
جس نے کھیلنا چاہا تقسیم کر دیا

✪............ انعام علی-جنڈ

برسوں سے میں جنت کی تلاش میں نکلا تھا انعام
آخر تھک کر ماں کے قدموں میں آ گرا

✪............ انعام علی-جنڈ، اٹک

کبھی کبھی سفر زندگی سے تھک کر ہم
تیرے خیال کے سائے میں بیٹھ جاتے ہیں

✪............ مسکان فاطمہ-کنگن پور

پتھر بنادیا مجھے رونے نہیں دیا
دامن بھی تیرے غم نے بھگونے نہیں دیا
دل کو تمہاری یاد کے آنسو عزیز تھے
کوئی بھی درد دل کو سمونے نہیں دیا

✪............ اسحاق انجم-کنگن پور

اس نے یہ سوچ کر الوداع کر دیا ساجن
یہ غریب لوگ ہیں وفا کے سوا کیا دیں گے

✪............ ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

اپنوں کی چاہتوں نے اس قدر دیئے فریب ساجن
کہ روتے رہے لپٹ کے ہر اجنبی کے ساتھ

✪............ ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

ہم سے بھلایا نہیں جاتا ایک انسان کا پیار
لوگ جگر والے ہیں روز نیا محبوب بنا لیتے ہیں

✪............ ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

راستہ ایسا بھی دشوار نہ تھا
بس اس کو ہماری چاہت پہ اعتبار نہ تھا
وہ چل نہ سکے ساتھ ہمارے ورنہ
ہمیں تو جان دینے سے بھی انکار نہ تھا

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

کب دل تمہاری یاد میں چور نہیں ہوتا
کب تم سے ملنے کو مجبور نہیں ہوتا
یہ سچ ہے زندگی میں دل اس کا ٹوٹا ہے
جس کا اکثر کوئی قصور نہیں ہوتا

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا ارشد
وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

نہ رکھ امید وفا کسی پرندے سے ارشد
ذرا پر کیا نکل آئیں اپنا ہی آشیانہ بھول جاتے ہیں

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

کون کہتا ہے کہ مٹ جاتی ہے دوری سے محبت
ملنے والے تو خیالوں میں بھی ملا کرتے ہیں

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

وفا کو ہم وفا دیتے ہیں
بے وفا کو ہم بھلا دیتے ہیں
جو ہمیں وفا سے دل میں بسا لیتے ہیں
قسم سے جان اپنی ہم اس پہ لٹا دیتے ہیں

✪............ رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

بھولنا چاہتے ہو تو بھلا کر دیکھ لو
اک بار یہ بھی آزما کر دیکھ لو
وفا کی لسٹ میں صرف میرا ہی نام ہو گا

جتنا چاہے دوست بنا کر دیکھ لو
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

ذرا سی زندگی ہے ارمان بہت ہیں
ہمدرد نہیں کوئی انسان بہت ہیں
دل کا درد سنائیں تو سنائیں کس کو
جو لوگ دل کے قریب ہیں وہ انجان بہت ہیں
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

وہ سمجھتا ہے کہ میں ہر چہرے کا طلبگار ہوں فراز
میں دیکھتا سبھی کو ہوں بس اس کی تلاش میں
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

محبت کر سکتے ہو تو رب سے کرو کاوش
مٹی کے کھلونوں سے کبھی وفا نہیں ملتی
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

فاصلے گھٹا دیئے دلوں میں نفرت کے ساحل
وہ جو دور ہوئے تو کچھ محبت ہی ہونے لگی
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

بچھڑے ہوئے لوگوں کی ہر بات رُلا دیتی ہے
ہم کو تو ہر جانے والی شام رُلا دیتی ہے
ویسے تو ہم دل کے بڑے مضبوط ہیں
پس کبھی کبھی کسی کی یاد رُلا دیتی ہے
✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

کاش میں بادشاہ ہوتا تو محبت کا قانون بنا دیتا
دو دل جدا کرنے والوں کو میں موت کی سزا سنا دیتا
✪.................. دانش عارف-راولپنڈی

تیری بے وفائی کا شکوہ کروں تو
میری محبت کی توہین ہو گی
✪.................. آفاق احمد کنڈی-ڈی آئی خان

آج تو ان کی یادوں میں ایسے کھوئے ہو فراز
جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
✪.................. حسن رضا-رکن

بچپن میں آسمان کو چھونے کا شوق تھا
جب قد بڑھا تو پیار زمینوں سے ہو گیا
✪.................. عاصم علی-گوجرانوالہ

سارا قصور تھا میرا سارا گناہ تھا میرا
جس دن سے دل لگایا تھا وہ دن برا ہی تھا میرا
✪.................. رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

کتنی منفرد ہے یہ زندگی کی آرزو بلال دل جلے
مر جاتے ہیں کسی پہ کچھ لوگ جینے کے لئے
✪.................. بلال احمد دل جلے-حضرو

جن کے رخسار پر ہمارے ہونٹوں کے نشان ہیں فراز
آج وہ بھی ہم سے ملنے میں حیا کرتے ہیں
✪.................. حماد ظفر ساغر-گوجرہ

جب جنازہ میرا نکلے گا گلی گلی ساغر
تو بے وفا تم دیکھو گے پردہ اٹھا اٹھا کر
✪.................. عامر شہزاد-گوجرہ

وہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچا تھا
تو نے منہ پھیر کر جس شخص کو دیکھا بھی نہیں
✪.................. آفاق احمد کنڈی-ڈیرہ اسماعیل خان

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا
✪.................. آفاق احمد کنڈی-ڈیرہ اسماعیل خان

نہ کر محبت امیروں سے امیر برباد کرتے ہیں
محبت کر غریبوں سے جو دل سے پیار کرتے ہیں
✪.................. وسیم احمد-گگو منڈی

ہم کبھی موجود تھے تقدیر کے دروازے پر
لوگ دولت پہ گرے ہم نے تجھے مانگ لیا
✪.................. وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

نہ جانے کس دربار کا چراغ ہوں میں جنید
جس کا دل چاہتا ہے جلا کے چھوڑ دیتا ہے
✪.................. جنید اقبال-اٹک

خدا کی اتنی بڑی کائنات میں ہم نے
بس اک شخص کو مانگا وہی نہ ملا مجھے
✪.................. جنید اقبال-اٹک

عادت ہی بنا لی تم نے منیر اپنی
کہ جس شہر میں رہنا اکتائے ہوئے رہنا
✪.................. ایم زبیر سگھم-جنڈانوالہ

ایسا کیا لکھوں کہ تیرے دل کو تسکین ہے
کیا یہی کافی نہیں میری دعاؤں میں تم ہو
✪.................. امر حسن-باغ آزاد کشمیر

نام تو لکھ دوں اس کا ہر جگہ مگر یہ خیال آتا ہے
معصوم ہے میرا صنم کہیں بدنام نہ ہو جائے

✪ .... عاصم حسن-باغ آزاد کشمیر
تیرا یہ انداز کبھی مجھ کو برا نہیں لگتا احسان
میری جان یہ انداز زمانے کو اچھا نہیں لگتا

✪ .... احسان سحر-میانوالی
جب کبھی میرا اس سے رابطہ نہیں ہوتا قمر
میں خود میں ڈوب جاتا ہوں وہ مجھ کو مجھ میں ملتا ہے

✪ .... ملک محمد قمر رمضان-پپلاں
کوئی وعدہ نہیں پھر بھی انتظار تھا
دور ہونے کے بعد بھی آپ کی دوستی سے پیار تھا
آپ کے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی ہے آپ کو
میرے ہی ایس ایم ایس کا انتظار تھا

✪ .... عبداللہ حسن چشتی-سیت پور
تیرا سجدہ کہیں تجھے کافر نہ کر دے اے انسان
تو جھکتا کہیں اور ہے سوچتا کہیں اور

✪ .... واجد محمود-اٹک شہر
مت بہا آنسو بے قدروں کے لئے اے دوست
جو قدر کرتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے

✪ .... محمد عمیر مظہر سی-تبکیاں
کل رات چاند بالکل تجھ جیسا تھا فراز
وہی حسن، وہی غرور، وہی دوری

✪ .... مزمل عارف-مندرہ
میں نے کبھی سوچا نہ تھا کہ تم یوں دور چلے جاؤ گے مزمل
میری ساری زندگی بے رونق کر کے

✪ .... مزمل عارف-مندرہ
وہ حسن کا پیکر ہے تو کیا ہوا عمران
میری اماں مجھے چودھویں کا چاند کہتی ہے

✪ .... عمران خان-بجن کسانہ
شاہین کچھ لوگ یہاں پر جام سے جام ٹکرائیں گے
اک دن دیکھ لینا تیرے میخانے ٹوٹ کر بکھر جائیں گے

✪ .... فدا شاہین بھٹی-احمد پور لمہ
مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ

✪ .... محمد اشرف زخمی دل-بچیکی
جس ہاتھ سے اس شوخ کی زلفوں کو چھوا تھا
چھپ چھپ کے اسی ہاتھ کو ہم چوم رہے ہیں

✪ .... رفاقت علی-لیاقت پور

بدن میں رنگ بھرتا ہے، تمہارا چاند سا چہرہ
مجھے بے چین کرتا ہے تمہارا چاند سا چہرہ

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور
جب سے ہوا ہے وہ خواب کی طرح زندگی گزر رہی ہے
عذاب کی طرح خوشبو کے قلم سے شاید لکھا تھا اس نے خط

☆ .... رفاقت علی-لیاقت پور
وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے فراز
ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر

✪ .... رفاقت علی-لیاقت پور
میرے مرنے کی خبر سن کر اس نے کہا فراز اچھا
ہوا مر گیا اکثر اداس رہتا تھا

✪ .... رفاقت علی-لیاقت پور
تو نے چھیڑا ہے تو یہ کچھ اور بکھر جائے گی زندگی
زلف نہیں ہے کہ سنور جائے گی

✪ .... رفاقت علی-لیاقت پور
وہ جفا کرتے رہے ہم وفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

✪ .... رفاقت علی-لیاقت پور
نہ ملتی ہمت نہ کرتا میں حوصلہ
اب کیوں روتی ہو جب ہوتا ہے فیصلہ

✪ .... پرنس تنویر احمد-دادو
مانگ لینا خدا سے اگر ہو عقیدہ تمہارا جنید
خدا ان کو بھی دیتا ہے جو پتھروں سے مانگتے ہیں

✪ .... جنید اقبال-اٹک
نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر کو آباد کرنے سے
دل کو تسلی ملتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

✪ .... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی
ان آندھیوں سے کہہ دو اوقات میں رہے
بڑی مشکل سے جلایا ہے یہ چراغ محبت

✪ .... سمیرا ناز-پھلروان
آج وہ بھی رو پڑا میری بے بسی دیکھ کر فراز
قسم جس نے کھائی تھی مجھے برباد کرنے کی

✪ .... ایم امیر عاصم ملک-میانوالی
رکھو رابطہ جب تک ہم زندہ ہیں دوست
پھر مت کہنا چلے گئے دل میں یادیں بسا کے

✪ .... رضا بلال-لاہور

مختصر اشتہارات

این کے نام

پھول پتے سے جدا ہے خوشبو سے نہیں
تم مجھ سے جدا ہو میرے دل سے نہیں
(عابد رشید-راولپنڈی)

ایم خالد محمود سانول کے نام

آپ کی سبق آموز کہانیاں پڑھنے سے یقین مانئیں ہمیں بہت کچھ مل جاتا ہے۔ بے شک آپ ہمیشہ ہی ایسے اپنے قلم کو "جواب عرض" کے لئے برقرار رکھیں۔ (عبدالوحید ابرار بلوچ-آواران)

قارئین کے نام

میں تمام قارئین کے ساتھ دوستی کرنا چاہتا ہوں، خلوص دل کے ساتھ جو بھی مجھے خط لکھے گا اسے میں خلوص کے ساتھ جواب دوں گا۔ (سیف الرحمن زخمی-مقابر شریف)

جان کے نام

جان زندگی رک جاتی ہے خود کو نامکمل محسوس کرتا ہوں جب تم میرے پاس نہیں ہوتی ہو، تمہارے بغیر یہ زندگی عذاب ہے جان خدا کی قسم۔ (محمد افضل اعوان-گوجرہ)

ایس گوجرہ کے نام

میں تمہاری نظروں میں انسان نہیں، مجھے وفا تمہاری یادیں آنسو بن کر میری زندگی کو تڑپاتی رہیں گی میں

آج بھی تمہارے نام پر تڑپ اٹھتا ہوں تم کبھی آؤ تو سہی تمہارا منتظر ہوں جانو! (مریز بشیر گوندل-گوجرہ)

قارئین کے نام

زندگی بھر اور باوفا دوستی کے لئے رابطہ کریں۔ ان شاء اللہ مایوسی نہیں ہو گی۔ چوبیس گھنٹے کسی وقت بھی کال یا ایس ایم ایس پہ بات کر سکتے ہیں۔ (منظور اکبر اداس جھنگوی-جھنگ)

قارئین کے نام

ان تمام دوستوں سے عرض ہے جو "جواب عرض" پڑھتے ہیں، شہزادہ عالمگیر کے حق میں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کے لئے لازمی قرآن مجید پڑھ کر دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں رکھے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (محمد اسحاق انجم-کنگن پور)

کسی اپنے کے نام

محبت بھی کیا چیز ہے مجھے بھی چھوڑ کر گزر گئی، اب دل بے چین اس کی یاد میں رہتا ہے۔ (رانا محمد احمد-لنڈے والہ)

ایڈیٹر کے نام

اگر مختصر اشتہار کی تحریریں شائع نہیں کرنی تو اس کا کوپن بھی بند کر دیں۔ کیا فائدہ اس میں لکھنے کا اگر شائع نہیں ہونا؟ تو شائع بھی کیا کریں ورنہ بند کر دیں۔ (پرنس عبدالرحمن گجر-مین الانجمہ)

KK کے نام

میڈم میں آپ کا بہت پرانا فین ہوں اور آپ ہیں کہ کسی کا جواب ہی نہیں دیتے آپ میرے ساتھ پلیز رابطہ کریں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار رہوں گا۔ (مسٹر ایم ارشد وفا-گوجرانوالہ)

قارئین کے نام

میں تمام قارئین سے کبھی دوستی کرنا چاہتا ہوں پہلے میں "جواب عرض" نہیں پڑھتا تھا لیکن اب ایک دفعہ پڑھنے کو ملا تو "جواب عرض" کا دیوانہ ہو گیا ہوں۔ میں ہر ماہ ضرور پڑھوں گا۔ میری حوصلہ افزائی ضرور کرنا۔ (سرفراز ذاہر-لکڑیانوالہ)

فیصل آباد کے دوستوں کے نام

شاید آپ کی فطرت میں بے وفائی لکھی ہوئی ہے جو آپ کو کسی بات کا یقین نہیں آتا۔ (بشیر سانول-واہ کینٹ)

ایس ایم سیالکوٹ کے نام

رشتے ناطے

مجھے اپنی دو بہنوں کے لیے دو رشتوں کی تلاش ہے میری بہنیں مڈل پاس ہیں اور نہایت ہی شریف ہیں اور خوبصورت ہیں انکی عمریں اٹھارہ اور بیس سال کے قریب ہیں ان کے لیے ایسے رشتے درکار ہیں جو حقیقت میں شادی کے خواہشمند ہوں جن کا اپنا کاروبار ہو یا پھر وہ سرکاری ملازم ۔یا پھر کسی بھی اچھی ملازمت میں ہوں شریف ہوں اور انکی عمریں پچیس سال سے زیادہ نہ ہوں لاہور اوکاڑہ ۔قصور والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

-----ناز بی بی۔لاہور
معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی ایک کزن کیلئے ایک اچھے رشتے کی تلاش ہے میری کزن خوبصورت شریف فیملی سے ہے اس کی عمر بائیس سال ہے لڑکے کی عمر پچیس سے اٹھائیس سال تک ہو سرکاری ملازم ہو تو بہتر ہے ورنہ کسی بھی اچھی جاب میں ہو لڑکا شریف ہو جہیز کا لالچی نہ ہو۔اچھی سوچ کا مالک ہو فوری رابطہ کریں۔

لاہور والوں کو ترجیح دی جائے گی

--------زیبا۔لاہور
معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی بیٹی کے لیے رشتے کی تلاش ہے میری بیٹی کی عمر اکیس سال ہے نہایت شریف ہے تعلیم بہت کم ہے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہم لوگ اس کو آگے نہ پڑھا سکے تھے لیکن پڑھنا لکھنا سب جانتی ہے اس کے لیے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو نہایت شریف ہو جو میٹرک پاس ضرور ہو اپنا کام کرتا ہو یا پھر کسی بھی اچھے ادارے میں ملازم ہو برائے کرم جہیز کے لالچی لوگ رابطہ نہ کریں کیونکہ ہم اتنے زیادہ امیر نہیں ہیں اور وہ لوگ رابطہ کریں جن کو ایک اچھی شریک حیات کی تلاش ہو ہم جلدی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔-----ک بیگم۔
معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں شادی کا خواہشمند ہوں میری عمر بیس سال ہے نہایت شریف فیملی ہے تعلیم انٹر ہے مجھے ایک ایسی شریک حیات کی تلاش ہے جو کم از کم میٹرک پاس ہو پا اس سے بھی کم ہو تو کوئی حرج نہیں شریف ہونا ضروری ہے۔باپردہ ہو اور اچھے اخلاق کی مالک ہو میں اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کروں گا اس کو اچھے شوہروں جیسا پیار دوں گا فوری رابطہ کریں۔

۔الفت جان۔سیالکوٹ۔
معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں ایک خوبصورت انسان ہوں پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا ہوں اپنا بزنس ہے خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میری عمر چالیس سال ہے اور مجھے ایسی عورت کی تلاش ہے جو بہت زندگی سے بیزار ہو جو بیوہ ہو مطلقہ ہو یا پھر کوئی اور مسئلہ ہو میں اس کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اس کو زندگی کا ایسا ساتھی بناؤں گا کہ وہ اپنے تمام دکھوں پریشانیوں کو بھول جائے گی کبھی بھی اس کو تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔اپنی تمام زندگی اس کے نام لگوا دوں گا فوری رابطہ کریں۔

-------زاہد۔لاہور

دکھ درد ہمارے

قارئین کرام آج میں اپنا مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ کبھی کبھی وقت انسان پر ایسا آجاتا ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ میرے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوا ہے ہم لوگ گھر میں اچھے بھلے رہا کرتے تھے لیکن قسمت نے ایسا زخم دیا کہ ہم نے کبھی سوچا بھی تھا۔ میرے شوہر کام پر گئے کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ چوٹ اس قدر زور کی تھی کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اب وہ کئی سالوں سے چارپائی پر پڑے ہوئے ہیں میں ہی لوگوں کے گھروں میں کام کرکے اپنا اور بچوں کا بلکہ شوہر کا بھی پیٹ پال رہی ہوں گھر بھی اپنا نہیں ہے اور پھر آپکو تو معلوم ہے کہ جس انسان کا کوئی بھی کمانے والا نہ ہو اور مکان بھی اپنا نہ ہو اس پر زندگی کس قدر اذیت بن جاتی ہے مجھے نہ دن کو سکون ملتا ہے اور نہ ہی رات کو نیند آتی ہے سوچ سوچ کر پاگل ہوئی جارہی ہوں اب لوگوں کے سامنے آئی ہوں کہ خدا کے لیے ان نازک حالات میں میری کچھ مدد کریں ہوسکتا ہے کہ آپ لوگوں کی مدد سے ہماری زندگی میں بھی سکون آجائے ہمارے چہروں پر بھی مسکراہٹ آجائے ہم بھی چین کی زندگی جی سکیں۔ بس میری اتنی مدد کردیں کہ میرے گھر کا کرایہ ادا ہوجائے اور گھر کا کچھ سلسلہ چل جائے امید ہے کہ آپ لوگ اپنی دکھی بہن کی اس اپیل پر ضرور عمل کریں گے اور میری کچھ نہ کچھ ضرور مدد کریں گے اس کا اجر خدا ہی آپ کو دے گا میں اور میرے بچے دعائیں دیتے رہیں گے۔۔۔۔

کوثر۔ فیصل آباد۔۔۔۔۔۔۔۔

قارئین کرام میری زندگی دکھوں میں ہی بیتی جارہی ہے میں کیسے جی رہی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں میری عمر بائیس سال ہے لیکن دونوں ٹانگوں سے معذور ہوں نہ چل سکتی ہوں اور نہ ہی کوئی کام کرسکتی ہوں بس سارا دن چارپائی ہوئی اپنی قسمت کو روتی رہتی ہوں ڈاکٹروں نے اس کا بہت مہنگا علاج بتایا ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے اور پھر ہمارا کوئی کمانے والا بھی نہیں ہے امی ہی ہیں جو سارا دن کام کرتی رہتی ہیں۔ اپنے حالات کو دیکھتے ہوئے جی چاہتا ہے کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرلوں لیکن نجانے کیوں ایسا نہیں کرپاتی ہوں۔ مجھے آپ بہن بھائیوں کی مدد کی ضرورت ہے میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بھی چلو کام کروں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاؤں لیکن شاید میری یہ سوچ کبھی بھی پوری نہ ہو مجھے کسی نے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ لوگوں سے مدد کی اپیل کروں سو آگئی ہوں برائے مہربانی میری مدد کریں تاکہ میں اپنا علاج کراسکوں اور گھر کے سلسلہ کو چلاسکوں امید ہے کہ آپ میری ضرور مدد کریں گے۔ خدا آپ کو اس نیک کام کا اجر دیں گے ہم گھر والے آپ کو دعائیں دیتے رہیں گے۔ میں ہر وقت روتی رہتی ہوں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ میں کیا کروں کہاں جاؤں کوئی بھی نازک وقت میں ساتھ نہیں دیتا ہے۔ میں پہلے ٹھیک تھی لیکن یکدم اسو بیماری کا مجھ پر حملہ ہوا اور میں دونوں ٹانگوں سے معذور ہوگئی ہوں۔ میں کسی بھی قسم کا جھوٹ نہیں بول رہی ہوں آپ لوگ میری انکوائری کرسکتے ہیں

صدف۔ جہلم۔۔۔۔۔۔۔۔

آئینہ روبرو

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔میر پور خاص

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

شہزاد سلطان کیف۔کویت

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

ایم وائی سچا۔جدہ سعودی عرب

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول
محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی
پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

سردار اقبال سردار گڑھ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول
محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی
پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

سمیرا رمان سنگم۔ فیصل آباد

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول
محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی
پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد افضل آزاد۔ ساہیوال

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول
محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی
پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد ندیم عباس میواتی۔ پتوکی

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول
محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی
پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

پرنس مظفر شاہ۔پشاور

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوااس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول
محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی
پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

حافظ شفیق عاجز۔کوٹلی آزاد کشمیر

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوااس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول
محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی
پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد آفتاب شاد۔کوٹ ملک۔دوکوٹہ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوااس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف
کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول
محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی
پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

رانجھا کامران حیدر۔راجگان

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوااس رسالے کی میں جتنی
بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

سیف الرحمٰن زخمی۔ سیالکوٹ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

فنکار شیر زمان پشاوری۔ پشاور

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

راشد لطیف صبرے والا۔

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد وقاص ساگر۔ رحیم یار خان

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجاپالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتاباجڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

مصباح کریم میواتی۔پتوکی

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجاپالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتاباجڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

ملک علی رضا۔فیصل آباد۔

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجاپالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتاباجڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

رانا نذر عباس زخمی۔منڈی بہاؤالدین

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔تاجاپالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتاباجڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دو بول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد اسلم جاوید۔فیصل آباد

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

مریز بشیر گوندل۔ گوجرہ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

رینا محمود قریشی۔ میرپور خاص

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

حماد ظفر بادی۔ منڈی بہاؤالدین

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

بشارت علی پھول باجوہ۔ شیخوپورہ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد عقیل بھون۔ چکوال

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

اقبال بھٹی۔ لاہور

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

ولی اعوان۔ لاہور

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لو سٹوری۔ تاجا پالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتابا جڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

رانا بابر علی ناز۔ لاہور

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزا دیا کس کس کی تعریف

کروں ایک اورلوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دوبول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

آصف جاوید زاہد۔ساہیوال

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ یہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اورلوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دوبول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

پرنس عبدالرحمٰن۔نین رانجھا

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ یہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اورلوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دوبول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

ایم اشرف زخمل۔ننکانہ صاحب

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ یہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اورلوسٹوری۔تاجا پالشیا۔رگوں میں کانٹے۔کسک۔شہر کتابا جڑ گیا۔زندگی دھوپ چھاؤں۔دوبول محبت کے۔رونگ نمبر۔کبھی خوشی کبھی غم۔لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔بچھڑی محبت۔انتظار۔ویران گلشن۔پیار کی پیاسی۔یادوں کے برستے بادل۔لالچی محبت۔ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد عظیم ننکانہ صاحب

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ یہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف

کوپن جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپکے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر، واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہیے
اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ ورنہ اشتہار ضائع کر دیا جائے گا...... ایڈیٹر

....

....

....

....

نام .... مکمل پتہ ....

....

کوپن کالم ملاقات کیلئے



جواب عرض

[illegible]

نام ....

عمر ....

مشغلے ....

مکمل پتہ ....

....

....

اس کوپن کے ہمراہ
اپنی بلیک ہو ویٹ تصویر
ارسال کریں، ہم شائع
کریں گے۔ ایڈیٹر

کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتاباجڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

شگفتہ ناز آزاد کشمیر

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتاباجڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد عامر رحمان۔ آزاد کشمیر

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتاباجڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف کروں ایک اور لوسٹوری۔ تاجاپالشیا۔ رگوں میں کانٹے۔ کسک۔ شہر کتاباجڑ گیا۔ زندگی دھوپ چھاؤں۔ دو بول محبت کے۔ رونگ نمبر۔ کبھی خوشی کبھی غم۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ بچھڑی محبت۔ انتظار۔ ویران گلشن۔ پیار کی پیاسی۔ یادوں کے برستے بادل۔ لالچی محبت۔ ان سب کہانیوں نے بہت ہی مزادیا ہے انکے رائٹروں کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔

اقصد علی فراز۔ منڈی بہاؤالدین

فروری کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزادیا کس کس کی تعریف

کوپن

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

"جواب عرض" میں آپ اس کالم میں "غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟" سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ آپ کی رائے ہم "جواب عرض" میں شائع کر دیں گے۔ آپ یہ کوپن کاٹ کر اپنی رائے کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیں۔

میری رائے میں ____________________

____

____

نام: ____________ شہر: ____________

کوپن

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

جواب عرض

آپ کا بہترین دوست کون ہے اور کیوں ہے، کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کا سب سے اچھا اور بہترین دوست ہے؟

میرا بہترین دوست ____________________

____

____

____

نام ____________ شہر کا نام ____________

ماہنامہ

جواب عرض



ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ میں باقاعدگی سے پڑھتی ہوں

آپ بھی اسے فوراً خریدیں